CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

कुलियाते संन्यासी

(जीवनी संन्यासी की हिन्दी में)

लेखक - शान्ति स्वामी अनुभवानन्द

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کُلیاتِ سنیاسی

SAMPLE STOCK VERIFICATION 1988
VERIFIED BY ....
गुरुकुल

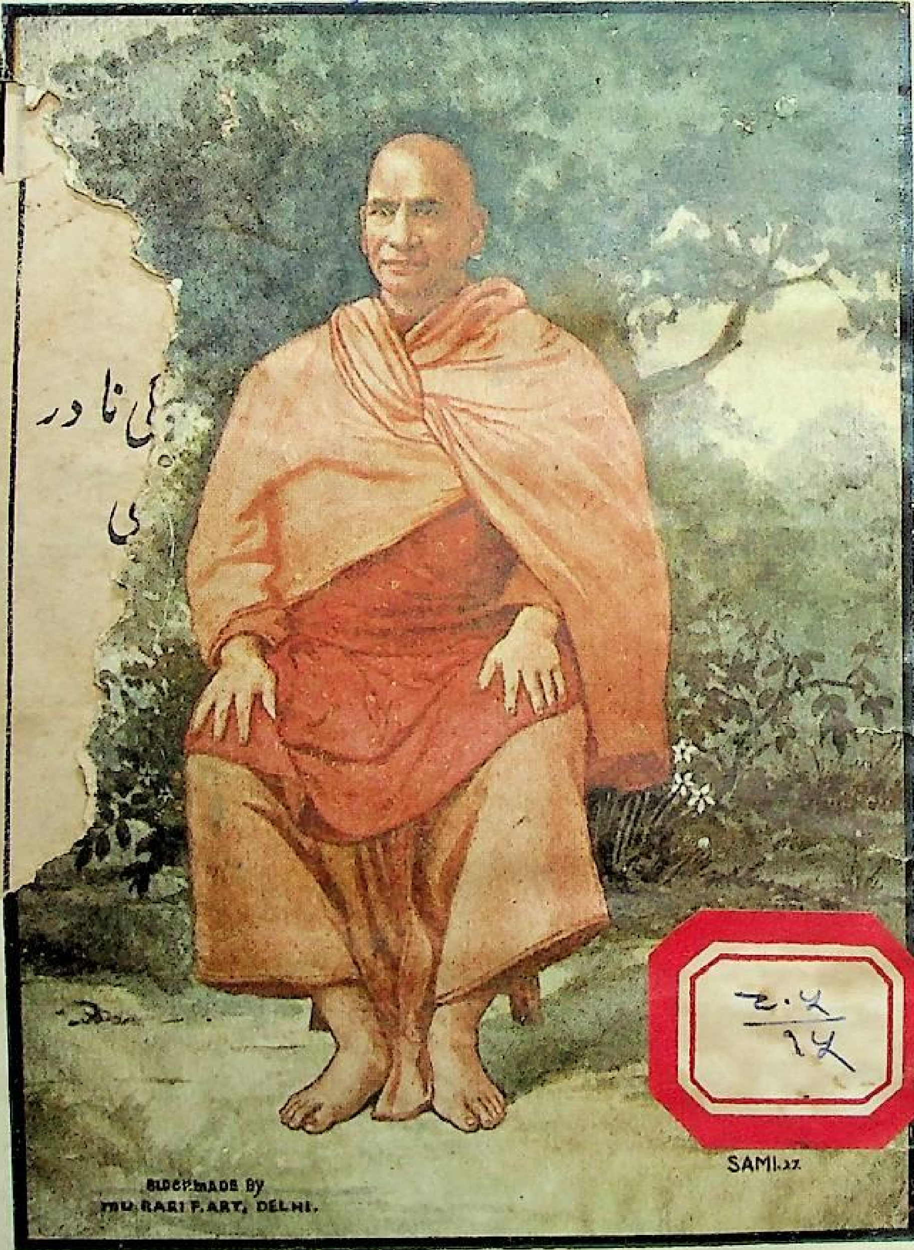

کی نادر
ی

شہیدِ دھرم شری سوامی شردھانند جی مہاراج

Block made & Printed by
Murari Fine Art Works, Delhi

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय, हरिद्वार
पुस्तकालय

विषय संख्या ८.५
पुस्तक संख्या १५
आगत पञ्जिका संख्या

पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कृपया १५ दिन से अधिक समय तक पुस्तक अपने पास न रखें।

श्री इन्द्र विद्यावाचस्पति
भूतपूर्व उपकुलपति द्वारा पुस्तकालय गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय को दो हज़ार पुस्तकें सप्रेम भेंट

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

३८०० ...
12-6-62
।

इन्द्र विद्यावाचस्पति
चन्द्रलोक, जवाहर नगर
दिल्ली द्वारा
गुरुकुल कांगड़ी पुस्तकालय
में

کلیاتِ سیں

یعنی

شہید دھرم شری سوامی شردھانند جی مہاراج کی نادر
کتابوں کا مجموعہ حصہ اول مع مختصر سوانح عمری

مؤلفہ

شانت سوامی انوبھوانند جی مہاراج

جسے

ماسٹر شب چرنداس نے شردھانند ساہتیہ سدن

دہلی سے شایع کیا

سمت ۱۹۸۳ بکرم

ہندوستان الیکٹرک پرنٹنگ ورکس دہلی میں بابو شام بہاری لعل کے
اہتمام سے چھپا

تعداد جلد دو ہزار

قیمت دو روپے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय, हरिद्वार
पुस्तकालय

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by

ग्र० ८० ...
१२-८-६२

इन्द्र विद्यावाचस्पति
चन्द्रलोक, जवाहर नगर
दिल्ली द्वारा
गुरुकुल कांगड़ी पुस्तकालय को
भेंट

اوم

دیباچہ

اپنے دھرم اور دیش واسیوں کیلئے اصلی معنوں میں دین مین اور انت میں تن کو بھی ارپن کر دینے والے ویر سنیاسی سوامی شردھانند جی مہاراج کی لیکھوں کو ایک جگہ جمع کر کے شایع کرتے ہوئے مجھ کو جو آنند محسوس ہو رہا ہے۔ اُسے میرے اور پرماتما کے سوائے دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔ مجھے اِس کام کو کرتے ہوئے فخر اور فرض کی ادائیگی سب کچھ نظر آرہا ہے۔ آریہ سماجک لٹریچر مین شہید اکبر پنڈت لیکھرام کے بعد سوامی جی نے جتنا بھی اضافہ کیا ہے۔ وہ قابل قدر ہی نہین۔ قابل مطالعہ بھی ہے۔ آپ کی تصنیفات چاہے کوئی بھاری ذخیرہ نہین ہین۔ لیکن آپ کی زبان مین جو خصوصیت کام کرتی رہی ہے۔ اور اُس خصوصیت نے پنجاب کی اردو مین جو انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ وہ قابل غور تو ہی ہے قابل عزت بھی ہے۔ آپ نے ہی پنجاب کی اردو مین اپنے اخباری مضامین۔ کتابوں اور لیکچروں مین گہری ہندی اور سنسکرت الفاظ کو شروع کیا تھا جو بعد مین اتنا مقبول اور مروج ہوا کہ آریہ سماجی اور ہندو اخبارات کی تو بات ہی کیا ہے مسلمانی اخبارات اور کتابوں مین بھی ایسے الفاظ کا استعمال عام ہوگیا۔ اور یہ رواج اتنی کثرت سے پھیلا کہ پنجاب کی ہندو دانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اردو کو عام طور پر آریہ سماجی اردو کا نام دیا گیا۔ سوامی جی کی اِس دوراندیشی کا ایک نتیجہ آج ظاہر ہے۔ کہ پنجاب کے ہندوؤں کو گہری ہندی سے ناواقف ہونے پر بھی سنسکرت ملی ہندی کے پڑھنے اور سمجھنے میں ذرا بھی دقت محسوس نہیں ہوتی ٭

سوامی جی مہاراج کی تحریری تصانیف کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اُن میں سے پہلا حصہ تو وہ ہے۔ جو کہ آریہ سماج یا ویدک سدھانتوں کی حفاظت اور پرچار کے لیئے ہی لکھا گیا ہے۔ دوسرا وہ حصہ ہے کہ جو محض آریہ ہندو جاتی کی رکشا۔ ترقی اور بھلائی کے لیئے شائع کیا گیا۔ اور تیسرے حصہ میں اُن کی وہ تحریرات شامل کیجا سکتی ہین۔ جو کہ آریہ سماج کے اندرونی معاملات سے تعلق رکھتی ہین۔ اور جنہین مین اِس کلیات میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ مجھے دلی رنج ہے۔ کہ میں بجلدی کی وجہ سے نہ تو اِس کلیات کو ٹھیک طور پر ترتیب ہی دے سکا۔ اور نہ اس قدر محنت ہی کر سکا۔ کہ جس قدر کرنے کی ضرورت تھی۔ ۱۴ فروری کو میرے دماغ مین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شہید دہرم شری سوامی شردھانند جی مہاراج کی پرانی اور نئی کتابوں کو ایک جگہ جمع کر کے کلیات کی صورت مین شایع کر دینا چاہیئے۔ اِسکے ساتھ ہی یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ آپ کی ان تحریروں کو پہلے ہندی مین شایع کیا جائے۔ گورکل کانگڑی چونکہ آپ کی تمام کوششوں کا ابتدائی مرکز رہا ہے۔ اِس گورکل کی سلور جوبلی ۱۶ مارچ سے شروع ہے۔ لہذا کلیات کو شایع کرنے کے لیئے اِس سے اچھا موقع دوسرا خیال نہیں کیا گیا۔ اِدہر انتہائی کوشش کرنے پر بھی ہندی کے کسی پریس نے ۱۷ مارچ تک چھاپنے کی ذمہ واری نہیں لی۔ مجبوراً اردو میں ہی تیار کرنی پڑی۔ اور وہ بھی سب ملا کر ۲۵ دنوں مین۔ ناظرین خیال کر سکتے ہین کہ صرف ۲۵ دنوں مین پہلی جلد کے قریباً ۶۰۰ صفحات کی لکھائی چھپائی اور باقی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تیاری کے ساتھ مختلف تصاویر کے بلاک بنواکر شامل کرنا میرے جیسے دایم المریض کے لئے آسان کام نہین تھا۔ پھر بھی اس قدر قلیل عرصہ مین جو کچھ کر سکا ہوں۔ اُسکے لئے امید ہے۔ کہ پریمی پاٹھک پسند کرین گے۔

سمت ۱۹۴۷ بکرمی میں ست دہرم پرچار کے جاری کرنے کے ۸ سال بعد سوامی جی نے سب سے پہلی کتاب **صبح امید** لکھی تھی۔ ویدوں کے متعلق اردو زبان مین آپ جو لٹریچر مہیا کرنا چاہتے تھے۔ اس کی یہ ایک تمہید تھی۔ جو کامیابی کے ساتھ لکھی گئی۔ اس مین آپ نے متعدد دلائل اور حوالجات سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ میکس میولر وغیرہ یوروپین وِدوان جو ویدونکا آزادانہ مطالعہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہین، وہ سراسر غلط ہے۔ اُن کی رائین نہ تو آزادانہ مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ اور نہ ہی ان کی نیک نیتی کا اظہار۔ بلکہ اُنکا تمام دارومدار پورانک پنڈتوں کی واقفیت پر ہے۔ اور وہ بھی محض بائیبل کے مذہب سے کمتر درجہ ثابت کرنے کے لیئے۔

اس کے علاوہ اسمیں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شری یت رومیش چندردت جیسے ہندوستانی انگریزی تعلیمیافتہ ودوانوں نے بھی وید کے متعلق جو کچھ تحقیقات کی اور لکھا ہے۔ اسمین بھی اُن کی آزادانہ کھوج کو کوئی دخل نہیں۔ بلکہ میکس میولر وغیرہ یوروپین مصنفوں نے تو پورانک خیالات سے کچھ مدد بھی لی ہے۔ لیکن ہندوستانی ودوانوں نے اُن کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اور محض یوروپین سکالروں کی تیار کی ہوئی پگڈنڈی پر ہی بے تحاشہ دوڑ رہے ہین۔ اس ساری کتاب مین آپ نے مستند حوالجات سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ویدوں کے سمجھنے مین اگر کہیں سے صحیح امداد مل سکتی ہے۔ تو وہ سوامی دیانند کی تحقیقات کیمطابق **نروکت** وغیرہ قدیم کتابوں سے ہی مل سکتی ہے۔ اور سوامی جی کے بتلائے طریقوں سے ہی وید کی الجھنوں کو کامیابی کے ساتھ سلجھایا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب ۸۰ سال پورانی ہونے پر بھی مضامین اور خیالات کے لحاظ سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نئی ہے۔ اور آج بھی اردو داں پبلک کو اُتنا ہی لابھ پہنچا سکتی ہے۔ جتنا کہ اِس وقت پہنچا سکتی تھی +

دوسری کتاب جو اِس کلیات مین شامل کی گئی ہے۔ اُسکا نام **محمدی سازش کا انکشاف** ہے جسکا پہلا نام **ہندوؤ خبردار! تمہارے دہرم ورگ پر شب خون بول گیا** تھا۔ جو دوسرے ایڈیشن مین سوامی جی نے خود ہی بدل دیا۔ یہ کتاب کیوں لکھی گئی۔ اس کا مفصل جواب سوامی جی کے اپنے الفاظ میں یہ ہے

"حفاظت خود اختیاری

کے اصول پر جو انسان عمل نہیں کرتا اُسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی طرح پر جو انسانی گروہ لبطور ایک جماعت کے ناقابل ہے۔ وہ اِس بات کا سزاوار ہے کہ صفحۂ ہستی سے مٹجاوے۔ اس لئے ہندوؤں کو خبردار کرنا مین نے اپنا فرض سمجھا ہے +

مذہب انسانونکو محض ایک تاریں پرونے

کا نام نہین ہے۔ اگر مسلمانان ہند خواجہ حسن نظامی کے مشورہ پر عمل کرین گے۔ تو معلوم نہیں کہ وہ کس مذہب کے داعی بنینگے۔ اگر ہندوؤں کو مسلمان بنانے کے لئے فاحشہ عورتوں کی بدکاری۔ قمار بازی اور مکاری وغیرہ کو ذریعہ بنایا جانا ثواب ہی۔ تو نہ معلوم قرآن مجید کی ہدایات در بارہ نیک روی اور پاکیزگی۔ قلب کا کیا حشر ہوگا۔ اور اگر مولانا عبدالباری کا فتوے اقتل مرتد مسلمانوں کا فرض مذہبی ہے۔ تو ہندوستانی ہند کیسے اطمینان سے بیٹھ سکتے ہین۔ اس لئے مین نے اپنا فرض سمجھا۔ کہ دیندار مسلمانونکو انکے فرض سے خبردار کروں۔"

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ خواجہ حسن نظامی نے ہر مسلمان کو داعی اسلام اور حفاظت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اشاعت اسلام کی تدبیرین و حکمتین سکہلانے کے لیئے تقریباً ۵۲ صفحوں کا ایک رسالہ چھپواکر ۸ سال ہوئے کہ چپکے چپکے محض مسلمانوں مین تقسیم اور فروخت کیا تہا۔ وہ رسالہ کسی طرح کسی ہندو کے ہاتہہ لگ گیا۔ اور پھر سوامی جی تک پہنچ گیا۔ اس کتاب مین حسن نظامی صاحب کے اسی فاطمی دعوت اسلام اور اس کے ضمیمہ داعی اسلام کی پڑتال کرنے کے ساتھ ہی مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی کے قتل مرتد والے مشہور کہلے خط کے مضامین کی بھی اصلیت ظاہر کی ہے۔

تیسری کتاب اندہا اعتقاد اور خفیہ جہاد ہے۔ گیارہوین صدی مین حسن بن صباح نے ملک مصر میں اسمعیلی فرقہ کی بنیاد رکھکر داعی اور فدائی نام کے دو گروہ کھڑے کیئے تھے۔ ان میں سے پہلے گروہ کا کام اندھے اعتقاد کا پھیلانا۔ اور دوسری گروہ کا کام تھا۔ ہر ناجائز طریقہ سے مخالفوں کو قتل کرکے اپنا راستہ صاف کرنا۔ موخرالذکر نے اس زمانہ میں اس قدر کشت و خون کیا۔ کہ ہر طرف شور برپا ہوگیا۔ مگر یہ تمام کشت وخون اس قدر پوشیدہ طور پر کیا جاتا تہا۔ کہ برسوں تک لوگوں کو پتہ نہ چلا۔ اس فدائی فرقہ نے ہی دنیا میں شاید سب سے پہلے مذہب کے نام پر خفیہ خنجر کا رواج دیا تھا۔ جو بعد میں عیسائیوں کے ایک فرقہ نے بھی قبول کرلیا۔

اس کتاب کے لکھنے اور شایع کرنے سے سوامی جی نے گویا ان تمام خطرناک نتایج کا انکشاف کیا ہے۔ جو ایک مرتبہ محمدی مذہب کے دائرہ میں آجانے سے ہندوؤں کے لئے مہلک منہ کھولے کھڑے ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی دکھلا دیا ہے۔ کہ جو ہندو اپنے ہی بھائیوں کو اپنے بُرے برتاؤ سے محمدی مذہب میں جانے کے لئے مجبور کرتے رہتے ہیں۔ انکے گناہ بھی اُنکے آگے آئے بنا نہیں رہیں گے۔ اور اگر ہندو بروقت نہ سمجھے۔ تو ایک وقت آسکتا ہے۔ کہ انہیں میں سے نکلی ہوئی ہندو دشمنوں کی ایک خاصی تعداد انکا ہی سر کچلنے کو تیار ہو جاویگی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان تین بڑی کتابوں کے علاوہ متعدد اہم رسالہ جات کلیات کے اس حصہ میں شامل کئے گئے ہیں۔ انکا نام حسب ذیل ہے۔

(۱) آریوں کی نتیہ کرم پدھتی

(۲) عیسائی تعصب اور آریہ سماج

(۳) ماتری بہاشنہ کا ادہار

(۴) پارسی مذہب اور ویدک دہرم

مجھے آشا ہی نہیں۔ بلکہ وشواس کرنا چاہیے۔ کہ میرے ہندو بہائی اپنے پیارے لیڈر اور شہید دہرم شری سوامی جی مہاراج کے خیالات سے بہت کچھ فائدہ اٹھانے اور میری محنت کو سپھل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ میں جلد سے جلد دوسرا حصہ انکے ہاتھوں میں دلیکوں۔

آخریں میں اپنے متر ماسٹر شب چرنداس جی منتری آریہ سماج چاوڑی بازار دہلی کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ جنکی خاص اور دلی امداد سے میں اس کام کو پورا کرسکا ہوں۔ سچ بات یہ ہے۔ کہ اگر وہ دن اور رات ایک کرکے میری مدد نہ کرتے تو میں اس قدر قلیل عرصہ میں اس کام کو پورا نہیں کر سکتا تہا۔

جاتی کا ایک تچھہ سیوک

شانت سوامی انوبہوانند

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوم

جیون چرتر

کسی شاعر کا قول ہے کہ اے انسان جب تو پیدا ہوا تھا تو روتا تھا لیکن لوگ ہنستے اور خوشیاں مناتے تھے۔ مگر دیکھ! تیری موت ایسی ہونی چاہیئے کہ دنیا رونے لگے اور تو ہنستا ہوا جاوے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا پیدا ہونا اور رہنا دوسروں کے لئے زندگی بخش ثابت ہوتا ہے۔ پرماتما کی طرف سے ہر ایک انسان کے لئے ایک مقررہ فرض ہوتا ہے جسے پورا کرنے کے لئے وہ دنیا میں آتا ہے۔ اور اپنے فرض کو پورا کر کے چلا جاتا ہے

دھارمک اور قومی قربانیاں کس قدر قیمتی اور مبارک ہوتی ہیں۔ ان کی تعریف سوامی جی کے اپنے ہی لفظوں میں لکھنا مناسب ہوگا۔ آپ شہید اکبر پنڈت لیکھ رام کی سوانح عمری لکھتے ہوئے دیباچہ میں کہتے ہیں۔ "دنیا کی ترقی کی تاریخ ہمیشہ بڑے آدمیوں کے خون سے تیار ہوتی ہے۔ اور ان میں سے بھی جن بہادر روشیر ہردوں نے کہ دہرم کے میدان میں کام کیا ہے۔ اور اپنے مانے ہوئے دھارمک سدھانتوں پر اپنی پیاری جان تک نچھاور کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ انکی دہرم پر آتمانے ان کے خیالات کے پھیلانے میں مقناطیسی طاقت کا کام دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ ایک جماعت کی زندگی کا اندازہ صرف ان قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے۔ جو کہ اس جماعت کے ممبر اپنے عقیدوں کی حفاظت میں کرنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے لئے تیار رہوں۔ ہر ایک زندہ سماج یا جماعت اپنی زندگی کا اظہار اس قسم کی قربانیوں سے کرتی رہی ہے۔ اور جس قدر زیادہ متعصب صعوبتیں کہ کسی سچائی کے بانی کو مخالفین کے ہاتھوں سے برداشت کرنی پڑی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جس قدر زیادہ شہادت کہ کسی سچے دھرم شکھشک نے کسی خاص سچائی پر دی ہے۔ اسی قدر زیادہ اشاعت اس سچائی کی اس دنیا میں ہوتی رہی ہے۔ اس لئے وہ جماعت مبارک ہے جس کو رہبروں کو کہ اپنے لہو کی شہادت سے اپنی مانی ہوئی سچائیوں کو ثابت کرنے کا موقع ملے!!

پیارے ناظرین! سوامی جی کے ظاہر کئے ہوئے خیالات آج عملی طور پر انکی اپنی شہادت سے صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے گویا اپنے خیالات پر اپنے خون کی مہریں لگا دی ہیں۔ بھارت اور ہندو جاتی کی پراچین تاریخ ایسے ویروں کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ جن کی جیون۔ دیش جاتی اور دھرم کے لئے ہی گذرے ہیں۔ ہندو تاریخ میں ایسی بہت سی بے داغ مثالیں ملتی ہیں۔ کہ جن پر ہندو جاتی آج بھی فخر کے ساتھ اپنی چھاتی پھلا سکتی ہے۔ ایسی نیک ہستیوں کے جیون اس زمانہ کی یاد دلاتے ہیں۔ اور ان کمزوریوں کو بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جنہیں دور کرکے دیش۔ جاتی اور دھرم میں نئی روح پھونکنے کے لئے ان بزرگوں نے انتہائی کوششیں کی تھیں۔ ان لوگوں کے نام اور کام تاریخی آسمان پر ستاروں کی طرح چمکا کرتے ہیں۔ جن سے گمراہ انسان۔ خاندان۔ سوسائیٹیں اور قومیں ہر طرح کے سبق حاصل کرکے ترقی کے راستہ میں گامزن ہوتے ہیں

ایسے ہی دھرم ویروں اور کرم ویروں میں ہمارے ہیرو شری سوامی شردھانند جی مہاراج تھے جن کی زندگی مختلف واقعات سے پر ہونے پر بھی ایک بیخوف مستقل اور موقعہ شناس زندگی تھی۔ پرماتما کرے کہ آریہ جاتی کا ہر ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ویرپتر اپنی اوصاف کا مالک بنے۔ جن صفات سے موصوف ہو کر اس ویرسنیاسی نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔

خاندان اور جنم

سوامی جی کا شبھ جنم پھاگن بدی ترودش سمت ۱۹۱۳ بکرمی کو تلون ضلع جالندھر کے ایک مشہور کھتری گھرانے میں ہوا تھا۔ آپ کے پردادا کا نام سکھانند دادا کا نام گلاب رائے اور پوجیہ پتا کا نام نانک چند تھا۔ آپ کے پتا لالہ نانک چند نے غدر کے دنوں میں انگریزوں کی خوب مدد کی تھی جس کے صلہ میں صوبہ دار میجر کے عہدہ تک پہنچ گئے تھے۔ سوامی جی کا پہلا نام منشی رام تھا۔ آپکے پتا ان دنوں یو۔پی میں کام کرتے تھے۔ اس لئے بالک منشی رام کی تعلیم و تربیت بھی اسی صوبہ کے بنارس۔ بدایوں۔ بریلی وغیرہ شہروں میں ہی ہوتی رہی بنارس میں آپ کا یگیوپت سنسکار ہوا۔ اردو میں انگریزی۔ انٹرنس کا امتحان بھی پاس کیا۔ اور پھر کوئنز کالج میں بھرتی ہو گئے۔ اس زمانہ میں کالج کے پرنسپل گرفتھ تھے۔ جن کا کیا ہوا چاروں ویدوں کا انگریزی ترجمہ آج بھی سب جگہ مشہور ہے۔

آپ کی کالج کی زندگی بہت ہی مختلف اور متضاد حالات سے پر ہے۔ کبھی آپ شاعری کی دھن میں مست رہتے۔ تو کبھی ناولسٹ نظر آتے۔ کبھی اپنی تعلیمی حالت میں دکھائی دیتے۔ تو کبھی آوارہ گردی ہی میں گھومتے دیکھے جاتے۔ غرض ان دنوں آپ کی زندگی عجیب سی بن رہی تھی۔ لالہ نانک چند جی کوتوال شہر کا کام کرتے تھے۔ اس لئے خرچ کی کمی نہیں تھی۔ لوگ عزت کرتے اور کوتوال کا بیٹا سمجھکر ڈر بھی مانتے تھے۔ لڑکے بھی کسی قدر دبتے تھے۔ اور جوانی کے ساتھ

دولت لٹانے سے شوقین ساتھیوں کی بھی کمی نہیں تھی۔ لہٰذا ان دنوں زندگی میں مختلف قسم کے نشیب فراز ہونا ایک معمولی سی بات سمجھی جا سکتی تھی

عالم جوانی

والدین کے خیالات کا اثر اولاد پر گہرا۔ کافی اور لازمی ہوا کرتا ہے۔ آپ کا قریباً سارا پریوار مورتی پوجک تھا۔ لہٰذا آپ بھی اس کام میں پریوار سے پیچھے نہیں رہے۔ گھر میں ست نارائن کی کتھا کا پرچار تھا۔ اودھر بنارس کے شاندار مندروں میں بھی آمد رفت رہتی تھی۔ آپ لڑکپن سے ہی دھن کے پکے رہے ہیں جس بات پر ایک بار وشواس جم گیا۔ وہ جلدی سے نہیں ختم ہوتا تھا آپ گویا اسی کے ہو جاتے تھے۔

روزانہ وشوناتھ کے مندر میں جاتے۔ اور عابدانہ دل سے پوجا کر کے واپس آتے۔ زندگی باقاعدہ گذرتی تھی جسم کا ڈھانچہ مضبوط تھا۔ کسرت کا خیال کافی رہتا تھا۔ آپ نے عالم جوانی میں جن قاعدوں کی پابندی کی ہے۔ اُن پر آخری دنوں تک عمل بھی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بوڑھے ہونے پر بھی کام اور محنت کے لحاظ سے آج کل کے بہت سے جوانوں کو شرمندہ کر سکتے تھے جن لوگوں نے ستر سال کی پچھلی عمر میں کام کرتے دیکھا ہے۔ وہ حیران رہ جاتے تھے کہ اتنی عمر میں اس قدر کام کر کے بھی کیسے ہنس مکھ رہتے تھے۔

اندھے اعتقاد کا اشت

منشی رام جی اپنے خاندانی خیالات کے مطابق جتنے کٹر مورتی پوجک تھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

واقعات کے پھیر سے اسی قدر بت پرستی کے مخالف بھی بن گئے۔ جنوری ۱۸۷۶ء میں ایک دن آپ کو شری وشوناتھ کے درشنوں میں تھوڑی دیر ہوگئی۔ پھر بھی آپ مندر کی طرف چلدیے۔ مگر وہاں پاؤں رکھتے ہی دروازہ پر روک دیے گئے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ریوان راج کی مہارانی صاحبہ پوجا کر رہی ہیں۔ اور جبتک وہ پوجا سے فارغ ہوکر چلی نہیں جاتیں۔ تب تک کسی غیر آدمی کو مندر میں جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ اتنا سنتے ہی آپ کے بھکتی بھرے دل پر صدمہ ہوا اور سوچنے لگے۔ کہ کیا بھگوان کے درشنوں میں بھی اتنا بھید؟ کیا بھگوان بھی راجہ اور رعایا میں تمیز رکھتے ہیں۔ ان سوالوں کا جواب صاف تھا۔ کہ ہرگز نہیں۔ سیب کے گرنے سے جو حالت نیوٹن کی ہوئی تھی۔ اور شوجی کی مورتی پر چوہوں کے چڑھنے سے جو حالت بالک مول شنکر کی ہوئی تھی۔ اس وقت قریباً وہی حالت نوجوان منشی رام کی بھی ہوئی۔ وہ وہاں سے چپ چاپ گھر کی طرف روانہ ہوا۔ مگر بت پرستی کی حالت میں نہیں بلکہ نیم ناستک کی حالت میں دل میں جو خیالات کا جنگ ہونے لگا تھا۔ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مذہب سے اعتقاد کا خاتمہ ہوگیا۔ اور منشی رام جی آہستہ آہستہ ناستک پن کی طرف مائل ہونیلگے۔

عیسائی گرجا میں

مورتی پوجا سے اعتقاد اٹھ جانے اور دہریہ پن کی طرف جھک جانے پر بھی آپ کا دل ابھی خالی اور خشک نہیں ہوگیا تھا۔ ایسے ہی ایک دن آپ روحانی روشنی کی تلاش میں گھومتے ہوئے ایک گرجا میں جا پہنچے۔ بنارس جے نرائن کالج کے پرنسپل پادری نیو پولٹ صاحب ایک نئے شکار کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور گرجا کی کارروائی ختم ہوتے ہی آپ کی طرف راغب ہوئے اور مختلف مضامین پر باتیں ہونے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لگیں۔ مگر آپ کا سہ گانہ خدائی مسئلہ منشی رام کی سمجھ مین نہیں آیا۔
اسی طرح ایک دن آپ ایک دوسرے رومن کیتھولک چرچ کے پادری ملے۔ اور بہت دیر بات چیت کرنے کے بعد آپ عیسائی بننے کے لیئے رضامند ہوگئے۔ بپتسمہ کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ اور آپ بھی ہر طرح سے تیار ہوگئے۔ مگر قدرت آپ کے لیئے ایک دوسرا راستہ بنا رہی تھی۔ جس پر آپ کو تیزی کیساتھ چلایا جانا اور آخرمین شہادت کا درجہ دینا تھا۔ جب آپ سب طرح سے تیار ہوکر بپتسمہ لینے کے لیئے پادری صاحب کی کوٹھی پر پہونچے۔ تو وہاں ایک ایسا اخلاق شکن اور شرمناک نظارہ دیکھنے کو ملا۔ کہ آپ ناستک ہونے پر بھی دیکھہ نہ سکے۔ آپ کا دل برداشت نہ کرسکا۔ اور اولٹے قدم گھر پہونچکر دم لیا۔ عیسائیت کا خیال اس نظارہ کے ساتھہی ہمیشہ کے لیئے ختم ہوگیا۔ اب آپ ایک خاصے ناستک بن گئے۔ اور کھاؤ پیو اور موج کرو۔ آپ کا آدرش ہوگیا۔

رشی کے درشن اور آستک جیون میں پرویش

آپ کے پتا لالہ نانک چند جی کوتوال بنارس سے تبدیل ہوکر بریلی آگئے تھوڑے دنوں بعد منشی رام بھی اپنے پتا کے پاس ہی چلے آئے۔ لالہ نانک چند جی کو نوجوان پتر کے مذہبی خیالات کا پتہ لگ چکا تہا۔ اور وہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھے۔ کہ اُسے مناسب طور پر سمجھایا جاسکے۔ انہی دنوں خوش قسمتی سے رشی دیانند بریلی مین پدھارے ہوئے تھے۔ اور اُنکے لکچروں کی دہوم مچی ہوئی تھی۔ آپ نے منشی رام کو ارشاد کیا۔ کہ ایسے بڑے ودوان دہاتما کے وچاروں سے لابھ اٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ منشی رام جی کی زندگی مین یہ پہلا موقع تہا۔ کہ اُنہوں نے ایک پر جلال چہرے کو دیکھا۔ اور محسوس کیا کہ وہ کوئی معمولی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

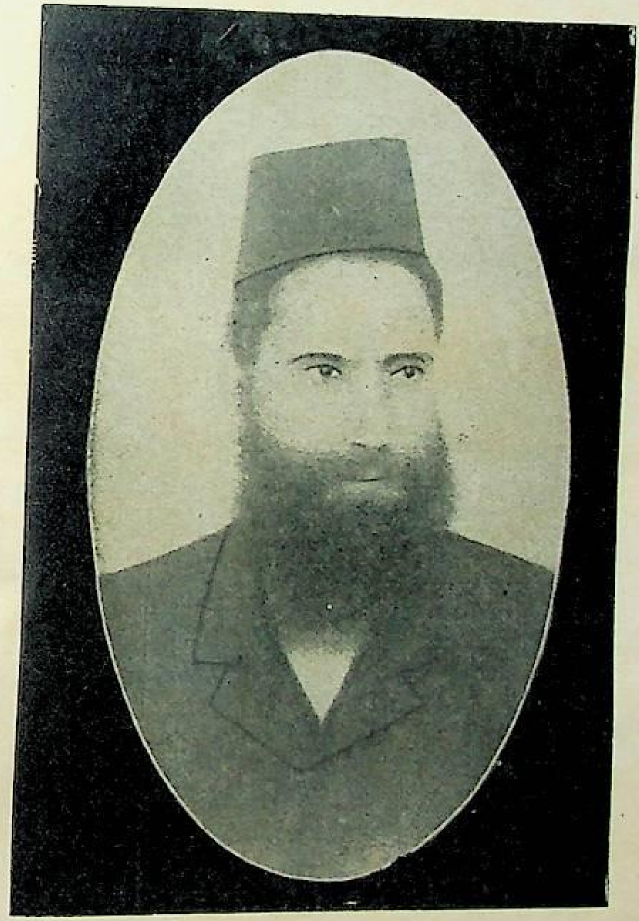

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سادھو نہیں۔ بلکہ ایک عالم باعمل مہاتما ہے۔ کہ جو میرے جیسے روحانی پیاسوں کو ہر حالت میں شانت اور مسرور کر سکتا ہے۔ سوامی جی کے درشنوں سے آپ کو بہت لابھ ہوا۔ خوب بات چیت ہوئی۔ سوامی جی مہاراج کی دلائل سن کر انگریزی سانچے میں ڈھلا ہوا دماغ جھک گیا۔ لیکن لاجواب ہو جانے پر بھی آپ کو ایشور پر وشواش نہ ہوا۔ دماغ اب یہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہوتا تھا۔ کہ پرماتما بھی کوئی ہستی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اپنے اس خیال کو چھپایا نہیں۔ بلکہ صاف ظاہر کیا اور کہا "سوامی جی آپ کی دلیلوں کا جواب میں نہیں دے سکتا۔ لیکن پھر بھی میرا دل یہ نہیں مانتا کہ پرماتما کوئی چیز ہے" اس پر ڈنڈی دیانند کا جواب بھی صاف تھا کہ "میں نے کب کہا تھا۔ کہ میں وشواس بھی کرا دوں گا۔ میرا کام سوالات کا جواب دینا ہے جو دیا اور تم بھی سمجھ گئے۔ وشواش تو تبھی ہو گا جب اس مہان آتما کی کرپا ہوگی"۔ سوامی جی کی آخری بات کام کر گئی۔ آخر ایک آستک گھرانے کا پڑھا لکھا جوان تھا۔ اثر ہوئے بنا نہ رہا۔ خیالات میں ہل چل شروع ہو گئی۔ دل اور دماغ نے کام کرنا شروع کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں منشی رام ایک بار پھر آستک بن گیا۔ مگر یہ آستکتا پہلے کی طرح اندھی نہیں تھی۔ اس میں دل تھا۔ دماغ تھا۔ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ مہان آتما کی سچی کرپا تھی۔

گرہست اور وکالت

تعلیم سے طبیعت ہٹ جانے پر منشی رام گھر چلے گئے۔ اور جالندھر کے پرسدھ کھتری رئیس لالہ سالگ رام جی کی پتری اور کنہیا مہاودیالیہ کے بانی لالہ دیوراج کی بہن سے آپ کی شادی ہو گئی۔ اِن دنوں وکالت سے پہلے مختاری کا ...

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لازمی تہا۔ اس لیے آپ نے پہلے مختاری پاس کی اور پھر وکالت کی تعلیم پانے کے لیے ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ لالہ نانک چند جی بھی پنشن لے کر گھر آچکے تھے۔ اس لیے منشی رام جی وکالت کا خیال ڈھیلا کر کے اوسی خوشی مین شامل ہوگئے۔ پتا کی پنشن کی خوشی میں وکالت کی تعلیم سے اتنے بے پرواہ ہوگئے۔ کہ امتحان مین رہ گئے۔ اور ایک سال پیچھے رہنا پڑا۔ اگلے سال بہی وکالت پاس نہ کر سکے۔ لیکن تیسرے سال جب دہن سمائی کہ وکالت تو پاس کرنا ہی چاہیئے۔ تب ایسے جٹ گئے کہ صرف ایک ماہ کی کوشش اور محنت سے کامیاب ہوگئے۔ پس یہیں سے آپکا سماجک جیون شروع ہوتا ہے۔

جالندہر آریہ سماج مین شامل ہوکر آپ نے جس ہمت مردانگی اور ہوشیاری کا ثبوت دیا۔ وہ آپ ہی کا حصہ تہا۔ ادہر وکالت کا کام کرتے۔ نئے کام کو چلانے کے لیئے پوری طرح محنت کرتے اور دوسری طرف ویدوں کے مطالعہ مین وقت لگاتے اور ہر اتوار کو سماج مین لکچر بھی دیتے۔ اسکے ساتھ ہی آپنے انہی دنوں مین ایک ہفتہ واری اخبار ست دہرم پرچارک بھی جاری کر دیا۔ جس کے ذریعے پنجاب مین آریہ سماج کا ہی نہیں بلکہ اردو اخبار مین ہندی اور سنسکرت زبان کو ایسا رواج دیا کہ وہاں سنسکرت ملی اردو ایک عام زبان بن گئی۔ ویدوں کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ نے "صبح امید" نام سی جو کتاب لکھی وہ آج بہی اونچے درجے کی سمجھی جاتی ہے۔ ست دہرم پرچارک جاری کر کے خوب کام بہی کیا۔ اور نام بہی پایا۔

دیانند اینگلو ویدک کالج

رشی دیانند کے پرلوک گمن کے بعد اکتوبر ۱۸۸۳ء مین پنجاب کے آریہ پرشوں نے اُن کی یادگار قایم کرنے کا وچار کیا۔ اُن دنوں لالہ منشی رام جی لاہور میں آنے جانے لگے تھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور سرکاری کالج کے بنا گئی تھی۔ پنڈت گورودت جی جو اس کام میں بھاری دلچسپی لی اظہار کر رہے تھے۔ مہاتما ہنسراج نے اپنی ساری زندگی بنائے جانے والے کالج کے حوالے کر دی تھی۔ ماسٹر درگا پرشاد وغیرہ اور بھی کئی سجن اس یادگار میں کام کر رہے تھے۔ پنجاب بھر کے آریہ سماجیوں میں اس یادگار اور لیڈروں کے ایجی ٹیشن نے اچھی خاصی جاگرتی پیدا کر دی تھی۔

آخر کو دیانند اینگلو ویدک کالج کی شکل میں رشی دیانند کی یادگار قایم ہو گئی جس کے چلانے والوں میں قومی اور پبلک جذبات سے رکھنے والے دونوں طرح کے دماغ ملکر کام کرنے لگے۔ لیکن چند روز میں ہی پنڈت گورودت جی کالج کی پالیسی اور کاموں سے الگ ہو گئے۔

انہیں یہ وشواس ہو گیا۔ کہ رشی دیانند کے وچاروں کو پھیلانے کے لئے مغربی تعلیم زیادہ مفید نہ ہوگی۔ وہ دھیرے دھیرے مغربی طریقہ تعلیم کی نسبت رشی کے بتلائے طریقوں کو زیادہ اہمیت دینے لگے تھے۔ اور کالج میں انکو اس پڑھتی کے لئے گنجائش نظر نہ آتی تھی۔ ادھر لالہ منشی رام جی بھی انکی رائے میں شامل ہو گئے۔ اور ان سے ملکر اکثر اس مضمون پر بات چیت ہوتی رہی۔ اس عرصہ میں اچانک پنڈت گورودت جی کی اکال مرتیو ہو گئی۔ لالہ منشی رام جی کو ایک دھکا سا لگا اور بہت ہی متاثر ہوئے۔

۱۸۹۳ء میں اس طریقہ تعلیم کو لیکر آپس میں مت بھید یعنی اختلاف رائے ہو گئی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پنجاب کے ساماجک سرکل میں دو پارٹیاں بن گئیں پہلی پارٹی نے کالج کو سنبھال لیا۔ اور دوسری پارٹی وید پرچار کی طرف متوجہ ہوئی۔ بر اس وقت سے گویا وید پرچار کا کام موجودہ صورت میں تبدیل ہونے لگا۔ اسلئے اسی موقعہ پر کالج کی مخالف پارٹی میں آریہ پرتی ندھی سبھا کی بنیاد رکھی گئی۔ اور لالہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

منشی رام جی اس سبھا کے سب سے پہلے پردھان بنائے گئے۔ وید پرچار کے لئے روپیہ جمع کرنے کا کام زور شور سے شروع کیا گیا۔ اور لالہ جی ایک پراونشیل لیڈر کی حیثیت سے اس کام کیلئے سارے پنجاب میں گھومنے لگے۔

انہیں دنوں میں آریہ سماج کے فدائی پنڈت لیکھرام جی اور پنڈت آریہ منی جی وغیرہ سجن بھی سبھا کے ساتھ ملکر کام کرنے لگے۔ سبھا کے منتری پد کو سب سے پہلے آریہ سماج کے مشہور لیکچرار ماسٹر آتما رام جی امرتسری نے گرہن کیا تھا۔ وید پرچار کا کام بڑے زور سے ہونے لگا۔ کھنڈن منڈن کی بہت سی کتابیں لکھی اور شائع کی گئیں۔ اور جگہ جگہ پر آریہ سماجیوں کے سالانہ جلسوں اور مباحثوں کے ذریعہ سماج کا کام بخوبی ہونے لگا۔ پنڈت لیکھرام جی نے سارے بھارت میں گھوم گھوم کر رشی دیانند کی زندگی کے حالات جمع کئے۔ اور انہیں کتابی صورت دینے میں مصروف ہوئے۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت لیکھرام جی اپنا تحریری کام کرتے ہوئے ایک قاتل مسلمان کی چھری سے شہید ہو گئے۔ سکھوں کی متعدد قربانیوں کے بعد مسلمانوں کی طرف سے گویا پہلا وار تھا۔ جو آریہ سماج کے عاشق زار پر کیا گیا۔ اور اسلام کی جہادی تاریخ کے گذشتہ کشت و خون کی یاد کو تازہ کیا گیا تھا۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہی سمجھنی چاہئیے۔ کہ جس غرض کو مد نظر رکھکر پنڈت جی کو قتل کیا گیا تھا وہ پوری نہو ئی یعنی آریہ سماج کا کام بند نہوا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی پر ہونے لگا۔ پنڈت جی کی شہادت نے لوگوں کو تازگی دی۔ انکی ماتا اور دھرم پتنی اور پتر لالہ جی کے پاس جالندھر ہی میں رہا کرتے تھے۔

آپ اس قسم کی شہادتوں کو دھارمک دنیا کے لیئے ضروری سمجھتے تھے چنانچہ پنڈت جی کی تمام کتابوں کو جمع کر کے کلیات کی شکل میں شائع کرتے ہوئے اپنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پنڈت جی کی زندگی پر بھی نظر ڈالی ہے۔ ایسی شہادتوں کے متعلق آپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ناظرین شروع کے صفحہ پر دیکھ چکے ہین۔ آپ کے ان خیالات کی اگر ہم ۲۳ر دسمبر کے اندوہناک واقعہ سے مقابلہ کرین۔ تو ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین۔ کہ آپ نے اپنی قربانی سے گویا اپنے ہی خیالات پر مُہر ثبت کر دی ہے اور جو خیالات اُس وقت ظاہر کیئے گئے تھے۔ وہ گویا جوش مین آکر نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ آپ کے اپنے تھے۔ اور دلی تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب سے قریباً ۲۲ رسال پیشتر دھارمک قربانیوں کے متعلق آپ کے جو خیالات تھے۔ انہین اصلی مدّعا تک پہنچایا گیا۔ اُنکے سنگھٹن اور شدھی کا کام ایسے وقت پر آغاز ہوا، جبکہ جاتی کے بھوشیہ زمان مین ان کے اپنے بلی دان کی ضرورت نزدیک آرہی تھی ؛

پنڈت جی کی شہادت کے بعد آپنے اُنکے نام سے آریہ پرتیندھی سبھا پنجاب مین ایک الگ فنڈ قایم کرنے کی تحریک پیش کی۔ اور ان کے تحریری کام کو جاری رکھنے کے لیئے جالندھر سے ہی آریہ مسافر نام سے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا۔ اس میگزین کو کئی سالوں تک آریہ سماج کے جوشیلے نوجوان لالہ وزیرچند جی کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔ پنڈت جی کے قتل کا ہندوؤں پر گہرا اثر ہوا تہا۔ اس کے بعد متعدد جوشیلے ہندو کام کے میدان مین نکل آئے اور لالہ منشی رام جی کے ساتھ مل کر کام کرنے لگے ؞

گورو کل کی قایمی

پنڈت لیکھرام جی کی شہادت کے قریباً ایک سال بعد لالہ منشی رام جی کے دل مین ویدک طریقے تعلیم کو پھر سے زندہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جو لگاتار سوچتے اور کام کرتے ہوئے اس قدر مضبوط ہوگیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ آپ گورو کل ودیا پیٹھ کی قائمی کے لئے تیار ہوگئے۔ اس زمانہ میں دیسی تعلیم کے
لئے نہ تو ہندو دلوں میں چاہ ہی تہی۔ نہ امنگ تھی۔ اور نہ ہی عملی کام کرنے کے
لئے مناسب میدان ہی دکھائی دیتا تھا۔ پھر بھی پرماتما کا بھروسہ لیکر آپنے اپنے
اخبار "سدھرم پرچارک" میں اجیٹیشن شروع کردی۔ پنجاب کی آریہ پرتندہی سبھا
میں اس خیال یا تحریک کو پیش کیا گیا۔ اور سبھانے بھی امتحان کے طور پر منظوری
دے دی۔ اس بھاری اور ذمہ داری کے کام کے لئے سب سے پہلا سوال دہن متعلق
تھا۔ دوسرا سوال بچوں کے حاصل کرنے کا۔ اور تیسرا تھا عملی کام کرنے والے تیاگی
لیکن لگن والے آدمیوں کا دہن جمع کرنے کے لیے سبھانے ساری جواب دہی لالہ منشی رام
پر ڈالدی۔ آپ بھی یہ پرتگیا کرکے جالندہر سے نکلے۔ کہ جب تک میں تیس ہزار جمع نہ
کرلوں گا۔ تب تک گہر نہیں آؤنگا۔ پرماتما کی کرپا سے تھوڑے دنوں میں ہی مطلوبہ
روپیہ جمع ہوگیا۔ اور اس کے بعد فوراً ہی یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ جنگل میں بٹھاکر پراچین
ریتی سے تعلیم دینے کے لئے برہمچاری کون دیگا۔ اس کے جواب میں بھی لالہ منشی رام
نے سب سے پہلے مثال قائم کی۔ اور اپنے دونوں بیٹوں کو گوروکل کے حوالے کردیا۔
اس پر اوروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور ایک اچھی تعداد برہمچاریوں کی حاصل ہوگئی۔
تیسرے سوال کا حل اسی وقت ہوگیا۔ جبکہ آپنے اپنی زندگی گوروکل میں لگانے
کا فیصلہ کردیا۔ زمین کی تلاش ہونے لگی۔ کوشش یہ تھی کہ ہردوار کے نزدیک ہی
کہیں اس پوتر انسٹیٹیوشن کی بنیاد رکھی جاوے۔ لیکن ہردواری پنڈت اور
پجاری اس بات کو کیسے برداشت کرسکتے تھے۔ ان لوگوں نے اپنی تمام طاقتیں
اس کے خلاف لگادیں۔ اور ہردوار میں زمین حاصل نہ کی جاسکی۔ ادہر زمین
کے لئے دماغ لڑائے جارہے تھے۔ کہ بجنور نواسی منشی امن سنگھ جی نے گنگا کے اُس
پار کنکھل کے ٹھیک سامنے اس شرط پر اپنا ایک گاؤں دینے کا وعدہ کیا۔ کہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

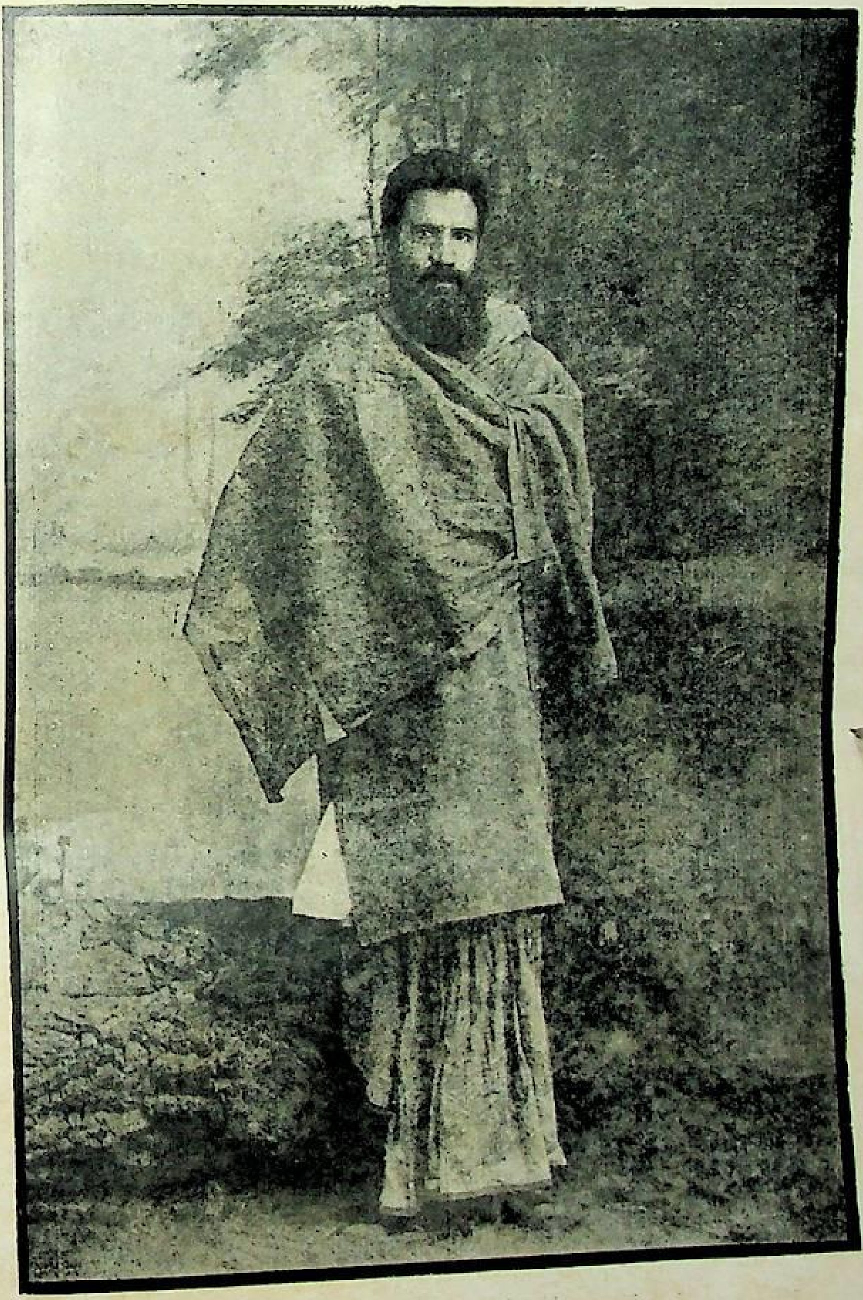

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گوروکل اُسی گاؤں مین قایم کیا جاوے۔
اب کیا تہا سارا کام ہوگیا۔ اور سنہ ۱۹۰۲ء میں گوروکل کانگڑی کی بنیاد رکھ
دی گئی۔ دہیرے دہیرے گوروکل کی چرچا سارے دیش مین پہیلنے لگی۔ دھن بھی
ملنے لگا۔ اور ایک ایک کرکے کام کرنے والے لوگ بھی آگے بڑہنے لگے۔ کانگڑی کا جنگل
بہت کچھ صاف کرلیا گیا۔ سالانہ جلسے ہونے لگے۔ سارا جنگل ہون کی سوگندہی اور وید
منتروں کی گونج سے گویا معطر ہوگیا۔ درشک لوگ بھی جھنڈ کے جھنڈ آنے لگے۔ اور تھوڑے
ہی سالوں میں گوروکل ایک پرسدہ قومی درسگاہ کی شکل مین تبدیل ہوگیا۔ اس
مین کوئی مبالغہ نہیں کہ گوروکل کی شہرت۔ ہردلعزیزی اور ترقی مین سب سے بڑا اور
مضبوط ہاتھ لالہ منشی رام جی کا ہی تہا۔

بان پرستھ

جالندہر اور اسکے ساتھ ہی وکالت بہی چھوڑ کر جب آپنے گوروکل بہومی
مین آسن جمایا۔ تبہی سے گویا آپنے گرہست آشرم سے نکل کر بان پرستھ مین پرویش
کرلیا۔ اب آپ کا جیون اور بہی پبلک ہوگیا۔ اور لالہ جی کی جگہ مہاتما منشی رام
کے نام سے مشہور ہوئے۔ اب تک جو ست دہرم پرچارک اردو مین اور جالندہر سے نکلا
کرتا تہا۔ اب وہ ہردوار سے اور اسلامی زندگی سے نکل کر خالص ہندی زندگی مین
پہونچ گیا۔ اُن دنوں گوروکل کی باگ ڈور ظاہرا طور پر گو آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کے ہاتھ
مین تھی۔ اور وہی اسکی انتظامیہ کمیٹی خیال کیجاتی تہی۔ لیکن درحقیقت گوروکل اور اُسکی
شکہشا پدہتی پنجاب سے نکل کر دور دراز تک پہیل گئی تہی۔ اور گوروکل اب ایک صوبے کی درسگاہ
نہ رہکر ملک کی مشترکہ درسگاہ بن گئی تہی۔ مہاتما منشی رام جی اُسکے لیے سارے ملک مین گہومنے لگے دیش
کی قومی اور سوشیل لیڈر بہی آنے جانے لگے۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کی توجہ بہی اسطرف مبذول

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوئی۔ اور متعدد افسران گوروکل دیکھنے کیلئے آنے لگے۔

اودہر غیر ملکوںمیں بھی گوروکل کا چرچا ہونے لگا اور مختلف اخبارات میں حالات شائع ہونے لگے۔ ان اخبارات میں گوروکل کے طریقہ تعلیم پر عجیب خیالات کا اظہار ہونے لگا۔ وہاں کے لوگ کبھی کبھی تعجب ظاہر کرتے تہے۔ کہ گوروکل مین گوشت شراب وغیرہ چیزوں کی ہوا تک نہیں جانے پاتی۔ اور پہر بہی وہانکے برہمچاری اس قدر سڈول اور مضبوط کیسے ہوتے ہین۔ مہاتما منشی رام نے گوروکل کے سالانہ جلسوں پر لاکہو آدمیوں کی بھاری بھیڑ ہونے پر بھی سرکاری امداد لینے سے انکار کر دیا۔ اور تمام انتظام قومی والنیٹروں کے ہاتھوں اس خوبی سے کیا کہ کہیں کسی شکایت کا موقع نہیں ملتا تہا۔ اسیطرح دہیرے دہیرے گوروکل ایک ہردلعزیز درسگاہ بنتا گیا۔ مہاتما منشی رام کا جیون بھی اب گھریلو جیون نہ رہ کر عام طور پر پبلک جیون بن گیا۔ بنگال۔ بہار۔ مدراس۔ گوجرات۔ اور دیگر صوبوں کے مختلف لیڈروں سے البتہ اتحاد بڑہتا گیا۔ ان ملنے والے سجنوں میں سے اکثر ایسے شخص بہی تہے۔ جو گوروکل میں آکر آپکی قومی درسگاہ کو دیکھتے اور اشتراک عمل کرنے کو تیار ہوتے۔ ودیارتہی بہی مختلف صوبوں سے آنے لگے۔ اور اسطرح پر اب گوروکل اصلی معنوںمیں ایک راشٹر یہ کا ودیالیہ بنگیا۔

بیخوفی

مہاتما جی مین بے خوفی کا بہاو کس زور سے کام کر رہا تہا۔ اس کے متعلق آپکا کئی بار امتحان بھی ہوا۔ آپکے امتحان کا سب سے پہلا موقعہ سنہ ۱۹۰۷ء مین اُس وقت آیا جبکہ سرکار کی ترچھی نظر آریہ سماج پر پڑی۔ اور لالہ لاجپت رائے جی کو جلا وطن کیا گیا۔ ادن دنوں آپ نے اپنی نڈرتا اور مہانتا کا جو ثبوت دیا اوسنے آپ کی شہرت کو دوبالا کر دیا۔ اُس زمانہ مین آریوں کو سرکاری ملازمتوں میں خوب تنگ

کیا جانے لگا۔ اور پولیس نے بھی آریوں پر خفیہ نظر رکھنی شروع کر دی تھی۔ دیش اور جاتی کے متعدد سیوک خوف زدہ کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ لالہ جی کی بے تعلقی کا اظہار بھی کیا گیا۔ اور اسی میں آریہ سماج کا فائدہ سمجھا گیا۔ دوسری مہاتما منشی رام اور گورو کل پر بھی سرکاری افسران کی ٹیڑھی نظر پہونچی۔ اُسوقت آپ نے کمال بے خوفی کا اظہار کیا۔ اور کسی بھی مصیبت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اپنے خیال کا اظہار کیا۔ آپنے دیش۔ دہرم۔ جاتی اور سماج کے متعلق اپنے فرایض کی گویا کھلے آسمان منادی کر دی۔ اور بھری سبھا مین لالہ لاجپت رائے پر وشواس پرگٹ کیا۔ یہیں تک نہیں بلکہ انہی دنوں آپنے انگریزی زبان میں ایک ضخیم کتاب *Arya samaj and its Detractor* شایع کرکے ثابت کر دیا۔ کہ آریہ سماج کی پوزیشن کیا ہے۔ اور کہ ڈرپوکپن کی نسبت ویرتا۔ نڈرتا۔ ہمت۔ استقلال اور راستی سے کام لیتے ہوئے کوئی بھی مصیبت نازل ہونے پر بے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ آپنے گویا تمام سیاہ بادلوں کو تتر بتر کر دیا۔ اور جو لوگ اپنی کمزوریوں کے کارن آریہ سماج سے منہہ موڑ رہے تھے۔ وہ پھر آہستہ آہستہ سماج مین آنے لگے۔ اور سماج کا کام پہلی شان سے ہی پھر ہونے لگا۔ آپ کے امتحان کا دوسرا موقعہ اوہی دنوں پنجاب کی ریاست پٹیالہ میں آریوں پر بغاوت کا بھاری کیس چلنا تہا۔ پٹیالہ ریاست کے تمام ذی عزت آریہ سماجی گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیئے گئے۔ اور اون پر دیسی ریاستوں جیسے مظالم ہونے لگے۔ آپ نے ویسے تو گورو کل کا کام سنبھالتے ہی وکالت چھوڑ دی تہی۔ مگر پٹیالہ کیس میں یہ دیکھ کر کہ وکلا۔ اور بیرسٹر بھی مارے خوف کے آگے نہیں آتے۔ تب پھر سے وکالت کی اجازت لی اور خود پٹیالہ مین آسن جماکر پیروی کرنے لگے۔ آپ کی طرف دیکھ کر بعد مین

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کچھ اور سجن بھی آملے۔ انت کو آپ کی ہمت مردانہ۔ بے خوفی اور دانائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ بیٹالہ کیس کے تمام گرفتاران بلا باعزت بری کر دیئے گئے۔ اور ایماندارانہ طریقہ سے بغاوت کا خاتمہ ہوا۔ آپ کی بے خوفی کا تیسرا امتحان مارشل لا کے دنوں دہلی اور امرتسر میں ہوا تھا جبکہ آپ اپنی چھاتی کھول کر گورکھا فوجیوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے تھے۔ کہ **بے گناہ پبلک پر گولیاں چلانے سے پہلے میری چھاتی میں سنگین بھونک لو۔** اُس دہشت ناک حالت میں گورکھیوں کے دہلتے ہوئے خون کو آپ نے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

سنیاس آشرم

لگاتار ۱۵ سال تک گورو کل میں رہنے اور سیوا کرنے کے بعد ۱۹۱۷ء میں آپنے سنیاس لیا۔ اور اپنی دلی شردھا یعنی عقیدت کے مطابق **شردھانند** نام سے مشہور ہوئے۔ آپ سوامی شنکر آچاریہ کی جاری کردہ ریتی کے مطابق اپنے نام کے ساتھ سرسوتی۔ بھارتی۔ تیرتھ۔ یا گری وغیرہ دس ناموں سے کسی کا بھی استعمال نہ کر کے اپنے نام کے ساتھ صرف **سنیاسی** لفظ لکھا کرتے تھے۔ ویسے تو جب سے آپ نے وکالت چھوڑ کر گورو کل میں قدم رکھا تھا تبھی سے سنیاسی تھے۔ مگر ویدک آشرموں کی مریادا کے انوسار اب آپ نے چوٹی اور یگیو پویت کا تیاگ کر کے گویا سروسو تیاگ کا جیون آرمبھ کیا تھا۔

آپنے اپنی تمام جائیداد تو پہلے ہی آریہ پرتی ندھی سبھا کے حوالے کر دی تھی۔ لیکن اب آپنے سنیاس دھرم کے انوسار تینوں ایشناؤں سے مکت ہو کر لنگوٹ دھارن کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ جس گوروکل کو آپ نے اپنا خون و پسینہ ایک کر کے بنایا اور لگاتار پندرہ سال تک چلایا تھا۔ اُسے بھی تیاگ دیا۔ اور بھارت کی نئی راجدھانی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دہلی میں آسن جما کر رہنا۔ وجاتی کے سدھار میں لگ گئے۔ ان دنوں دہلی راجدھانی ہونے پر بھی پبلک لائف کے خیال سے بالکل خاموش اور بے حس سی ہو رہی تھی لیکن سوامی جی کے آنے اور اخبارات کے جاری ہونے سے گویا صدیوں کی سوئی ہوئی دہلی بھی جاگ اٹھی۔ اور حالات کے مطابق بننے کی کوشش کرنے لگی

کانگریس میں پرویش

قومی جذبات آپ کے دل میں بھی کسی دوسرے پولیٹیکل لیڈر سے کم نہ تھے۔ لیکن اب تک آپ کا عملی میدان دوسرا اور کانگریس سے باہر تھا جنوبی افریقہ میں جب مہاتما گاندھی نے ستیہ گرہ آندولن شروع کیا۔ اور وہاں کے بھارتیہ باشندوں کے کشٹ معلوم ہوئے تو آپ کا دل رو اٹھا۔ آپ نے کانگڑی جیسے جنگل میں رہتے ہوئے بھی پرواسی بھائیوں کی امداد کی۔ اور جہاں تک کیا جانا ممکن تھا کیا۔ گوروکل کے برہمچاریوں نے اپنے بھوجن میں سے بھی ایک خاصی رقم نکال کر افریقہ کے پرواسی بھائیوں کی امداد کی۔ اور خود مزدوری کر کے بھی روپیہ کمایا۔ اور افریقہ کو روانہ کیا۔ یہاں سے ہی گویا آپ اور مہاتما گاندھی میں پریم بھاؤ پیدا ہوا۔ جو آخری دم تک قایم رہا۔

مارشل لا کے دن ہمیں ابھی تک نہیں بھولے۔ اور نہ کبھی بھول سکیں گے۔ پنجاب نواسی ہندواس قیامت خیز زمانے کو کیسے بھول سکتے ہیں۔ جبکہ انکے کئی بھائی اس فوجی قانون کا شکار ہو کر اب تک انڈمان میں پڑے رہے ہیں جب رولٹ ایکٹ زبردستی ہندیوں کی چھاتی پر پٹکا گیا۔ تب پنجاب میں ہی نہیں سارے بھارت میں ایک طوفان بپا ہو گیا تھا۔ اس قانون کے خلاف دہلی میں بھی زوردار تقریریں کی گئیں۔ اور جلسے کیئے گئے۔ دہلی کے اس سارے آندولن کے راہبر سوامی شردھانند

جی تھے جب ٹاؤن ہال کے میدان میں گورکھوں کی سنگینیں۔ بندوقیں اور مشین گنیں
تیار ہو کر آموجود ہوئیں۔ تب آپ ایک بھاری بھیڑ کے ساتھ گھنٹہ گھر کے نیچے پہونچے۔
گولی نکلتے ہی آپ آگے بڑھے۔ اور اپنی چھاتی سامنے کر کے زور سے بولے۔

نردوش جنتا پر گولیاں برسانے سے پہلے میری چھاتی میں سنگین بھونکدو

اس وقت آپ کے چہرہ کا جلال۔ شریر کی سپھرتی اور بیخوفی کا آسمانی درشیہ دیکھنے ہی لایق تھا۔

ہندو مسلم اتحاد کی وہ ایک زندہ تصویر تھے۔ ان دنوں خلافت کا خطرہ سامنے تھا مسلمانوں کے دل ہل رہے تھے۔ انکا جوش اس قدر ابل رہا تھا۔ کہ وہ اپنے آپ تک کو بھی بھول رہے تھے۔ سوامی جی پر انکا وشواس معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے دہلی کی سب سے بڑی جامع مسجد کے متبرک منبر پر سوامی جی کو کھڑا کیا۔ اور انکی زبان سے پوتر پریم کا اپدیش سنا۔ وہ زمانہ بھارت میں ایک محدود انقلاب کا زمانہ تھا۔ مہاتما گاندھی نے بھارت میں بھی اہنسہ یوگ آندولن جاری کر ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک مشترکہ خطرہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور بھارت کی دونو جاتیاں ایکدوسرے کی طرف جھک رہی تھیں۔ پنجاب کے لاہور اور امرتسر وغیرہ مقامات پہ دہلی سے بھی زیادہ شور مچ رہا تھا۔ جلیان والہ باغ ہندی باشندوں کا گویا قتلگاہ بن رہا تھا۔ جنرل ڈائر نے بیگناہ ہندیوں کے بھرے جلسہ پر گولیاں برساکر سینکڑوں گھرانوں میں تباہی پیدا کر دی تھی پنجاب میں خوف وہراس چھایا ہوا تھا اور لوگ اس قدر خوفزدہ نظر آتے تھے۔ کہ انکے منہ سے بات بھی مشکل سے نکلتی تھی۔ اس سال یعنی ۱۹۱۹ء کے آخری مہینہ میں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس امرتسر میں ہی ہونا تھا۔ مگر لوگ خوف کے مارے کانگریس کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرتے تھے فوجی قانون کے جاری ہوتے۔ اور جلیانوالہ باغ میں گولیاں چلتے ہی کانگریس کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पं० इन्द्र विद्यावाचस्पति स्मृति संग्रह

کام ایک طرح سے بند ہو گیا۔ اور کام کرنے والے سہم کر اپنے گھروں میں خاموش بیٹھ گئے۔

اس وقت سوامی جی کا حوصلہ دیکھنے ہی لائق تھا۔ پنجاب کے قریباً چالیس ہزار سے اوپر آدمی جیلوں میں ٹھونس دئے گئے تھے۔ ہر در و دیوار سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ لیکن سوامی جی ایک بے خوف سپاہی کی طرح ایک طرف تو لوگوں کے گھروں میں جا جا کر ڈھارس دیتے۔ امداد کرتے۔ دوسری طرف گرفتارانِ بلا سے مل جلکر مقدمات کا انتظام کرتے ادھر پنجاب کی لاج بنائے رکھنے کے لئے کانگریس کے اجلاس کی تیاری میں ہمہ تن مصروف تھے۔ اپنے متروں اور دوسرے لیڈران ملک سے اپیل کی۔ مہاتما گاندھی۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ اور پنڈت مدن موہن مالوی سے مل ملا کر تمام واقعات کا پتہ لگایا۔ اور جہاں جہاں جس قسم کی امداد کی ضرورت تھی کی گئی۔ دن رات ایک کرکے کانگریس کا اجلاس امرتسر میں ہی کرنے کا نشچہ کیا کوئی آگے آنے کو تیار نہ ہوتا تھا۔ مگر آپ نراش نہ ہوئے۔ اور برابر کوشش کرتے رہے استقبالیہ کمیٹی کے پردھان بنے۔ اور اس طرح لوگوں کو کانگریس کے لئے پھر تیار کیا۔ کانگریس کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ اس کے پلیٹ فارم پر ایک سنیاسی کھڑا ہوا اور وہ بھی استقبالیہ کمیٹی کے پردھان کی حیثیت سے ۱۸۸۵ء سے ۱۹۱۶ء تک کانگریس ایک انگریزی پڑھے ہوئے بابوؤں کی سبھا خیال کی جاتی تھی۔ اور دوسرے لوگ عام طور پر اس سے ناواقف ہی تھے۔ لیکن آخری سال سے مہاتما گاندھی کی کوششوں سے عام لوگوں میں بھی دلچسپی بڑھی۔ اور پھر بھارت کے سنیاسی مہاتماؤں نے بھی اس میں حصہ لینا شروع کیا۔ پنجاب کے پرندے بھی جب ڈائر کی گولیوں سے خوف زدہ ہو رہے تھے۔ اسوقت گویا اس نڈر سنیاسی نے پنجابیوں کو بیدار کیا۔ اور ایک بار پھر مردہ دلوں میں تازگی پہنچائی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اچھوت ادّھار

ناگپور کانگریس میں سب سے پہلے اچھوتوں کا معاملہ پیش ہوا۔ مہاتما گاندھی نے بھارت کے ماتھے سے اس اچھوت پن کے کلنک کو دور کرنے کے لئے ہی یہ پرشن کھڑا کیا تھا۔ کانگریس نے بھی اس سوال کو اپنے آدرش میں شامل کر لیا۔ سوامی جی اس اجلاس میں شامل ہوئے تھے۔ آپ نے کانگریس کے سارے پروگرام میں سے اسی تحریک کو زیادہ پسند کیا۔ اس موقعہ پر اپنی خدمات بھی پیش کیں۔ لیکن تجربے نے تھوڑے دنوں میں ہی بتا دیا کہ یہاں انسانی زندگی بنانے کی نسبت تقسیم پر ہی زیادہ دھیان دیا جائے گا

ادھر مدراس کے اچھوتوں نے ہاہاکار مچا رکھا تھا۔ دوسری طرف انہیں عیسائی ہڑپنے کے سامان پیدا کر رہے تھے۔ حالات نے آپ کے دل پر اثر کیا۔ اور آپ ہزاروں میلوں کا سفر کر کے "وائیکم" کے ستیاگرہ مین جا شامل ہوئے وہانسے آپنے جو انوبھو پراپت کئے اوسنے آپ کو کافی مدد ملی۔ اور وہاں سے واپس آ کر دہلی اور اس کے آس پاس اچھوت ادھار کا کام باقاعدہ طور پر شروع کر دیا جسکے لئے آپنے مختلف مقامات پر مرکز بنا دیئے۔ تھوڑے عرصہ مین ہی دلت ادھار کا کام دور دور تک پھیلنے لگا۔ اور اب یہ کام بھی پرانتک نہ رہ کر سارودیشک روپ دھارن کر گیا۔ آپ چونکہ باتوں کی نسبت عملی کام پر زیادہ وشواس رکھتے تھے۔ لہذا دہلی مین رہتے ہوئے آپ ایسے تمام سہ بھوجون مین شامل ہوتے رہے۔ جنکا تمام انتظام دلتوں کے ہاتھ مین دیا گیا تھا۔ بلکہ جنہیں کھانا کھانے پروسنے والے بھی عام طور پر اچھوت ہی تھے۔ ایک بار آپ نے دہلی کے مہتروں سے پنچایت کرا کر یہ فیصلہ کرایا تھا۔ کہ جو لوگ شراب نوشی کرتے ہین یا جوا کرین گے۔ ہم اونکے یہاں کام کرنا بند کر دینگے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مہتروں کی پنچایت کے اس فیصلہ کا اچھا اثر ہوا۔

شدھی اور ہندو سنگھٹن

۱۹۱۸ء کی بات ہے جب اخبارات میں یہ چرچا چلی تھی۔ کہ ضلع آگرہ میں رہنے والے ملکانہ راجپوت لوگ پھر اپنے پراچین ہندو دہرم میں واپس آنا چاہتے ہیں ان ملکانہ راجپوتوں کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ جو اضلاع آگرہ۔ بھرتپور اور متھرا میں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کا دہرم برائے نام تو مسلمان ہے۔ لیکن ان کے ذاتی نام۔ خاندانی اسوم۔ اور دوسرے مجلسی حالات تقریبًا ہندوؤں جیسے ہی ہوتے ہیں۔ آگرہ ضلع کے آریہ سماجی بہت عرصہ سے اس سوال پر وچار کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک کانفرنس بلائی تھی جس میں کہ سوامی شردہانند جی شامل ہوئے۔ آپ نے ملکانہ راجپوتوں سے واقفیت حاصل کی۔ انکے حالات معلوم کئے۔ انکے اپنے آبائی دہرم میں واپس آنے کی دلی خواہش معلوم ہونے پر آپ اس میدان میں اتر پڑے۔ اور اتنے زور سے آندولن کیا۔ کہ ہندو راجپوتوں نے بھی ان لوگوں کو اپنے میں شامل کرنا منظور کر لیا۔ اور انہیں تمام سوشل حقوق دینے کا وعدہ کیا۔

اس پر گاؤں کے گاؤں شدھ ہونے۔ اور اپنی پراچین ہندو جاتی میں شامل ہونے لگے۔ ہندو راجپوت بیروں نے انہیں دل کھول کر شدھ کیا۔ اپنے میں شامل کیا اور اپنے میں ملاکر ایک کر لیا۔ ان شدھیوں کا پربھاؤ یہاں تک اچھا ہوا۔ کہ سندو پنڈتوں میں بھی جاگرتی پیدا ہوئی۔ اور وہ لوگ بھی شدھی کی طرف ہمدردی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ ہندو پنڈتوں نے پراشچت کے تمام نیموں کو نرم کر دیا اور یہاں تک ڈھیلا کر دیا کہ صرف گنگا جل کی ایک بوند سے ملکانہ راجپوت شدھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہونے اور اپنی دہرم ماتا سنا۔ وجاتی میں واپس آنے لگے۔

اِدہر آریہ سماج نے ملکانوں کے ساتھ ساتھ جنم کے مسلمانوں کو بھی دعوت دیدی۔ گویا شدہی کا دروازہ سب کے لئے ایکدم کھولدیا۔ سوامی جی بھی باقی تمام کاموں کو ایک طرف رکھکر بھارتیہ ہندو شدہی سبہا کے قایم کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور شدہی آندولن کا ناد سارے بھارت میں بجادیا۔ دراصل ملکانوں کی شدہی ہی اندھے اعتقاد کے غلام مسلمانوں کو بھڑکانے کا موجب ہوئی۔ اور اسی سے وُہ اس قدر برافروختہ ہوئے کہ سوامی جی کے کٹر مخالف ہو گئے۔ مگر سوامی جی اپنے وشواس اور فرض کے سامنے کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے وشواس پر کام کرتے ہوئے تمام مصائب کو برداشت کرنا اپنا فرض سمجہا کرتے تھے۔ ملکانوں میں صرف ایک **ساندہن** نام کا گاؤں ایسا کٹر تھا جو شدھ نہ ہوا مگر سوامی جی کے شہید ہونے کے بعد ان لوگوں کا دل بھی ہل گیا۔ اور جس گاؤں کو سوامی جی اپنی زندگی میں شدھ نکر سکے۔ اسے وہ اپنی موت سے شدھ کر گئے۔ یعنی سوامی جی کے قتل کے بعد ساندہن کے ملکانہ مسلمان بھی شدھ ہو گئے۔

پچھلے آٹھ سال سے پولیٹکل میدان مین کام کرتے ہوئے۔ آپ یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہندو دن بدن تعداد مین کم تو ہو ہی رہے ہین۔ مختلف فرقوں مین تقسیم ہونے کی وجہ سے غایت درجہ کمزور بھی ہوتے جارہے ہین۔ اور کہ ہندو علم و دولت و تعداد میں غیر ہندوؤں سے کافی زیادہ ہوتے ہوئے بھی مذہبی اور ذاتی طور پر اس قدر بکھرے ہوئے ہین۔ کہ اگر ان کو کسی ایک پلیٹ فارم پر سنگھٹت نہ کیا گیا۔ تو انہیں کوئی بھی مٹا سکیگا سرکار بھی انہیں کو کمزور سمجہہ کر دباتی آرہی ہے۔ اور یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ پچھلے دنوں خلافت آندولن مین ہندوؤں نے مسلمانوں کو اپنا پڑوسی خیال کر کے جتنی بھی مدد دی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سرکار سے بھی بگاڑلی۔ روپیہ برباد کیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

خود کام کیا۔ یہانتک کہ خلافت کا کام کرتے ہوئے درجنوں ہندو جیلوں میں بھی گئے۔ مگر خلافت کا فیصلہ ہوتے ہی مسلمانوں نے دوستی کا جو انعام دیا وہ کوئی سمرات رونیدرناتھ ٹیگور کے لفظوں میں **خطرناک واپسی اقدام** کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔

ملابار کے اندھے موپلوں نے ہندوؤں پر وہ مظالم توڑے۔ کہ ایک بار آسمان بھی تھرتھرا اٹھا۔ ہزاروں ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنایا گیا۔ اور ہزاروں کو انکار کرنے پر تہ تیغ کر دیا گیا۔ ہزاروں ہندو دیویوں کی عصمت بگاڑی گئی۔ اور ہزاروں ہی معصوم بچوں کو حلال کر دیا گیا۔ لاکھوں گھر تباہ کیئے گئے۔ اور لاکھوں کی جائداد ہمیشہ کے لیئے لوٹ لی گئیں۔ اور باقی برباد کر دی گئیں۔ کانگریس نے ان تمام واقعات کو حتی المقدور دبانے کی کوشش کی۔ مگر سچائی تمام پردوں کو چاک کر کے ظاہر ہو گئی۔ اور آخر کار ہندوؤں کو یہ وشواس ہو گیا کہ ہم کل تک جنہیں اپنا دوست اور پڑوسی ہی نہیں بلکہ بھائی خیال کرتے رہے ہیں وہ انت تک غیر ہیں اور غیر ہی رہیں گے۔ ملابار کے علاوہ ملتان۔ سہارنپور۔ کوہاٹ۔ امرتسر اور راولپنڈی وغیرہ مقامات پر جو کچھ بھی کیا گیا۔ اس نے ہندوؤں کے خیالات کو اور بھی بدل دیا۔ اور اب وہ یہ سمجھنے لگ گئے کہ حفاظت خود اختیاری سے غافل رہنا اپنے لئے موت کو پیغام دینا ہوگا۔ سوامی جی جیسے وچارشیل ہندو لیڈروں کے دلوں کو یہ سوال رہ رہ کر تنگ کر رہا تھا۔ کہ اگر ہندوؤں کا سنگٹھن نہ کیا گیا تو وہ تعداد میں دولت اور علم میں ہزار زیادہ ہونے پر بھی مٹ جائینگے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو دنیا سے ایک ایسی جاتی نشٹ ہو جائیگی جو سب سے زیادہ پرانی سب سے زیادہ مہذب۔ اور سب سے زیادہ امن پسند ہے۔

اسلیئے ہندوؤں کے تمام مختلف فرقوں کی حفاظت کا علاج ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ انکا قومی سنگٹھن ہے۔ ان تمام متوں کے لیئے ایک ایسا مشترکہ پلیٹ فارم بنایا جائے کہ جسپر یہ تمام جمع ہو سکیں۔ اور اپنی نیکی وبدی زندگی و موت پر مشترکہ طور پر وچار کر سکیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انہی خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سوامی جی ہندو سنگھٹن کیلئے آگے بڑھے اور ہندو سبھاؤں کو قایم کرنے کے لیئے دوسرے ہندو لیڈروں سے مل کر کام کرنیکو تیار ہوگئے آپنے گویا ہندو سنگھٹن کا ڈنکہ بجادیا۔ جگہ بہ جگہ ہندو سبھائیں قایم کرنے کے لیئے حصہ لیا۔ اور ہندو مہا سبھا دونوں ہی تحریک جاری کی۔ اس حالت مین ملکانوں کی شدہی۔ ہندو سبھاؤں دوارا ہندو سنگھٹن اور اچھوت ادّہار مین آپکا تن من سے لگ جانا ہی مسلمانوں کی آنکھوں کا کانٹا بنگیا۔ جو آخیر مین آپکے اپنے دہرم۔ اپنے وشواس اور اپنے سدہانت پر بلیدان ہونے کا کارن بنا۔

ساماجک جیون

آریہ ساماجک سرکل مین آپ کا جیون بڑا ہی قیمتی سمجھا جاتا تھا۔ پنجاب آریہ سماج کے دونوں وبھاگوں میں سے گوروکل وبھاگ کے آپ سب سے بڑے لیڈر مانے جاتے تھے۔ پنجاب آریہ پرتی ندہی سبھا کے آپ برسوں پردہان رہے۔ گوروکل کانگڑی کے پندرہ سال تک آپ گورنر رہے اور بھارت ورش بھر سے بڑی سارودیشک سبھا کے بھی آپ پردہان رہے ہین۔ رشی دیانند جنم شتابدی کے آپ نیتا تھے ہندو شدھی سبھا کے پردہان اور دلت ادّہار سبھائے بھی آپ ہی سنچالک تھے آپکا جیون گویا آریہ سماج کا جیون تہا۔ اور آریہ سماج آپکے جیون کا ایک پردہان انگ تہا۔ آریہ سماج کی تاریخ آپکے جیون کی تاریخ تہی۔ کانگریس میں ہوں یا شدہی سبھا مین۔ دلت ادّہار سبھا مین ہوں۔ یا ہندو سبھا مین۔ مدراس مین ہوں یا پنجاب مین۔ پولٹیکل میدان مین ہوں۔ یا ساماجک کھشیتر مین۔ آپ ہر جگہ اور ہر حالتمین ویدک دہرمی تھے اور وید دہرم کیلئے تھے۔ آریوں کو آپ پر آپ کے کاموں پر اور آپ کی شخصیت پر ناز رہا ہے رہیگا۔ اور رہنا چاہیئے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انتم جیون

پچھلے چھ سات برسوں سے آپ کا شریر دگی رہنے کے کارن کمزور رہنے لگا تھا جہاں آپ کو انیک سنستھاؤں کو چلانا پڑتا تھا۔ وہاں انیک جلسوں سبھاؤں اور دوسرے کاموں میں بھی شامل ہونا پڑتا تھا۔ اور ان کاموں کے لئے دور دور تک کی یاترا کا کشٹ بھی اٹھانا پڑتا تھا۔ ان یاتراؤں میں سادھارن کشٹ کے علاوہ کبھی کبھی پرانے روگ بھی جاگ اٹھتے تھے۔ جن سے بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ آپ نے کئی بار کئی ایک جگہ پر بیٹھ کر کام اور آرام کرنے کا وچار کیا۔ انتظام بھی کیا۔ آپ کا ارادہ آریہ سماج کا اتہاس لکھنے کا تھا اگر لکھا جاتا تو ایک قابل دید چیز ہوتا۔ کیونکہ آریہ سماج کا اتہاس اور آپکا جیون دونوں ایک ہی وشے تھے۔ مگر کوئی نہ کوئی ایسی ضرورت آپڑتی۔ کہ آپکو تمام کام چھوڑ کر اس طرف دھیان دینا پڑتا۔ اور پھر پچھلے سب خیالات دب جاتے یہی کارن ہوا کہ باوجود کئی بار کوشش کرنیکے بھی آپکو اچھی طرح آرام کرنے کا اوسر نہ مل سکا۔ اور کمزوری اور بیماری برابر بڑھتی ہی چلی گئی

۲۵ و ۳۰ نومبر ۱۹۲۶ء کو آپنے بنارس اور مرزاپور کی یاترا کی وہاں پرویاکھیان بھی دئے۔ جہاں سے واپس ہونے پر آپ کو کھانسی اور زکام کی شکایت معلوم ہونے لگی۔ دہلی آکر بھی تھوڑا بہت کام کرنا پڑا جس سے کھانسی کی شکایت اور بھی بڑھ گئی ۔ ۷ دسمبر کو آرام کرنے کے لئے آپ اندر پرستھ گورو کل میں چلے گئے۔ جو کہ دہلی سے قریباً دس میل دور ایک بہت ہی اچھی جگہ پر ہے۔ دلیو لوگ سے وہاں پہونچنے پر بجائے آرام ہونے کے مرض اور بھی بڑھ گیا۔ اور دوسرے ہی دن واپس دہلی آنا پڑا دہلی پہونچکر جب ڈاکٹر کو دکھایا تو معلوم ہوا کہ آپکو برانکو نمونیا ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر مختار احمد صاحب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انصاری پر آپکو بھاری وشواس تھا۔ لہذا انہیں کا علاج شروع کیا گیا۔ ڈاکٹر جی کی علاج اور سیوکوں کی سیوا کا پھل یہ ہوا کہ آپکو آرام ہونیگا۔ نمونیا کا زور جاتا رہا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اچھی طرح دیکھکر رائے ظاہر کی کہ آپ نمونیا کی خطرناک حالت سے نکل چکے ہیں۔ اور چند روز میں ہی کام کرنیکی لایق ہو جائینگے

۲۳ دسمبر کو شام کے چار بجے جب آپ شوچ آدی سے فورت ہو کر تکیہ کے سہارے اپنے بستر پر براجمان ہوئے تب نیچے سے ایک مسلمان اوپر چڑھتا معلوم ہوا آپکے بھگت سیوک دھرم سنگھ نے آنے کی وجہ دریافت کی اور اخیر میں یہ کہکر اوپر چڑھنے سے روکدیا کہ سوامی جی نمونیا سے بیمار ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے ہر طرح کی گفتگو سے منع کر رکھا ہے۔ اتنے مین سوامی جی نے یہ سب باتین سن لین اور دھرم سنگھ کو آواز دی کہ آنے دو یہ سنتے ہی وہ شخص اوپر چلا گیا۔ اور سوامی جی کے کمرہ مین جا کر کہنے لگا کہ مین آپسے اسلام مذہب پر کچھ بات چیت کیا چاہتا ہوں سوامی جی نے آہستہ سے جواب دیا کہ میں بہت دنوں سے بیمار ہونے سے بہت ہی کمزور ہو چکا ہوں۔ بات چیت کرنے سے ڈاکٹر نے ویسے ہی منع کر رکھا ہے۔ اس لیے تم پھر کسی وقت آنا۔ میں خوشی سے بات چیت کرونگا۔ اس آنے والے اور بات چیت کرنے والے مسلمان کا نام عبد الرشید تہا۔ اوس کا گلا سوکھتا جا رہا تہا۔ اور چہرہ پر خوف۔ غصہ و جوش کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس نے اپنی پیاس بجھانے کے لیے پانی مانگا۔ سوامی جی کی آگیا سے دھرم سنگھ نے اسے باہر لیجا کر پانی پلایا۔ دھرم سنگھ ابھی لوٹا سنبھال رہا تہا کہ وہ ظالم پھرتی سے اندر گیا اور جاتے ہی ریوالور سے گولیاں برسانا شروع کر دیا۔ سوامی جی پہلی گولی کے لگتے ہی شانتی کے ساتھ سورگ سدھار گئے۔ اونکے موہنہ سے ہائے یا بچاؤ وغیرہ ایک ہی لفظ نہیں نکلا انکے پران تیاگنے کے فوراً ہی بعد جو فوٹو لیا گیا۔ اوس کے دیکھنے سے ان کی سوابھاوک شانتی بالکل صاف معلوم دیتی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گولی کی آواز سنتے ہی دہرم سنگھ لپکا۔ مگر قاتل نے اس پر بھی ایک وار کر دیا۔ اور اس کی ٹانگ زخمی ہوگئی۔ پھر بھی وہ اسی حالت مین باہر کو بھاگا۔ اور ایک دم چلانا شروع کر دیا۔ دوسرے کمرے سے سوامی جی کا پرائیویٹ سکرٹری دوڑ آیا۔ اور بڑی دیرتا سے قاتل کو معہ ریوالور کے ایسے دہر دبایا کہ وہ بے بس ہوگیا۔ ابھی اوس کی ریوالور مین گولی موجود تھی۔ اگر اوسے ذرا بھی موقعہ ملتا تو وہ اوس گولی سے سنا تک دھرم پال جی کا بھی شاید خاتمہ کر دیتا۔ مگر دہرمپال جی نے اُس وقت جس حوصلے کا ثبوت دیا۔ وہ ہزار تعریف کے لایق تہا۔ شور ہوتے ہی لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ اور چند منٹ میں وہاں آدمی ہی آدمی نظر آنے لگے۔ کوئی بیس منٹ میں ہی پولیس بھی پہونچ گئی۔ اور قاتل کو دہرمپال جی کی گرفت سے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

سوامی مر گیا۔ یا مارا گیا۔ مگر اوس کا کام نہ تو مریگا۔ اور نہ مر سکتا ہے۔ اوس کی موت اُسکے جیون سے بھی زیادہ قیمتی ہوگئی۔ اور وہ کام کر گئی۔ جو شاید وہ اپنے جیون مین نہ کرسکتا۔ جب تک ہندو جاتی کا ایک بھی بچہ جیوت ہے۔ سوامی اور اُسکا کام تب تک ہرگز نہیں مر سکتا ہے زیادہ سے زیادہ تقویت ملے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ میدان سر کرے گا۔ اگر یہ سچ ہے کہ جاتیاں شہیدوں کے خون سے بنتی ہیں۔ تو ہندو جاتی کبھی مر نہیں سکتی۔ کیونکہ دنیا میں ہندو ماتا کے پتروں اور پتریوں نے اپنے دہرم اور وشواس کے لیئے آج تک جس قدر بھی قربانیاں کی ہین۔ اُس کی نظیر دنیا کے کسی بھی حصہ مین نہیں مل سکتی۔

ہندو ماتا جب تک شردہانند جیسے ویر پتروں کو پیدا کرتی رہے گی۔ تب تک سنسار کی کوئی بھی وحشیانہ اور قاتلانہ طاقت اسے مٹا نہیں سکتی +

لیکھ۔ رچنا اور ویاکھیان

سوامی جی نے اپنے جیون مین کئی ایک قیمتی لیکھ لکھے تھے۔ ویاکھیان دیئے اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھا بین ہی لکھیں تہیں - لگاتار ۲۵ - سال تک ست دہرم پرچارک مین آپکے
قلم سے جو اویدیش نکلا کرتے تہے - وہ بڑے ہی مہتو پورن سمجھے جاتے تھے - یہانتک
کہ اکثر سماجوں کے ہفتہ واری جلسونمین اونکو باقاعدہ پڑہا جاتا تہا - اگر ان تمام اوپدیشو نکو
ترتیب دیکر پر کاشت کیا جاوے - تو دہارمک جگت کے لیئے بہت لابھ دایک ہوسکتے
ہین - آپ کے دیا کہیان بھی اکثر باقاعدہ نوٹ کئے جاتے تھے - جنمین سے بہت سے
دیاکہیان شری شردہانند ساہتیہ سدن مین جمع کئے گئے ہین - اور
اونہیں مناسب وقت پر شایع کرنیکا بھی وچار رہے - ان کے علاوہ آپنے جو کتابیں
تحریر اور شایع کی تہلین - ان میں سے متعدد کتابونکے نام حسب ذیل ہیں

(۱) صبح امید (۲) میری زندگی کے نشیب و فراز
(۳) آریہ پتھک لیکہرام (۴) ویداتو کول سنکہشپت منوسمرتی
(۵) آریہ سماج اور اسکے بدنام کرنیوالے (۶) محمدی سازش کا انکشاف
(۷) اچھوت ادوہار ایک فوری مسئلہ (۸) ہندو مسلم اتحاد کی کہانی
(۹) اندہا اعتقاد اور خفیہ جہاد (۱۰) ہندو سنگٹھن
(۱۱) گڑھوال کا دو رہبکش اور اس کی نورتی کے اوپائے
(۱۲) ستیہ دہرم پرچارک پر پہلا لائبل کیس
(۱۳) آریوں کی نتیہ کرم پرہتی (۱۴) عیسائی پکھش پات اور آریہ سماج
(۱۵) وید اور آریہ سماج (۱۶) ماتری بہاشہ کا ادہار
(۱۷) آچار اناچار اور چہوتا چہوت (۱۸) کلیان مارگ کا پہتک
(۱۹) میرا آخری شورہ (۲۰) دستار بوابک سندھیا ودھی

وغیرہ وغیرہ

راقم شم

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اوم

صبح امید

دیباچہ

انسانی زندگی مشاہدوں کا مخزن ہے۔ نت نئے تجربوں کی بدولت انسان اپنے خیالات کو بدلنے کے لیے مجبور رہوتا ہے لیکن بسا اوقات یہی دیکھنے مین آتا ہے کہ اُسے چکر کاٹ کر پھر پورانے خیالات کی ہی پیروی کرنی پڑتی ہے۔ اس سلسلہ خیالات کی نسبت بحث کرنا اِسوقت میرا مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے نازک اور فیلسوفی مسئلوں پر غور کرنے کے لیۓ دیباچہ بالکل ناموزوں جگہ ہے۔ میرا مطلب اِس ابتدائی تمہید سے صرف یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ اِس دنیا مین صدہا مختلف طاقتین ایک دوسرے کو مدد دیتی ہوئی کام کر رہی ہین۔ اگر اُن سب کو بھلا کر انسان صرف اپنی ہستی پر ہی دُنیا کا خاتمہ کر بیٹھے تو جہاں ایک طرف اُسکے کام کا دائرہ بہت محدود ہو جاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف قدرت کی زبردست طاقتوں کے دھکّے اُسے ادہر اُدہر دھکیلتے پھرتے ہین۔

ہر ایک انسان نے اپنی زندگی کے کسی نہ کسی زمانہ مین محسوس کیا ہوگا کہ اِس عالمگیر اصول نے اُس کی زندگی مین بعض اوقات ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کر دی ہے معمولی معاملات پر غور کرنے کے لئے بیٹھ کر انسانوں نے بعض اوقات بڑی بڑی گہری سچائیوں کا پتہ لگایا ہے۔ اور ایک ناچیز سبب کے زمین پر گرنے سے عالمگیر اصول کشش کے آگے سر جھکایا ہے۔

میرے ناظرین تمہید کے الفاظ سے شاید یہ نتیجہ نکالنے کے لئے تیار ہوں گے کہ مین اس کتاب کے لئے کسی قسم کی خاص برکت ایزدی کا دعویٰ رکھتا ہوں۔ چونکہ مین ایسی بلند پروازیوں سے خود ڈرتا ہون۔ اسلئے امید نہیں ہے کہ میری تحریر دل سے واقف پبلک کبھی بھی اس مغالطہ مین پڑے۔ لیکن اس مین شبہ نہیں کہ اس کتاب کا ظہور بھی اپنی ایک کہانی رکھتا ہے جسکو کہ اپنے ناظرین کے گوشگذار کرنا میرا فرض ہے جب سے کہ میرا آریہ سماج کیساتھ تعلق ہوا ہے۔ یا یوں کہئے کہ جس دن ناستک پن کی گہری غار مین گرتے گرتے مہرشی سوامی دیانند کے پاک خیالات نے مجھے سہارا دیا اور مجھے علم حق کی سیدھی سڑک کا راستہ دکھایا۔ اسی دن سے مین دنیاوی فرایض کو ادا کرتا ہوا بھی تقریباً ہر روز کچھ نہ کچھ وقت مہرشی دیانند کے وید بھاشیہ کے مطالعہ مین صرف کرتا رہا ہوں۔ بار بار کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا کہ جو سچائیاں مین نے خود محسوس کین انہیں پبلک کی خدمت مین پیش کردوں۔ اس حرکت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً ست دہرم پرچارک اخبار کے ذریعہ سے بعض وید منتروں کا ترجمہ معہ تفسیر شایع کرنا مین نے شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ مین یجروید کے اکتیسوین ادھیاے پر لکھنے کا موقع مجھے ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۵ء مین ملا لیکن برخلاف دوسرے وید منتروں کی حالت کے اس ادھیاے کے منتروں کی تفسیر کیطرف بعض آریہ بھائیوں کی توجہ خاص طور پر کھنچ گئی چنانچہ ۱۸۹۶ء کے شروع مین جلندھر ویدک پاٹھ شالہ کے چند ایک ودیارتھیوں اور لالہ گوکل چند جی (جو کہ رخصت لیکر خصوصاً تحصیل علم سنسکرت کے لئے جلندھر مین مقیم تھے) کی پریرنا سے مینے ان وید منتروں پر دوبارہ غور کرکے آریہ سماج کے ہفتہ وار جلسوں مین انکی ویاکھیا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کرنی شروع کی۔ اِس ودیا کہیا کے موقعہ پر اکثر بھائیوں نے تحریک کی کہ مین اِس ادھیائے کو (جو کہ پیدائش دنیا کا مکمل باب ہے) معہ ترجمہ اور اپنی تفسیر کے چھپوا کر شایع کر دوں جکا نتیجہ یہ ہوا کہ مین نے یجروید کے اکتیسوین ادھیاء کا ترجمہ کرتے ہوئے نہ صرف اُسے رگوید مین ہی ملاحظہ کیا۔ جہاں پر یہ ایک پورا سوکت ہے اور پُرش سوکت کے نام سے مشہور ہے۔ بلکہ اتھروید کے اُنیسوین کانڈ کے درگ ۶ کو بھی بغور پڑھا جہاں کہ حسب ضرورت اِن منتروں کی ترتیب کو بدلکر مطلب صاف کر دیا گیا ہے اِس کل محنت کا نتیجہ یجروید کے اکتیسوین ادھیاء کے کل منترونکا ترجمہ اور تفسیر ہے جسے کہ مینے اِس کتاب کے خاتمہ پر لگا دیا ہے۔ جیوں جیوں مین اِس ایک ادھیاء کی تفسیر لکھتا گیا یوں یوں مجھے اُن معترضوں کے کلام یاد آتے گئے۔ جو ویدوں کو بچّوں کی بلبلاہٹ سے تشبیہ دے کر اُن کو بے ترتیب بتلاتے اور اُنہیں قدرتی وحشیوں کے اظہار حیرت کا نتیجہ بیان کرتے ہین مجھے اِس ایک ادھیاء کے مکمّل مضمون کو نہ صرف ایک وید مین ہی بلکہ تین ویدوں مین مختلف موقعوں پر ٹھیک جیساں دیکھنے سے خیال پیدا ہوا کہ مین ویدوں کے دیگر حصوں کی اسی طرح پر تفتیش کروں۔

مین اِسی اُدھیڑ بن مین تھا کہ ادھیاء متذکرہ بالا کو ایک نسخہ کی شکل مین نظر ناظرین کرنے کا ارادہ مصمم ہو گیا۔ اور مین نے ایک ۲۲ صفحوں کے نسخہ کے لئے بھومکا لکھنے کے لئے قلم اٹھائی۔ لیکن ابھی دو صفحے نہیں لکھے تھے۔ کہ بجائے پرش سوکت کی بھومکا لکھنے کے مضمون کا رُخ دوسری طرف بدلگیا۔ بھومکا نہ صرف اصل نسخہ سے بڑھ گئی۔ بلکہ ایک ضخیم کتاب کی خاص تمہید بن گئی۔

اِس تمہید کے لکھے جانے کے بعد بھی میرا ارادہ یہی تھا کہ کتاب کو دو سو صفحوں تک ختم کر دوں۔ لیکن جب مین نے لکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ محض پروفیسر میکس میولر کے اعتراضوں کا جواب دینے کے لئے ایک جلد کافی نہ ہو گی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اِس وقت جلد اول صرف پروفیسر میکس میولر کی اُن چند ایک غلطیوں کو ظاہر کرنے مین کامیاب ہوا ہوں۔ جو کہ اُنہوں نے اپنی کتاب موسومہ رگوید سمہتا مین کی ہین۔ لیکن جو اعتراضات کہ پروفیسر صاحب موصوف نے اپنی دیگر تصانیف مین ویدوں کی تفسیر وغیرہ کئے ہین اور جن جن عجائب پرستیوں کے الزام کہ انہوں نے اپنی غلط فہمیوں کے باعث ویدک دہرم پر لگائے ہین۔ اُن سب کی پڑتال کرنے کے لئے ایک علیحدہ جلد کی ضرورت ہے۔

لیکن میرے کام کا خاتمہ یہان پر بھی نہیں ہو سکتا۔ مین ارادہ کرتا ہوں کہ پروفیسر میکس میولر کی غلطیوں کو طشت از بام کرنے کے بعد مسٹر گریفتھ کے اتھروید کے ترجمہ کی حقیقت ظاہر کرون اور حوالہ جات مستند سے ثابت کر دکھلاؤں کہ کس طرح پر اینگلو انڈین سنسکرت دانوں نے اپنی کوششوں کو ویدک دہرم کے بدنام کرنے مین صرف کیا ہے اس کے بعد جو انرتھ کہ اسوقت کے پورانک پنڈتوں نے کیا ہے اُسے پبلک پر ظاہر کر کے مین مہیدہر اور ساین کے بھاشیوں کی پڑتال کرنا چاہتا ہوں۔ اِس پڑتال مین یہ دکھلانا میرا فرض ہے کہ ساین کون تھا۔ اُسنے کیا کام کیا۔ اور آیا جو بھاشیہ کہ اُس کے نام سے مشہور ہے وہ کُل اُسی کا بنایا ہوا ہے یا کہ مختلف پنڈتوں کے دماغوں کی گھڑنتوں کا مجموعہ ہے۔ مین تواریخی تحقیقات سے یہ بھی دکھلانا چاہتا ہوں کہ کس طرح پر وید منتروں کے معانی مین تبدیلیاں واقعہ ہوتی رہین۔ اور کہ اُن کے اسباب کیا تھے۔

اِن سب مضامین پر مفصل لکھنے کے بعد مین ارادہ رکھتا ہوں کہ وید منتروں کے ترجمہ اور تشریح کے مستند قواعد کو مفصل طور پر درج کروں۔ تاکہ عام لوگ بھی اُن مغالطوں سے بچنے کے قابل ہو جاوین۔ جنمیں پھنسکر کہ اسوقت ہمارے لکھو کہا تعلیمیافتہ بھائی دہرم کو جواب دے کر ناستک پن کے بحر ناپیدا کنار مین غوطے کھا رہے ہین۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اِن سب کاموں کے خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہونے کے لئے فرصت اور گوشہ نشینی کی ضرورت ہے اور میری حالت ایسی ہے کہ مجھے اِسوقت دونوں نصیب نہیں۔ایک خاندان کے انتظام کا بوجھ ہی کچھ کم نہ تھا۔لیکن مجھے علاوہ برین خاص پبلک کے کام ایسے کرنے پڑتے ہین کہ اُن کی وجہ سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔اور گوشہ نشینی کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ سوچنے والے وہی ہوتے ہیں۔جو کہ کام کرنے والے بھی ہین۔یعنی وانپرستھ اور گرہستھ کا کام ایک ہی انسان سے لیا جاتا ہے نہ صرف یہی بلکہ بعض اوقات برہمچریہ اور سنیاس کے فرائض کو بھی ادا کرتے ہوئے ایک ہی انسان ہر روز چاروں آشرموں مین سے گذر جاتا ہے۔نتیجہ اس بدانتظامی کا یہ ہے کہ کوئی بھی کام ٹھیک طور پر انجام نہین پاتا نہ دُنیا ہی سُدھرتی ہے اور نہ عقبیٰ کی ہی امید ہوتی ہے۔

دُبدھا مین دونوں گئے مایا ملی نہ رام

پیارے ناظرین! یہ وجوہات ہین کہ باوجود میری خاص کوشش کے بھی یہ کتاب اُس حالت مین آپ کے روبرو پیش نہ ہو سکی۔جو کہ مجھے منظور تھی تاہم مین اُمید کرتا ہوں کہ آپ اسے پسند فرمائیں گے۔اس لئے نہیں کہ یہ مکمل اور نقائص سے بری ہے۔بلکہ اِس لیے کہ یہ ایک ادنیٰ کوشش اپنی پراچین دھرم پستک کو بیرونی حملوں سے محفوظ کرنے کی ہے۔

مین اپنے معزز سنسکرت داں بھائیوں سے عموماً اور آریہ سماجسٹھ بھائیوں سے خصوصاً التماس کرتا ہوں کہ اگر اُنھیں کہین کوئی نقص معلوم ہو تو فوراً معہ اپنی رائے کے میرے پاس بھیجدیوین۔مین کوشش کروں گا کہ اگر وے واقعی غلطیاں مین تو اُن سے آئندہ جلدین بری رہین۔

جن اصحاب کا کہ دھرم سے خاص تعلق ہے اُنہیں تو اس کتاب کا مطالعہ غور سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنا ہی چاہیے۔ لیکن جو اصحاب کہ دہرم یا مذہب کی پروا ہنین کرتے۔ اُن کے لیے بھی انسانی دنیا کے خیالات کی اول تاریخ دلچسپی سے خالی ہنیں ہوسکتی۔

اے راحتِ حقیقی! تو ہر ایک انسان کی توجہ سچائی کی تحقیقات کی طرف پہیرتا کہ سچائی کا راج آوے۔ اور جھوٹھ کی شکست ہوکر سارے جہان مین شانتی پھیلے

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ۔

منشی رام جگیاسو

مقام جالندہر

۱۶ اپریل ۱۸۹۸ء

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اوم

بھومکا

آریہ سماج کا یہ دعویٰ ہے کہ سب ودیاؤں کے بھنڈار چاروں وید ہی ہیں۔ پراچین کال سے رشی مہاتما ویدوں کی مہما کو ظاہر کرتے ہوئے آئے ہین کپل دیو سے فلاسفر جن کی ہمثیال ہستیوں کے آگے اسوقت یوروپ کے محقق سر جہکا رہے ہین۔ کناد سے تتو دتیا جن کی تحقیقات کی خوشہ چینی کو بڑے بڑے مغربی سائنس دان ہاتھ پیر مار رہے ہین گوتم سے نئی یایک جن کی منطق دانی کا لوہا آخر کار مہذب دنیا کو ماننا پڑیگا۔ پتنجلی سے یوگی راج جنکی قدموں پہ بیٹھ کر شانتی حاصل کرنے کے لیئے یوروپ اور امریکہ کی ویاکل روحین (آتما) جوق درجوق چلی آرہی ہین۔ جیمنی سے محقق جنکے گوڑہ آشاؤں کو سمجھنے والا کوئی دکھائی نہین دیتا۔ ویاس بھگوان سے برمہ دتیا جنکے معمولی شاگردوں کے گاڑے ہوئے نامکمل جھنڈے کے نیچے میکس مولر سے لیکر پاتال دیش تک کے فاضل سر تسلیم خم کر رہے ہین۔ غرضیکہ ہر ایک رشی اور دیوتا۔ پنڈت اور ودوان ویدونکی بزرگی کا قایل چلا آیا ہے لیکن یہ حالت اُس وقت تک رہی۔ جب تک کہ یوگ سمادھی مین مگن ہو کر رشی مہاتما ویدمنتروں کے گہرے آشاؤں کو وچارتے رہے۔ اُس کے بعد زمانہ آیا جبکہ دہرم کرموں کا قریباً ابھاؤ ہو گیا۔ یوگ اور وچار کی جگہ پر ماداد (آلیسہ) نے آسن جمایا اور پتنجلی کا رتبہ مہیدہر اور ساین نے چھین لیا۔ اِس اندہکار کے زمانہ مین ویدوں کے گلے جنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو دوشن چاہا مڑھ دیا۔

مہابھارت کے عبرت ناک جنگ کی تیز آگ مین گو آریہ ورت اپنا دماغ اور اپنا باہو بل اپنا دہرم اور اپنی راج نیتی۔ سب کچھ بھسم کر بیٹھا تھا۔ تاہم اُس کی راکھ معمولی راکھ نہ تھی۔ اُس کے اندر درونا چاریہ اور بھیشم پتامہ کی ہڈیوں کا جوہر موجود تہا۔ اور اسی لیئے حیوانوں کی قربانی اور مُردوں کا سِرادہ شروع ہوتے ہی ان اویدک کرموں کے برخلاف اپنی آواز اٹھانیوالے کم و بیش شکتی والے پُرش پیدا ہوتے رہے۔ پہلا شخص جو کہ پوترتا کے نام پر بیزبانوں کی گردنین کٹتی دیکھ کر خاموش نہ رہ سکا۔ چارواک مت کا بانی برہسپتی تھا۔ لیکن چونکہ دماغ کیساتھ اعلیٰ آتمک شکتی (روحانی طاقت) نہ رکھتا تہا۔ اس لیئے اُسکا خیال صرف یہیں تک پہونچا کہ "اگر حیوانوں کو مار کر آگ مین ہوم کرنیسے حیوان سورگ کو جاتے ہین تو یجمان اپنے پتا (والد) وغیرہ کو مار کر کیوں نہیں سورگ کو بہیجتے؟ اگر مرے ہوئے انسانوں کی ترپتی کیلئے شرادہ ترپن ہوتا ہے تو پردیس میں جانیوالیکو زاد راہ ساتھ لینا فضول ہے"

اور چونکہ مول ویدوں کا پٹھن پاٹھن قریباً دور ہو چکا تھا اس لیئے کیول مہیدہر کے بہاشیہ کو دیکھ کر اور اُسمین کمال بیشرمی اور بے غیرتی کی تعلیم پاکر برہسپتی نے بے اختیار کہدیا۔

त्रयो वेदस्य कर्त्तारो भाण्ड धूर्त्त निशाचराः॥

"تینوں ویدوں کے بنانیوالے بھانڈ۔ دہورت اور نشاچر ہیں"

نسندیہہ پوتر ویدوں کو اس قسم کی شرمناک تفسیروں سے کلنکت کرنیوالے۔ بھانڈ دہورت اور نشاچر کہلانے کے یوگ ہین۔ لیکن جن لوگوں نے مول ویدوں کو وچارنا اس قسم کا سخت فتویٰ دیدیا وے کسی حالت مین بھی نندا روپی پاپ سے مُکت نہیں ہو سکتے لیکن چارواک بیچارے بھی کیا کرتے! وید ایشوریہ گیان ہونیکے کارن سماجہتہ اوستھا مین پری جانیکے قابل ہین جب پوتر اوستھا مین اگنی وایو۔ آدیتہ اور انگرا نی وید روپی گیان گرہن کرکے برہما دوارہ منشیہ ماتر کے کلیان کے لیئے پھیلانا شروع کیا تہا جب تک کہ اوس اوستھا مین انسان سادہن دوارا انھیں پہونچتا

تب تک وے غیر معمولی اسرار جو کہ ایک ایک وید منتر کے اندر لپیٹے پڑے ہین تب تک ٹھیک نہین ہوتے لیکن کیا کسی سچائی کا سادہن شروع ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ اُس مین شردہا نہ ہو؟ وید صاف جواب دیتا ہے کہ ہرگز نہین۔!

श्रद्धया सत्यमाप्यते-

"شردہا سے ہی ستیہ کی پراپتی ہوتی ہے"

جس حالت مین کہ مہیدہر سے وام مارگیوں کی تفسیروں (بھاشیہ) نے سمجھدار آدمیوں کی شردہا ہی ویدوں پر نہ رہنے دی تو بیچارے ویدوں پر وچار کرنے کے قابل کیسے رہ سکتے تھے؟ اندھکار زیادہ سے زیادہ بڑھتا گیا۔ بدھ دیو کا کومل ہردیہ دہرم کے نام پر جانداروں کی قربانیاں ہوتے دیکھ کر ہل گیا۔ انہوں نے بھی یتھاشکتی کام کیا۔ پریم اور دیا کا پرواہ چلا دیا۔ لیکن چونکہ ویدوں پر سے کلنک دور کرنے کے بجائے انہوں نے بھی اپنی ہی بدھی پر نربھر کیا۔ اس لئے دیرپا کام نہ کرسکے۔ اُنکے پیرؤں نے پرم آتما ہی کو جواب دیدیا۔ جو کہ بدھ کا اصلی مت نہ تھا۔ شنکر آچاریہ نے اُس دہریہ پن کے زمانے مین بڑا بھاری کام کیا۔ دہریہ پن سے چھوڑ کر برہم کیطرف توجہ دلائی۔ لیکن انہوں نے بھی چونکہ اپنی کوششین اُپنشدوں تک ہی محدود رکھین اس لیئے ویدوں کے سر وہ کلنک بدستور مڑھے رہے جو کہ مہیدہر آدی کی گرنتھتا کا نتیجہ تھے۔ راجہ وکرمادتیہ (غلط العام راجہ بکرماجیت) کے زمانے تک کسی قدر کم و بیش دہرم کا خیال ہر ایک کام کیساتھ لگا رہا۔ اُن کے بعد راجے آلسی اور عیاش ہونے لگے۔ دہرم سے بیمکھ ہو کر آریہ ورت کی پرجا کے آچار بھرشٹ ہوگئے۔ اِس کے بہت عرصہ بعد مسیح کی گیارہوین صدی مین راجہ بھوج تخت پر بیٹھا۔ اُسکے زمانہ مین معقولیت کا راج پھر قائم ہونے لگا۔ جہالت کے دور کرنیکیلیئے اُسنے بیوہارک ودیا کا پرچار کیا۔ ودوانون (عالموں) کی قدر کے ذریعہ سے اُسنے از سر نو روشنی پھیلانے کا ساہس کیا۔ لیکن چونکہ دہرم کو بدھی کا ساتھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ بنا یا اس لیئے اُس کی ساری کوششوں کا صرف ساہیتہ (لٹریچر) کی اُنتی مین ہی خاتمہ ہوگیا۔ اِسکے بعد وہ تیرہ و تار زمانہ آیا جبکہ کشتری اور ویشیہ ورنستھ (ورن والے) پرشون نے وید آدی ست شاستروں کا پٹھن پاٹھن بالکل چھوڑ دیا گن کرم کی بجائے جنم ورنوں کا نرنایک (فیصلہ کرنیوالا) سمجھا گیا۔ براہمنوں نے جب طالبعلم نہ دیکھے تو خود بھی عیش و آرام مین پھنسنا شروع کیا۔ شاستروں کا گورو آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی دھارمک شور بیر تار فو چکر ہو گئی۔ بزدلی کا جامۂ یاس اور تنخلی کی اولاد نے پہن لیا جاہل و دیا ہین کشتری راجاؤں نے برہمنوں سے من مانے شاستر بنوائے اور اپنے ظلم اور اپنی عیاشیوں کی پردہ پوشی کے لیئے براہمنوں سے اُن پر دھرم آبھاس رُوپی خول چڑھوائے۔ اٹھارہ پورانوں کا یکے بعد دیگرے ظہور ہوا۔ اشٹانگ یوگ کی جگہ پر یوگ نے لی۔ دھارمک کرموں کی جگہ تُلادان نے پوری کی۔ یہانتک کہ شاریرک اور مانسک دونوں پر کار کے یگیوں کی جگہ چنبلے معنی رسوم قایم کی گئین۔ اِسی عرصہ مین محمدی اسلام کی چڑھائیاں آریہ ورت پر شروع ہو چکی تھین آریہ رشیوں کی سنتان کو ہندو کا خطاب مل چکا تھا آریوں کے نواس کا ستھان بجائے بھارت ورش کے ہندوستھان کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کی آمد کے آثار پرانوں کی تصانیف کے اندر بھی صاف طور پر نمودار ہونے لگ گئے تھے۔ یہانتک کہ ویدک دھرم کی بگڑی ہوئی حالت بھی اپنا مُنہ چھپاتی پھرتی تھی کہ مسیح کی چودھوین صدی مین کرناٹ اور تلنگانہ کے راجاؤں نے اپنی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی اور یہاں تک کامیاب ہوئے کہ کرناٹک کے راجانے بجے نگر کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اِس سلطنت کی بنیاد ڈالنے والے بکا رائے اور ہری ہر دو کشتری راج تھے چونکہ اُنکی بہادری کو ایک فاضل براہمن مادھو آچاریہ کے وچار سے بہت کچھ مدد ملی تھی۔ اس لیئے انہوں نے اسی کو اپنا راج منتری قرار دیا۔ اِس مادھو آچاریہ کا بھائی ساین آچاریہ تھا۔ اِن دونوں کی وجہ سے اِس راجیہ مین آریہ شاستروں کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پرچار ہونا شروع ہوا۔ لیکن چونکہ اُسوقت دہرم کرم اور آپنا سب کچھ کے بھنڈار کیول پُران ہی مانے جاتے تھے۔ اس لیئے سایَن اور مادہو نے وید اور آرش گرنتھونکا بھاشیہ کرتے ہوئے اُنہیں پرانوں کے غلام بنانا چاہا۔ اور اسی لیئے من مانی کہانیاں وید منتروں کے گلے مڑھ دین۔ (دیکھو الفنٹس صاحب کی تاریخ ہند طبع ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۶ کا نوٹ) لیکن یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ تعصب مین پھنسکر منشیہ ہمیشہ سچائی اور سچے اصولوں کا خون کیا کرتا ہے۔ چونکہ سایَن اور مادہو کے آقا پورانوں کے سوا اور کوئی دہرم نہین جانتے تھے۔ اور چونکہ وے پوران بباعث اُس ظلم کے جو کہ پورانک مت پر محمدی بادشاہوں کی طرف سے ہو رہے تھے ان راج پتروں کو زیادہ عزیز ہوگئے تھے اس لیئے پورانوں کی حمایت ہانا ایک طرح سے اُنکا فرض ہو چکا تھا۔ یہ بہادر کشتری تو چودہویں صدی کے اندھیرے زمانہ میں گزرے ہین۔ لیکن موجودہ تاریخ تبلاتی ہے کہ اُنیسویں صدی کی روشنی مین جبکہ حق بیانی کا دعویٰ ہر ایک گورے چمڑے والا کرنے کا عادی ہو رہا ہے میکس میولر سے ودوان بھی پکشپات مین پھنسکر سوائے ایک طرف دیکھنے کے دائین بائین۔ اور پیچھے دیکھنے کا نام تک نہین لیتے۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب انٹرڈکشن ٹو دی سائنس اف ریجن ا مین مسیحی اور بودہ متوں کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کرکے کہ مسیح اور بدھ کے پیرووں کے عقائد مین زمین و آسمان کا فرق ہے فرماتے ہین ”تاہم بدھ اور اُس کے چیلوں کی زبان او مسیح اور اُس کے حواریوں کی زبان مین عجیب مشابہتیں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض بودھوں کے فسانے اور تمثیلی بیان اس قسم کے معلوم ہوتے ہین گویا کہ نئے عہدنامے مین سے لیئے گئے ہین۔ گو ہم جانتے ہین کہ انمین سے کثرت سے عیسوی صدی کے آغاز کے پہلے سے موجود تھے“

جنکو ایشور نے عقل کی آنکھین دی ہین اور ساتھ ہی اُس کے جنہوں نے تعصب کی عینک اُن آنکھوں پر نہیں چڑہائی۔ وے خواہ مسیحی ہی کیوں نہ ہوں۔ اُنکے تمیز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو پروفیسر صاحب سے پوچھیں گے کہ جب وہ بُدھ اور اُس کے چیلوں کے فسانے اور تمثیلی بیان کثرت سے وہی ہین جو کہ نئے عہد نامے مین پائے جاتے ہین اور جبکہ بقول آپکے ہی نئے عہد نامے کے پہلے مدت سے وے موجود تھے تو کیا یہ نتیجہ ٹھیک نہیں ہے کہ بودھ متّ سے یہ فسانے اور تمثیلی بیان مُصنفان نئے عہد نامے نے نقل کیے۔ لیکن جہاں قومی مذہب کی پاسداری مین یہہ خیال اُٹھ سکتا ہے کہ دیگر مذاہب مین جو باتین مسیحی مذہب سے مطابقت رکھتی ہین وے مسیحی مذہب سے لی گئی ہوں گی۔ وہاں یہ معلوم ہونے پر کہ مسیحی مذہب مین وہ باتین بعد مین آئین۔ پادریوں کے شور و شر کا خوف میکس میولر سے محقق کو بھی اتنی انصاف کی بات کہنے کی جرأت نہیں دیتا کہ یہ فسانے اور تمثیلی بیانات عیسائی مصنفوں نے غالباً بُدھ اور اُس کے چیلوں کی تصانیف سے لیے ہوں گے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا:

غرضیکہ اسی طرح پورانک تفسیروں کے بادلوں مین چھپا ہوا ویدروپی سورج اپنی اصلی حالت مین دکھائی دینا بند ہو گیا تھا۔ جبکہ انگریزوں کا قدم ہندوستان میں آیا اس محقق قوم نے کلکتہ نگر مین جہاں سپریم کورٹ اور سپریم کونسل کی بنیاد ڈالی۔ وہاں ساتھ ہی ایک ایسا دھان بیگھہ بھی رچدیا۔ جو کہ گو اُسوقت ناچیز معلوم ہوتا تھا۔ تاہم ایک مدت کے بعد اِس آب و تاب سے چمک اُٹھا کہ اُس کے شعلوں کی روشنی نے یورپ اور امریکہ تک کو چکا چوند عالم مین ڈالدیا۔ یہہ بیگھہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نام سے موسوم ہوا۔ اور اُسکا بنیادی پتھر رکھنے والا سر ولیم جونس تھا۔

جونس پہلا مغربی محقق تھا جسنے کہ سنسکرت لٹریچر کو اپنا خاص مطالعہ بنایا۔ سپریم کورٹ کی ججی کا مشکل اور دماغ کو ہلانیوالا کام کرتا ہوا بھی یہ علمدوست کاشی کی یاترا کے لیے محض سنسکرت زبان کی خوبیوں کو دریافت کرنے کی غرض سے تیار ہو گیا لیکن مین پہلے بتا چکا ہوں کہ ویدک ودیا کو لوپ ہوئے یوں تو چالیس صدیوں سے زیادہ کا زمانہ گزر چکا تھا

لیکن اگر شنکر سوامی کی کوششوں کو جو کہ صرف اوپنشدوں کے بہاشیہ تک محدود رہیں ۔ بھی ویدک ودیا کے پنر جیوت کرنے میں ایک منزل سمجھیں تو سندیہ نہیں کہ آریہ رشیوں کی سنتان کے لیئے زائد از بیس صدیوں سے وید کا لفظ کچھ معنی نہیں رکھتا تہا۔ عوام کا خیال یہ تھا کہ وید بھگوان کوئی دیہہ دہاری دیوتا تھے۔ جو کلی یگ میں زمانہ کے بھے سے چھپ گئے ہیں۔ سوائے دکن کے چند ایک براہمنوں کے وید منتروں کا ادچارن بھی کوئی نہیں کرتا تہا۔ ایسے جہالت کے زمانہ میں سر ولیم جونس کو وید۔ وید انگوں کا تو پتہ ہی کیا لگ سکتا تھا۔ انہوں نے شکنتلا کے ناٹک کو ہی غنیمت سمجھا اور اسکا ترجمہ کر کے اس کی خوبیوں سے انگلستان اور دیگر ممالک یوروپ کو حیرت میں ڈالا۔ یہ شکنتلا کا ناٹک اس زمانہ کا بنا ہوا ہے جبکہ ساہتیہ سے دہرم کا تعلق بھارت ورش میں ٹوٹ چکا تھا۔ یوروپ اسی پر مست ہو گیا۔ جرمنی کے مشہور شاعر اور فلاسفر گیٹے نے دنیا بھر کی خوبیوں کا خاتمہ اس ناٹک کی زبان اور مضمون پر کر دیا۔ مدت تک سر ولیم جونس اور اس کے ہمعصر و کرماد تیہ کے زمانہ کی سنسکرت لٹریچر پر اپنا وقت صرف کرتے رہے۔ ہاں چونکہ ہندوؤں کے لیئے قانون وراثت وغیرہ ہندو دہرم شاستر قرار دیئے گئے تھے۔ اس لیئے کسی کسی سمرتی کا ترجمہ انہوں نے ضرور کرایا۔ اسوقت منو (بھر گو) سمرتی سے انہیں واقفیت ہوئی۔ وید کی بزرگی کا حال انہیں پڑھ کر وید کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اسوقت جرمنی اور فرانس کے محققوں تک سنسکرت لٹریچر کی خوشخبری پہنچ چکی تھی۔ ان گمبھیر آشہ ودوانوں نے ویدک گرنتھوں کو دیکھ کر سنسکرت کے نوین ساہتیہ کو اس طرح پر جواب دیدیا جس طرح پر کہ سچے ہیرے کے ملجانے پر چمکیلے سے چمکیلے بلور کے رنگ برنگے ٹکڑوں کو سمجھدار انسان حقارت سے پرے پہینک دیتا ہے۔

جہاں ہمارے دیش کے ودوان اور سمجھدار آدمی بے سمجھ بنے ہوئے اپنے بے بہا خزانوں سے بیخبر دوسرے ملکوں میں دربدر گدائی کرتے پہرتے تھے۔ وہاں ان ملکوں کے فاضل محقق

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مادی زندگی کی سرپٹ چال سے تنگ آکر زندگی کی اصلیت پر وچار کر رہی تھی۔ سر ولیم جونس
جالی اوسولسن وغیرہ کی تحریروں کو پڑھ کر فرانس اور جرمنی کے محققوں کو یقین ہو گیا
کہ پراچین آریہ ورت کے لٹریچر کا خاتمہ شکنتلا کے ناٹک اور منوسمرتی پر ہی نہیں ہے بلکہ ان
گرنتھوں کا محرک کوئی ایسا دارشنک اور آتمک ساہتیہ موجود ہے جس میں کہ شاید زندگی کا کچھ مقصد
مل سکے۔ انہوں نے ویدک گرنتھوں میں آندولن شروع کیا۔ اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے
کہ جہاں پورانک لٹریچر مصنوعی اور بہت نیا ہے۔ وہاں ویدک لٹریچر قدرتی اور قدیم ہے
اور اس لیے اگر جیون کے اُدیش کا پتہ لگانا ہے تو قدرتی پر مصنوعی کو نیوچھاور کر دینا چاہیئے
سنسکرت لٹریچر کے مشہور فاضل پروفیسر میکس میولر لکھتے ہیں۔ "اس لیے اگر ہم
کُل سنسکرت لٹریچر (ساہتیہ) کو ان دو زمانوں میں تقسیم کریں ...... تو پہلے زمانہ کے لٹریچر
کو ہم قدیم اور قدرتی کہہ سکتے ہیں۔ اور موخرالذکر یعنی پورانک زمانہ کو جدید اور مصنوعی۔
پہلے زمانہ کے (لٹریچر) میں سے ہمارے پاس اول وے ہیں جنکو وید کہا جاتا ہے۔ یعنی وِدیا
اپنے وسیع معنوں میں ایک معقول ڈھیر لٹریچر کا جو کہ ظاہرا ایک عام طوفان سے بچا ہوا
ایک کھنڈر ہے...... باقی سب کچھ سنسکرت لٹریچر کے دوسرے زمانے میں آجاتا ہے۔
دونوں زمانوں کی پھر تقسیم در تقسیم ہو سکتی ہے۔ لیکن اس سے ہمیں اس وقت غرض نہیں ہے،
اب میں یہ ماننے کے لیئے تیار ہوں کہ دوسرے زمانہ کا لٹریچر۔ جو کہ جدید (لوکک) سنسکرت
بھاشہ ہے۔ کبھی بھی زندہ یا قومی لٹریچر نہ تھا۔ اسمیں اِدھر اُدھر پراچین سمے کے کچھ تبرک موجود
ہونگے۔ جو کہ اُس کے مابعد زمانہ کے علمی۔ مذہبی اور اخلاقی مذاق کے مطابق ٹھیک
کیئے گئے ہوں۔ اور جہاں کہیں کہ ہم ان پراچین حصوں کے الجھن کو کھول سکتے ہیں وے
زمانہ گزشتہ پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں اور کسی حد تک اُس حصے کے تتمہ کا کام دیتے ہیں۔ جو
ویدک لٹریچر کے زمانہ میں سے گم ہو گیا ہے۔ مثلاً منظوم دھرم شاستر کی کتابوں میں
پورانا مصالحہ شامل ہے جو کہ ویدک زمانہ میں کچھ تو نثر میں بشکل سوتر۔ اور کچھ قدیم نظم میں بصورت

گاتھاؤں کے موجود تھا۔ پورانے اتہاسوں اور آکھیانوں کی جگہ مہابھارت اور رامائن کے منظوم کارناموں نے لے لی۔ پورانوں میں بھی۔ بدلی ہوئی شکل میں ایسا مصالحہ موجود ہے جو کہ ویدک لٹریچر میں پوران کہلاتا تھا۔ لیکن اُس زمانہ مابعد کے لٹریچر کا بہت بڑا حصہ مصنوعی یا کبتی ہے جو کہ ذہانت اور بعض اوقات خوبصورتی کے بغیر نہیں ہے تاہم باوجود اس سب کے صرف ایک اعجوبہ ہے اور زیادہ تر مشرقی عالموں کی دلچسپی کو اپیل کرتا ہے۔ بجائے اس کے کہ مؤرخ یا فلاسفر کی وسیع انسانی ہمدردی کو اپنی طرف کھینچے)

"ہندوستان کے پراچین لٹریچر کا مطالعہ تو گرگوں ہے .... وہ لٹریچر ہمارے لیے منشیہ جاتی کی تعلیم کا ایک باب کھول دیتا ہے۔ جس کا ثانی کہ ہمیں کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ جو شخص کہ اپنی زبان یعنی اپنے خیالات کی روئیدگی (ترقی) کی قدر کرتا ہے۔ جو شخص کہ مذہب اور افسانوں کے سب سے پہلے معقول اظہار کی قدر کرتا ہے جو شخص کہ اُن علوم کی پہلی بُنیاد کو جاننا چاہتا ہے۔ جنہیں کہ زمانہ مابعد میں علوم جیوتش (نجوم) چھند (نظم) ویاکرن (گرامر) اور دھاتو (صرف) کے نام سے پکارتے ہیں۔ جو شخص کہ فلسفہ کے خیالات کے ابتدائی اظہار کو جاننا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی گرہستہ۔ گراہیں۔ اور راج نیتک زندگی کو پہلے پہل۔ مذہب رسوم۔ پوران (مراد اصلی پوران سے ہے جو کہ براہمن گرنتھ ہیں) اور رسم کے انوسار چلانے کی ابتدائی کوششوں کو معلوم کرنا چاہتا ہے اُسے آئندہ کے لیئے ویدک زمانہ کے لٹریچر پر وہی توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ جو کہ یونان اور روما اور جرمنی کے لٹریچر پر کی جاتی ہے"

(انڈیا۔ وہاٹ۔ کین اٹ ٹیچ اس ؟ مصنفہ پروفیسر میکس مولر ۱۸۹۲ء صفحہ ۸۸ و ۸۹۔ گو پروفیسر میکس مولر اور دیگر مغربی سنسکرت والوں نے ویدوں کے اُس گورَو کو نہیں سمجھا جس کے وے واقعی مستحق ہیں اور یہ اس لیئے کہ انہوں نے رشیوں کے قاعدے کے مطابق ویدوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ تاہم باوجود ان رکاوٹوں کے بھی جو راگ ان محنت

کئی محققوں نے ویدک گرنتھوں کی نسبت قایم کی ہے وہ ہمارے دیش کے نوجوانوں کی توجہ اسطرف بڑے زور سے کھینچنے کے لئے کافی ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف پھر فرماتے ہین۔

"نہیں۔ بلکہ مجھے یہ کہنے مین تامل نہین ہے کہ آپ نشدوں اور پراچین ویدانت فلسفہ مین چند ایک روشنی کی ایسی کرنین موجود ہین۔ جو کہ آج اُن بہت سے مسئلوں پر روشنی ڈالینگی جو کہ ہمارے دل کے بہت ہی نزدیک ہین" (جیس فرام اے جرمن ورک شاپ۔ جلد اول صفحہ ۵۵)

"جسطرحپر کہ زمانہ حال کی تاریخ نا مکمل ہے بغیر زمانہ درمیانی کی تاریخ کے درمیانی تاریخ (نامکمل ہے) بغیر روما کی (تاریخ) کے یا روما کی (تاریخ نامکمل ہے) بغیر یونان کی (تاریخ) کے۔ اسی طرح پر ہم معلوم کرتے ہین کہ کُل دنیا کی تاریخ نامکمل سمجھی جاویگی بغیر آریہ انسانیت کے اُس اول باب (رگوید) کے جو کہ ہمارے لئے ویدک ساہتیہ میں حفاظت کی گئی ہے" (دی اوریجن اوف ریلیجن صفحہ ۱۴۹)

ویدک دہرم کے بگڑے زمانہ (موجودہ پورانک دہرم) کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر ہمارے اکثر انگریزی تعلیمیافتہ نوجوان ویدوں سے متنفر ہوجایا کرتے ہیں اِس نفرت کو انہوں نے ویدوں کا خود مطالعہ کرکے یا ویدوں کے جایز استادوں سے اُن کی اصلیت سنکر دل مین جگہ نہیں دی ہے۔ بلکہ یہ نفرت بھی اُنہیں اُسی طرح پہ حاصل ہوئی ہے جسطرحپر کہ دیگر ا۔ اے معنی رواج انہوں نے صرف مغربی موہر کے اعتبار پر گرہن کرتے ہیں۔ اِس قسم کے بے سمجھ خیالات کی تردید پروفیسر صاحب موصوف نے بڑی خوبی سے دو سطروں مین ہی کر دی ہے۔

"ویدوں کو۔ بہوگان کے جلائے جانے۔ شیو اور درگا کے بیرحمانہ طریق پرستش یا پیشہ ور سادہوؤں کے بیجا پتوں کے لئے۔ ذمہ وار ٹہرانا ویسا ہی معقول ہوگا۔ جیسا کہ کرسچیانٹی اور نئے عہدنامے کو فی اوپولٹین کسانوں کی ضعیف الاعتقادیوں اور بت پرستیوں کے لئے۔"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہم اسجگہ ویدوں کے ایشوریہ گیان ہونے کی نسبت بحث نہیں کر رہے۔ اور اسلیے ہمیں اسوقت بمقابلہ دُنیا کی دیگر تعلیموں کے ویدک تعلیم کی بزرگی کو مکمل طور پر ثابت کرنے اور اُسپر مفصل بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ارادہ رکھتے ہین کہ ایک علیحدہ کتاب کی شکل مین ویدوں کی پوزیشن (درجہ) کی نسبت بحث کرکے اُنکا ایشوریہ گیان ہونا اُردوداں پبلک کے ذہن نشین کرادوین۔ ہمیں اس جگہ صرف اس بحث سے مطلب ہے کہ آیا وہ تفسیرین جوکہ اسوقت ویدوں کا سِدّھانت جتلانے کے لیۓ پبلک کے روبرو پیش کیجاتی ہیں۔ واقعی ویدونکا اصلی سِدّھانت ظاہر کررہی ہیں یا کہ حق کے متلاشیوں کو چاہِ ضلالت مین گرا رہی ہین۔

یہ امر اسوقت مسلمہ ہے کہ ویدک سنسکرت کا ویاکرن (گرامر) دُنیا کی تمام زبانوں کی گرامر کی نسبت صرف افضل ہی نہیں بلکہ ایسا مکمّل ہے کہ اُسمین انسانی زبان کے کل مضامین ادا کیۓ جا سکتے ہیں۔ جہاں دیگر زبانوں میں نئے خیالات کے آتے ہی نئے فرضی الفاظ گھڑنے پڑتے ہیں۔ اور بعض اوقات کسی خاص خیال کے ظاہر کرنے کے لیۓ ایک لفظ نہیں ملسکتا۔ وہاں ویدک شبد ودیا ایسی وسیع اور باقاعدہ ہے کہ اُس کے لیے کوئی نیا خیال ہی نہیں رہتا۔ گو ایک زبان کے الہامی یا ایشوریہ گیان ہونے کی نسبت اِس سے بڑھکر کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ تاہم اس بحث کو اِسوقت نظرانداز کرکے ہم صرف اتنے پہ ہی اکتفا کرتے ہین کہ ویدک ویاکرن ہر ایک خیال کو ظاہر کرسکتا ہے ہم جانتے ہین کہ میکس میولر آدی سنسکرت والوں نے ویدک گرامر کی اِسدرجہ کی کمالیت کی نسبت اعتراضات کیۓ ہین۔ لیکن جبکہ پروفیسر باپ سے محققوں نے یکتی اور پرمان سے ویدک ویاکرن کی فضیلت کو ثابت کردیا ہے۔ تو پروفیسر میکس میولر کا صرف یہ لکھنا کہ "مَیں پروفیسر باپ کے دعوی تک جانے کے لیۓ تیار نہیں ہوں" یا دیگر سنسکرت ودوانو کا یہ قول کہ یہ دعوی بہت بڑھکر ہے۔ بلا معقول تردید کے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ویدک سنسکرت مین اِس قسم کے نازک خیالات موجود ہیں کہ اُنکے لیئے لفظ ڈہونڈہنے مین روئے زمین کی دوسری زبانین آج تک سرگرداں ہین۔ جگت کے اُپادان کارن کا خیال وید प्रकृति پرکرتی प्रधान پردہان وغیرہ شبدوں سے ظاہر کرتے ہیں۔ اور دنیا کی دیگر کسی قوم کے مذہب نے آج تک پرکرتی کے خیال کو ہی محسوس نہیں کیا۔ ایک طرف تو یہ کاریہ جگت تک ہی خیالات کا خاتمہ کر دیتے ہین۔ اور اگر یہ خیال دلمیں کہیں جاگزین ہوا بھی کہ یہ بنا ہوا جگت خود بخود نہیں بن سکتا۔ بلکہ جہاں اِسکا نرمان کرنیوالا کوئی بیحد چیتن پُرش ہونا چاہیئے۔ وہاں اِسکا اُپادان کارن بھی ضروری ہے۔ تو فوراً نمیت اور اُپادان دونوں کارن ایک پرمیشور کو بتلا کر ہمہ اوست کے مہلک مسئلہ میں پناہ لیتے ہین۔ لیکن اوپادان کارن کا خیال کچھ ایسا ہے جو کہ فلسفہ دان طبعیوں سے بھی دب نہیں سکتا۔ چنانچہ جگت کا اُپادان محسوس کرتے ہوئے انگلستان کے مشہور فلاسفر اور موجودہ یوروپ کے دماغی رہبر ہربرٹ سپنسر نے میٹر (مادہ) کی نسبت بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ میٹر کا لفظ صرف اِس بنے ہوئے جگت کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے جسمین لمبائی۔ چوڑائی۔ گہرائی وغیرہ ہے۔ اور جو کہ حواسوں سے محسوس ہو سکتا ہے۔ اِس سے پرے جگت کا کارن بیان کرتے ہوئے ڈہونڈہنے پر جب کوئی لفظ نہ ملا۔ تو ہربرٹ سپنسر نے میٹر کا لفظ ہی استعمال کر دیا۔ لیکن قریباً دس صفحوں مین اُس محقق کو تاکید کرنی پڑی مبادا اُس جگہ بھی پڑہنے والے میٹر سے یہی کاریہ جگت مراد نہ لے لیوین ہم اِسوقت بھی دعوی سے کہتے ہین کہ प्रकृति کا مترادف (ہم معنی) لفظ کسی اور زبان مین موجود نہیں ہے۔ مضمون کے بڑہنے کا خوف مانع ہے۔ ورنہ اِس جگہ مفصل بحث کیساتھ یہ امر ثابت کرنا بہت آسان ہے کہ لفظ آتما (आत्मा) سے ویدک زبان مین جو کچھ مراد ہے اُسے کسی دیگر زبان کا کوئی ایک لفظ پورے طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ ایک زبان کی کمالیت کا اِس سے بڑھ کر اور کوئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نشان نہیں ہوسکتا کہ اسمین ہر ایک خیال کے ظاہر کرنیوالا لفظ (शब्द) بنانے کے لیے، مصدر (धातु) Root موجود ہوں۔ اگر یہ دعوی ہمارا صحیح ہے کہ جسقدر زیادہ وسیع میدان ایکزبان کے مصدر روکتے ہین اُسی قدر وہ زبان زیادہ مکمل سمجھی جاسکتی ہے تو ویدک زبان کا مقابلہ دُنیا کی دوسری کوئی زبان نہیں کرسکتی۔ کیونکہ برسات کی پیدائش زمانہ حال کی مختلف زبانوں کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جاوے تاہم پورانی سے پورانی (عربی۔ ایرانی۔ یونانی اور لاطینی) زبانین بھی اِس مقابلہ مین ویدک زبان کے پاؤں چوم کر رہجاتی ہین۔ حاصل کلام یہ کہ ویدک زبان کا دیاکرن جب ایسا مکمل ہے کہ اُسکا دوسری کوئی زبان مقابلہ نہیں کرسکتی اور ہر ایک خیال ظاہر کرنے کے لیے اُسمیں کافی مصدر धातु موجود ہین۔ تو پھر اُس مکمل دیاکرن کی مدد چھوڑکر جن بھاشیہ کاروں (مفسروں) نے کہ من مانے کلنک ویدوں کے گلے مڑھے ہین اُن کی تحریریں کبھی بھی ماننے کے لایق نہیں ہوسکتین ÷

اوپر کے ضروری جملہ معترضہ کے لیے ناظرین کتاب سے معافی مانگ کر ہم اصل مضمون کی طرف پھر رجوع ہوتے ہین۔ ہم نے مختصر طور پر تاریخی انقلاب کا خاکہ کھینچکر صاف طور پر بتلا دیا ہے کہ مختلف زمانوں کا ویدوں کی تعلیم پر مختلف طرح نکا اثر پڑتا رہا ہے اور یہ قدرتی بات ہے۔ روے زمین کی کسی قوم کی مذہبی تاریخ کے ورق اُلٹنے شروع کیجیے۔ آپ کو معلوم ہوجایگا کہ اُس قوم کی مذہبی کتابوں پر مختلف زمانوں کا مختلف اثر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جہاں دوسری قوموں کی مذہبی کتابوں کی اِن مختلف اثروں کے باعث اندرونی کایاپلٹ گئی۔ وہاں باوجود اِن تمام حملوں کے ویدوں کی اندرونی ماہیت جیوں کی تیوں موجود رہی۔ جو کچھ تبدیلی آئی اُس کی بیرونی صورت مین بھاشیہ کاروں کے ذریعہ واقع ہوئی جسکا دور کرنا بالکل آسان ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ بھی ایک تعجب انگیز نظارہ دُنیا کی تاریخ میں ہے

اسمین شُبہ نہیں کہ مغربی سنسکرت دانوں مین سے پروفیسر برنوف نے اس دیش کے ساتھ بڑا بھاری اوپکار کیا کہ اُسنے رگوید کی بزرگی کی طرف یوروپین سنسکرت دانوں کی توجہ پہلے پہل کھینچی۔ لیکن افسوس کہ یہ فاضل اور محقق فرانسیسی چھوٹی عمر مین ہی مر گیا۔ اس کے بعد پروفیسر ولسن وغیرہ نے اس طرف اپنی کوششوں کو رجوع کیا اور ان سب سے مددلے کر برنوف کے لائق شاگرد پروفیسر میکس میولر نے نہ صرف رگوید کا انگریزی ترجمہ ہی یوروپین دنیا کی نظر کیا۔ بلکہ ویدک لٹریچر اور ویدک دہرم کے متعلق بہت سی قیمتی کتب تصنیف کر کے اُنہوں نے ہندوستان کے انگریزی تعلیمیافتہ نوجوانوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے بھیجیں۔ لیکن افسوس کہ پروفیسر صاحب کی اس کوشش کا نتیجہ اُلٹا نکلا۔ بجائے اِس کے کہ میکس میولر کے اس صاف اقرار پر کہ ویدوں کا ترجمہ اُنکا آزمایشی ہے۔ ہمارے ملک کے نوجوان خود اصل ویدوں کے مطالعہ کی طرف رجوع ہوتے۔ اُنہوں نے بقول اس کے کہ گرو تو گُڑ رہتے چیلا چینی ہو گئے۔ ویدوں کو سچ مچ بچوں کی بلبلاہٹ اور وحشیوں کی گھبراہٹ ہی سمجھ لیا۔ نکتہ چینی کا بازار گرم ہو گیا۔ لیکن چھچھورے نکتہ چینوں کے لیے یہ جتلانا زیادہ تر آسان اور دلچسپ ہے کہ قدیم دُنیا کے مذہب اور فلسفہ میں کونسی باتین فضول اور بیہودہ ہین بہ نسبت اِس کے سرگرم طالب علم برقعوں کے نیچے سچائی اور دانائی کو دریافت کرسکے ٭۔ جہاں اپنے دیش مین اس طرح کے بیہودہ اور لغو خیالات ویدوں کی نسبت پھیلنے شروع ہوئے۔ وہاں یوروپ میں گو عیسائیوں کے تعصب کی پوری سرزنش ہو گئی تاہم اُسجگہ کے سنسکرت دانوں نے اپنی گزشتہ تعلیم کے تعصب میں پھنسکر آریہ ورت کی فلاسفی

٭ دیکھو پروفیسر میکس میولر کی کتاب انڈیا۔ وہاٹ۔ کین۔ اِٹ ٹیچ اس صفحہ ۲۵۳

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

32,0ZZ

اور برہم وویا کے لٹریچر کا مطالعہ بھی افریقہ اور امریکہ کی وحشی قوموں کی تاریخ کے نقش قدم پر کیا۔ اور ویدک لٹریچر کی اصلیت زیادہ سے زیادہ گم ہونے لگی تھی کہ یاسک اور پانینی* تپنجلی۔ اور ویاس کے ویش مین ایک مہان آتما کا ظہور ہوا جسنے کہ ویدک لٹریچر کی کشتی کے جو کہ بھنور مین پڑ چکی تھی۔ ماجھی بننے کی پرتگیا اور ویدوں کے بھاشیہ کا آرنبھ کیا۔ اس ماجھی کا نام **دیانند** تھا۔

مہرشی دیانند کا جیون چرتر لکھنا ہمارا اسوقت اُدیش نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُنکے عقیدوں کی نسبت بحث کی ضرورت۔ ہمیں اسجگہ صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ مہرشی دیانند وِدوان اور یوگی راج کی ہی ایسے گھور اندھکار کے زمانہ مین ضرورت تھی کیونکہ بیس صدیوں سے زیادہ کا ویدوں کے گلے مڑھا ہوا کلنک کاٹنے کی شکتی اگر منشیہ مین آسکتی ہے تو ایسا آدمی بال برہمچاری ہونا چاہیئے۔ سوامی دیانند کا وشال ہردا ویدوں کی دروشا ہوتی۔ دیکھہ کر برداشت نہ کرسکا۔ اور جہالت کی ظلمت کے پردے کو کاٹنے کے لیئے اُس نے جنگل اور بیابان لبتی اور ایوان غرض کہ بھارت ورش کے چاروں کونے چھانکر آدیتہ کی پدوی گرہن کی۔ اور نوین بھاشیہ کاروں کی پھیلائی ہوئی اودیا کو دور کرنے کے لیئے انہوں نے پراچین رشیوں کے طریقے پر ویدوں کا بھاشیہ شروع کیا۔

پروفیسر میکس میولر نے اپنی کتاب ”چپس فرام اے جرمن ورکشاپ“ کے دیباچہ صفحہ ۲۴ پر کیا ہی خوب لکھا ہے ”مذہب کی نسبت بھی مثل بھاشا (یعنی زبان) کے کہا جاسکتا ہے کہ اس مین ہر ایک نئی چیز پورانی اور ہر ایک پرانی چیز نئی ہے اور کہ سرشٹی کے آد (دنیا کے آغاز) سے کوئی بھی بالکل نیا مذہب نہیں نکلا“ اور پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ پہ فرماتے ہیں ”زمانہ حال کے لیئے صرف ایک ہی کنجی ہے

* مصنف اشٹادھیائی۔

یعنی زمانہ ماضی" میکس میولر کے یہ آب زر سے لکھنے کے قابل قول معمولی لوگوں کے لئے تو صرف زمانہ دانی کا ہی شرنگار سمجھے جاتے ہیں لیکن مہرشی دیانند کا ایہر پورا عمل تھا بلا لحاظ عزت اور مانیہ پرتشٹھا کے اور بلا خیال ویش اوسمبندھ کے انہوں نے اپنے اس خیال کو منطقی نتیجے تک پہونچایا لیکن چونکہ

تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

اس لیے ہم اپنے ناظرین کی دیانند سے براہ راست ملاقات کراتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم ویدوں کا نیا بھاشیہ بنانے کی وجہ مہرشی دیانند سے دریافت کریں اُنسے یہ پوچھنا ضروری ہے کہ اُنکا اصل اصول کیا ہے۔ مہرشی جواب دیتے ہیں :

"سرب تنتر سدّھانت ارتھات سامراجیہ ساوجنک دہرم (یعنی عالمگیر دہرم کے اصول جسکو سدا سے سب مانتے آئے۔ مانتے ہیں اور مانیں گے بھی۔ اس لیے اُس کو سناتن نتیہ (غیر فانی) دہرم کہتے ہیں کہ جسکا بروِدہی کوئی بھی نہو سکے یدی اودیا یکت جن (اگر جاہل لوگ) یا کسی مت والیکے بھرمائے ہوئے جن (لوگ جسکو اینتھا جانیں یا مانیں اُسکا سویکار کوئی بھی بدھی مان نہیں کرتے۔ کنتو (بلکہ) جسکو آپت یعنی ستیہ مانی۔ ستیہ وادی۔ پروپکارک۔ پکشپات رہت ودوان مانتے ہیں۔ وہی سبکو منتویہ اور جسکو نہیں مانتے۔ وہ امنتویہ ہونے سے پرمان کے یوگیہ نہیں ہوتا۔ اب جو وید آدی ستیہ شاستر اور برمھا سے لیکر جیمنی منی پرینت (تک) کے مانے ہوئے ایشور آدی پدارتھ ہیں۔ جنکو میں بھی مانتا اور سب سجن مہاشیوں کے سامنے پرکاشت کرتا ہوں..... اور کوئی نوین (نئی) کلپنا یا مت متانتر چلانے کا لیش ماتر (ذرا بھی) ابھپرائے نہیں ہے" (ستیارتھ پرکاش طبع چہارم صفحہ ۵۷۰)

پھر فرماتے ہیں "اگرچہ میں آریہ ورت دیش میں پیدا ہوا اور رہتا ہوں۔ لیکن جس طرح پر کہ اس دیش کے مت متانتروں کی جھوٹی باتوں کا پکشپات کا نہ کر جیوں کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تنوں پرکاش کرتا ہوں۔ اُسی طرح دوسرے ویشستہ ومت آنتی والوں کیساتھ بھی ورتتا ہوں جیسا اپنے دیش والوں کے ساتھ منشیہ آنتی کے بارے میں ورتتا ہوں ویسا ہی بدیشیوں کے ساتھ بھی۔ اور سب سجنوں کو بھی (ایسا ہی) ورتنا چاہیئے۔ کیونکہ مین بھی جو کسی ایک کا پکشپاتی ہوتا تو جیسے آجکل کے اپنے مت کی استتی۔ منڈن اور پرچار کرتے اور دوسرے مت کی نندا۔ ہانی اور بند کرنے مین تت پر ہوتے ہین۔ ویسے مین بھی ہوتا۔ لیکن ایسی باتین انسانیت سے باہر ہین۔ کیونکہ جیسے پشو (جانور) بلوان ہوکر نربلوں کو دکھ دیتے اور مار بھی ڈالتے ہین جب منش شریر پاکے ویسا ہی کرم کرتے ہیں تو وے منشیہ سوبھاؤ یکت نہیں بلکہ پشووت ہین۔ اور جو بلوان ہوکر نربلوں کی رکشا کرتا ہے۔ وہی منشیہ کہاتا ہے۔ اور سوارتھ بش ہوکر (یعنی خود غرضی مین پھنسکر) پرہانی مار کرتا رہتا ہے وہ جانو کہ پشو کا بھی بڑا بھائی ہے۔" (ستیارتھ پرکاش طبع چہارم دیباچہ صفحات ۳ و ۴)

جو انسان کہ ان اعلیٰ اصولوں کو لیکر پبلک کے روبرو آوے اور پندرہ برسوں کی لگاتار کوشش اور جد و جہد سے ثابت کر دیوے کہ وہ اپنر عمل بھی کرتا ہے۔ تو اُسکا حق ہے کہ اپنی آواز تاریک سے تاریک کوٹھری اور گہری سے گہری غار کے اندر پہنچا دے۔ اور قدرتی طور پر بے تعصب اور انصاف پسند طبیعتیں اُن جوہار غور کرنے کے لیے تیار ہوتی ہین جو کہ وہ اپنے مشن کی ضرورت کی نسبت بیان کرتا ہے۔ ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ مہرشی دیانند کا مشن ویدک سوریہ کے روبرو سے کلیت بھاشیوں کے کالے بادلوں کو ہٹانا تھا جو کہ بیس صدیوں سے زیادہ کی بے خبری اور انسانی گمراہی کے باعث اُس کے گرد جمع ہوگئے تھے۔ اب سنیئے رشی کیا فرماتے ہیں۔

सत्यार्थ प्रकाश्यते वेदानां यः सनातनः
ईश्वरस्य सहायेन मया नायं सुसिद्ध्यताम्॥

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"اس بھاشیہ سے ویدوں کا جو ستیہ ارتھ ہے۔ سو سنسار مین پرسیدہ ہووے کہ ویدوں کے سناتن ارتھ کو سب لوگ یتھاوت جان لین۔ اس لئے یہہ پرتین مین کرتا ہوں۔ سو پرمیشور کے سہاے سے یہ کام اچھے پرکار سیدہ ہووے یہی سرو شکتیمان پرمیشور سے میری پرارتھنا ہے۔" (دیکھو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا طبع اول صفحات ۱ و ۲)

اِسی پُستک کے صفحہ ۳۲۲ پر اپنے بھاشیہ کی ضرورت ذیل کے مکالمے مین بیان فرماتے ہین :۔

"(سوال) کیوں جی! جو تم یہ ویدوں کا بھاشیہ بناتے ہو۔ سو پورب (گزشتہ) آچاریوں کے سمان بناتے ہو یا نوین (نیا)۔ جو پورب رچت بھاشیوں کے سمان ہے تب تو بنانا وِیرتھ ہے۔ کیونکہ وے تو پہلے ہی سے بنے بنائے ہین۔ اور جو نیا بناتے ہو تو اُس کو کوئی بھی نہ مانیگا۔ کیونکہ جو بنا پرمان کیول اپنی ہی کلپنا سے بنانا ہے (تو) یہ بات کب ٹھیک ہو سکتی ہے (جواب) یہ بھاشیہ پراچین (قدیم) آریوں کے بھاشیوں (تفسیروں) کے انوکول بنایا جاتا ہے۔ لیکن جو راون اُوبٹ۔ سائن اور مہیدھر آدی نے بھاشیہ بنائے ہیں۔ وے سب مول منتر اور رشی کرت ویاکھیانوں سے ورودھ ہیں۔ مین ویسا بھاشیہ نہیں بناتا کیونکہ انھوں نے ویدوں کی ستیارتھتا (سچائی معنی) اور اپوروتا (خوبی) کچھ بھی نہیں جانی۔ اور جو یہ میرا بھاشیہ بنتا ہے۔ سو تو وید۔ ویدانگ ایترئے۔ شت پتھ براہمن آدی گرنتھوں کے انوسار ہوتا ہے۔ کیونکہ جو جو ویدوں کے سناتن ویاکھیان ہین اُن کے پرمانوں سے یکت بنایا جاتا ہے۔ یہی اس مین اپوربتا (خوبی) ہے۔ کیونکہ جو جو پرمان اور اپرمان وشے مین ویدوں کے علاوہ شاستر گن آئے ہین وے سب ویدوں کے ہی ویاکھیان ہین۔ ویسے ہی ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا بھی اُنکے (ویدوں کے) ویاکھیان ہی ہیں۔ اُن سب گرنتھوں کے پرمان یکت یہ بھاشیہ بنایا جاتا ہے۔ اور دوسرا اِس کے اپورب ہونے کا کارن یہ بھی ہے

کہ اسمیں کوئی بات اپرمان یا اپنی رچی سے نہیں لکھی جاتی اور جو جو بھاشیہ اُم دبٹ ۔
سائن اور مہیدھر نے بنائے ہیں وے سب مول کے ارتھ اور سناتن وید
ویاکھیانوں سے برودھ ہیں اور جو جو نوین (نئے) بھاشیوں کے انوسار
انگریزی۔ جرمنی۔ گجراتی اور بنگالی آدی بھاشاؤں میں وید ویاکھیان بنے ہیں وے
استدھ ہیں جیسے دیکھو سائن آچاریہ نے ویدوں کے سرلیشٹ ارتھوں کو نہیں
جانا کہا ہے کہ سب وید کریا کانڈ کا ہی پرتی پادن کرتے ہیں یہ انکی بات متھیا ہے
اس کے جواب میں جیسا کچھ اسی بھومکا کے پورب (گذشتہ) پرکرنوں میں
لکھ چکے ہیں سو دیکھ لینا "

چونکہ دیگر نوین بھاشیہ کاروں کی غلطیوں کی اصلاح جگہ بجگہ مہرشی دیانند نے کی ہے اور چونکہ انکا ذکر اپنی اپنی جگہ بلحاظ مضامین آویگا اسلئے اسی قدر اقتباس پر اکتفا کر کے ہم آگے چلتے ہیں۔

آریہ ورت کے برتمان اتہاس میں یدی ہم دیرگھ درشٹی سے دیکھیں تو ہمیں اننا پڑتا ہے کہ سوامی دیانند کا ویدبھاشیہ ہی ایک بچتر گھٹنا ہے۔ ساماجک اور راج نیتک شاریرک اور آتمک ہر پرکار کے سنشودھن کیلئے بڑے بڑے دیش بھگت اس صدی میں کام کر کے چلدئے اور کام کر رہے ہیں۔ اور انکے کارناموں سے بیسویں صدی کے بھارت ورش کا اتہاس پُر ہے۔ ان دیش ہتیشیوں کی کوشش کے نتیجے سے سینکڑوں سبھا اور سوسائیٹیاں کام کر رہی ہیں لیکن یدی ان سب سبھاؤں اور سماجوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا جائے تو آریہ سماج کا سر کسی قدر سب سے اونچا دکھائی دیگا۔ اور اگر موجودہ صدی کے ورتمان اور بھوت (گذرے ہوئے) دیش ہتیشیوں کے دماغی کرموں کی پڑتال کیجاوے تو نسندیہہ سوامی دیانند کا وید بھاشیہ سب کا شرومنی پرتیت ہوگا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہمیں اسجگہ اِس بحث سے کوئی مطلب نہین ہے کہ آریہ سماج کا سرکس انش میں اور سماجوں سے نکلا ہوا ہے۔ اِسوقت ہمین صرف اِس امر پر بحث کرنا ہے کہ ہم سوامی دیانند کے بھاشیہ کو بھارت ورش کے دیگر ہستیوں کی مالسنک محنتوں پر کیوں ترجیح دیتے ہین

جس دن بھارت ورش مین برٹش قوم نے باقاعدہ کوششین اپنا راجیہ قایم کرنے کی شروع کین اور کلکتہ نگر مین ایک سپریم کورٹ قایم کیا۔ اُسی دن سے بھارت ورش کی کایا پلٹنی شروع ہو گئی۔ صدیوں کے جمے جمائے خیالات مین ہل چل مچ گئی نئی قوم کے پُرجوش خیالات نے بھارت ورش کی سنتان کو نیند سے جھٹکا دے کر جگا دیا بھارت لواشی آنکھہ ملکر ادہر اُدہر دیکھنے لگے۔ ابھی تک ٹھیک طور پر دیکھہ نہ سکے تھے کہ ان کو ہاتھہ پیر ہلانے پڑے۔ قدم اِدہر کا اُدہر پڑنے لگا۔ لڑکھڑاتے ہوئے آگے چلنا ہی پڑا۔ کوئی کوٹ لے بھاگا۔ کوئی بوٹ پر موہت ہوا۔ کوئی ہوٹلوں کا غلام بنا کوئی برانڈی کا دلدادہ ہو گیا۔ غرضیکہ اِس دوڑ دہوپ مین جسکے ہاتھہ جو بیرونی سامان آیا اُس نے اُسی کی شاگردی اختیار کی۔ لیکن اِس بھیڑیا دہسان مین بھی ایسے چند ایک مضبوط آتما نمودار ہوئے جنہوں نے ایسی سخت ہل چل مین بھی دماغ سے کام لینا شروع کیا۔ اور اپنی ضروریات پر وچار کیا۔ ان سب مین پہلا راجہ رام موہن رائے تھا۔ اِس بھارت کے سپوت نے مورتی پوجا آدی اندھکار سے ویاکل ہو کر اپنے پراچین دہرم پستکوں مین آندولن کرنیکا ارادہ کیا۔ بہت کچھ ہاتھہ پیر مارے لیکن جسکے ہاتھہ مین کنجی نہ ہو اُس کو خزانہ کب ملسکتا تھا۔ چونکہ وید کے کنجی برداروں کی سیوا نہ کی۔ انگریزی خیالات کا خول اُنپر چڑھانا چاہا۔ اوپنشدوں کا انگریزی مین ترجمہ تو کیا۔ لیکن اُپ نشدوں کا ترجمہ کب کر سکتے تھے۔ جبکہ رشیوں کے قدموں پر ہی نہ بیٹھے۔ آخر کار بیزار ہو کر دیش اُنتی کی تلاش مین پورب کی طرف چلدیئے افسوس کہ اس سیاحی کی حالت مین اُن کا انتقال ہو گیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انکے بعد مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر نے کچھ عرصہ تک رشیوں کے انمول واکیوں دوارا
اوپدیش کیا۔ لیکن بابو کیشب چندر سین کی پرجوش سپرٹ گھوڑ دوڑ چال چلنا چاہتی
تھی۔ انہوں نے ویدوں کا آسرا ہی چھوڑ دیا۔ انجیل کے سہارے میدان میں قدم بڑھایا
ہمیں اُنکے نسبت لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے جس ناکامیابی کا منہ اُنکے مشن کو دیکھنا
نصیب ہوا۔ اُس سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں۔

برمھ سماج اور پرارتھنا سماجوں کی جس قدر کوششیں ہیں۔ وہ سب انہیں
ریفارمروں کے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔ انکے سوائے بہت سے پولٹیکل اور سوشیل
ریفارمر بھارت ورش میں اس صدی میں ہوگئے اور اسوقت بھی موجود ہیں لیکن
ان سبھوں کی کوششیں صرف انگریزی خیالات کے ذریعہ سے ہوتی رہیں۔ اور چونکہ
اُن خیالات کا مخرج مختلف دیش۔ مختلف آب وہوا۔ اور مختلف حالات متعلقہ تھے
اس لیئے ان کی بڑی سے بڑی کوششیں بھی کُل ملک کو ایک دم ہلانے کے قابل نہوئیں

لیکن جہاں ایکطرف ہمارے دیش نو سی اپنے بے بہا خزانوں سے بیخبر دوسرے
ملکوں میں دربدر ٹکڑے مانگتے پھرتے تھے۔ اُن دیشوں کے محقق فاضل مادی زندگی
کی سرپٹ چال سے تنگ آکر زندگی کی اصلیت پر وچار کر رہے تھے۔ سر ولیم جونس جانی
درولسن کی تحریروں کو پکڑ کر فرانس اور جرمنی کے محققوں کو یقین ہوگیا کہ پراچین آریہ
ورت کے لٹریچر کا خاتمہ شکنتلا کے ناٹک اور منوسمرتی پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان گرنتھوں کی
محرک کوئی ایسی ساہتیہ موجود ہے جسمیں شاید کچھ زندگی کا مقصد مل سکے۔ انہوں
نے ویدک گرنتھوں میں آندولن شروع کیا جسکا نتیجہ رگوید کا وہ ترجمہ ہے۔ جو کہ پروفیسر
میکس میولر نے شائع کیا ہے میکس میولر آدی نے بھارت ورش کی دیش بھاشاؤں
کے ترجموں کے ذریعہ گیئے ہوئے خیالات کی پڑتال کی۔ لیکن اُن کو آخر کار اقرار
کرنا پڑا کہ کسی قوم کے صحیح خیالات دریافت کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ جتنا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک خیالات کے رہبروں سے بات چیت کیجاوے۔ بجائے اس کے سرگودہارن کے
اوٹ پٹانگ خیالات کی پڑتال مین بھٹکتے پھرین۔ چنانچہ پروفیسر میکس میولر فرماتے
ہین "سنسار کا سچا اتہاس ہمیشہ چند آدمیوں کا ہی اتہاس ہوا کرتا ہے۔ اور جسطرح کہ
ہم ہمالہ کی اونچائی کا اندازہ ایورسیٹ پہاڑ سے لگاتے ہیں اسی طرح ہمین انڈیا کا
سچا اندازہ ویدک کتاکبیشروں۔ اُپ نشدوں کے رشیوں۔ ویدانت اور سانکھ درشن
کے کرتاؤں اور پورانے دہرم شاشترکاروں سے لینا چاہیئے۔ نہ کہ اُن کروڑوں
آدمیوں سے جو کہ اپنے گاؤں مین ہی پیدا ہو کر مرجاتے ہین۔ اور جو کہ ایک پل کے لیئے
بھی اپنی غنودگی کے خواب زندگی سے کبھی بیدار ہی نہیں ہوئے*" ویدوں کی بزرگی
جسروز یورپ کے محققوں کے دلوں پر منقوش ہوئی وہ دن بڑا ہی مبارک تھا کیونکہ
اُن ہمقوم ودوانوں نے اپنا سارا زور ویدوں کی اصلیت کی پڑتال مین لگا دیا
اُن ودوانوں کی کوششوں کو اُن کے سودیشی بھائیوں نے ہی نہیں بلکہ بھارت
واسیوں نے بھی کچھ عرصہ تک سرد مہری کی نگاہ سے دیکھا۔ سنسکرت کی اُنتی
کو مُردے مین جان ڈالنے کی کوشش سے تشبیہہ دیتے رہے۔ انگریزی زبان کے
ذریعہ سے قومیت قائم کرنے کی دُھن مین مست ہوگئے۔ یہانتک کہ ایک زمانہ آیا کہ
انگریزی تعلیمیافتوں کا ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا جو کہ اصل قوم کے خیالات سمجھنے کے
ہی قابل نہ رہا لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے "اتی سروتر ورجیت" آخر کار بھارت نے
واسیوں کی آنکھیں کھولنے بھی نہیں بچ رہا تھا۔ اُس نے کلکتہ سے پنجاب اور راجپوتانہ
سے بمبئی تک ویدوں کا ناد سچا کر دکھلا دیا۔ کہ اگر بھارت ورش مین کوئی قوم ہے تو
سنسکرت جاننے والوں کی۔ ورنہ اصلمین کوئی قوم نہیں ہے مہرشی دیانند کے علمی
طور پر ثابت کیے ہوئے ستیہ کا آخر کار میکس میولر کو لوہا ماننا پڑا۔ چنانچہ پروفیسر موصوف
فرماتے ہین "اُس سمے بھی ایک صدی کی انگریزی حکومت اور انگریزی تعلیم

* دیکھو انڈیا۔ وہاٹ کین اِٹ ٹیچ۔ اس مصنفہ میکس میولر سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۸۴

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کے بعد میں یقین کرتا ہوں۔ کہ سنسکرت انڈیا میں زیادہ مروج زبان ہے بہ نسبت اسکے جو حالت لاطینی زبان کی یورپ میں ڈینیٹے کے وقت میں تھی،، * بھارت نواسیوں نے مہرشی کے ناد بجاتے ہی پھر آنکھیں کھولیں۔ قاعدہ ہے کہ انسان اپنی کمزوری کے باعث اپنی بھول کو ماننے میں بڑی پس و پیش کیا کرتا ہے۔ لیکن مہرشی دیانند کے سدّھانتوں سے خلاف رائے ظاہر کرنیوالوں اور اُسے ناستک پکارنے والوں کو بھی سنسکرت کی اُنتی کے شور میں مجبوراً شامل ہونا پڑا۔

اسی عرصہ میں یورپ کے سنسکرت والوں کی آنکھیں کچھ اور زیادہ کھلیں۔ اُنہوں نے اپنے لیئے کم ازکم یہ ثابت کر لیا۔ یا یوں کہیئے کہ انہیں مجبوراً ماننا پڑا۔ کہ سب سے پُورانی کتاب دُنیا میں وید ہے اور ساتھ اسکے انہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ آتما کا مکمل اتہاس اگر دریافت کرنا ہو۔ تو ویدوں کے سچے مطلب کا جاننا نہایت ضروری ہے یورپ کے سنسکرتگیہ ودوانوں نے اچنبھے کیساتھ دیکھا۔ کہ وید اگ بڑی خوبصورتی سے جیون کے بڑے سے بڑے گمبھیر مسائل کو حل کر رہے ہیں۔ اُن کی شردھا ویدوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ میکس میولر نے یورپ کی مادہ پرستی سے گھبرا کر بے اختیار لکھدیا "زندگی کے انڈین خیالات کو حقارت کرنے کے بجائے ہمیں ایک لمحہ کے لیئے ٹھہر کر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا آنکا فلسفہ زندگی کی نسبت بالکل غلط ہے اور ہمارا بالکل صحیح ہے آیا یہ دنیا صرف کام کیلیئے بنی تھی (کیونکہ ہلوگوں نے آنند کو بھی کام ہی تبدیل کر لیا ہے) صرف ہل چل کے ہی لیئے بنی تھی۔ یا کہ ہم (ہٹے کٹے شمالی آریوں) کو کسی قدر کم کام اور کسی قدر کم فرضی آنند سے سیر نہیں ہونا چاہیئے۔ تاکہ کسی قدر زیادہ سوچنے اور کسی قدر زیادہ آرام کا موقعہ ملے ** نہ صرف اتنا ہی بلکہ فاضل پروفیسر نے بہت کچھ ایسا ہی میں لکھکر آخر کار اقرار کیا ہے کہ زمانہ گزشتہ سے ہمیں بہت کچھ سبق ملسکتے ہیں لیکن یورپ کے جدّ و جہد کا نتیجہ کیا ہوا؟ جو کہ ڈاکوؤں کی کوشش کا نتیجہ ہوا

* دیکھو انڈیا۔ وہاٹ کین اٹ ٹیچ اس صفحہ ۷۹

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہمارے ناظرین اِس سخت لفظ کو سنکر چونک پڑینگے۔ اور ہم پر ناشکرا پن کا دوش
لگانے کے لیئے تیار ہونگے۔ لیکن ہم اُنہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم ناشکرے نہیں ہین
ہم یورپ کے ودوانوں کے مشکور ہین کہ اُنہوں نے ہماری آنکھین کھولدین ہیں
بتلا دیا کہ کیا امولیہ کوش (بیش قیمت خزانہ) ہمین ورثہ مین ملا ہے۔ لیکن اِس
ویدروپی کوش میں بجائے اُس کے محافظوں کی معرفت پڑتال کرنے کے میکس میولر
آدی ودوانوں نے قفل توڑکر لوٹ کھسوٹ شروع کردی۔ اور جب ترتیب کے
بگڑ جانے سے جواہرات مٹی مین لتھ پتھ ہوگئے۔ تو چمکتے ہوئے ہیرے اور موتیوں
کیساتھ کالی راکھ دیکھکر ان انجان لٹیروں کو عجیب حیرت ہوئی۔ آخرکار اپنے دلکو
یوں تسلی دی کہ وید انسانی بچوں کی بلبلاہٹ کے مانند ہین اِنمیں یہ ضدین ممکن ہیں
چنانچہ پروفیسر صاحب موصوف اپنی اُسی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہین۔
"کون انکار کرسکتا ہے کہ وید لڑکپن بے شعوری۔ اور ہمارے لیئے بھی عجائبات
کے خیالات سے پُر ہے؟ لیکن یہ عجائبات بھی دلچسپ اور تعلیم بخش ہین۔ یہی نہیں بلکہ
اگر ہم خیالات اور زبان کے طرائق کے اختلافات کا لحاظ رکھیں۔ تو اُن مین سے
اکثر سچائی کے بیج اور روشنی کی کرنین رکھنے والے ہین۔ جو کہ زیادہ تر موثر ہیں۔ کیونکہ
بڑی بھاری اندھیاری رات کے نقاب میں سے ہمیر پھوٹ نکلتی ہین (دیکھو صفحہ ۹۷)
لیکن اندرولے کو ایسی من گھڑت باتوں سے تسلی دینا دشوار تھا۔ جب اپنے
دلمین گھس کر دیکھتے تھے۔ اقرار کرنا پڑتا تھا کہ وید کے رموز کو سمجھنا آسان نہیں ہے
چنانچہ ایسے ہی موقعہ کی ایک تحریر پروفیسر میکس میولر کی جتلاتی ہے۔ کہ وے اِس بات
کو بخوبی محسوس کرتے تھے۔ کہ انہوں نے ویدوں کے تیھارتھ کو نہیں سمجھا۔ پروفیسر میکس میولر
فرماتے ہین "چونکہ رگوید کے ترجمے۔ انگریزی فرانسیسی اور جرمن زبانوں مین ہوگئے
ہیں اس لیئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ وید ہمیں سکھا دے سکتے ہین۔ ہم نے سب

سیکھ لیا۔ ہرگز نہیں۔ انہیں سے ہر ایک ترجمہ آزمایشی طور پر کیا گیا ہے۔ گو مین نے
بذاتِ خود گزشتہ تین سالوں مین بہت سے ضروری منتروں کے ترجمہ دیئے ہین
تاہم مین نے صرف ایک نمونہ شایع کیا ہے۔ یہ جتلانے کے لیے کہ میری رائے مین
وید کا ترجمہ ایسا ہونا چاہیئے۔ اور وہ بارہ منتروں کا ترجمہ یا یوں کہو کہ مطلب
جیسا کہ مینے اُسے موسوم کرنے کی جرأت کی ہے۔ ایک خاصی کتاب کی صورت پکڑ گیا ہے
ہم ابھی تک ویدک ساہتیہ کے اوپر کی سطح پر ہی ہین .... (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۱۱۳)
اوپر کے اقبال سے ہمارے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہین کہ یورپ کے فاضل
ابھی تک سمجھ رہے ہین کہ اُنکے کل ترجمے صرف تجربے کے طور پر کیے گئے ہین۔ اور کبھی بھی
دعویٰ نہیں کرتے کہ انہوں نے ویدوں سے سب کچھ سیکھ لیا ہے۔ کیسا شوک ہے۔ کہ
ہمارے انگریزی پڑھے ہوئے بھائی مغرب کا حوالہ دے کر قطعی فیصلہ دیتے ہین کہ وہاں
کی تعلیم کو ازسرِنو تازہ کرنا دیرتھ سمع گنوانا ہے۔ لیکن "گواہ چست مدعی سست" کی
مثال اسجگہ بعینہ صادق آتی ہے۔
ہم اس خیال مین تنہا اپنی رائے نہین رکھتے۔ بلکہ ہماری اس رائے کی ہر ایک
انصاف پسند انسان بصد رد تائید کرتا ہے۔ چنانچہ فصیح مسز اینی بسینٹ جنہوں نے
کہ آریہ ورت پراچین مہان آتماؤں کو اپنا رہبر تسلیم کیا ہے اپنے ایک لکچر میں فرماتی ہین
"ایک بات مین آپ کو سنسکرت کی نسبت اور سنانا چاہتی ہوں۔ وہ یہ ہے کہ
اندنوں سنسکرت کے بیش بہا خزانے ترجمہ کے لیئے انگلستان اور یورپ کو جارہے
ہین۔ انکو وہ انگریز اور یوروپین ترجمہ کرینگے جو وہاں مشرقی زبانوں کے فاضل
گنے جاتے ہیں۔ آپ کو واضح رہے کہ گو وہ لوگ سنسکرت سے شوق رکھتے ہین مگر نہ
تو وہ زیادہ عالم ہین نہ وہ اِن کے باریک اور عمیق معنوں مین اعتقاد رکھتے ہین۔ نہ
وہ بظاہر و بباطن اپنا مذہب ہی اُن کی بناء پر بناتے ہین۔ نہ وہ اُس فلسفہ کو ظاہر کرنا

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چاہیئے ہین جو اُن بے نظیر خزانوں مین موجود ہے۔ اور نہ وہ قومی خیالات اور قومی کارنامو سے ہمدردی رکھتے ہین جو آریہ ستان میں پائے جاتے ہین اور سنسکرت وِدیا مین ملو ہین۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اُن ترجموں کو کبھی اصلی لباس نہیں پہنا سکتے۔ ممکن ہی کہ وہ اپنے ترجمہ کو نہایت جدّوجہد اور سعی مزادان سے صرف و نحو کی غلطیوں سے معرا رکھ سکین۔ لیکن جو اصلی بات ہو وہ اُنسے ظاہر ہونی مشکل ہے ...... اجنبی اور غیر مذاہب والونسے اپنی متبرک اور مذہبی کتابوں کا ترجمہ کرانا سراسر ذلت کا موجب ہے۔ ایسے ترجمو آپ سمجھ سکتے ہین کہ کیسے ہوتے ہین۔ اصلیت کا ناش ہو جاتا ہے اور پھر اُنمیں ایسے نقص رہجاتے ہین جن کی وجہ سے بعد مین کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔.. ایسے عمیق علم کا جیسا کہ سنسکرت ہی ترجمہ ہنسی ٹھٹھ نہیں ہے اور پھر ایسی زبان (مراد انگریزی زبان سے ہے) جو ابھی درجہ وسعت کو نہیں پہنچی ہے کہ جو باریک اور نازک خیالات اور اُنکے پرتو کو بخوبی دوسری زبان میں ادا کر سکے ....

آپ جانتے ہین کہ انگلستان کے دو ایک مشہور سنسکرت کے فاضل سنسکرت کی کتابو کا ترجمہ کسطرح کرتے ہین۔ محض معمولی صرف و نحو اور لغات کی مدد سے ادہر لفظکو معمولی موٹے معنی ٹوٹلے اور اُدہر ترجمہ مین جڑ دیئے۔ نہ انہیں ربطہ عبارت کا خیال ہے نہ موقع و محل کا نہ اصلی مطلب کا۔ اِس حالت مین جیسے ترجمہ نکل سکتے ہین اُنکا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں ؎

ہمارا اس لمبی تمہید سے یہ ثابت کرنے کا مطلب تھا۔ کہ اگر زمانہ حال کی کتابوں سے دس گنی کتابیں بناڈین۔ تب بھی جیون کے اودیش کا پتہ لگنا مشکل ہے جب تک کہ ویدونکا سدہانت ٹھیک طور پر معلوم نہ ہو۔ اور ہم یقین کرتے ہین کہ ہم نے حتی المقدور نہ صرف دلیلوں سے ہی بلکہ زبردست شہادت سے یہ ثابت کر دیا ہی

ویدوں کے نوین بھاشیہ کار یعنی نئے مفسّر

ہم یہ دعویٰ قایم کر چکے ہیں کہ سوامی دیانند کا ویدبھاشیہ ماننہ حال کے بھارت ورش کے تمام ریفارمروں کی دماغی فتوحات کا شرومنی دسرتاج) ہے ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ ہم محض ایک تفسیر کے لیئے اِس قسم کا دعویٰ کیوں پیش کرتے ہیں لیکن انہیں بھولنا نہیں چاہیئے کہ نئی من مانی اور بے ذمہ وار بڑی سے بڑی تحریکوں اور اعلیٰ سے اعلیٰ ریفارمیشن کی فلاسفیوں کی بنیاد ڈالنا اس قدر مشکل نہیں ہے جس قدر کہ سچائی کے مُنہ پر سے صدیوں کے ڈالے ہوئے نقاب کو ہٹانا کٹھن ہے جس وقت کہ سوامی دیانند نے بھارت ورش کو اندھکار میں ڈوبا ہوا دیکھکر پُکار اور اپدیش کا برت دھارن کیا تھا۔ دیش کی حالت ہی کچھ اور تھی۔ جہاں پُوتا پرستی۔ مردہ پرستی کتاب پرستی۔ مٹھ پرستی۔ درخت پرستی اور اسیطرح کی سینکڑوں دیگر بُت پرستیوں کی زنجیروں میں سرو سادھارن دعوام) ایکطرف جکڑے ہوئے تھے۔ وہاں دُوسری طرف اُپنیش کا سوچنے والا حصہ اپنے آپکو ابھیاسی اور آنند مے برھم سمجھ کر آلسی اور پُرشارتھ ہین بن رہا تھا۔ لیکن چونکہ سرشٹی کی آدسے آریہ لوگوں کے دلوں میں ویدوں کی بزرگی جگہ پکڑ چکی تھی۔ اِس لیئے اِن دونوں قسم کے خیالات کے راہبروں کو اپنے سِدھانتوں کے پھیلانے میں ویدوں کا ہی سہارا لینا پڑا۔ شنکر نے اپنے گورو گوڑ پد آچاریہ کی مانڈوکیہ کارِکا کو ہی ویدیاں دھرم شتیہ رن دفرض شاگردی) ادا کرنیکی دُھن میں جہاں ایکطرف ہمہ اوست کی دھائک تعلیم کا پرچار کیا وہاں سائن آچاریہ نے اپنے مربّی مہاراجہ بُکّا رائے کی شکر گذاری ادا کرنے کے لیئے بھی

لہ۔ شنکر آچاریہ کے گورو گوڑپد آچاریہ نے مانڈوکیہ اُپنشد پر شلوکوں میں ایک تفسیر لکھی تھی جسمیں کہ وید اور برھم کی ایکتا کو انہوں نے پہلے ہی سِدھ کیا۔ شنکر سوامی نے چیلہ پن کا حق ادا کرنے کے لیئے کل اُپنشدوں اور ویدوں کا سدھانت یہی قرار دیدیا (مصنّف)

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مادہو آچاریہ کے بہرانتری پریم میں بھنکر ویدوں پر کلپت پرانوں کا خول چڑھایا اور ان کی زہریلی تعلیم کا ہادی بنکر میکس میولر اور دیگر مغربی سنسکرت والوں کو ویدوں پر عناصر پرستی کی تعلیم کا غلط دوش لگانے کا موقع دیا

چنانچہ سائن آچاریہ نے رگوید کی اپنی بنائی بہومکا ہی میں ایک طرح ہمارے اس دعوے سے اقبال کیا ہے۔ سائن آچاریہ اپنے رگوید بھاشیہ کی بہومکا کے آرمبھ میں پہلا شلوک منگلاچرن کا لکھکر دوسرے شلوک میں اور اسکے آگے اسطرح پر رقمطراز ہیں

यस्य निःश्वसितं वेदा यो वेदेभ्योऽखिलं जगत्
निर्ममे तमहं वन्दे विद्यातीर्थं महेश्वरम् ।

ترجمہ جسکے شواس (سانس) ہی وید ہیں۔ جو ویدوں اور سارے جگت کا نرمان کرنیوالا ہے۔ اس ودیا کے تیرتھ مہان ایشور کو نمسکار کرتا ہوں“

यत्कटाक्षेण तद्रूपं दधद्बुक्कमहीपतिः ।
आदिशन्माधवाचार्यं वेदार्थस्य प्रकाशने ॥३॥

اس (مہان ایشور) کی کرپا سے اسی کا روپ مہاراجہ بکا رائے نے مادہو آچاریہ کو ویدوں کے ارتھ پرکاش کرنیکا حکم دیا“

پیارے ناظرین پرماتما ہی کا سوروپ ایک تچھ انسان کو ماننے کے لیے جو شخص تیار ہے اور شاعرانہ مبالغہ میں بہا جاتا ہوا جو شخص کہ کفر کے کلمے نکھنے تک دریغ نہیں کرتا۔ نرپکش ہوکر ویدارتھہ کرنے کی اس سے امید رکھنا بالکل ٹھیک نہیں ہے۔

स प्राह नृपतिं राजन्सायणार्यो ममानुजः
सर्वं वेत्त्येष वेदानां व्याख्यातृत्वे नियुज्यताम् ॥४॥
इत्युक्तो माधवार्येण वीरबुक्कमहीपतिः ॥
अन्वगात् सायणाचार्यं वेदार्थस्य प्रकाशने ॥५॥

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

"اس رماد ہو نے مہاراج سے کہا کہ ہے راجن! میرا چھوٹا بھائی سائن سب ویدوں کو جانتا ہے اسے انکی ویاکھیا میں نیکت کیجیے"۔
مادہو کے اس کتھن کو سنکر ہیر مہاراجہ بکارائے نے سائنا چاریہ کو ویدارتھ کرنے کی آگیا دی"۔

بھارتورش کی کل پرجا ہمہ اوست اور بت پرستی کے غارتگر اصولوں کی پیروی میں بے اختیار بہی جارہی ہے اور کل دیش مع برشیوں کے ویدوں کی پارلکھنوالی۔ گیان۔ کرم۔ اپاسنا اور وگیان روپی تعلیم کی رہبری کو چھوڑکر شنکر اور سائن کا غلام بن چکا تھا۔ ایسے بےبسی کے زمانہ میں مہرشی دیانند نے ان دونوں غلامیوں سے خود آزادی حاصل کرکے اپنے دیگر بھائیوں کو آزاد کرنے کے لئے ساہس کیا۔ اور دس برسوں کی لگاتار کوشش سے ثابت کر دیا کہ وید نہ تو ہمہ اوست کی تعلیم دیتے ہیں اور نہ بت پرستی کی تلقین۔ بلکہ صاف طور پر ہدایت فرماتے ہیں کہ برہمچریہ آشرم میں ودیا کو حاصل کر کے گرہستھ آشرم میں اسکا تجربہ کرنا چاہیئے۔ اور یگیہ کرم کے ذریعہ اپنا اور سنسار کا اپکار کرتے ہوئے وان پرستھ آشرم میں قدم دھرنا چاہیئے۔ پھر پرمیشور پرم پتا کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی حاصل کرتے ہوئے سنیاس آشرم میں پرویش کرکے دیگر آتماؤں کو کلیان مارگ بتلاتے ہوئے مکتی (برہم) دھام کے ادھکاری بننا چاہیئے۔

وید بھاشیہ کی بزرگی۔ لیکن سوال پھر بھی وہی بنا رہتا ہے۔ کہ ہم بھارت ورش کی تمام موجودہ دماغی کوششوں پر سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ ہمارا جواب صاف ہے۔ اسوقت یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ وید دنیا میں سب سے پورانا پستک ہی نہیں۔ بلکہ تمام موجودہ مذاہب کا مخرج بھی ہے۔ چنانچہ فاضل مسٹر میتھوانرنلڈ انگلستان کے مشہور مصنف اور فلاسفر اپنی کتاب

لٹریچر اینڈ ڈاگماٹ کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھتے ہیں "ہم عیسائیوں کو جو کہ آریہ ہیں۔ اس خیال سے تسکین ہونی چاہیئے۔ کہ مسیح کا مذہب ہمیں سیمیٹک اقوام سے نہیں ملا" اور کہ بجائے اسکے کہ ہم مذہب کے ابتدائی منبع کو انجیل میں تلاش کریں ہمیں ویدکی رچاؤں میں اسکی تلاش کرنی چاہیئے"

یہ سچ ہے کہ ہم اسوقت میں اس سوال پر بحث نہیں کر رہے ہیں۔ کہ آیا وید ایشوریہ گیان ہے یا نہیں۔ لیکن قطع نظر اس سوال کے بھی اسمیں شک نہیں کہ ویدوں کی اصلیت کا سوال کل روئے زمین کے محققوں کے لئے صرف دلچسپ ہی نہیں ہے۔ بلکہ موت اور زندگی کا سوال ہے۔ پس ہر ایک تفتیش جس کا مدعا کہ ویدونکی تعلیم کی اصلیت اور سچائی ظاہر کرنا ہو نہ صرف بھارت ورش کے لئے ہی بلکہ کل دنیا کے لئے ضروری اور مفید سمجھی جانی چاہیئے۔ اور اس لحاظ سے غور کرنے پر ہر ایک انصاف پسند طبیعت ہمارے اس دعوے کے ساتھ اتفاق کرنے کے لئے تیار ہوگی۔ کہ اس وقت بھارت ورش کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی تفتیش نہیں ہو سکتی۔ کہ ویدونکی اصلی تعلیم کیا ہے۔ ویدک تعلیم کیا ہے؟ یہ سوال دوسرے الفاظ میں اس طور پر بیان کیا جا سکتا ہے کہ ویدوں کی مستند تفسیر کونسی سمجھی جانی چاہیئے۔ لیکن یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا جبتک کہ ویدوں کی مختلف تفسیریں (ایک دوسرے کے برخلاف) موجود نہوں۔ ہم اشارۃً اوپر بتلا چکے ہیں۔ کہ اس وقت ویدوں کی نسبت دو طرح کے خیالات ظاہر کئے جا رہے ہیں ایک فریق میں مہیدھر۔ اوبٹ اور سائن سے لیکر مغرب کے کل سنسکرت دان اور بھارت ورش کی دیش بھاشاؤں میں ویدارتھ کو پرکاش کرنے والے کل ودوان شامل ہیں۔ اور دوسری طرف ایک اکیلا سنیاسی دیانند ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس کا بھاشیہ پرمانک اور سچائی کے اصولوں پر مبنی ہے۔ لیکن سچائی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جبتک کہ دو مختلف رایوں کا مقابلہ نہ کیا جاوے۔ اسلیے لازم آیا کہ ہم مہرشی

دیانند کے بھاشیہ کا موجودہ دیگر کل بھاشیہ کاروں کی تصنیفات اور تالیفات کے ساتھ مقابلہ کرکے ستھیہ اور استھیہ کے نرنے کے لئے اپنی تصنیف کو انصاف پسند اور محقق طبیعتوں کے روبرو پیش کریں ۔ اور رشی واکیہ پر وشواش کرتے ہوئے نشچے رکھیں کہ ۔

सत्य मेव जयते नानृतम्

سچائی کی ہی ہمیشہ فتح ہوتی ہے جھوٹ کی ہرگز نہیں ۔۔

ویدوں کے مترجم

واضح ہو کہ ویدوں کا سنسکرت کے علاوہ دیگر دیشی بھاشاؤں میں ترجمہ کرنے والوں کی پڑتال کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان سب ترجموں کی بنیاد ایک ماتر سائنا چاریہ کے بھاشیہ پر رکھی گئی ہے ۔ پس یہی ایک وجہ کافی ہے ۔ کہ ہم انگریزی ۔ ہندی بنگالی ۔ مرہٹی وغیرہ زبانوں کے ترجموں کو نظر انداز کر کے صرف سائن کے بھاشیہ کی ہی پڑتال پر اکتفا کریں ۔ لیکن علاوہ اس اہم وجہ کے دیگر بہت سی وجوہات موجود ہیں ۔ جنکے باعث کہ ان مترجموں کی کچھ وقعت نہیں رہتی ۔ ہم یہاں اپنے ناظرین کی معلومات کو وسیع کرنے کی غرض سے مشہور مشہور ویدوں کے مترجموں کا ذکر کریں گے ۔ اور انہیں کی تحریروں سے ثابت کرینگے ۔ کہ انکے ترجمے محققوں کی نظر میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے ۔ ہم اس سلسلہ کو بھارت ورش کے سنسکرت ابھیانیوں کی تصانیف سے شروع کریں گے ۔ اور یوروپ دیشیہ ودوانوں کی تصانیف کی پڑتال کرتے ہوئے میکس میولر پر ختم کریں گے ۔

ڈاکٹر راجا راجیندر لال مِتر ۔ ایل ۔ ایل ۔ ڈی

جن بھارت ورشیہ ودوانوں نے کہ وید ارتھ میں آندولن کیا ہے انمیں سب سے پہلا نام راجہ ڈاکٹر راجیندر لال مِتر ایل ۔ ایل ۔ ڈی کا ہے ۔ ہم نے انکی تصانیف کا مطالعہ کیا ۔ اور انکی اس تصنیف کو خصوصاً بڑے غور سے پڑھا جو کہ انڈو آرئینز کے نام سے پرسدھ ہے ۔ جہاں کہیں وید منتروں کا ترجمہ پیش کرنے کا موقع آتا ہے راجہ صاحب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صرف پروفیسر ولسن کے ترجمہ پرہی اکتفا کرتے ہیں اور اگر اُس وید منتر کے کِرت معنوں کی پشٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو براہمن گرنتھوں کے پرمان دیتے ہوئے بھی اُن براہمن واکیوں کا سوتنتر ترجمہ کرنے کا حوصلہ نہین کرتے۔ بلکہ ڈاکٹر ہوگ۔ ڈاکٹر راتھ اور دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کے ترجموں پرہی پورا وشواس رکھتے ہیں۔ یہ پہلا نقص ڈاکٹر راجندر لال کی تصانیف میں ہے دوسرا بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ ویدک سدہانتوں کی پڑتال کرتے ہوئے وے بھول جاتے ہین کہ پرچلت ۱۸ پوران ویدک زمانہ تو کیا اونیشدوں اور سوتر کاروں یہاں تک کہ بالمیکی رامائن اور مہابھارت کے زمانو نکے بھی بہت عرصہ بعد بنائے گئے تھے اور اسلئے ویدک خیالات کو پورانوں کے فسانوں سے صاف کرنے کی کوشش ویسی ہی بے سود ہے جیسے کہ ہربرٹ سپنسر کی فلاسفی کو توریت اور زبور کی بعید از قیاس کہانیوں سے تیسرا نقص راجہ صاحب کی تصانیف میں یہ ہے کہ وے یوروپین سنسکرت دانوں میں سے بھی صرف ایک خاص فرقہ (یعنی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و گریٹ برٹن اور اُس کے سمبندھی ولسن میکس میولر وغیرہ) کیساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور اس لیئے جس طرح پرکہ مت وادیوں کو اپنے مت کے سدہانت کا تعصب ہوجاتا ہے اسی طرح پر اپنے دائرہ سے باہر والے کسی یوروپین سنسکرت داں کی تحریر کو وے بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ اپنے اِس دعوے کے ثبوت مین ہم صرف راجہ صاحب کی ایک تحریر کا حوالہ ہی کافی سمجھتے ہین۔

عجیب تعصب ہندوؤں کے مرتک سنسکار کی رسوم کے متعلق ڈاکٹر راتھ اور ڈاکٹر میکس میولر نے پورانوں اور اشوالاین گرہیہ سوتر (आश्वलायन गृह्य सूत्र) وغیرہ کے حوالوں سے کچھ لکھا تھا جسپر ڈاکٹر ولسن نے منتروں اور سنسکرت واکیوں کا مفصل ترجمہ زبان انگریزی میں کرکے انگلستان کی ایشاٹک سوسائٹی میں ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

مضمون پڑھا تھا۔ ڈاکٹر ولسن کے اِس ترجمہ پر ڈاکٹر دھنتی نے بڑے زبردست اعتراضات کیے تھے جیسے خاتمہ پر کہ ڈاکٹر دھنتی نے حسب ذیل الفاظ لکھے تھے۔ ولسن کے اکثر ترجموں کی طرح جو کہ سیدھے ویدسے کئے جانے بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ (ترجمہ) زیادہ تر دیسی بھاشیہ (مراد سائینا چاریہ کے بھاشیہ سے ہی) کے مطابق کیا گیا ہے بجائے اسکے کہ بذاتِ خود ویدوں سے کیا جاتا۔ اور نہ ہی بلحاظ جوہر مطلب اور نہ بلحاظ درستی ترجمہ کے اصل (مول) کو ٹھیک طور پر ظاہر کرتا ہے۔"

لیکن دھنتی اُس دائرہ سے خارج تھا۔ جیسی کہ راجہ راجیندر لال مترکے مربی ولسن میکس میولر وغیرہ شرومنی تھے اس لیے راجہ صاحب نے اپنا فرض سمجھا کہ اپنے مربی کی مدد کے لیے کھڑے ہوں چنانچہ جواب میں راجہ صاحب فرماتے ہیں "اِس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ولسن کا ترجمہ لفظی طور پر صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ دلیل جس کی بنیاد کہ اُس کی درستی پر اعتراض کیا گیا ہے مجھے قطعی نہیں معلوم ہوتی۔ میری طبیعت اس خیال پر مائل ہوتی ہے کہ اس قسم کے سوالوں میں یہ زیادہ تر مناسب ہے کہ دیسی مفسروں پر بھروسہ کیا جاوے جنھوں نے کہ اپنی روایتی تعلیم زمانہ قدیم سے ایک لمبی اور ناشکستہ تجربہ کاروں کی لڑی کی معرفت حاصل کی ہے بجائے اِس کے کہ اُن زمانہ حال کے ودیشوں کے جوہر معنی کو منظور کیا جاوے جنھوں نے کہ اپنا مطلب اپنے فرصت کے وقت کے مطالعہ سے حاصل کیا ہے" (دیکھو کتاب انڈو آرینز جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

بھارت ماتا کے بھاگ کب اودے ہوسکتے ہیں۔ اِس جننی کو دردناک دُکھ کب دور ہوسکتے ہیں جبکہ اُس کے پتر نہ صرف یہی کہ اُس کی دردناک آواز سے بےخبر رہنے کے لیے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیویں۔ بلکہ اگر کوئی ودیشی۔ بردہ بھارت کے آنسوؤں کی دھار کو دیکھکر۔ اُسکے ساتھ اپنا بڑا بھاری رشتہ سمجھ کر اُس کی مدد کے لیے تیار ہو تو اُس کی کوششوں پر بھی پانی ڈالنے کے لیے تیار ہو جاویں۔ لیکن ہمارے ناظرین میں سے بعض

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شایدیہ خیال کرین گے. کہ راجہ راجیندر لال متر کو سائینا چاریہ کے بھاشیہ پر اپور اوشواس تھا۔ اوراس لیئے وے ساین کے مقابلہ مین ایک ودیشی کی بات سننے کے لیئے تیار نہیں ہوئے. اگر فی الحقیقت یہی بات ہوتی۔ اور صرف نیک نیتی سے سائینا چاریہ کے بھاشیہ پر اعتبار کرکے راجہ صاحب نے ڈاکٹر وھٹنی کا ترسکار کیا ہوتا تو گو ہم ایشور سے لیے پرستوں کی بدھی کو سیدھے راستہ پر پریرت کرانے کے لیئے پرارتھنا کرتے تاہم اُن کے نیک نیت لیکھ کی مفصل پڑتال کرنا اپنا فرض سمجھتے۔ لیکن افسوس کہ ہمیں مجبوراً راجہ راجیندر لال کی نیک نیتی پر اعتراض کرنا پڑتا ہے۔ ہم سچ کہتے ہین کہ اس فرض کو ادا کرتے وقت ہمارا سینہ پھٹتا ہے۔ جن ودوانوں نے کہ بدیشیوں کی نظروں میں عزت حاصل کرکے اپنی لیاقت۔ اپنی ذہانت اور اپنی دماغی فتوحات سے یہ ظاہر کردیا ہو کہ انکے اندر اب تک پرانے آریون کا خون باقی ہے جن کی زباندانی اور تحقیقات کی لیاقت نے کہ ہمارے حکام کو یہ یقین دلا دیا ہو کہ ہندوستانی حقارت سے دیکھے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ انکی نسبت بدنیتی کا الزام! لیکن دوسری طرف بھارت ماتا اپنا ہڈیوں پنجر سنبھالے۔ لیکن باوجود اس مین شاریرک اوستھا کے بھی چہند سے دکھتے ہوئے چہرے پر سے بکھرے ہوئے بالوں کو ہٹاتی ہوئی اپنی کپوت اولاد سے انصاف کی خواہاں نظر آرہی ہے. ماں کی حال پکار کو سنکر کون پتر ہے. جو کہ بھائی کے لیے ناجائز پریم کو جواب ندیوے۔

کیا یہ نیک نیتی ہے ہمارے ناظرین حیران ہین! پوچھتے ہیں‘‘. پوچھنے کی کیا ضرورت ہے خود ہی دیکھ لیجیئے. راجہ راجیندلال متر نے اپنی اُسی کتاب کے صفحات ۱۴۸ ۱۴۹۔ اور ۱۵۰ پر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۸ کے منتر ۷ کے ارتھوں کی مرتک سنسکار کے متعلق تحقیقات کرتے پاٹھ بھید کا بھی ذکر کیا اور جہاں کہ اور سب کے بتلائے ہوئے پاٹھوں کا ترسکار کرکے ولسن اور میکس میولر کے مانے ہوئے پاٹھ کو صحیح قرار دیا۔

دہاں میکس میولر کے کیے ہوے ارتھوں کی بنیاد پر سائن آچاریہ کو بھی ایک اجنبی کی طرح جواب دیدیا ہے۔ چنانچہ دہاں کی کسی قدر عبارت کا ہم ترجمہ اسجگہ پیش کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ وہی راجیندر لال متر جو کہ ڈاکٹر دہٹنی کی نردید کے لیے سائن آچاریہ کو آسمان پر چڑھا سکتے ہین۔ پروفیسر میکس میولر اور دلسن سے بردوہی ہوئے پر اُسے بلا تامل پاتال مین پٹکنے کے لیے تیار رہین چنانچہ اِس منتر کے جن یوروپین ترجموں کی بنیاد کہ سائناچاریہ کے بھاشیہ پر تھی۔ اُن کی نسبت حسب ذیل تحریر فرماتے ہین "سب سے زیادہ زندار غلطی ادپر کے ترجموں مین سائن کیوجہ سے ہوئی ہے جب اس بڑے مفسر نے رگوید کو لیا (یعنی اُسکا بھاشیہ شروع کیا) اُسنے لفظوں کے دہاتو ارتھ (لغوی معنوں) پر زیادہ بھروسہ کیا بجاے اسکے منتروں کے اُس تعلق پر نگاہ رکھتا جو کہ یجروید کی ظاہری رسوم کیساتھ اُنکا ہے۔ اس لیئے اور پراچین سوتر کاروں کے بھاشیوں کے درمیان بہت سے اختلاف ہین۔ اور بعض اوقات ایک ہی منتر کا رگ یجو۔ اور سام ویدوں کے بھاشیہ کرنے مین" (دیکھو انڈو آئینز صفحہ ۱۵۰)

راجہ راجیندر لعل کی یہ تحریر نہ صرف ہمارے اِس دعویٰ کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتی ہے کہ راجہ صاحب نے میکس میولر آدی اپنے مربیوں اور ایشیاٹک سوسائٹی کے حق کی غلامی مین پہنسکر اپنے آتما کا خون کیا ہے۔ بلکہ اس لیکہہ سے راجہ صاحب کی تصانیف کی سند کی نسبت ایک چوتھا اعتراض پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ راجیندر لال منتر وید کے ابتدائی اصولوں تک سے واقف نہیں ہوتے واضح ہو کہ ہر ایک وید اپنے مضمون کے لحاظ سے اپنے آپ مین مکمل ہے۔ اور اس لیئے ایک وید منتر جو کہ ایک وید مین بلحاظ ایک مضمون کے آکر ایک معنی دیتا ہے۔ وہی منتر دوسرے وید میں بلحاظ اُس وید کے مختلف مضمون کے مختلف مطلب کا اظہار کرتا ہے۔ پس ایک ہی منتر تین ویدوں مین تین

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مختلف معنی کا اگر اظہار کرے تو اُسمین سایٔنا جاریہ کی غلطی سمجھنا ظاہر کررہا ہے کہ راجہ
راجیندر لال متر کو یہ لیاقت نہ تھی کہ وے ویدارتھ میں ٹانگ ڈال سکین ہم نے اسبارے
مین درشنوں اور ویدانگوں وغیرہ کے پرمان دینے سے نیتًا اجتناب کیا ہے کیونکہ
اِسی مضمون کو واضح اور مفصل طور پر ہمیں ویدارتھ کے قواعد کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرنے
کی ضرورت پڑے گی۔

اعتراضوں کا خلاصہ | حاصل کلام یہ کہ راجہ راجیندر لال کی رآ ویدارتھ کے بارے
مین کچھ بھی وقعت نہیں رہتی۔ اول کیونکہ اُنہوں نے اپنی آزاد رائے کو دخل نہیں دیا
بلکہ یوروپین وِدوانوں کے ترجموں پر ہی اپنا آنحصار رکھا ہے جنکے ترجموں کی پڑتال
کہ ہم علیحدہ کرنیوالے ہین۔ دوم کیونکہ اُنہوں نے اِس بات کو نظر انداز کردیا ہے کہ پورانوں
کے فسانوں کا خول ویدمنتروں پر چڑھ نہیں سکتا۔ سوم اِس لیے کہ وے نیک نیتی سے ویدک
سدھانتوں پر وچار نہیں کرسکتے تھے کیونکہ وہ خود ایک خاص خیال کے غلام تھے اور چہارم
اس لیے کہ وہ ویدارتھ کے قواعد کی ابجد سے بھی ناواقف تھے۔

مسٹر رومیش چندر دت | اُسی بنگال میں جہاں کے باشندے کہ راجہ راجیندر لال متر تھے
ایک اور وِدوان نے بھی اپنی توجہ ویدک سِدھانتوں اور ویدک لٹریچر کیطرف ایک مدت
سے مبذول کی ہوئی ہے۔ ہمارے دیش کے تعلیمیافتہ لوگ عمومًا یونیورسٹی کی ڈگری حاصل
کرنیکے بعد جب کسی جلیل القدر عہدہ پر ممتاز ہو جاتے ہین تو زندگی کے مقصد کا خاتمہ ہی سمجھ
بیٹھتے ہین۔ لیکن اُنمیں سے بعض دیرگھ درشی اور حق پسند طبیعتین ایسی ہیں جو کہ یوروپین
قوموں کی دیکھا دیکھی جیون اُدیش کا خاتمہ صرف بیرسٹری۔ ڈپٹی کمشنری ججی یا کمشنری
ہی نہیں کر دیتین۔ بلکہ ان عہدوں کو صرف ذریعہ معاش اور دُنیاوی عزت سمجھتے ہوئے
اپنے دماغ کو زیادہ سے زیادہ روشن بنانے کی کوشش کرتی رہتی ہین اور جہاں اپنے
دماغ اور آتما کی اُنتی کے لئے ایک وسیع میدان تلاش کرلیتے ہین۔ وہاں اپنے پڑوسی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

بھائیوں کی ترقی کے لیے بھی نمایاں کام کر جاتے ہین۔ اسی قسم کے غیر معمولی آدمیوں میں سے ایک مسٹر رومیش چندر دت ہین جو کہ اِسوقت قسمت بردوان (علاقہ بنگال) کے کمشنری کے عہدہ پر ممتاز ہین۔ باوجودیکہ مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع کے مشکل عہدے پر دس برسوں سے زیادہ کام کرنا پڑا۔ تاہم اِس علمدوست بنگالی نے پراچین ویدک لٹریچر اور فلاسفی اور اُسکا اپنے سنسکرت سے بے بہرہ بھائیوں میں پرچار کرنے کے لئے ایسی مصروفیت کے زمانہ میں بھی وقت نکالا اور جہاں انگریزی زبان کا ایک عام فہم مگر ضخیم گرنتھ آریہ ورت کی پراچین سبھتیا (تہذیب) کی ترقی جتلانے کے لئے لکھا وہاں بنگالی بھاشہ میں رگوید کا ترجمہ بھی اپنے سودیشی بھائیوں کی سیوا میں بھینٹ کیا لیکن افسوس کہ اس بلیغ زبادان اور لائق مصنّف کی تحریریں بھی بوجہ خاص نقائص کے بھارتورش کو فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹا نقصان پہنچا رہی ہیں۔ رومیش چندر دت نے بھی جہان زبان انگریزی میں اپنی لیاقت کمال کو پہنچا دی۔ وہاں ویدک لٹریچر کے میدان میں انہوں نے غیروں کی جستجو ہی پر بھروسہ رکھکر چلنا چاہا۔ اور اس لیے اسکی تصنیفات کا ایک سرسری مطالعہ بھی یہ ظاہر کرنیکے لئے کافی ہے۔ کہ انہوں نے ویدوں کا مطلب سمجھنے میں قدم بقدم ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ہم نے انکے بنائے ہوئے رگوید کی بنگالی ترجمہ میں سے چار پانچ منتروں کا ترجمہ سناجس پر ہمیں معلوم ہوا کہ مسٹر دت نے کچھ بھی آزاد تفتیش نہین کی۔ بلکہ سائینا آچاریہ کی اندھی پیروی کرتے ہوئے۔ اور بعض جگہوں مین ساین کا مطلب بھی نہ سمجھتے ہوئے۔ مکھی پر مکھی ماری ہے پس بجائے اِسکے کہ ہم مسٹر دت کے بنگالی ترجمہ کی پڑتال کریں۔ اِن سب ترجموں کے منبع یعنی سائینا چاریہ کے بھاشیہ کو ہی کیوں نہ رشیوں کے قاعدے کی کسوٹی پر رکھین۔

مغربی سنسکرت والوں کی اندھی پیروی

رومیش چندر دت۔ راجیندلال متر اور دیگر ہندوستانی انگریزی داں اگر سائینا چاریہ کے اصل بھاشیہ کو خود مطالعہ کرتے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور سچے ودیارتھی بن کر اُس کا ہی مطلب سمجھنے کی کوشش کرتے تو ہمیں امید
ہے کہ یوروپین وِدوانوں کی نسبت دید منتروں کے جوہر معنی کو زیادہ تر عمدگ
سے سمجھ سکتے اور بعض شبہات کے بادلوں کو ویدک سورج کے اردگرد سے
ہٹا سکتے۔ لیکن افسوس کہ اِن بھارت کے ستاروں نے بجائے سورج سے رَ
حاصل کرنے کے کہدیوت (جگنو) کی شرن لی۔ اور اسی لیئے گو یوروپین کر سچئیں ا
مطلب سدھی کے لیئے اُن کی تعریف کر رہے ہیں بھارت سنتان کی لفظوں ہی
اُن کی ساری کوششیں رائیگاں جانیوالی ثابت ہورہی ہیں۔ رومیش چندر د
نے مغربی وید کے مترجموں پر یہانتک وشواس کیا کہ انکا اصل سے مقابلہ کرنا
کی کوئی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "سویلیزیشن ان اینشنٹ انڈ
کے دیباچہ میں پروفیسر میکس میولر کے سلسلہ "سیکریڈ بکس* آف دی ایسٹ"
کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اُن کے ترجموں کی درستی کی داد دیتے ہوئے فرماتے ہ
"مین اِسموقعہ پر اپنا بڑا بھاری اظہار احسان، منددی نسبت اِس سلسلہ کی
اُن جلدوں کے ظاہر کرنا چاہتا ہوں جنکا تعلق کہ ہندوستان کی تاریخ کے س
ہے جنکے کھلے طور پر اُن کے حوالے دیئے ہیں۔ لیکن لفظی تبدیلی کی کہیں کہیں آزا
خود بخود لے لی ہے" ناظرین کتاب شائد سمجھیں گے کہ یہ لفظی تبدیلیاں مسٹر دت
نے اصل سنسکرت کے گرنتھوں کی مدد سے کی ہین۔ لیکن مسٹر دت ایسے احسان
فراموش یا گستاخ نہیں ہیں۔ کہ اپنے یوروپین عقل دینے والوں کے ترجموں
ایمان کرین۔ وہ صاف الفاظ مین آگے چل کر فرماتے ہین "اور مین نے ان
سنسکرت گرنتھوں کو دیکھنے کی کم ضرورت سمجھی ہے جو کہ اِس دیانت داریتی قیم
سلسلہ میں ترجمہ کئے گئے ہین"

اوپر کا اقتباس صاف الفاظ مین جتلا رہا ہے کہ مسٹر رومیش چندر دت

*اِس سلسلہ مین میکس میولر نے مختلف مذاہب کی دہرم پستکوں کا ترجمہ کرا کے شایع کیا ہے۔ جنمیں اوپنشد آدی بھی
بزرگوید کے ساین بھاشیہ کے کچھ حصہ کا ترجمہ بھی انگریزی زبان مین شایع کیا ہے۔ (مصنف)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

سنسکرت والوں کی ترجمہ کرنے اور مطلب نکالنے میں اندھی پیروی کی ہے اور جب ہم اُنکی کل کتاب کا غور سے مطالعہ کرتے ہین - تو ہمین صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مسٹر رومیش چندر دت وغیرہ وید بھاشیوں کے سلسلہ مین کوئی آزاد وجود نہیں رکھتے - یوروپین سنسکرت والوں کے ترجمہ پر جہاں پراچین رشیوں کے بر خلاف جانیکا اعتراض مضبوطی سے قایم ہوچکا ہے - وہاں یہ کہنا مشکل ہے کہ انہوں نے اپنی لیاقت اور اپنی معلومات کے مطابق اپنا پورا زور اصلیت کے سمجھنے مین نہیں لگایا - لیکن ہندوستانی انگریزی والوں کی کیفیت ہی دگرگوں ہے جہاں ولسن ، باپ اور میکس میولر کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھارت ورش کے گزشتہ اور موجودہ وید کے مفسروں اور ویدک دہرم پر لکھنے والوں کی تصانیف سے پوری واقفیت حاصل کرکے تصنیف کے میدان مین قدم اوٹھایا ہے وہاں ہمین اپنے دیش کے انگریزی والوں کی ناواقفیت اور بے سروسامانی پر جہاں ایک طرف ہنسی آتی ہے وہاں یہ خیال کرکے کہ ان سادہ لوحوں کی تحریروں کا حوالہ دے کر مغربی قومین ویدک دہرم کی جگت ہنسائی کرا رہی ہین - سخت رونا آتا ہے -

بھارت ورشیہ ودوانوں کے بھاشیوں سے لاپروائی

مثال کے طور پر مسٹر دت کی واقفیت کا ہی ملاحظہ کیجیے اپنی کتاب "سویلزیشن ان اینشنٹ انڈیا" کے دیباچہ مین سنسکرت ودیا کے اندر یوروپین ودوانوں کے آندولن کا حال لکھتے ہوئے مسٹر دت اپنی اصلی حالت مین دکھائی دیتے ہین - جونس - کولبروک - ولسن - برنوف - راتھ - میکس میولر - روسین - باپ - گرم - ہمبولٹ - دھٹنی - ویبر - بہتلنگ - میور اور ہاگ وغیرہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر دت ان کی تصانیف سے ذاتی واقفیت کا اظہار اپنی تحریر کے ایک ایک لفظ مین دیتے ہین

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اگر اُن کی کُل کتاب کو ایک سرسری نظر سے بھی دیکھا جاوے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ انہوں نے ان یوروپین مصنفوں کی تحریروں کو بڑے غور سے پڑھا ہے لیکن جبکہ اپنے دیش کے سنسکرت دانوں کی باری آتی ہے تو مسٹر دت ایسی ناواقفیت کا اظہار کرتے ہین۔ کہ اُس کو پڑھکر سنسکرت کا معمولی ودیارتھی بھی بے اختیار ہنس پڑتا ہے۔ ہندوستانی مترجموں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر دت لکھتے ہیں۔ "میرے ہموطنوں میں سے راجہ رام موہن رائے اور دیانند سرسوتی دونوں اعظم ریفارمروں نے پراچین سنسکرت لٹریچر کی طرف اپنی توجہ پھیری۔ اول الذکر نے بہت سی اونیشدوں کا انگریزی مین ترجمہ کیا۔ اور آخر الذکر نے رگوید سمتھا کا ہندی مین ترجمہ شایع کیا" اول تو ویدک لٹریچر کا ذکر کرتے ہوئے دیانند کا نام راجہ رام موہن رائے کیساتھ جوڑنا ہی جیسا ناموزوں ہے۔ اُسے سنسکرت کے ودوان اور خصوصاً وے جو کہ ویدک لٹریچر کا کسی قدر مطالعہ کر چکے ہوں۔ بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ لیکن دیانند کو رگوید کا ہندی ترجمہ شایع کرنے والا قرار دینا جس لاعلمی کو جتلاتا ہے وہ ہمارے بیان کا محتاج نہیں ہے۔ واضح ہو کہ مہرشی دیانند ۱۸۷۷ء مین اپنے وید بھاشیہ کا نوٹس دے چکے تھے۔ اور ۱۸۷۹ء مین اُن کی بنائی ہوئی ویدوں کی بھومکا سنسکرت زبان مین چھپ کر شایع ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کا ذکر پروفیسر میکس میولر نے بھی اپنے گرنتھوں مین جگہ بہ جگہ کیا ہے اور اِسے ایک دلچسپ کتاب بیان کیا ہے۔ اسکے بعد ۱۸۷۹ء مین رگوید اور یجروید کا سنسکرت بھاشیہ ویدک یترالہ سے چھپ کر نکلتا رہا۔ چنانچہ ۱۸۸۳ء کے بہت عرصہ پہلے یجروید کا بھاشیہ پورن ہو چکا تھا اور رگوید کے بھاشیہ کا شاید اسوقت چھٹا اشٹک چھپ رہا ہے۔ ہاں ان ہر سہ سنسکرت کی کتابوں کا ہندی ترجمہ بھی ساتھ ساتھ نکلتا رہا ہے لیکن اُس سے مہرشی

دیانند کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ہندی ترجمہ نیتر الہ کے پنڈت لوگوں سے کرایا جاتا تھا۔ تاکہ جہاں ایکطرف ویدوں کے سچے ارتھوں کو نہ ودوان لوگ سمجھ سکیں وہاں معمولی ہندی جاننے والے بھی ویدک دھرم کی برکتوں سے محروم نہ رہیں۔ اب اُس شخص کے بھاشیہ کو جسنے کہ راون اُدبٹ۔ مہیدھر اور سائن جیسے بھاشیوں کو صرف اپرمانک ہی قرار نہ دیا ہو۔ بلکہ ویدانگوں کے مستند پرمانوں سے اُن کی غلطیوں کو بھی طشت ازبام کیا ہو اور پراچین رشیوں کے قاعدوں کے مطابق بھاشیہ بنانیکا خود دعویدار ہو اور ایک ایک منتر کا پد چھید۔ انوئے۔ اور بھاؤارتھ شدھ اور پربل سنسکرت میں ظاہر کرنیوالا ہو۔ اُسے رگوید کا ہندی ترجمہ شائع کرنیوالا بیان کرنا ظاہر کر رہا ہے کہ مسٹر دت کو اپنے دیش کے بھاشیہ کاروں پر اس قدر اشردھا تھی کہ انہوں نے اُن بھاشیہ کاروں کے گرنتھوں کا مطالعہ بھی ضروری نہیں سمجھا۔ باوجودیکہ ۱۲ اگست ۱۸۸۶ء جبکہ مسٹر دت نے وہ دیباچہ لکھا جسمیں سے کہ اُن کی اوپر کی عبارت اخذ کیگئی ہے اسے پہلے مہرشی دیانند کی وید بھومکا اور یجروید بھاشیہ ختم ہوچکے تھے۔ رگوید بھاشیہ کا بھی ایک معقول حصہ چھپ چکا تھا۔ اور کاشی۔ کلکتہ۔ اور دیگر بڑے شہروں میں۔ حتی کہ یوروپ میں بھی۔ اس بھاشیہ کی دھوم مچ چکی تھی۔ ایک بھارت نواسی سنسکرت ودیا بھمانی (سنسکرت وید کا فخر کرنے والے) کا سادگی سے یہ لکھنا کہ دیانند نے صرف رگوید کا ہندی میں ترجمہ شائع کیا۔ کیسا افسوسناک اور آریہ سنتان کیلئے کیسا شرمناک ہے

بھارت ورش کے انگریزی دانوں میں سے اور بھی اکثروں نے ویدوں کی نسبت کچھ کچھ لکھا ہے۔ لیکن اُنمیں سے نہ تو کسی نے مول کا مطالعہ کرنیکا دعوی کیا اور نہ ہی باوجود یوروپین سنسکرت دانوں پر پورا وشواس رکھنے کے انہوں نے اُن کے ترجموں کو اپنے الفاظ میں ظاہر کرکے پبلک کو دھوکا دینا چاہا ہے اس لیے اُن کی محنتوں کی پڑتال کی اسجگہ ضرورت نہیں ہے البتہ ہم یہ افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان انگریزی

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وان ہندوؤں نے جہاں یورو پین سنسکرت والوں کے دیدوں پر مرتبے ہوئے دوشوں کو شیر مادر کی طرح گرہن کیا وہاں اُنکے دلوں میں کبھی بھی انصاف نے یہ پریرنا نہ کی کہ وے مول (اصل) ویدونکا مطالعہ کرکے اصلیت کو دریافت کرنے کی طرف رجوع ہوں۔

پنڈت اودے پرکاش متھرالواسی	دیوناگری (جسے ہندی بھاشا بھی کہتے ہیں)

بھاشا مین صرف یجروید کا ترجمہ پنڈت اودے پرکاش جی متھرالواسی نے کیا ہے۔ اِس گرنتھ کے علاوہ ہندی بھاشا مین اور کوئی ترجمہ ویدوں کا ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ یہ پنڈت اودے پرکاش جی مہرشی دیانندجی کے سہ پاٹھی (ہم جماعت) تھے اور مہاراج رشی ورد سہ جانند سرسوتی جی سے ہی دیاکرن پڑھے تھے۔ لیکن خاص وجوہات سے یہ مہرشی دیانندجی کے برخلاف ہو چکے تھے جسکا مفصل ذکر کرنے کی اسجگہ گنجائش نہیں ہے پنڈت اودے پرکاش جی گرہستی تھے اور اسلیئے باوجودیکہ دسجانند جی اپنے گورو کی حیات میں کبھی آدی تو رچکے تھے پھر مورتی پوجا وغیرہ میں پھنس چکے تھے چنانچہ اُنکے پر پنڈت نندکشور بھی مدت سے بھارت (پورانک) مہامنڈل کے سرگرم اُپدیشک ہین۔ ایک تو یہ وجہ تھی کہ پنڈت اودے پرکاش جی نے یہانتک دیانند کی مخالفت کی کہ مینے (دیوتا) شبدتک کے ارتھ پراچین اور نویں سب ودوانوں کے برخلاف کردیئے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے ویدوں کا آزادانہ طریقہ پر مطالعہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ مہیدھر اور سائن کی غلامی مین ہی اپنے ترجمہ کو سمایت کیا۔ انکا ترجمہ بھی چونکہ آزاد ترجمہ نہیں کہتا۔ بلکہ سائن اور مہیدھر کا ہے (ہر پیرو) اسلیئے اِنکے ترجمہ کی نسبت بھی کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے

اِن عالموں کے سوائے اور کسی نے ویدوں	سوامی دیانند کی علمیت پرکاشی کے پنڈتوں کی رائے

کا ترجمہ کرنیکا ساہس نہیں کیا۔ یہ ایک امرواقعہ ہے کہ اِسوقت بھارت ورش مین

CC0, Gurukul Kangri Collection Haridwar. Digitized by eGangotri

کوئی پنڈت بھی موجود نہیں ہے جو کہ سوائے پرچلت وید منتروں کے ایک منتر کا ترجمہ بھی بلا سائن وغیرہ کے بھاشیوں کی مدد کر سکے۔

دیانند کے وید بھاشیہ کے بعد تو اب تک کسی براہمن یا سنیاسی نے ویدوں کے بھاشیہ کا حوصلہ ہی نہیں کیا۔ لیکن جسوقت کہ دیانند نے نوین بھاشیہ کاروں کا کھنڈن کیا تھا اُسوقت بھی مول ویدوں کا مطلب سمجھنے والا کوئی برلا ہی وِدوان ہو تو ہو لیکن ظاہر کوئی بھی نہ ہوا۔ ہم اسبارے مین مخالفین کی رائے پیش کر کے انصاف اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ کاشی نگر مین سوامی وشودہانند وغیرہ سینکڑوں وِدوانوں کی مجموعی طاقت کے مقابلہ میں اکیلے لنگوٹ بند فقیر دیانند کو شاستراتھ کرنا پڑا تھا اُس شاستراتھ کے بعد کاشی کے پنڈتوں کی سمتی سے ایک کتاب موسوم بہ ستیہ دھرم پرکاش پنڈت رگھوبر باجپئی نے لکھی تھی۔ جو کہ بھادوں شودی ۴ منگلوار سمت ۱۹۲۷ بکرمی کو وِدیا پرکاش پریس مین چھپ کر شایع کی گئی تھی۔ اِس کتاب کے دفعہ ۳ مین دیانند کی خصوصیت لکھی ہے۔ جسکا ترجمہ کہ حسب ذیل ہے "اُسوقت گرہستہ براہمنوں کو ودیا دہین کی کم فرصت ہے۔ ان لوگوں میں جو کوئی وِدیا پڑھتے ہین۔ اکثر ایک ہی شاستر پڑھتے ہین۔ یعنی صرف ویاکرن یا نیائے یا جیوتش یا پوران یا دہرم شاستر وغیرہ اور وید اتنا ہی جانتے ہین جسقدر کہ سندھیا بندہن وغیرہ مین ضروری ہو۔ اور کوئی پڑہنے والے لوگ ہین کہ وید اور شاستر سب جانتے ہین لیکن سنیاسیوں مین ایسے وِدوان ہیں کہ ویدوں کے اپنشد بھاگ اچھی طرح سے جانتے ہین۔ کرم کانڈ بھاگ (یعنی براہمن گرنتھ) نہیں دیکھتے۔ کیونکہ اُس سے اُن کو مطلب نہیں ہے۔ اور دیانند سوامی فریق مخالف کے کلام مین فوراً کہہ دیتے ہین کہ یہ وید نہیں ہے یا وید برودہ ہے اِس سے جانا جاتا ہے کہ دیانند سوامی کو وید منوسمرتی وغیرہ دہرم شاستر بہت یاد ہین" جس عبارت پر کہ ہم نے خط کھینچ دیا ہے ہمارے ناظرین اُسے غور سے پڑہیں گے تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ کاشی کے پنڈتوں کی رائے مین اُسوقت مول

ویدوں کے ارتھ بلا مدد بھاشیہ کے لگانیوالا کوئی بھی ودوان نہ تھا۔ جبکہ ایسی حالت ہے تو

پھر انگریزی داں سنسکرتگیوں میں
یوروپین سنسکرت داں اور میکس میولر

اس قسم کے آدمی ڈھونڈھنا عبث ہے۔ زمانہ حال کے بھارت ورشی مترجموں کے ترجموں کی اصلیت کا خاکہ اپنے ناظرین کے روبرو پیش کرکے اب ہم یوروپین سنسکرت دانوں کیطرف رجوع ہوتے ہیں سب سے پہلے ڈاکٹر ولسن نے رگوید کے کچھ حصہ کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ لیکن چونکہ اُنکا انحصار کُلھم پنڈتوں پر ہی تھا اور خود سنسکرت ودیا میں اس قدر دسترس نہیں رکھتے تھے کہ ساین بھاشیہ کو بھی بلا مدد غیرے سمجھ سکیں۔ اس لیئے گو انہوں نے ساین کا آشا لیکر ترجمہ کرنیکا دعویٰ کیا تاہم اُنکے ترجمہ میں بہت غلطیاں رہ گئی ہیں یہی وجہ اُنکے ترجمہ کو نظرانداز کرنے کے لیئے کافی تھی لیکن جب ہم سائینا چاریہ کے بھاشیہ کی پڑتال کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو پھر ولسن کی طرف رجوع ہونا فائدہ سے یوروپ کے سنسکرت دانوں نے جنکا شمار کہ ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اور جن کی تصانیف کا ذکر مجمل طور پر کیا جا چکا ہے۔ ویدوں کو سنسکرت کے دیگر ساہیتہ (لٹریچر) سے علیحدہ کرکے مطالعہ کرنیکی ضرورت کو محسوس نہ کیا۔ اور یہ اس لیئے کہ یہ لٹریچر اُنکے اپنے دیش۔ اپنی وِدیا اور اپنے مذہب کے لٹریچر سے بالکل نرالے ڈھنگ کا تھا۔ اور چونکہ انہوں نے بھارت ورش کے ارتیہ اور آتم وچار سے لاتی جنگل۔ سبزہ زار اور پہاڑ نہیں دیکھے تھے۔ اسلیئے وہ اُسکے گورو کو نہ سمجھ سکے۔ ان ودوانوں میں سے جس قدر محنت کہ ویدک لٹریچر کو سمجھنے کی پروفیسر میکس میولر نے کی ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے یوروپین سنسکرت داں نے کی ہو۔ اور اس لیئے اگر ہم پروفیسر صاحب موصوف کو یوروپین سنسکرت دانوں کا پرتی ندھی (قائم مقام) سمجھ لیویں۔ تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ سوائے میکس میولر کے اور بہت کم یوروپین سنسکرت دانوں نے سنسکرت بھاشیہ کاروں سے اختلاف رائے ظاہر کرنیکا دعویٰ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم باوجودیکہ اودبٹ۔ مہیدھر اور ساین کے بھاشیوں کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri.

پڑتال کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تاہم اُنکے ساتھ ساتھ میکس میولر کے ترجمہ اور تفسیر کی اصلیت پرد جا‌نچ کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں ہمارے اس ارادے سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ ہم میکس میولر کو بے تعصب مصنف سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی ہماری تحریر کا یہ مطلب ہے، کہ میکس میولر کی لوگیہ تا رلیاقت ایسی ہے کہ اُسکا ترجمہ اور تفسیر ویدوں کے سچے ودیارتھیوں کی نظروں میں کچھ زیادہ وقعت حاصل کرے۔ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ جہاں ہم سائن وغیرہ کے بھاشیہ کے درجہ کی تحقیقات کریں۔ وہاں آریہ ورت کے انگریزی دانوں کو دکھلا دیویں۔ کہ ویدوں کے بارے میں اُنکے مغربی اُستاد کہاں تک اُنکی رہنمائی کرنیکے لائق ہیں۔

مترجم اور مفسر کی ضروری صفات ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔ اور ثابت کرچکے ہیں۔ کہ مغربی یوروپین سنسکرت دانوں نے اپنے ترجموں کی بنیاد سائینا چاریہ کے بھاشیہ پر رکھی ہے اور چونکہ پروفیسر میکس میولر اُن مغربی سنسکرت دانوں کے پیشوا مذہبی ہیں۔ اسلئے پروفیسر میکس میولر کے ترجمہ و تفسیر کو بھی بطور راجندر لعل متر۔ رومیش چندر دت اور پنڈت اودے پرکاش وغیرہ کے نظر انداز کردینا کچھ انصاف سے بعید نہ تھا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اِن ودیشیوں کو اپنے دعوی کے ثبوت کے لیئے زیادہ موقعہ دیا جاوے اور اُنکے ایک ایک عذر پر نظر عمیق سے غور کیجاوے۔ تاکہ اُنہیں کسی طرح کی شکایت کا موقع نہ ملے۔

صفت اول اول صفت جو ایک مصنف۔ مؤلف یا مترجم کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ ایرشا دویش سے بری ہو۔ خاص تعصبوں کی عینک لگائے بغیر کرسچیانیٹی کے سوائے دوسری کسی تعلیم کا مطالعہ ہی نہیں کرسکتے۔ آریہ ورت کے لٹریچر سے اولی ہی عیسائی مشنریوں نے واقفیت حاصل کرنی شروع کی تھی۔ اور چونکہ اُن کی اِس کوشش کی تہ میں کرسچین تعصب کام کر رہا تھا انہوں نے اصل کتب کے مضمون کو بالکل چھپا کر خود بخود اُن کی نسبت من مانی روایتیں گھڑ لی تھیں جن سے کہ وے ایک مدت تک اپنے وشواسی پیروں کو سبز باغ دکھا کر مذہبی غلامی کی زنجیر میں زیادہ

سے زیادہ جھگڑتے رہے چنانچہ اسی قسم کی ایک پادری صاحب نے انیسوین صدی کے اول
حصہ مین ایک کتاب موسوم بہ "ریکلیکشنز آف این انڈین مشنری" لکھی تھی جسمین اس
قسم کے بعید از قیاس اور جھوٹے واقعات درج ہین کہ اُس مقدس؟ واعظ کی دلیری
پر حیرت ہوتی ہے۔ ان پادری صاحب کا نام ریورنیڈ سی۔ بی لیوپولٹ تھا اور ان کی
کوششوں اور کام کا مرکز کاشی نگر تھا۔ کتاب کے آغاز میں کاشی کے ودوان براہمنوں
پر دروغگوئی کا اتہام لگاکر اور اُس الزام کی پشتی کیلئے بناوٹی واقعات پیش کرکے
پادری صاحب ویدوں کی کتابوں کے مطالعہ کا دعویٰ کرتے ہین۔ لیکن اسی کتاب مین
اندرونی شہادت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے ویدوں کی کتابوں
کے درشن تک نہیں کیے ہونگے۔ چنانچہ پادری صاحب صفحہ ۲۸ پر فرماتے ہین "یہ چار کتابین
(مراد ویدوں سے) جب مجلد کیجاوین تو بائبل سے موٹی بھی نہ ہوں اور ہندو انہیں
انادی مانتے ہیں" پادری صاحب کی کتاب ۱۸۵۰ء کے نزدیک شایع ہوئی تھی۔ اور
اُسوقت تک ایک وید بھی نہیں چھپا تھا۔ کاشی مین لیکھکے وید چاروں اول تو کسی ایک
پنڈت کے پاس موجود نہ تھے اور اگر تھے بھی تو اُسوقت تک کاشی کے پنڈت ملیکھشوں
کو ویدوں کا درشن کرانا تک پاپ سمجھتے تھے۔ اور لیکھہ مین ویدونکا حجم بائبل سے کہیں زیادہ
تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے کہیں اوپنشدوں کا گٹکا دیکھ لیا۔ اور اس کو ہی
ویدونکا مجموعہ مان لیا۔ یہ بے احتیاطی کی تحریر سمندر پار بھیجدی اُسکے بعد ویدوں کی اُتپتی کے
بارے مین پادری صاحب تحریر فرماتے ہین۔

عیسائی پادریوں کی جہالت

"ویدوں کا آغاز میرے خیال مین اسطور پر ہے کہ عرصہ
تین ہزار برسوں کا گزرا جبکہ **حضرت نوح** (پیغمبر یہود) کی اولاد ہندوستان
کے میدانوں مین اُتری وہ خدا کا علم اپنے ساتھ لائی۔ وہ علم انہوں نے اپنے بزرگوں سے
روایتوں کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ اور مرشدوں نے وہ (روایات) اپنے شاگردوں کو زبانی

سکھلائی تھیں یہ (علم) برابر تھناوں بھجنوں اور جادو منتروں کی صورت میں تھا۔ جو سوتر کہلاتے تھے۔ یعنی جو کہ سُنا گیا ہو یعنی روایات کچھ عرصہ بعد مرشدوں نے ان سوتروں میں تبدیلیاں کیں اور کچھ اُنہیں ایزادیاں کیں۔ باتیوں کو (آئندہ) تبدیلی یا بالکل فراموشی سے بچانے کے لیئے کرشن دویپاین بیاس ایک ہندوستان کے بادشاہی خاندان کے وشی نے چار براہمن مقرر کیئے۔ جنہوں نے کہ ان سوتروں کو جمع کیا اور چار وید تالیف کیئے۔ دوسری قسم کی ہندؤں کی متبرک کتابوں میں شاستر ہیں جو کہ تعداد میں چھ ہیں اور جنہیں کہ برہما کے پوتے منو کا قانون اور بہت سے پدارتھ ودیا کے گرنتھ شامل ہیں

پادری صاحب کی اس تحریر میں جہاں کئی فاش جھوٹھ موجود ہیں۔ وہاں ساتھ ہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ویدوں کی نسبت اگر کسی معمولی پنڈت سے واقفیت بھی حاصل کی ہو گی تو انہیں پنڈت مذکور کی بتلائی ہوئی باتیں بھی یاد نہیں رہیں۔ اور اسی لیئے پادری صاحب نے اپنی جہالت اور تعصب کا پورا ثبوت اپنی تحریر میں ہی دیدیا ہے۔

اعتراضات (اول) نوح کی اولاد کے ہندوستان کے میدانوں میں اُترنے اور خدا کا علم اپنے ساتھ لانے کا فسانہ ایک سفید جھوٹھ ہے۔ طرز تحریر سے پایا جاتا ہے کہ پادری صاحب انگریزوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ روایت ہندوں کی مذہبی پستکوں سے اخذ کی ہے۔ لیکن آج ودوانوں کی سبھائیں اسی طرح کی تحریر سوائے اسکے کہ معمولی مسکراہٹ پیدا کرے اور کوئی اثر نہیں رکھتی۔

(دوم) پادری صاحب نے وید منتروں کا ذکر پنڈت سے سُنا۔ اور چونکہ اُنہوں نے معمولی ہندوں کو جادو ٹونوں کے متعلق۔ منتروں اور جنتروں کا ذکر کرتے سُنا۔ جھٹ جادو کے منتروں کو ذکر کر دیا۔

(سوم) سوتر کا لفظ پادری صاحب نے شاید شرتی کے لیئے استعمال کیا ہے کیونکہ وید کو شرتی اس لیئے کہتے ہیں۔ کہ وید کے کرتا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ بلکہ اُس کو برابر سنتے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہی چلے آئے ہین۔ اور شرتی کا ترجمہ روایت کرکے پادری صاحب نے اپنی عیسوی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

(چہارم) ویاس جی مہاراج نے خود ویدون کو تالیف کیا تھا۔ لیکن چونکہ پادری صاحب نے شاید اپنے پنڈت سے سن رکھا تھا کہ چارون ویدونکے چار براہمن ہین اور چونکہ انہیں اس قدر ودیا نہ تھی کہ براہمن گرنتھون کی اصلیت کو جان سکین انہون نے کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا لیکر چار براہمنون کا ایک کنبہ جوڑ دیا۔ اور انہیں کی معرفت چارون ویدون کی تالیف کرائی۔

(پنجم) سمرتی یعنی دہرم شاستر کو درشن شاستروں سے تمیز کرنے کا مادہ نہ رکھتے ہوئے منوسمرتی کو چھٹے درشنون مین شامل کر دیا۔

انصاف پسند ناظرین! ہم نے آپ کو ۶ مشتے نمونہ از خروارے۔ ایک ہی تمثیل سے تبلادیا کہ کس بیرحمانہ اور کمینہ پن کے طریقہ سے ویدون کی نسبت غلط خیالات پہلے پہل انگلستان اور دیگر مغربی ممالک مین پہیلائے گئے پادری صاحبان کی ان کوششو نے اس قدر سخت زہر پہیلائی جسکا اثر باوجود چالیس سالہ لگاتار ودوانون کی کوشش کے ابتک مغربی ممالک سے دور نہیں ہوا۔ آپ شاید خیال کرینگے کہ سر ولیم جونس کی بے تعصبانہ کوششون کے بعد ریورنٹ لیوپولٹ کی قماش کے آدمیوں کی تحریرون کا کوئی اثر باقی نہیں رہا ہوگا۔ لیکن زبردست واقعات تبلاتے ہین کہ باوجودیکہ ولسن اور مکسمیولر وغیرہ ولین عیسائی مذہب کے بیہودہ فسانوں سے انسردہ خاطر ہو چکے تھے۔ تاہم عیسائی پادریوں کا رعب مغربی ممالک مین اس قدر زور پکڑ چکا تھا کہ انکو ناراض کرنے کا حوصلہ اسوقت بہی بڑے سے بڑا آزاد ودوان نہیں کرسکتا۔ اگر بریڈلا۔ ہربرٹ سپنسر۔ ٹنڈل۔ ہکسلے وغیرہ چند ایک بہادر آتماؤں نے عیسائی تعصب کا بیخوف مقابلہ کیا۔ اور اگر میڈیم بیوٹسکی اور اینی بسینٹ سی بہادر عورتین۔ صدیوں کی بے معنی رواجونکی زنجیروں

کو توڑنے کی جرأت کرتی دکھائی دیتی ہین تو اِس سے یہ نتیجہ نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ یوروپ کے وِدوان پادریوں کی ۱۸ صدیوں کی شخصی حکومت سے نکل چکے ہین۔ بلکہ یہان آتا تو یوروپ میں بھی مستثنیات میں شمار کیے جاتے ہین۔

عیسائی تعصب کا زور | مثال حال کے لیئے زمانہ حال کا ایک ہی واقعہ لے لیجیئے۔ سر ایڈون آرنلڈ انگلستان کے ایک مشہور مصنف اور شاعر ہین۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے آپ ایڈیٹر ہین۔ جس اخبار کو کہ بلا ناغہ ہماری ملکہ معظمہ پڑھتی ہین۔ آرنلڈ صاحب نے جاپان کے سفر مین گوتم بُدھ کی تعلیم کی بزرگی کو محسوس کیا۔ ہندوستان کی بود و باش نے اُنہیں زیادہ تر بُدھ کے کیریکٹر کو سمجھنے کے لائق بنایا۔ اور بے اختیار انہوں نے یوروپ کی جنگجو سپرٹ سے تنگ آکر بدھ کے زیر سایہ پناہ لی جس چشمہ سے کہ خود شانتی حاصل کی تھی اُسکا راستہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بتلانے کے لیئے انسانی ہمدردی نے تقاضا کیا۔ ایک نادر نظم لکھہ ماری جس میں کہ بُدھ دیو کو آورش منشیہ قرار دیا۔ نظم کا نام "ایشیا کی روشنی" رکھا۔ ایک ایک لفظ اِس نظم کا دل سے نکلا ہوا معلوم دیتا ہے لیکن باوجود اِس جوش کے بھی آرنلڈ صاحب خائف تھے کہ مبادا پادری لوگ انپر قومی مذہب سے بیگانہ مذہب کو ترجیح دینے کا الزام لگا کر انہیں دشمن قسم نہ ثابت کر دین۔ اِن پادریوں کو چپ کرانے کے لیئے اُنہوں نے حاتم طائی کی پیروی کی اور شروع میں ہی لکھہ دیا کہ بُدھ دیو آورش اور ساری دُنیا میں بزرگ منشیہ تو تھا۔ لیکن مسیح اِس مقابلہ سے مستثنےٰ ہے۔ لیکن پادریوں کی اِس ادھوری لجوئی سے تسلی کیسے ہوسکتی تھی۔ بُدھ کی تعریف کے مقابلہ مین مسیح کو پھیکا پڑتا ہوا دیکھہ کر انہوں نے سر ایڈون آرنلڈ کے برخلاف واویلا مچایا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیح کی تعریف مین اُن کو "لائیٹ آف دی ورلڈ" یعنی "روئے زمین کی روشنی" نامی گرنتھ لکھنا پڑا۔

میکس میولر بھی پادریوں سے خائف ہے | جبکہ معمولی باتوں مین اب تک عیسائی تعصب

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے کامیاب ہو رہا ہے تو یوروپ کے سنسکرت دانوں کو تو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا تھا۔ سر مونیر ولیمس۔ پروفیسر رائیس ڈیویڈ۔ ڈاکٹر جان میور وغیرہ اصحاب نے تو ظاہرا عیسائی مذہب کو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں بزرگ ثابت کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہوا تھا۔ اور اس لیے اُنسے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بھی انصاف پسند آدمی اُنکے صریح اقبال کی موجودگی میں اُنکو منصف اور غیر متعصب اہل الرائے نہیں مان سکتا۔ لیکن اگر پروفیسر میکس میولر بھی اسی خوف سے سچائی کا خون کریں تو جسقدر افسوس کہ اُن کی اس حرکت پر کیا جاوے تھوڑا ہی۔ ہم پروفیسر میکس میولر کے لیئے اپنے دلمیں بڑی عزت رکھتے تھے۔ کیونکہ اُنکے مقابلہ کا محقق دوسرا کوئی بھی یوروپین سنسکرت دان اسوقت دکھلائی نہیں دیتا۔ اور اس لیئے اُنہیں اُس اعلیٰ درجے سے گرتے ہوئے دیکھ کر ہمیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔ لیکن جبکہ پروفیسر صاحب کی اپنی ہی تحریرات زبانِ حال سے پکار کر کہہ رہی ہین کہ وے قدم قدم پر عیسائی پادریوں کو رضامند کرنا چاہتے تھے۔ تو پھر وے اُس جگہ سے گر جاتے ہین۔ جو کہ ایک دیانت دار مترجم اور مفسر کا ہی حق ہے۔ ہم اپنی رائے کی تائید مین صرف دو یا تین اقتباس ہی پروفیسر صاحب کی تحریروں سے پیش کرینگے اپنی کتاب "چپس فرام اے جرمن ورکشاپ" کے دیباچہ مین دُنیا کے مذاہب کے مقابلتاً مطالعہ پر زور دیتے ہوئے پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:-

"بہت برس نہیں گزرے کہ ایک مشہور مصنف کے اس اظہار رائے پر بہت ناراضگی ظاہر کی گئی تھی (عیسائی پادریوں کی طرف سے) جسنے کہا تھا کہ وہ زمانہ آ گیا ہے جبکہ مسیحی مذہب کی تاریخ ٹھیک تاریخی بہاؤ سے لکھی جانی چاہیئے اُسی بہاؤ سے جس سے کہ ہم دوسرے مذاہب مثلاً۔ براہمنی۔ بودھ۔ اور محمدی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہین۔ اور تاہم اس سے زیادہ سچ اور کیا ہو سکتا ہے؟ مشنریوں کے لیئے خصوصاً بنی نوع انسان کے مذاہب کا مقابلتاً مطالعہ میرے خیال مین بہت ہی زیادہ مدد دینے والا ہوگا۔ مشنری لوگ تمام دیگر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

دیگر مذاہب کو اس طرحپر دیکھنے کے عادی ہوگئے ہین گویا کہ وے اُنکے اپنے مذہب سے بالکل مختلف ہین جسطرحپر پہلے وے وحشی قوموں کی زبانوں کا ذکر کرتے ہوئے اُنہیں بجائے انسانی کلام کے چڑیوں کی چین چین کی مشابہ بتلایا کرتے تھے۔ علم زبان نے ہمیں سکھادیا ہے کہ ہر ایک زبان مین قاعدہ اور عقل کا دخل ہے۔ اور کہ ادنیٰ سے ادنیٰ بولیوں مین اُن کی گزشتہ عظمت اور خوبصورتی کے نشان پائے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ علم مذہب بھی اسی قسم کی تبدیلی ہمارے اُن خیالات کی نسبت پیدا کریگا۔ جو کہ ہم وحشی طریق عقائد اور پرستش کی بابت رکھتے ہین۔ اور مشنری لوگ صرف اختلاف کے موقعوں کی تلاش کی بجائے زیادہ تر خواہش کیساتھ کسی مشترک (خیال) کی تلاش کرینگے کسی سچی روشنی کی تلاش کرینگے (جو کہ پھر زندہ کیجاسکے کسی ویدی کی تلاش کرینگے۔ جو کہ از سر نو سچے خدا (مراد بائبل کے خدا سے ہے) کی سمرپن ہوسکے" (دیکھو صفحات ۱۳ و ۱۴) جن فقروں پر کہ ہم نے خط کھینچ دیئے ہین۔ اُنپر غور سے وچار کرنے پر معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جہاں میکس میولر نے پادریوں کے آئندہ حملوں سے ڈر کر اُن کی خوشامد کی ہے۔ وہاں ساتھ ہی ہر ایک مذہب مین بائبل کے موافق مسئلہ تلاش کرنے کی ہدایت سے انہیں جاہل چیلے مونڈنے کا آسان طریقہ جتلا دیا ہے[8] پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ اپر فرماتے ہین "یہ ہرگز بھولنا نہیں چاہیئے کہ جہاں پورانے مذاہب کا مقابلہ یقیناً ظاہر کریگا کہ چند ایک ضروری عقیدے کُل انسانوں کی جائداد ہیں۔ کم از کم اُن کی جو کہ خداوند کو تلاش کرتے ہین۔ اگر وے خوش قسمتی سے اُسے محسوس کرسکتے ہین اور اُسے کو پا سکتے ہیں۔ شاید وہی مقابلہ ہمیں کرسچیانٹی کی خصوصیتین سکھا سکتا ہے۔ اور یہ بھی بتلا سکتا ہے۔ کہ کس امر نے باوجود تمام بدنامی کے اُسے وہ ممتاز درجہ بخشتا ہے۔ جو کہ اُسے اِسوقت حاصل ہے۔ اس سے نقصان کے بجائے نفع زیادہ ہوگا

[8] چنانچہ کلکتہ سام مین رومن کیتھولک پادریوں نے بھوج پتر پر لکھا ہوا گایتری منتر برآمد کردیا جسمین کہ بجائے تت سویتر ورینیم کے تت سویسیح وریینیم کا پاٹھ ملتا ہے (مصنف)

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اگر نقصان ہو بھی جس سے کہ مجھے تو اقبال نہیں ہے۔
ہمہ اوست کا قائل میکس میولر اور اسطرح کے دعادی مذہب عیسوی کے لئے کرے! پس سوائے اِس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ مسیحی پادریوں کے شور و شر سے بچنے کے لئے اُس نے ایسا لکھدیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِس پر بھی پادری میکس میولر سے خوش نہ ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ وہ اپنی ساری کوششیں ویدوں کی ماہیت جتلانے میں لگا رہا ہے اُس پر بائبل سے بے پروا ہونیکا الزام لگاتے رہے۔ چنانچہ اِس قسم کے الزام سے بچنے کے لئے میکس میولر نے اُسی کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر لکھدیا "ترجموں کے اُس سلسلہ میں جسکا نام سیکریڈ بکس آف دی ایسٹ (یعنی مشرق کی پاک کتابیں) ہے اور جس کی کہ اول ۳۰ جلدیں شایع ہو چکی ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ پرانے اور نئے عہدناموں کا ایک نیا ترجمہ شامل کر دوں۔ اور جب وہ سلسلہ ختم ہو جاویگا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ مان لیا جاوے گا۔ کہ اِن دونوں کتابوں کی اِس سے عمدہ ترنمایش نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی یہ دونوں کتابیں (زیادہ تر چمکیلی روشنی سے چمک سکتی ہیں۔ بہ نسبت اِسکے کہ وید، ژند آوستھا۔ بودھ تری پٹک۔ اور قرآن اُنکے چاروں طرف رکھتے جاویں"
ہم سمجھتے ہیں کہ پروفیسر میکس میولر کے تعصب کی نسبت ہم نے کافی شہادت پیش کر دی ہے۔ اور اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص عیسائی پادریوں سے خائف ہو کر اسطرح کے عذرات پیش کر سکتا ہے اُس سے ہر پہلو میں نیک نیت ترجمہ کی امید نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ اُمید ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی دیش بھگتی کو یہاں تک جواب دیدیوے۔ کہ دیگر قوموں کی تعلیم کی بزرگی کو ہر پہلو سے ماننے کے لئے تیار ہو جاوے

دوسری صفت

دوسری صفت جو کہ ایک مترجم اور مفسّر کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ اُس زبان کو سمجھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ جسکا وہ ترجمہ کرنا چاہتا ہے یونتو یو دیس میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

سنسکرت دانوں میں سے کوئی بھی معمولی سنسکرت بھاشا تک کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ویدوں کی زبان لوکک سنسکرت سے بالکل مختلف ہے اور اسکا صرف ونحو (دیاکرن) خاص قاعدوں سے بھرا ہوا ہے نہ صرف یہ ہی بلکہ جب یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ صرف دیاکرن کی مدد سے ہی وید منتروں کے معنی حل نہیں ہو سکتے۔ تو یوروپین سنسکرت دانوں کی کوشش پر عجب حیرانی ہوتی ہے۔ جبکہ بھارت ورش تک میں اس زمانہ میں سوائے دیانند سرسوتی کے دوسرا کوئی بھی پنڈت ویدوں کے سوتنتر بھاشیہ کا ساہس نہ کرسکا۔ تو میکس میولر وغیرہ کی نسبت تو گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وے سائنیا چاریہ کے راستہ سے ایک قدم بھی ادھر ادھر ہٹ سکیں۔ لیکن برخلاف یوروپ کے سنسکرت دانوں کے میکس میولر کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہتا ہے کہ اس نے کسی بھاشیہ کار کی بھی ہر حالت میں پیروی نہیں کی۔ ہم میکس میولر کے اس دعویٰ کا امتحان کرینگے اور اپنے ناظرین کو دکھلائیں گے کہ یوروپ کے سنسکرت داں کس طرح پر بے معنی ڈینگ مارنے کے عادی ہیں۔

میکس میولر نے صرف یہی شیخی نہیں بگھاری کہ اسنے موقع موقع پر سائنیا چاریہ کے بھاشیہ سے اختلاف کیا ہے۔ بلکہ اپنشدوں کا ترجمہ کرتے ہوئے اسنے شنکرآچاریہ کو بھی اصلاح دینے کا دعویٰ کیا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے ناظرین کو میکس میولر کی ان خطرناک غلطیوں سے آگاہ کریں۔ جنکے باعث کہ اسوقت ہمارے دیش کے ناتجربہ کار انگریزی داں نوجوان اپنی دہرم پستک سے بیسمجھ ہو رہے ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ میکس میولر کے اپنشد بھاشیہ کی پڑتال کرکے دکھلادیں کہ پروفیسر میکس میولر ویدارتھ کو سمجھنے کی یوگیتا رکھتے ہیں یا نہیں۔ پروفیسر میکس میولر نے اکثر جگہوں میں شنکرآچاریہ کے بھاشیہ اور آنندگری کی ٹیکا سے اختلاف رائے ظاہر کی ہے ہم

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہم نمونہ کے طور پر چند ایک اِس قسم کے اختلافات کو ذیل مین درج کرکے اِس امر کا انصاف اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہین کہ آیا ان اختلافات سے میکس میولر نے اُپنشدوں کے گوڑہ آشاوں کو سمجھنے مین کچھ مدد دی ہے یا کہ صرف اپنی آزادی ظاہر کرنے کے لیے برائے نام اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے۔

میکس میولر کی اختلاف رائے کے نمونے

(۱) اُپنشدوں کا ترجمہ میکس میولر نے کٹھوپنشد سے شروع کیا ہے۔ اُس اُپنشد کے پہلے واکیہ مین ہی واجسروس شبد آیا ہے۔ اِس پر میکس میولر نے حسب ذیل نوٹ دیا ہے۔ "واجسروس نچکیتا کا پتا ارُنی اوّدالک گوتم کہلاتا ہے۔ سویت کیتو ایک دوسرے روشن ضمیر شاگرد کے باپ کا نام بھی ارُنی گوتم ہے (دیکھو چھاندوگیہ اپنشد اور کوشیتکی براہمن اُپنشد) سویت کیتو خود آرُنیہ یعنی ارُنی کا پتر۔ ارُن کا پوتا۔ نیز اُودالیکیہ کہلاتا ہے۔ اُدّالکی ایک بیٹا اوّدالک کا ہے۔ لیکن شنکر اوّدالکی اور اُوّدالک کو ایک ہی سمجھتا ہے" اِسجگہ میکس میولر نے شنکر آچاریہ کی بڑی بھاری غلطی اپنے خیال مین ظاہر کی ہے۔ لیکن افسوس کہ اِس شجرہ نسب کی تفتیش مین بھی میکس میولر کے دلمین یہ معمولی خیال بھی نہ گذرا۔ کہ ایک نام کے بہت سے اشخاص ہوسکتے ہین۔ چنانچہ ایک ویاس نام ہی کئی رشیو نکا ہوا ہے۔ مثلاً (۱) کرشن دویپاین دیاس (۲) دراین وغیرہ وغیرہ۔

دوسری غلطی میکس میولر کی یہ ہے کہ اُسنے یہ بھی یاد نہ رکھا کہ ہر ایک بنش کیساتھ اُسکے مورث اعلیٰ کا نام برابر چلا آتا ہے چنانچہ اسوقت بھی بھردواج وسشٹھ وشوامتر آدی رشیوں کے نام بنشونکے ساتھ بولے جاتے ہین۔ لیکن ماسوائے ان صریح غلط فہمیوں کے میکس میولر نے تیسری بڑی بھاری غلطی یہ کی ہے کہ کٹھوپنشد کے اصل بھاو کو نہیں سمجھا۔ یم اور نچکیتا کا کوئی گذرا ہوا اِتہاس اِس جگہ درج نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارا کا سارا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اونشد ایک النکار کے طور لکھا گیا ہے جسمین کہ नचिकेता نچکیتا سے مراد آورش
جیو آتما ہے (चित ज्ञान) اس دہاتو کے ساتھ (न)
جوڑنے سے نچکیتا بنتا ہے۔ یعنی جس کو ابھی تک پورن گیان نہیں ہے ور بنی واگیانی
ہے۔ بلکہ گیان پراپتی کی ابھلاشا رکھتا ہے۔ اسکو نچکیتا کہتے ہیں۔ پس یہاں نچکیتا سے
مراد جگیاسو یعنی طالب حق سے ہے۔ اسی طرح یہ واجسرو آ شبد سے کوئی خاص آدمی
مراد نہین ہے بلکہ اس سے آورش برمہ گیانی لیا جاتا ہے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے
کہ شنکر آچاریہ نے بھی اس بات کو محسوس کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ شنکر سوامی نے
اس اُپنشد کے گوڑہ بھاؤ کو صرف محسوس کر کے ہی چھوڑ دیا ہے اور آگے چلنے کا
حوصلہ نہ کیا۔ شنکر سوامی اپنے بھاشیہ میں لکھتے ہیں
वाजम तंतद्दा नादिनिलि
तं श्री वोय स्य सवा ज श्रवा-
"واج بمعنی ان (غلہ) کے مستعمل ہوتا ہے اسکے دان میں جکالش ہو اُسکو
واجشروا کہتے ہین" لیکن شنکر نے یہاں (वाज) شبد کے ارتھ کرنیں غلطی کی ہے
واج بمعنے گیان بھی آتا ہے۔ پس واج سروا اُس آورش برمہ گیانی کو کہتے ہین
جسمیں سے کہ گیان جمع ہو کر یہ نکلا ہو۔ یعنی جسنے کہ نہ صرف اپنے آتما کو ہی برمہ گیان سے
منور کیا ہو۔ بلکہ اپنے چاروں طرف آتمک پرکاش (روحانی روشنی) پھیلانے کی طاقت
رکھتا ہو۔ پس واج سروا سے اسجگہ اونپشد کار کی مراد آورش برمہ گیانی رشی ہے
(۲) کٹھوپنشد کے پہلے ادہیائے کی پہلی ولی کے واکیہ نمبر ۵ مین میکس میولر نے پھر شنکر سے
اختلاف رائے کا دعویٰ کیا ہے نہ صرف یہی بلکہ اُسے پراچین رشیوں کے ابھپرائے سے
ناواقف ظاہر کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہاں پر بھی بجز ڈینگ مارنے کے سوا میکس
میولر نے شنکر کے بھاشیہ کی نسبت کچھ بھی اعلیٰ معنی ظاہر نہیں کیے۔ اصل واکیہ حسب
ذیل ہے :-

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

बहूनामेमि प्रथमो बहूनामेमि मध्यमः।
किंस्विद्यमस्य कर्त्तव्यं यन्मयाद्य करिष्यति

اس کا سیدھا ترجمہ یہ ہے "بہتوں مین اول درجہ کا ہوں. بہتوں میں درمیانی درجہ کا ہوں۔ یم کا کیا کام (میرے بنا پڑا ہے) جو آج (وہ) مجھ سے کرا دیگا"

اس اونپشد کا مفصل بھاو تو ہم اسپر مفصل ویاکھیا لکھنے کے وقت ظاہر کرین گے لیکن اسجگہ مختصراً یہ بتانا ضروری ہے کہ نچکیتا چونکہ پورن برھم گیانی نہیں ہے۔ اسلئے گورو کے اس کہنے پر کہ میں تجھے مرتیو کے حوالے کرتا ہوں۔ نچکیتا نے یہ سمجھا کہ سچ مچ گورو مجھے موت کے حوالہ کرتا ہے اور چونکہ بلا قصور موت کے حوالہ کرنا ادھرم ہے اسلیئے سوچتا ہے کہ جب مین شاگردوں مین ادہم نہین ہوں تو کیوں مجھے موت کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ اس سے کسی قسم کا بھی خوف ظاہر نہین ہوتا. بلکہ گورو کے حکم کے انصاف پر وچار ہے۔ لیکن گورو کا مطلب مرتیو سے سینوگ اور دیوگ کا نیم تہلجنے نچکیتا ابھی تک نہیں سمجھا۔ اس کے بھاشیہ مین شنکر آچاریہ نے بھی غلطی کی ہے۔ لیکن شنکر آچاریہ کی غلطی بلحاظ کل مضمون کے ہے اپنی اتھانیکا کے بر وہ شنکر نے کچھ بھی نہین لکھا۔

میکس میولر نے اس واکیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"بیٹے نے کہا "مین پہلا ہوں۔ (بہتوں کے اوپر جنہوں نے ابھی مرنا ہے) مین بہتون کے درمیان ہوں (جو کہ اب مر رہے ہین) یم (مرے ہوؤں کا راجا) کا کیا کام ہوگا جو کہ آج وہ مجھ سے کرائیگا۔"

شنکر آچاریہ کے بھاشیہ کا بھاؤ حسب ذیل ہے "بہت سے پتروں یعنی شاگردوں میں مین پہلا ہوں یعنی مکھیا ہوں۔ بہتروں مین مدہیم ہوں۔ ادہم ہرگز نہیں ہوں تو ایسی گنی مجھکو پتا۔ مرتیو کے حوالہ کیا۔ ایسا کہتا ہے سو مرتیو کا کیا پریوجن مجھسے ہی جو میرے بغیر نہیں ہوسکتا۔ یہ کیا بات کر وہ مین پتا نے کہدی۔ لیکن پتا کے وچن کو ٹالنا نہیں چاہیئے۔"

انصاف پسند ناظرین! شنکرآچاریہ کے بھاشیہ کا پروفیسر میکس میولر کے بے معنی الفاظ کے ساتھ غور سے مقابلہ کیجیے۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بھارت تو اسی پنڈت خواہ کسی خاص بھاؤ کو لیکر ترجمہ کرین۔ پھر بھی ودیشیوں کی نسبت اصل مطلب کو آسانی سمجھہ سکینگے۔ میکس میولر نے اپنے مندرجہ الصدر ترجمہ پر ناز کرکے قریبًا ایک صفحہ کا نوٹ اسکے نیچے دیا ہے۔ جو بخوف طوالت یہاں درج نہیں کیا جاتا لیکن اُس سارے نوٹ مین بھی معقول وجہ اپنے من مانے ترجمہ کے لیئے نہین دی اور نہ ہی میکس میولر کے ترجمہ مین کسی قسم کا نرالہ پن پایا جاتا ہے بلکہ شنکر کی غلامی کرتے ہوئے بھی ظاہر آزادی کے اظہار کی صرف ڈینگ ہی دکھائی دیتی ہے شنکر کے ترجمہ پر اعتراض صرف یہ ہے کہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نچیکیتا مرتیو نام سنتے ہی ڈر گیا۔ اور یہ نچیکیتا کے اُس کیرکٹر کے برخلاف ہے جو کہ اُسے اُپنشد کرتا رشی نے دیا ہے لیکن شنکر آچاریہ کے بھاشیہ سے کہیں بھی یہ نہیں ٹپکتا کہ نچیکیتا خوف زدہ ہو گیا تھا۔ پس اعتراض ایک وہم سے بڑھکر نہیں ہے۔

(۳) اسی ولی کے واکیہ نمبر۹ مین بھی کچھ معنوں مین تبدیلیاں کی ہین۔ لیکن اُسکی وجہ بھی یہی ہے کہ پروفیسر صاحب نے آریہ دھرم کو عملی طور پر نہیں سمجھا۔ ورنہ آشا پرتکشا سنگت۔ سونرت۔ اِشٹ اور پورت کے معنوں مین اگر تبدیلی کرتے بھی تو اُسپر بائبل کا خول نہ چڑھاتے۔ لیکن بیچارے کرین کیا۔ اگر ایک چکر آریہ ورت مین لگایا ہوتا اور اِس گرمی ہوئی حالت مین بھی سنسکرت دان سادھو وُں اور پنڈتوں سے بات چیت کی ہوتی تو کچھ نہ کچھ سنسکرت شبدوں کے بھاؤ کو سمجھ سکتے۔

اگر اِس ایک اُپنشد کا ہی غور سے مطالعہ کیا جاوے اور میکس میولر کی بلند پروازیوں کی صرف اِسی ایک چھوٹے سے گرنتھ مین پڑتال کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ صدہا جگہ میکس میولر نے لایعنی بحث چھیڑکر ترجمہ کا ستیاناش ہی نہیں کیا۔ بلکہ اصلی بھاؤ کو ہی بدلدیا ہے۔ لیکن باوجود اِس سارے ردّوبدل کے شنکر کی اصل غلطی کو نہیں سمجھا۔ اِس

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گرنتھ مین اسقدر گنجایش نہیں ہے کہ میکس میولر کی موٹی موٹی غلطیوں کا بھی اظہار ہو سکے۔ اس لیے ہم سنھالی پلاک نیا ز مشتے نمونہ از خروارے کے مسئلہ پر عمل کر کے اسی پر ہی اکتفا کرتے ہین اور آگے چلکر دکہاتے ہین کہ شنکر آچاریہ کی واقعی غلطیوں کو میکس میولر نے محسوس بھی نہین کیا۔

شنکر آچاریہ کی واقعی غلطیاں ہم پہلے ظاہر کر چکے ہین کہ شنکر آچاریہ نے کٹھوپنشد کے اصلی بھاؤ کو ظاہر کرنے سے پہلو تھی کی ہے اور رواج سروا اور نچکیتا کے ارتھ محسوس کرتے ہوئے بھی اُس اوپنشد کو ایک قصہ ہی بنا دیا ہے۔ اب ہم نمونہ کے طور پر دکہلاتے ہیں۔ کہ میکس میولر نے شنکر کی اصل غلطیوں کی طرف غور ہی نہیں کیا

(۱) کٹھوپنشد ادھیائے اول دلّی دوم کا واکیہ نمبر ۲۳ حسب ذیل ہے۔

नायमात्मा प्रवचनेन लभ्यो न मेधया न
बहुना श्रुतेन। यमेवैष वृणुते तेन लभ्यस्तस्यैष आ-
त्मा वृणुते तनूं स्वाम्॥

اِس واکیہ کا سیدھا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے" وہ آتما (پرمیشور) پروچن (یعنی پڑھنے۔ مطالعہ کرنے) سے نہین پراپت ہوتا۔ نہ بہت بدھی بڑہانے سے۔ نہ بہت (شاستر) سننے سے۔ یہ (منشیہ) جس کارن اُسی (پرماتما) مین دھیان وستہت ہوتا ہے۔ اُسی کو پراپت ہوتا ہے وہ پرماتما اُسی منشیہ کے لیے اپنے نج سوروپ کو پرکاشت کرتا ہے"

پروفیسر میکس میولر اسکا ترجمہ حسب ذیل کرتے ہین۔

"آتما ویدسے حاصل نہین ہوتا۔ نہ سمجھ سے نہ بہت علم سے وہ جس کو یعنی جس جسم کو کہ آتما پسند کرتا ہے اُس سے ہی آتما حاصل ہو سکتا ہے آتما اُسکا اپنے جسم کو (بطور اپنے کے) پسند کرتا ہے۔"

پروفیسر میکس میولر نے اسجگہ اول تو شنکر کے ابھپرا کو بھی نہیں سمجھا۔ لفظ پروچن کے معنی

میکس میولر نے وید کیئے ہین۔ گویا وید کی مدد سے بھی پرماتما نہین ملتا۔ شنکر نے وید کا شبد تو استعمال کیا ہے۔ لیکن کسطور پر؟ شنکر سوامی فرماتے ہین۔

नाय मात्मा प्रवचनेनानेक वेद स्वीकरणेन लभ्यो-

سوامی شنکر آچاریہ کا یہان مطلب یہ نہیں ہے کہ وید کے ذریعہ سے پرماتما کی پراپتی نہیں ہوتی۔ اُنکا تاتپریہ یہ ہے کہ وید کو سویکار کرنے ماتر سے آتما کی پراپتی نہیں ہوتی بلکہ ویدک گیان کی مدد سے پرماتما مین سمادھی لگانے سے وہ پرماتما یوگیوں کو پرتیکش ہوتا ہے۔ دوسری غلطی میدھا کے معنوں مین کی ہے श्रुतेन کے معنے کرنے مین تیسری جگہ ٹھوکر کھائی ہے۔ آخری حصہ[8] کا ترجمہ تبلاتا ہے کہ شنکر آچاریہ کے شبد جال کو یا تو پروفیسر صاحب نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی یا اُن کی بدھی ہی اصل کی اپورتا تک نہیں پہونچی یہ جگہ ہے جہانکہ باوجود صریح پرم آتما اور جیواتما کے بھید کو شنکر نے ابھید ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی جگہ پروفیسر میکس میولر خاموش ہین۔ لیکن میکس میولر اور اُنکے ساتھیوں کی بدھی تو زیادہ تر بنشاولیوں (شجرہ نسبوں) میں کام کرتی ہے۔ پھر یہاں کیونکر اختلاف رائے کا خیال آتا۔ (۲) اسی دلّی کا آخری واکیہ حسب ذیل ہے۔

यस्य ब्रह्म च क्षत्रं च उभे भवत ओदनम्।

मृत्युर्यस्योपसेचनं क इत्था वेद यत्र सः॥

"کون تب جان سکتا ہے کہ وہ کہاں ہے وہ جسکے کہ براہمن لوگ اور کھشتری لوگ (گویا کہ) صرف بطور بھوجن کے ہیں اور موت بھی جسکے لیئے ایک کاندی منٹ (یعنی مصالحہ چٹنی) کے ہے" یہ ترجمہ اس رشی واکیہ کا میکس میولر نے لفظاً مطلب شنکر آچاریہ کے کیا ہے۔ لیکن اگر شنکر بھاشیہ کو غور سے پڑھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ پروفیسر صاحب نے ایک انش میں بھی شنکر کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ پروفیسر صاحب

[8] پروفیسر صاحب آتما کے لیئے انگریزی لفظ (Self) استعمال کرتے ہین جسکے معنی خود ذات کے ہین (مصنف)

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جنکے آپ سیچن کے معنی کانڈی منٹ کیے ہیں۔ جسکے لیے کہ اردو الفاظ مصالحہ۔ چاٹنی یعنی اچار استعمال کیے جاتے ہین (دیکھو ریورینڈ ٹی۔ کریون صاحب کی انگلش ہندوستانی رائل ڈکشنری) لیکن شنکر آچاریہ کا مطلب اُنکے بھاشیہ مین چٹنی سے نہیں ہے۔ شنکر فرماتے ہین۔

मृत्य यं स्यो पसेचनमे वौदनस्याशनत्वेऽथपर्य्यसन्

شنکر سوامی کا مطلب یہ ہے کہ اپسیچن اُس پدارتھ کو کہتے ہین جو کہ اوپر سے استعمال کرنے پر بھوجن کو پچانے والا ہوتا ہے۔ اور چونکہ یوروپ تو اسی مصنوعی مادہ پرستوں کے خیال میں مصالحہ اور چٹنی وغیرہ کہانے کو ہضم کرنیوالے سمجھے جاتے ہین۔ اس لیے پروفیسر صاحب نے یہاں کانڈی منٹ کا لفظ اپسیچن کے لیے استعمال کر دیا۔ لیکن اپسیچن کے معنی ایسے جھرنے یا سینچنے والی چیز کے ہین۔ جو کہ بھوجن کے اوپر سے استعمال کیجاوے اور چونکہ گھی اور پانی وغیرہ ایسی چیزین ہین۔ اسلیئے انکیلیئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے قدرت کی گود مین پلے ہوئے بناوٹی تہذیب سے بری پراچین آریہ رشی قدرتی جل کو ہی بھوجن کے پچانے کا ذریعہ سمجھتے تھے اور آجکل بھی بعض آزاد طبع اور نازک خیال حکیم اس سچائی کو انوبھو کر چلے ہین۔ پس ثابت ہوا کہ میکس میولر نے یہانپر بھی شنکر آچاریہ کے بھاشیہ کا اصلی مطلب نہیں سمجھا۔

لیکن قطع نظر اس بڑی بھاری غلطی کے جو کہ میکس میولر نے اپنے رہنما شنکر کے سمجھنے میں کی ہے اسکے انتشد کار کے گوڑھ آشا کو نہ سمجھتے ہوئے اُسنے شنکر کے بھاشیہ پر جطرح مکھی پر مکھی ماری ہے۔ اگر ब्रह्म اور क्षत्र کے معنی براہمن اور کشتری کیے جاوین تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ویشیہ اور شودر اتیہ اور چانڈال (پرلیہ سمے میں) اُس برہم کے اودن نہیں ہوتے؟ اسکے جواب مین سوائے خاموشی کے پروفیسر میکس میولر اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ البتہ رشیوں کے ابھپرائے کو رشی ہی خوب بیان کر سکتے ہین

اور اس لیے جب ہم رشی کی شرن آتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں

ॐ ह्रीं ब्रह्म ॥ ब्रह्म ॥ बृंहति वर्धते तद्ब्रह्म ॥

इत्युरो वेदस्तत्त्वं तपो वा ॥

(دیکھو اُ دی کوش - پاد ۴ - سوتر ۱۴۶)

پس ثابت ہوا کہ برھم وید کو کہتے ہیں - اور वेद (وید) شبد विद् (ود)

دھاتو سے بنا ہے جسکے معنی گیان ہیں -

(کشتر) شبد کے ارتھ اُنادی کوش کے پاد ۴ کے ۱۶۷ سوتر میں یوں क्षत्र

بیان کیے گئے ہیں .

क्षद संवरणे धातुः । क्षद निरन्तरं क्षत्रम् ।

वरी भेदे वा । क्षतात्त्रायत इत्यपि ॥

اس سے معلوم ہوا کہ رکھشا دھرم والے کو کشتری کہتے ہیں اور رکشا بغیر کریا یعنی

حرکت کے ہرگز نہیں ہو سکتی . پس کشتر क्षत्र کے معنے کریا صریح ظاہر ہیں

اوپر کی تحقیق سے رشیوں کا سہارا لیکر ہمارے لیے اس رشی واکیہ کا گمبھیر آشے

صاف ہو جاتا ہے کہ یہ وہ مہان آشے جس میں گیان ہاؤ کریا (یعنی تمام علم اور تمام حرکت)

پرلیہ کے وقت لین ہو جاتے ہیں - اور ان گیان اور کریا کو لین کرنے والا - مرتیو

(یعنی سینوگ کا نیم جسمیں کہ دیوگ بھی شامل ہے) بھی جس جگت پتی میں ہی ٹھہر جاتا

ہے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس جگہ ہے یا اس طور کا ہے! یہ موقعہ تھا کہ میکس میولر

صاحب شنکر آچاریہ کی غلطی کو درست کرتے لیکن یہاں پر انہوں نے چوں تک نہیں

کی - اور کرتے . کیونکہ جبکہ انہوں نے وچار کے لیے رشیوں کا طریقہ ہی اختیار نہیں کیا -

(۳) ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ شنکر آچاریہ نے اپنے گورو گوڈ پاد آچارج کے سدانت کی

پشٹی میں کل اونپشدوں کو جیو برھم کی ایکتا کے ثبوت میں لگانے کی کوشش کی ہے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یونتو ساوہارن اُونپشد کی شرتیوں مین من مانا ارتھ کرتے ہی رہے ہے۔ لیکن جہاں پر کہ
صاف طور پر اُنکے مطلب کے برُوودہ شرتی واکیہ ملا۔ وہاں بھی اُنہوں نے ابہیدمت
قایم کرنے مین بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہین۔ ایسی جگہوں میں میکس میولر کی دیچر
بُدہی نے بالکل حرکت نہیں کی۔ چنانچہ رگوید کا مشہور منتر جو کہ द्वा सुपर्णा-
سے شروع ہوتا ہے۔ جب اونپشدوں مین آیا۔ تو شنکر نے اُسکے ارتھ स युजा
کرتے ہوئے ایسے صاف منتر کو بھی ابہیدمت مین گھسیٹ لیا۔ پروفیسر میکس میولر نے
اپنے گورو کی اندھی پیروی کرتے ہوئے جوں کا توں لیکن بھدّا سا ارتھ لکھدیا
جس قدر کھینچ تان کہ شنکر آچاریہ نے۔ ادویت مت ستھاپن کرنے کیلئے اونپشد
واکیوں میں کی ہے اُس کی پڑتال کسی اور وقت کے لئے چھوڑ کر ہم نمونہ کے لیئے
صرف ایک ہی اُپنشد واکیہ پر اسجگہ اکتفا کرتے ہین۔ چھاندوگیہ اپنشد کے دوسرے
پرپاٹھک کا تیئسواں کھنڈ اِس طرح پر شروع ہوتا ہے۔

त्रयो धर्मस्कन्धा यज्ञोऽध्ययनं दानमिति।
प्रथमस्तप एव द्वितीयो ब्रह्मचार्याचार्यकुलवासी
तृतीयोऽत्यन्तमात्मानमाचार्यकुलेऽवसादयन्सर्व
एते पुण्यलोका भवन्ति ब्रह्मसंस्थोऽमृतत्वमेति ॥

اِس شرتی واکیہ کے سیدھے ارتھ حسب ذیل ہین۔

"دہرم کے تین حصّے (ستاخین) ہین۔ اول یگیہ۔ ادہیئن۔ اور دان۔ دوسرا
تپ۔ تیسرا برہمچاری بنکر آچاریہ کُل مین زندگی بھر رہنا۔ یہ سب پنیہ آتما ہوجاتے
ہین۔ پھر برہم مین ستھت ہوکر امرت مکتی (نجات) کو حاصل کرتے ہین"۔

اِس سیدھے اور صاف ترجمہ کو اگر مان لیا جاوے تو شنکر آچاریہ کے مت کو
بڑی ہانی پہونچتی ہے۔ شنکر کے مت کے مطابق کرموں سے مکتی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ

صرف گیان سے مکتی ہوتی ہے۔ جیو آتما کو برہم سے علیحدہ ملنے والے بھی گو گیان سے ہی مکتی مانتے ہیں۔ تاہم کرموں کو گیان حاصل کرنے کا ذریعہ مانتے ہیں۔ جیسے کہ شنکر آچاریہ بعض جگہوں میں اقراری اور بعض جگہوں میں انکاری ہیں۔ اسیواسطے شنکر آچاریہ نے صرف اس ایک واکیہ پر بارہ صفحوں میں اپنا مت ستھاپن کرنے کے لیئے بحث کی ہے شنکر کی اندھی پیروی کرتے ہوئے۔ لیکن شنکر کے ابھپرائے کو بھی نہ سمجھتے ہوئے میکس میولر نے اس واکیہ کے حسب ذیل ارتھ کیئے ہیں۔

"قانون کی تین شاخیں ہیں۔ قربانی۔ مطالعہ اور خیرات اول ہیں۔ تپ دوسرا اور بطور برہمچاری کے گرو کے گھر میں رہنا۔ ہمیشہ جسم پر سختیاں کرتے ہوئے گرو کے گھر میں رہنا تیسرا ہے۔ یہ سب پُنیہ آتماؤں کی دُنیا ہیں حاصل کراتی ہیں۔ لیکن برہم سنستھ ہی صرف (وہ جو کہ مضبوطی سے برہم میں ستھت ہے) امرت پاتا ہے"۔

اسجگہ اول تو دھرم کے معنی قانون کرتے ہوئے میکس میولر نے اپنی سنسکرت کی اصطلاحوں سے ناواقفیت کا صریح ثبوت دیا ہے۔ لیکن آگے چلکر یگیہ کے معنی قربانی کرکے اپنی علمیت کا زیادہ تر اظہار کیا ہے ہم اسجگہ گنجایش نہیں دیکھتے کہ قربانی کے مسئلہ پر جو کہ پرمیشور کی بڑی بھاری نافرمانی ہے مفصل بحث کریں اور یورپین سنسکرت دانوں کے علاوہ راجہ راجیندر لال متر او رومیش چندر دت سے مشہور بھارت بھوشنوں کی نافہمی کو طشت ازبام کریں۔ ہم حسب موقع اس اہم اور ضروری مسئلہ پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن اسجگہ سادھارن طور پر صرف یگیہ (यज्ञ) شبد کے ارتھ بتلانے ضروری سمجھتے ہیں یگیہ (यज्ञ) یج (यज) دھاتو سے نکلا ہے جسکے معنی کے لیئے دیکھو دھاتو پاٹھ اور اُنادی کوش۔

देव पूजा सगति करण दानेषु

دیو پوجا سنگتی کرن۔ اور دان۔ ان تین معنوں کے لیئے یج (यज्) دھاتو آتا ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُن میں سے وان اور سنگتی کرن تو صاف ہیں صرف دیو پوجا میں حیوانوں کی قربانیوں
مورکھ لوگ گھُسیڑتے ہیں۔ لیکن دیو (दिव) دو دھاتو سے بنا ہے جسکے معنی پرکاش کے
ہیں۔ اور یہ شبد جہاں ایک طرف دیوؤں کے دیو۔ مہا دیو یعنی پرماتما کے لیے مستعمل ہوتا
ہے۔ وہاں ودوانوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ شت پتھ براہمن
کے شروع میں ہی ہے۔ विद्वांसो हि देवा -
" جو ودوان ہیں اُنہیں کا نام دیو ہے" پس دیو پوجا کے معنی پرماتما یا ودوانوں کی پوجا
ٹھہرے اور جب پرماتما صاف الفاظ میں اپنے دیئے ہوئے گیان وید میں جیو ہنسا کی
ممانعت کرتا ہے تو دیو پوجا میں پشوؤں کا مارنا سروتھا نشدہ سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ویدک
گرنتھوں میں یہیں تک خاتمہ نہیں ہے بلکہ انہیں (यज्ञ) یگیہ شبد کے اور بھی اعلیٰ
معنی دیئے ہیں۔ چنانچہ نروکت میں حسب ذیل معنوں میں یگیہ شبد آیا ہے (دیکھو نروکت
مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال)

यज्ञः कस्मात् प्रख्यातं यजति कर्मेति नैरुक्ता याच्ञो भवतीति वा इति -

(دیکھو جلد ۲ صفحات ۲۲۷ و ۲۲۸)

यज्ञं य विष्मती घारं सर्वतो धारं सु विद्वांसो

(دیکھو جلد ۴ صفحہ ۲۴)

यज्ञः आत्मा भवति -

(دیکھو جلد ۴ صفحہ ۳۸)

پس صاف ظاہر ہے کہ یگیہ شبد کے معنی قربانی کرنے میں میکس میولر نے اپنے بت پرست اور
گوشت خوار بزرگوں کی تعلیم کے تعصب یا جہالت کا اظہار کیا ہے ورنہ شنکر سوامی نے صاف لکھا ہے

यज्ञोऽग्निहोत्रादिः

ودیگیہ سے مراد اگنی ہوتر وغیرہ ہے"۔

لیکن شنکر آچاریہ کی وہ زبردستی جو کہ اُن کے اِس رشی واکیہ کے بھاشیہ کے ایک ایک شبد مین دکھائی دیتی ہے۔ میکس میولر کی توجہ نہ کھینچ سکی۔ شنکر آچاریہ نے اِس رشی واکیہ کو اپنے سدہانت کا کھنڈن کرتے ہوئے دیکھ کر ایک عجیب چالاکی سے اُسکے ارتھ بدلنے کی کوشش کی ہے۔ جسے سمجھنے کے لیئے کہ اویدک متوں والے لیاقت نہیں کہتے دہرم کی تین شاخوں کو شنکر آچاریہ نے تینوں پہلے آشرم یعنی برہمچریہ۔ گرہستہ اور وان پرستھ قرار دیکر اُنہیں چینہ لوک کے سادہن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے۔ جسکے دور کرنے کے لیئے کہ شنکر بھاشیہ کی کسی قدر اصل عبارت کو ناظرین کے روبرو پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں۔

यज्ञोऽग्निहोत्रादिः । अध्ययनं सनियमस्य ऋगादेर भ्यासः । दानं बहिर्वेदि यथाशक्ति द्रव्यसंविभागोऽभिक्षमाणेभ्यः। इत्येष प्रथमो धर्मस्कन्धः । गृहस्थसमवेत वा तन्निर्वर्तकेन गृहस्थेन निर्दिश्यते प्रथम एकस्तम्भः

ودیگیہ یعنی اگنی ہوترا وغیرہ۔ ادھین یعنی یمانو سار رگ وغیرہ (ویدوں) کا ابھیاس دان۔ یگیہ سمہ کے علاوہ یتھا شکتی محتاجوں کو دہن کا حصہ دینا۔ یہ سب پہلا دہرم سکندہ ہے اور گرہستہ سے تعلق رکھتا ہے اُنکے نورتن ہونے سے گرہستھ دکھائی دیتا ہے۔ پرتھم کے معنیٰ ایک"

(۱) پہلا مغالطہ اِس عبارت میں یہ ہے کہ یگیہ۔ ادھین۔ اور دان کا تعلق صرف گرہستھ آشرم سے جتلا کر شنکر آچاریہ نے اُنکو باقی تین آشرموں سے خارج کر دیا ہے۔ لیکن یہ اُن کی بھول ہے کیا برہمچاری کے لیئے اگنی ہوتر آدی کا صاف حکم نہیں ہے؟ (دیکھو منو سمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۱۰۵ اور ۱۰۸)

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यिके।
नानुरोधोऽस्त्यनध्याये होममन्त्रेषु चैव हि॥ १०५

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

अग्नीन्धनं भैक्षचर्यामधःशय्यां गुरोर्हितम्।
आसमावर्तनात्कुर्यात्कृतोपनयनो द्विजः॥१०८

"وید کے پڑھنے پڑھانے۔ برہم یگیہ روپ سوادھیا اور ہوم منتروں کے پاٹھ کرنے میں اندھیار (یعنی تعطیل) نہیں کرنی چاہیے" شلوک ١٠٥

"جس دوجنمے (یعنی براہمن۔ کشتری۔ اور ویشیہ درن والے کے پتر) کا اپنین سنسکار (٨) ہو چکا ہو۔ وہ سماورتن تک برابر اگنی ہوتر۔ بھکشا سے آجیون۔ زمین پر سونا اور گرو کی سیوا کرتا رہے" شلوک ١٠٨

کیا دان پرستھ آشرم میں اگنی ہوتر آدی یگیہ کرموں کا نشیدھ ہے؟ دان پرستھی کے لئے منوجی صاف فرماتے ہیں۔

अग्निहोत्रं समादाय गृह्यं चाग्निपरिच्छदम्
ग्रामादरण्यं निःसृत्य निवसेन्नियतेन्द्रियः॥

"اگنی ہوتر کا سب سامان لیکر بستی سے نکل۔ ورڑھ۔ اندریہ ہو کر آرنیہ (یعنی بن) میں جا کر بسے" (دیکھو منوسمرتی ادھیائے ٦ شلوک ٤)

پھر اد ہیں کی کیا گرہستہ آشرم کیساتھ کچھ خصوصیت ہے؟ اگر اد ہیں کو کوئی خصوصیت ہو سکتی ہے تو برہمچریہ آشرم کے ساتھ۔ ورنہ گرہستی۔ دان پرستھی اور سنیاسی سب کے لئے ہی سوادھیار کی آگیا ہے۔

شنکر آچاریہ نے دان کو گرہستہ آشرم کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ لیکن یہ بھی اُن کی بھول ہے۔ منوجی مختلف قسم کے دانوں کا بیان کرتے ہوئے خاتمہ پر فرماتے ہیں۔

सर्वेषामेव दानानां ब्रह्मदानं विशिष्यते।

٨ رسوم زنّار بندی کو کہتے ہیں۔ جو برہمچریہ آشرم پورا کرنے کے بعد جب برہمچاری گرہستہ آشرم میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اُس وقت یہ سنسکار کیا جاتا ہے۔ ۱۲

"سب قسم کے دانوں سے برمھ یعنی وید ودیا کا دان ہی نہایت افضل ہے" (دیکھو منوسمرتی ۴ شلوک ۲۳۳)

اس برمھ ودیا کا دان دینے والا کون ہے؟ وہی دان پرستھی جو گرام کو تیاگ کر بن مین بیٹھا اپنی حاصل کی ہوئی ودیا پر وچار کرتا ہوا برمھ چاریوں کو ستیہ ودیا سے بھوشت کرتا ہے یا وہ سنیاسی جو کہ راگ اور دویش کو چھوڑ کر نشکام بچرتا ہوا بھولے ہوئے لوگوں کو مکتی کا سیدھا مارگ دکھاتا ہے پھر ہم شنکر آچاریہ کے اس کتھن کو کیونکر مان لیوین کہ دہرم کے پہلے سکندہ سے مراد گرہست آشرم ہے۔

پرہتم کے معنی شنکر آچاریہ نے ایک کیے ہیں۔ لیکن اسکے لیے کوئی پرمان نہیں دیا۔ ہمارے ناظرین حیران ہونگے کہ "ادیت" ارتھ کرنا سے شنکر آچاریہ کا کیا خاص مطلب سدھ ہوتا تھا۔ لیجیے ہم بتلاتے ہین۔ آشرموں کے شمار اور ترتیب مین برمھ چاریہ آشرم ہمیشہ سب سے اول لکھا اور بولا جاتا ہے اور یہ اسلیے کہ اسی آشرم مین پہلے منش کو پرویش کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر پرتھم کے معنی پہلا کیے جاوین۔ تو شنکر آچاریہ کا ابھیر انشٹ ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلا تو برمھچریہ آشرم ہے۔ اس لیے شنکر آچاریہ نے اپنی اشٹ سدھی کے لیے یہ من مانے ارتھ گھڑ لیے ہین۔

ناظرین اگر ہم اس رچنا واکیہ پر ہی لکھے ہوئے کل شنکر بھاشیہ کی اسجگہ پڑتال کرین تو کتاب کی ضخامت زیادہ بڑھ جانے کا خوف ہے اور ہم ارادہ بھی رکھتے ہین۔ کہ اپنشد کی تفسیر لکھتے وقت شنکر آچاریہ کی ہر ایک تحریر کو میزان الانصاف مین تولین گے۔ اسلیے اتنے پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے ہمنے آپکو نمونہ کے طور پر دکھلا دیا کہ دہرم کے پہلے سکندہ کا گرہستھ آشرم کے ساتھ خاص تعلق جتلانے مین شنکر آچاریہ نے بڑی بھاری غلطی ہی صرف نہین کی بلکہ عوام کو دھوکہ مین ڈالدیا ہے اسکے آگے ہم اصل بھاشیہ تھوڑی سی عبارت لکھ کر صرف شنکر آچاریہ کے مطلب کی ہی پڑتال کرینگے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوسرے دھرم سکندھ کو شنکر آچاریہ نے دان پرستھ اس لیے تبلایا ہے کہ اسمیں تپ کا ذکر ہے اور ساتھ ہی بخوف اُس اعتراض کے جو کہ ہر ایک آریہ کے دلمیں اِسجگہ فوراً پیدا ہوتا ہے یعنی یہ کہ کیا سنیاسی تپ کا انوشٹھان نہیں کرتے؟ شنکر آچاریہ نے اِس دلمیں سنیاسی کو بھی شامل کر دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہے کہ سنیاسی سے یہاں مطلب برہم سنستھ نہیں ہے۔ یہ بھی شنکر آچاریہ کی زبردستی ہے۔ لیکن جو ارتھ کہ تپ کے اِسجگہ آچاریہ نے کئے ہیں۔ اُنکو دیکھکر اور بھی حیرانی ہوتی ہے شنکر آچاریہ جی لکھتے ہیں

द्वितीयस्तप इति कृच्छ्रचान्द्रायणादि -

"دوسرا تپ یعنی کرچھر چاندراین وغیرہ برت"۔

افسوس کہ اِسجگہ شنکر آچاریہ نے اتنا بھی وچار نہ کیا کہ وہ اُس برت کو دان پرستھی اور سنیاسی مہاتماؤں کا کرتبیہ کرم لکھ رہے ہیں۔ جو کہ گو ہتیا کے اپرادھی کے لیے منوسمرتی میں بطور آخری پرائشچت کے لکھا ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔

एतदेव व्रतं कुर्युरुपपातकिनो द्विजाः ।
अवकीर्णिवर्ज्यं शुद्ध्यर्थं चान्द्रायणमथापि वा ॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۱۱۸)

لیکن قطع نظر اُن کی اِس غلطی کے ستیہ شاستر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ چاندراین برت آدی کا نام تپ (तप) ہرگز نہیں ہے۔ نارائنہ سے آرنیک میں لکھا ہے

ऋतं तपः सत्यं तपः श्रुतं तपः शान्तं तपो दमस्तपः
शमस्तपो दानं तपो यज्ञस्तपो भूर्भुवः स्वर्ब्रह्मैतदुपास्यैतत्तपः ॥

(دیکھو پرپاٹھک اول۔ انوواک ۸)

"ستیہ ارتھ تتو کو جاننا۔ سچائی پر چلنا۔ وید آدی ست شاستروں کو سننا شانتی حاصل کرنے کا اُپائے کرنا۔ اندریوں کو بس میں کرنا۔ من کو ستھر کرنا۔ مستحق خیرات دینا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یگیہ کرنا۔ اور گایتری منتر وداراپہ برمھ پرماتما کی اوپاسنا کرنا یہ سب تپ ہین۔
انصاف پسند ناظرین خود سمجھ لین گے کہ یہ اوصاف کسکے ہین اور آیا ان کرمون کے سیون کرنے کا ادہکار صرف وان پرستھی کو ہی ہے۔ یا کہ متنبہ ماتر کو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ بھی شنکراچاریہ جی کی کھینچ تان ہی ہے۔

تیسرے دہرم سکندہ کو شنکر سوامی نے برمھچریہ آشرم قرار دیا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچا کہ یہان پر آشرمی برمھچاری کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ اہنوں نے خود مان لیا ہے اسجگہ نیشٹھک برمھچاری سے مراد ہے یعنی وہ جگیاسو جو کہ آشرم بیوستھا کو توڑ کر اپنا سارا جیون برمھ کی پراپتی کے ارپن کر دیتا ہے۔

اس مجبوراً مختصر پڑتال سے ہمارے ناظرین نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ برمھ سنستھ انیشد کا رشی نے اس تین دہرم سکندہوں کے سلسلہ سے جدا نہیں کیا۔ بلکہ ان تینوں دہرم کی شاخوں کے سادہن کرنے والے کو پنیہ لوک کی پراپتی کرا کے برمھ سنستھ ہونے کا ادہکاری بتلایا ہے اور اُس اوستھا سے مکتی دہام تک پہونچایا ہے۔

حق پسند ناظرین! کیا اب بھی آپ کو کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ آپنے صاف دیکھ لیا کہ یورپین سنسکرت دانوں کے سرتاج پروفیسر میکس میولر نے ناحق صرف بھارت ورش کے بھاشیہ کاروں سے اختلاف کرنے کا ہی لایعنی دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اُن کی رہبری کو چھوڑتے ہوئے ایک ایک رشی واکیہ کے سمجھنے مین بیس بیس جگہ ٹھوکرین کھائی ہین۔

اپنے ناظرین کو میکس میولر کے انیشد بھاشیہ کی حقیقت اور اُن کی سنسکرت دانی کی لیاقت کے چند ایک نمونے دکہلا کر اب ہم صاحب موصوف کے وید بھاشیہ کی طرف رجوع ہوتے ہین۔

وید ارتھ سمجھنے کے لئے صرف زباندانی کافی نہیں ہے	واضح ہو کہ پروفیسر میکس میولر نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یوں تو اپنی ہر ایک تصنیف میں کچھ کچھ وید منتروں کے ترجمے دیئے ہیں۔لیکن باقاعدہ طور پر رگوید کے بہت سے منتروں کا بھاشیہ انہوں نے ایک خاص کتاب کی شکل میں ۱۸۶۹ء میں شایع کیا تھا۔جسکا نام رگوید سمہتا رکھا گیا تھا۔اس کتاب کے دیباچہ میں پروفیسر صاحب نے ویدوں کے بھاشیہ کاروں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے کے علاوہ پرانی شاکھیہ وغیرہ کی پڑتال کرنے کا بھی دعویٰ کیا ہے اور ساتھ ہی ویاکرن میں بھی بہت کچھ ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب کے ترجمہ کی اصلیت تو ہم اُسوقت کھولینگے۔جبکہ مہرشی دیانند کے وید بھاشیہ کا دیگر بھاشیہ کاروں کی تصانیف کیساتھ مقابلہ کیا جاویگا۔لیکن اسجگہ چونکہ ہمیں صرف یہ دکھلانا مقصود ہے۔کہ پروفیسر میکس میولر وید بھاشیہ کرنے کے لئے کن لیاقتوں کو ساتھ لیکر میدان میں آئے ہیں اسلئے یہاں ہم صرف اُنکے دیباچہ کی پڑتال پر ہی خاتمہ کرینگے۔

میکس میولر نے اپنی معمولی عادت کیمطابق دیباچہ کا آغاز کرتے ہی بھارت ورشی بھاشیہ کاروں کے ساتھ اختلاف کرنے کی ڈینگ ماری ہے۔چنانچہ دیباچہ کے صفحہ ۲ پر آپ فرماتے ہیں۔" اُن لوگوں کو جنہوں نے میری علمی اشاعتوں کو برابر مطالعہ کیا ہے بخوبی معلوم ہے کہ اُن روایتی تاویلوں کی قدر کی نسبت جو کہ ہندوستان کے دیو مالا کے فرقوں کی معرفت ملی ہیں۔اور جو کہ سائن کی اعظم تفسیر میں ہمارے لئے حفاظت کی گئی ہیں میں نے کوئی مبالغہ آمیز امید ظاہر نہیں کی"۔ پھر صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں۔" میں اب اُس رائے کو واپس نہیں لیتا۔جو کہ مینے بہت برس گزرے کہ ظاہر کی تھی اور جسکیلئے کہ اُسوقت مجھ پر الزام لگایا گیا تھا کہ سائن بہت سی حالتوں میں ہمیں بتلاتا ہے کہ وید ارتھ کس طرح پر نہیں کرنا چاہیئے بجائے اسکے کہ وہ ہمیں یہ بتلادے کہ کسطرح پر وید ارتھ کرنا چاہیئے"۔ ہمنے پروفیسر میکس میولر کی یہ عبارت اسلئے پیش نہیں کی ہے کہ ہم اس سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ہمارا اپنا خیال بھی یہ ہی ہے۔کہ سائن آچاریہ۔مہیدھر اور اوبٹ وغیرہ کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھاشیوں سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ ویدارتھ کسطرح ہونا چاہیئے۔ لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ پروفیسر میکس مولر نے سائن وغیرہ سے اختلاف رائے کر کے ویدارتھ کو بجائے صاف کرنے کے زیادہ تر تلاطم مین ڈالدیا ہے۔ اور لوگوں کو اصل ارتھوں سے بہت دور پھینک دیا ہے نہ صرف یہی بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر میکس مولر نے سائن آچاریہ کے رگوید بھاشیہ کی بھومکا کو بھی یا تو غور سے پڑھا نہیں اور اگر پڑھا تو اُسے سمجھا نہیں یا سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ورنہ وہ ہرگز اس بیباکانہ طور پر نہ لکھدیتے کہ سائنا آچاریہ نے ویدارتھ کرنیکا طریقہ نہیں بتلایا۔* سائنا آچاریہ نے ویدارتھ کرنے کا طریقہ تو وید انگوں کی مدد سے بتلایا۔ لیکن افسوس کہ خود منتروں پر بھاشیہ لکھتے وقت اُسے بالکل بھلا دیا۔ ان تمام کمیوں کے باوجود بھی بھارت ورش کے بھاشیہ کار میکس مولر وغیرہ سے کہیں بڑھ کر درجہ رکھتے ہین۔ ہاں ہم کہہ رہے تھے کہ ہمنے میکس مولر کی تحریر سے اوپر کا اقتباس اسلیئے پیش نہیں کیا کہ ہمارا کچھ اس کی تردید سے مطلب تھا۔ بلکہ اس لیئے کہ جب ہم آگے چلکر میکس مولر کے بعض بے سروپا دعووں کی اصلیت اپنے ناظرین کے روبرو ظاہر کرین تو وے میکس مولر کے اس تکبّر سے بھرے ہوے دعوی کو نہ بھولین۔ کیونکہ اس تکبّر کا یہیں تک خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ ص۱۵ پر پروفیسر میکس مولر نے سائن سے شروع کر کے یوروپین کل مترجموں کے ترجموں کو ایک طور پر حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔

پروفیسر میکس مولر کی ویدک لیاقت کے نمونے

قبل اسکے کہ ہم پروفیسر میکس مولر کی لیاقت کے نمونے پیش کرین۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ناظرین کو یہ جتلا دیوین کہ اپنی رگوید سمہتا کتاب کے ۱۵۲ صفحوں کے دیباچہ مین پروفیسر صاحب موصوف نے سوائے ویدوں کے پاٹھہ کی نسبت بحث کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ اور نہ ہی ویدارتھ کے کسی قاعدہ پر بحث کی ہے۔ نروکت کا کہین ذکر نہیں۔ نگھنٹو کا کہین پتہ نہیں۔

* ہم سائن آچاریہ کے بھاشیہ کی پڑتال کرتے ہوئے بتائینگے کہ سائن آچاریہ نے کس خوبی سے وید ارتھ کرنے کے طریقوں پر بحث کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وید منتروں پر بھاشیہ کرتے وقت اسنے خود اُن نمونوں کی [illegible] (مصنف)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چھنڈ[5] کا نام و نشان ندارد۔ کلپ[6] پر بحث نہیں۔ نہ دیا کرن اور چھند سے ہی ویدار تھ[؟] مدد لی ہے البتہ کہیں ویاکرن اور چھند کے گنہوں کو اصلاح دینے کی کوشش کی ہے جس کی قدر عافیت کہ دیباچہ کی پڑتال کرتے ہوئے ناظرین پر خود بخود ظاہر ہو جاوے گی۔

ویدمنترونکی ترتیب مین بیجا دست اندازی

اپنے ترجمہ کی عام ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر صاحب ص۲۵ پر لکھتے ہین۔ "مین ابھی تک کل رگوید کے ترجمہ کا قصد نہین کرتا۔ اور اس لیے مینے اُن سوکتوں کو جو ایک دیوتا[8] کو خطاب کیے گئے ہین ایک جگہ جمع کرنے مین آزاد سمجھا ہے۔ اِس ترتیب سے مجھے یقین ہے کہ ایک بڑا فایدہ حاصل ہوتا ہے ہم ایک نظر میں ہی دیکھ لیتے ہیں۔ جو کچھ ایک دیوتا کی نسبت کہا گیا ہے۔ اور ہم اُس کی خصلت اور اُس کے چال چلن کی نسبت زیادہ تر مکمل واقفیت حاصل کر لیتے ہین۔ کچھ اسی قسم کی کوشش دسوں کتابوں[*] کے اصلی جمع کرنیوالوں کی طرف سے بھی ظہور پذیر ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ صرف اتفاق نہین ہو سکتا کہ اُنمیں سے (اُن کتابوں یعنی منڈلوں مین سے) ہر ایک اُن سوکتوں سے شروع ہوتا ہے جو کہ اگنی کی طرف مخاطب کیے گئے ہین۔ اور کہ اُنکے بعد اِندر کو مخاطب کیا گیا ہے۔ صرف آٹھواں منڈل اِس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نواں (منڈل) جس کل کا مخاطب کہ سوم ہے مستثنیٰ نہیں کہلا سکتا۔ لیکن اگر ہم کل رگوید پر نظر مارین تو ہمین ایک ہی دیوتا کو خطاب کرنیوالے سوکت صرف مختلف منڈلوں میں ہی بکھرے ہوئے نہیں ملینگے۔ بلکہ ایک ہی منڈل مین بھی ایک جگہ اکٹھے کیے ہوئے نہ لین گے۔ یہاں چونکہ ہمارا پورانی ترتیب کو بدل دینے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں آزادی ہے کہ

8 دیوتا کیلئے انگریزی لفظ [illegible] استعمال کیا ہے۔ * مراد رگوید کے دس منڈلوں سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنی اغراض کیلئے ہم اُن سوکتوں کو جن کی غرض کہ مشترکہ ہے اکٹھے کرین۔ اور جس قدر مصالحہ کہ ایک فرد دیوتا کے مکمل مطالعہ کے لیئے ملے۔ پڑھنے والے کے روبرو رکھین۔

اوپر کی تحریرین پروفیسر میکس میولر نے ویدارتھ کرنے کے طریقوں سے ناواقفیت اور ویدانگوں* سے محرومیت کے باعث کئی جگہ ٹھوکرین کھائی ہین۔ پہلا دعویٰ پروفیسر میکس میولر کا یہ ہے کہ چونکہ وے صرف رگوید کے ایک جز۔ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں اس لیئے اُنکا اختیار ہے کہ اصل کتاب کی ترتیب بدل کر جن سوکتوں کو چاہین اکٹھا کر کے ایک نئی ترتیب گھڑ لیوین۔ کیا اِس سے بڑھ کر بھی وحشت ہو سکتی ہے؟ کیا کسی مترجم یا مفسّر کا اختیار ہے کہ مصنّف کی ترتیب کو بدلکر اُسکے اصلی مطلب کو گم کر کے ترجمہ کرے۔ پروفیسر صاحب کی ولایت مین ایسی حرکت کو ونڈلزم [illegible] کا خطاب دیا جاتا ہے اور سچ مچ اِس سے بڑھ کر اور کونسی ڈاکہ زنی ہو سکتی ہے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہین۔ کہ اِس ترتیب کے بدلنے سے بڑا بھاری فائدہ ہوگا۔ ہم بھی جاننا چاہتے ہین کہ وہ کیا فائدہ ہے جسکو مدنظر رکھہ کر کہ پروفیسر صاحب نے ایسی وحشت سے کام لیا ہے وہ فائدہ کیا ہے؟ جواب ملتا ہے کہ اِس طریقہ پر ایک دیوتا کی طرف مخاطب ہو کر جس قدر سوکت لکھے گئے ہین وہ سب اکٹھے ہو جاوینگے۔ اور اِس لیئے ایک دیوتا کی پوری سوانح عمری ہم کو معلوم ہو جاویگی کیا خوب! ہم پروفیسر صاحب اور اُنکے دیگر پیرؤں کی عدم واقفیت کو دیکھہ کر افسوس کیئے بغیر نہین رہ سکتے لیکن ساتھہ ہی اِسکے یہ کہنے سے بھی نہین رک سکتے کہ اگر میکس میولر اور دیگر یوروپین سنسکرت دان ویدانگوں کو نہ بھلا دیتے تو اُنسے اِس قسم کی ہنسانے اور رُلانے والی غلطیاں ہرگز سرزد نہیں ہوتیں۔ یوروپ کے فضلاء مین اِسوقت سب سے بڑھکر مسلّم یہ مسئلہ ہے کہ ہر ایک قوم نے پہلے پہل قدرت کی طاقتوں کے ظاہری وصفوں کا مشاہدہ کرتے کرتے رفتہ رفتہ قادر تک اپنے خیالات کو پہنچایا ہے۔ اور اِسی لیئے پروفیسر میکس میولر نے بجائے دیوتا شبدجوں کا توں لکھنے کے اُسکا ترجمہ عناصر کر دیا ہے

* ویدانگ اُن کو کہتے ہین جن کی مدد سے کہ وید منتروں کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ دے تعداد میں چھ ہیں یعنی شکشا کلپ [illegible]

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

چونکہ ہم یورپ کے محققوں کے بعض ابتدائی خیالات کی پڑتال آگے چلکر کرینگے
اس لیے اسجگہ زیادہ نہ لکھتے ہوئے صرف اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہین کہ ویدونکے
ارتھ کرتے ہوئے اُسکے مستند قواعد کو نظر انداز کر کے ہوائی قلعے بنانے کا میکس میولر
یا دیگر یوروپین وِدوانوں کو کوئی منصب نہیں ہے۔

واضح ہو کہ ہر ایک وید منتر کے اوپر اُس منتر کا رشی اور دیوتا لکھا رہتا ہے اِس لیکھ
کی تعبیر میکس میولر اور دیگر یوروپین وِدوانوں نے یہ کی ہے کہ رشی سے مراد منترکرتا
یعنی منتر کا بنانیوالا رشی ہے۔ اور دیوتا سے مراد وہ گاڈ [illegible] ہے جس کی تعریفیں
ہین کہ وہ منتر رشی نے بنایا ہے۔ یوروپین فاضلوں کی کے خاص تعصبوں اور
خاص تعلیم پر مبنی ہے جس کی اصلیت کہ ہم آگے چلکر کھولینگے۔ اسجگہ صرف نروکت کے
پرمان سے بتلاوینگے کہ رشی اور دیوتا کا نام ہر ایک وید منتر کے اوپر لکھنے سے کیا مراد ہے؟

وید منتر کے دیوتا سے کیا مراد ہے؟

अथातो दैवतं तद्यानि नामानि
प्राधान्यस्तुतीनां देवतानां तद्दैवतमित्याचक्षते सै-
षा देवतोपपरीक्षा यत्काम ऋषिर्यस्यां देवतायामार्थ-
पत्यमिच्छन् स्तुतिं प्रयुङ्क्ते. तद्दैवत: स मन्त्रो भवतीति ॥

(دیکھو نروکت ادھیائے ۷ پاد پہلا۔ کھنڈ ۱)

مُطلب۔ دیوت اُن کو کہتے ہیں کہ جنکے گُنوں کا کتھن کیا جاوے یعنی جو جو سنگیا جن جن
منترونمیں جس جس ارتھ کی ہوتی ہے۔ اُن منترون کا نام وہی دیوتا ہوتا ہے۔ اِس کی
پریکشایوں ہے کہ جس جس کامنا کی سِدھی کے لیے رشی جس جس کے گُنوں کے ورنن میں
پرورت ہوا وہی دیوت اُسکا ہے۔ پس ہر ایک منتر کا دیوتا وہ پردھان پدارتھ سمجھنا چاہیئے
جس کے گُنوں کا کہ اُس منتر مین ورنن کیا جاوے۔ یاسک منی نے اپنے رچے ہوئے نروکت
مین دستار پور بک دیوتا شبد پر بحث کی ہے۔ جو کہ حسب موقعہ بجنسہ درج کیجائے گی۔ یہاں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صرف اس قدر دکھلانا منظور تھا کہ دیوتا کے معنی [illegible] کرنے مین میکس مولر نے بڑی بھاری غلطی کھاکر رگوید کی ترتیب بدل دینے کا حوصلہ کیا ہے۔

اوپر کی صریح وجہ کے علاوہ خود وید منتروں کے دیوتوں کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوتا سے مراد وہی ہے جو کہ ہم نے نروکت کے پرمان سے بیان کی ہے۔ بھلا اگنی۔ دایو وغیرہ تو دیوتا مان لیے۔ کہ: دکہ اسکے معنی کون ہین بھی کوئی دیوتا ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو پورانکوں کی دیومالا میں ہی کہیں اسکا ذکر بتلائیے۔ لیکن رگوید منڈل اول سوکت ۲۴ کے منتر اول کا دیوتا کہ: صاف لکھا ہوا ہے۔ یہ کیوں؟ منتر کا مطلب صاف بتلا رہا ہے۔ منتر مذکور حسب ذیل ہے

कस्य नू नं कतम स्या मृतानां मनाम हे चारु देवस्य नाम।
को नो मह्या अदितय पुन र्दा सितरं च दृशेयं मातरं च।।

اس وید منتر مین سوال کیا گیا ہے۔ کہ امرت یعنی غیر فانیوں مین سے کون ہے جکا نام پوتر ہے جو کہ ہمین مکتی کا سکھ بھگا کر پھر ماتا اور پتا کے درشن کراتا ہے۔ یعنی جنم دیتا ہے۔ اسکے جواب مین دوسرا منتر ہے۔ جسمین ظاہر کیا گیا ہے کہ ایسا دیو اگنی یعنی گیان سوروپ پرماتما ہے اس دوسرے منتر کا دیوتا اگنی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ اس منتر مین اگنی پد ہے جسکی دیاکھیا کہ باقی حصہ منتر کا کرتا ہے۔

پھر پہلے منڈل کے سوکت ۲۸ کے منتر ۵ و ۶ کا دیوتا اُوکھل ہے اور منتر ۷ و ۸ کا دیوتا علاوہ اُوکھل کے موسل بھی ہے۔ کیا پروفیسر صاحب بتلا سکتے ہیں کہ اُوکھل اور موسل کس گرنتھ ہین GOD مانے گئے ہین۔ لیکن یہاں وجہ صاف ہے۔ یہ منتر یگیہ پرکرن کے ہین اور چونکہ موسل اور اُوکھل سے یگیہ مین کام لیا جاتا ہے اسلیئے انکا ورنن ان منتروں میں کیا گیا ہے۔ اور چونکہ ان منتروں مین پردہان ستتی کیے گئے یہی پدارتھ ہیں اس لیئے یہی ان منتروں کے دیوتا قرار پائے۔ ہم آگے چلکر رگوید کے پرتھم منڈل کے منترو

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے دیوتاؤں کی فہرست دینگے۔ جسکو دیکھنے سے سرسری نظر پر بھی معلوم ہو جائیگا کہ نروکت کار کا فرمانا کیسا درست اور میکس میولر آدی کے دعاوے کیسے لغو ہیں۔

وید منتر کی رشی سے کیا مراد ہے اُسی ادہیائے کے پرتھم پاد کے تیسرے کہنڈ کے خاتمہ پر یاسک منی نے وید منتر کے رشی کا نروپن حسب ذیل کیا ہے۔

ऋषीणां मन्त्रदृष्टयो भवन्ति

اِس واکیہ کی ٹیکا کرتے ہوئے پنڈت دیوراج فرماتے ہیں۔

ऋषीणां मन्त्रदृष्टयः "मन्त्रदर्शनानि" भवन्ति "विद्यमानानामेव हि मन्त्राणां ऋषयो येन केन चिन्निमित्तेन निदानभूतेन निन्दा-हर्ष शोक-दर्शनादिना मन्त्राणां द्रष्टारो भवन्ति न तु कर्तार इत्यभिप्रायः

"مطلب جس جس رشی کا کسی وید منتر کے اوپر نام لکھا ہے۔ اُس اُس رشی کو اُس اُس منتر کا گوڑھ آشے پرکاش کرنیوالا سمجھو نہ کہ بنانیوالا"

اوپر کے پرمانوں سے صاف ظاہر ہے کہ نہ تو کسی دیہہ دہاری دیوتا کو ہی وید منتر خطاب کیئے گئے ہیں۔ اور نہ ہی پرمیشور یہ شکتیوں کو مجسم بنا کر اُن کی طرف خطاب کیا گیا ہے بلکہ دیوتا شبد سے مراد وہ پردہان پدارتھ ہیں۔ جنکا ظاہر کرنا کہ رشیوں کا مقصود تھا۔ اور ساتھ ہی اِسکے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رشی منتروں کے بنانیوالے نہیں ہیں۔ بلکہ جس جس رشی نے یوگ سمادہی میں مگن ہو کر جس جس منتر کے سچے ارتھوں کا پرکاش کیا۔ اُس اُس رشی کا نام اُس اُس منتر کے ساتھ بطور یادگار رکھے چلا آتا ہے۔ اگر ویدانگوں سے واقفیت ہوتی تو کبھی بھی میکس میولر کو رگوید کے سوکتوں کی ترتیب بدلنے کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن قطع نظر اِس غلطی کے اگر ہم پروفیسر میکس میولر کے آشے کو ہی صحیح سمجھ لیویں تب بھی سوکتوں کی ترتیب بدلنے کی اُنہیں کوئی ادہیکار نہیں ہے۔ کیونکہ اگر دیوتا کے معنی وہ ہی لیئے ہی جادیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

جو کہ پروفیسر صاحب کرتے ہیں۔ اور رگوید کو ایک تواریخ کی کتاب ہی سمجھ لیویں۔ تاہم ترتیب بگڑنے پر ان کے مانے ہوئے رشیوں کا ابھیرایہ بھی نشٹ ہوجاتا ہے۔

ایک غلطی کی تائید کے لیئے اور کئی غلطیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اس غلطی کی تائید میں پروفیسر صاحب نے ایک وجہ پیش کی ہے۔ جو کہ ہمارے ناظرین کی توجہ کے لائق ہے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔ "اس قسم کی کوشش (یعنی ایک دیوتا کو منتروں کے متعلق ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش) معلوم ہوتا ہے کہ رگوید کے دسوں منڈلوں کے جمع کرنے والوں نے بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ سوائے نویں منڈل کے جو کہ صرف ایک دیوتا سوم کے گن گاتا ہے۔ اور آٹھویں منڈل کے جو کہ مستثنیٰ ہے۔ ہر ایک منڈل اگنی دیوتا سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد اندر دیوتا آجاتا ہے۔" پروفیسر صاحب کا یہ لکھ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ انکی تحقیقات کے مطابق اگنی دیوتا کے بعد آٹھویں اور نویں منڈل کے سوائے ہر ایک منڈل میں اندر دیوتا آتا ہے۔ ہم اس جگہ اپنے ناظرین کی تفریح طبع کے لیئے رگوید کے پہلے منڈل کے دیوتاؤں کی ترتیب وار فہرست پیش کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہوجاوے کہ پروفیسر میکس میولر کہاں تک راستی سے کام لیتے ہیں۔ اور کہانتک انکے دعاوی میں معقولیت موجود ہے۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رگ وید۔ منڈل اول کے دیوتاؤں کی فہرست

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
अग्नि	اگنی	سوکت اول کل
वायुः	وایو	سوکت دوم منتر ۱ تا ۳
इन्द्र वायु	اندروایو	سوکت ایضاً منتر ۴ تا ۶
मित्रावरुणौ	متراوروُرن	″ ″ منتر ۷ و ۸
अश्विनौ	اشونیو	سوکت ۳ منتر ۱ تا ۳
इन्द्र	اندر	″ ″ منتر ۴ تا ۶
विश्वेदेवा	وشوے دیوا	″ ″ منتر ۷ تا ۹
सरस्वती	سرسوتی	″ ″ ۱۰ تا ۱۲
इन्द्र	اندر	سوکت ۴ و ۵
इन्द्र	اندر	سوکت ۶ منتر ۱ تا ۳
मरुत	مردت	″ ″ منتر ۴ و ۶ و ۸ و ۹
मरुत इन्द्र	مردت اندر	″ ″ منتر ۵ و ۷
इन्द्र	اندر	″ ″ منتر ۱۰
इन्द्र	اندر	سوکت ۷ لغایت ۱۱
अग्नि	اگنی	سوکت ۱۲
इध्मः समिधाग्नि	اید۔ہمہ۔سمدہا۔ اگنی	سوکت ۱۳ منتر ۱
तनूनपात	تنون پات	″ ″ منتر ۲

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
नराशंसा	نِراشنسہ	سوکت ۱۳ منتر ۳
इड़	ایڈ	" " منتر ۴
वहेह:	وِہیہ	" " منتر ۵
देवी द्वारा	دیوی دوارا	" " منتر ۶
उषासा नक्ता	اوشا ساںکتا	" " منتر ۷
देव्यो होतारौ प्रचेत्यौ	دیویو-ہوتارو- پرچیتیو	" " منتر ۸
तिस्रा देव्य:	تِسرہ دیویہ	" " منتر ۹
त्वष्टा	توشٹا	" " منتر ۱۰
वनस्पति	بنسپتی	" " منتر ۱۱
स्वाहा कृत्य	سواہا کِرتیہ	" " منتر ۱۲
विश्वे देवा	وشوے دیوا	سوکت ۱۴
इन्द्र	اندر	سوکت ۱۵ منتر ۱
मरुत	مروت	" " منتر ۲
त्वष्टा	توشٹا	" " منتر ۳
अग्नि	اگنی	" " منتر ۴
इन्द्र	اندر	" " منتر ۵
मित्रा वरुणौ	مترا ورنو	" " منتر ۶
द्रविणोदा	دروِنودا	" " منتر ۷ تا ۱۰
अश्विना	اشوِنیا	" " منتر ۱۱

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
अग्नि	اگنی	" " منتر ۱۲
इन्द्र	اندر	سوکت ۱۶
इन्द्र वरुणौ	اندر اور ونو	سوکت ۱۷
ब्रह्मणस्पतिः	برہمنپتی	سوکت ۱۸ منتر ۱ تا ۳
ब्रह्मणस्पति-सोम	برہمنپتی-سوم	" " منتر ۴
ब्रह्मणस्पति-दक्षिणा	برہمنپتی-دکھشنا	" " منتر ۵
सदसस्पति	سدسسپتی	" " منتر ۶ تا ۸
सदसस्पति नराशंश	سدسسپتی-نراسنشی	" " منتر ۹
अग्नि मरुतौ	اگنی مروتو	سوکت ۱۹
ऋभवः	ربھو	سوکت ۲۰
इन्द्राग्नि	اندر-اگنی	سوکت ۲۱
अश्विनौ	اشوینو	سوکت ۲۲ منتر ۱ تا ۴
स्वेता	سوتیا	" " منتر ۵ تا ۸
अग्नि	اگنی	" " منتر ۹ و ۱۰
देव्यः	دیویہ	" " منتر ۱۱
इन्द्राणीवरुणान्यग्नाय्यः	اندرانی-ورنانی-اگنیانی	" " منتر
द्यावापृथिवि	دیاوا پرہتوی	" " منتر ۱۳ و ۱۴
पृथिवि	پرہتوی	" " منتر ۱۵
विष्णु	وشنو	" " منتر ۱۶
विष्णुः	وشنو	" " منتر ۱۷ تا ۲۱

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
वायुः	وایو	سوکت ۲۳ منترا
इन्द्रवायु	اندروایو	" " منتر ۲ و ۳
मित्रावरुणौ	مترا ورونو	" " ۴ تا ۶
इन्द्र मरुत	اندر مروت	" " منتر ۷ تا ۹
विश्वे देवा	وشوے دیوا	" " منتر ۱۰ تا ۱۲
पूषा	پوشا	" " منتر ۱۳ تا ۱۵
आपः	آپہ	" " منتر ۱۶ تا ۲۳ ۱
अग्निः	اگنی	" " منتر ۲۳ ۲ و ۲۴
कः	کہ	سوکت ۲۴ منترا
अग्निः	اگنی	" " منتر ۲
सविता-सविता भगौ	سویتا-سویتا-بھگو	" " منتر ۳ و ۴
वरुण	ورن	" " منتر ۶ تا ۱۵
वरुण	ورن	سوکت ۲۵
अग्नि	اگنی	سوکت ۲۶
ایضاً	ایضاً	سوکت ۲۷ منترا تا ۱۲
विश्वे देवा	وشوے دیوا	" منتر ۱۳
इन्द्र	اندر	سوکت ۲۸ منترا تا ۴
उलूखल	اوکھل	" منتر ۵ و ۶
उलूखल मुसल	اوکھل وموسل	" منتر ۷ و ۸
सोम	سوم	" منتر ۹

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
इन्द्र	اندر	سوکت ۲۹
इन्द्र	〃	سوکت ۳۰ منتر ۱ تا ۱۶
अश्विनौ	اشوینو	〃 〃 منتر ۱۷ تا ۱۹
उषा	اوشا	〃 〃 منتر ۲۰ تا ۲۲
अग्नि:	اگنی	سوکت ۳۱
इन्द्र	اندر	سوکت ۳۲ و ۳۳
अश्विनौ	اشوینو	سوکت ۳۴
अग्नि मित्र वरुरा रात्रि	اگنی۔ متر۔ ورن۔ راتری	سوکت ۳۵
सविता	سویتا	
अग्नि	اگنی	سوکت ۳۶ منتر ۱ تا ۱۲ و ۱۵ تا ۲۰
यूप	یوپ	〃 〃 منتر ۱۳ و ۱۴
मरुत	مروت	سوکت ۳۷ تا ۳۹
प्रागायन-अस्थम	پراگاتھم۔ ارتھم	سوکت ۴۰
वरुरा - मित्र - यम	ورن۔ متر۔ یم	سوکت ۴۱ منتر ۱ تا ۳ و ۷ و ۹
आदित्य	آدیتہ	〃 〃 منتر ۴ تا ۶
पूषा	پوشا	سوکت ۴۲
रुद्र	رودر	سوکت ۴۳ منتر ۱ و ۲ و ۴ تا ۹
मित्रा वरुणौ	مترا ورنو	〃 〃 منتر ۳
सोम	سوم	〃 〃 منتر ۷ تا ۹
अग्नि अश्विनौ-उषा	اگنی۔ اشوینو۔ اوشا	سوکت ۴۴ منتر ۱ و ۲

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
अग्नि	اگنی	" منتر ۳ تا ۱۴
अग्नि	"	سوکت ۴۵ منتر ۱ تا ۱۰/۱
देवाः	دیواہ	" منتر ۱۰/۲
अश्विनौ	اشونیو	سوکت ۴۶ و ۴۷
उषा	اوشا	سوکت ۴۸ و ۴۹
सूर्य	سوریہ	سوکت ۵۰
इन्द्र	اندر	سوکت ۵۱ لغایت ۵۷
अग्नि	اگنی	سوکت ۵۸
अग्नि वैश्वानर	اگنی۔ ویشوانر	سوکت ۵۹
अग्नि	اگنی	سوکت ۶۰
इन्द्र	اندر	سوکت ۶۱ تا ۶۳
मरुत	مروت	سوکت ۶۴
अग्नि	اگنی	سوکت ۶۵ تا ۷۸
अग्नि रग्निमध्यमो वा	اگنی یا اگز مدہیمہ	سوکت ۷۹ منتر ۱ تا ۳
अग्नि	اگنی	" منتر ۴ تا ۱۲
इन्द्र	اندر	سوکت ۸۰ تا ۸۴
मरुत	مروت	سوکت ۸۵ تا ۸۸
विश्वे देवा	وِشوے دیوا	سوکت ۸۹ و ۹۰
सोम	سوم	سوکت ۹۱
उषा	اوشا	سوکت ۹۲ منتر ۱ تا ۱۵

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
अश्विनौ	اشونیؤ	سوکت " منتر ۱۶ تا ۱۸
अग्नि सोमौ	اگنی سوم	سوکت ۹۳
अग्नि देवा मित्र वरुण	اگنی۔ دیوا۔ متر۔ ورُن	سوکت ۹۴
अदिति सिन्धु पृथिवि	ادیتی۔ سندھو۔ پرتھوی	
द्यौ - अग्नि	دسو۔ اگنی	
अग्नि अग्निरोषस्य	اگنی۔ اگنرد شسیہ	سوکت ۹۵
अग्निः	اگنی	سوکت ۹۶
अग्नि अशुचि	اگنی۔ اشوچی	سوکت ۹۷
अग्नि वैश्वानर	اگنی۔ ویشوانر	سوکت ۹۸
अग्नि जात वेदा	اگنی۔ جات ویدا	سوکت ۹۹
इन्द्र	اندر	سوکت ۱۰۰ تا ۱۰۴
विश्वे देव	وِشوے دیوا	سوکت ۱۰۵ تا ۱۰۷
इन्द्राग्नि	اِندراگنی	سوکت ۱۰۸ و ۱۰۹
ऋभवः	رِبھو	سوکت ۱۱۰ و ۱۱۱
अग्नि अश्विनौ द्यावापृथिवि	اگنی۔ اشونیؤ۔ دیاواپرتھوی	سوکت ۱۱۲
उषा रात्रि	اوشا۔ راتری	سوکت ۱۱۳
रुद्र	رُدر	سوکت ۱۱۴
सूर्य	سُوریہ	سوکت ۱۱۵
अश्विनौ	اشونیؤ	سوکت ۱۱۶ تا ۱۱۹
अश्विनौ दुःस्वप्न नाशनं	اشونیؤ۔ دُسوپن ناشنم	سوکت ۱۲۰

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
विश्वे देवा इन्द्र	وِشوے دیوا۔ اندر	سوکت ۱۲۱
विश्वे देवा	وِشوے دیوا۔	سوکت ۱۲۲
उषा	اوشا	سوکت ۱۲۳ و ۱۲۴
स्वनयस्य दानस्तुतिः	سوَن لیہ دان ستُوتی	سوکت ۱۲۵
भावयव्यः। रोमशा-	بھاویویہ- رومشا	سوکت ۱۲۶
अग्नि	اگنی	سوکت ۱۲۷ و ۱۲۸
इन्द्रः। इन्दुः।	اندر- اندو	سوکت ۱۲۹
इन्द्र	اندر	سوکت ۱۳۰ و ۱۳۱
इन्द्रः। इन्द्रापर्वतौ	اندر- اندراپربتو	سوکت ۱۳۲
इन्द्र	اندر	سوکت ۱۳۳
वायुः	وایو	سوکت ۱۳۴
वायुः। इन्द्र	وایو- اندر	سوکت ۱۳۵
मित्र-वरुण लिङ्गोक्त देवता	مِتر- ورن- لنگوکت دیوتا	سوکت ۱۳۶
मित्रावरुणौ	مِتر ورنو	سوکت ۱۳۷
पूषा	پوشا	سوکت ۱۳۸
विश्वे देवा मित्रावरुणौ इन्द्र-अग्नि- मरुत - इन्द्राग्नि -बृहस्पति	وشوے دیوا- متر اورنو اشونیو- اندر اگنی- مرت اندر اگنی و برہسپتی	سوکت ۱۳۹
अग्नि	اگنی	سوکت ۱۴۰ و ۱۴۱

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
समित। तनून पात। नरा शंसः। इडा। बर्हिः। देवी द्वारः। उषासा नक्ता। दिव्यौ होतारौ प्रचेतसौ। तिस्रो देव्यः सरस्वती इडा भारत्यः। त्वष्टा। वन स्पतिः। स्वाहा कृतयः। इन्द्र	سمت۔ تنون پات۔ نراشنس ایڈہ ورہی۔ دیوی دوارا۔ اوشا سالکتا۔ دیو ہوتارو پرچیتو سرسوتی بھارتی توشٹا بنسپتی۔ سواہاکرتیہ اندر	سوکت ۱۴۲
अग्निः	اگنی	سوکت ۱۴۳ تا ۱۵۰
मित्र - मित्रा वरुणौ	متر۔ متر اور ورن	سوکت ۱۵۱
मित्रा वरुणौ	متر اور ورن	سوکت ۱۵۲ و ۱۵۳
विष्णुः	وشنو	سوکت ۱۵۴
विष्णुः। इन्द्रः	وشنو۔ اندر	سوکت ۱۵۵
विष्णुः	وشنو	سوکت ۱۵۶
अश्विनौ	اشونیو	سوکت ۱۵۷ و ۱۵۸
द्यावा पृथिवि	دیاواپرتھوی	سوکت ۱۵۹ و ۱۶۰
ऋभवः।	ریبھو	سوکت ۱۶۱
अश्व स्तुति	اشوستوتی	سوکت ۱۶۲ و ۱۶۳
विश्वे देवा। वाक् आपः। शकधूमः सोम। अग्नि सूर्य वायु। काली चक्र। सरस्वति	وشوے دیوا۔ واک۔ آپہ شکدہومہ۔ سوم۔ اگنی سوریہ وایو کالچکر۔ سرسوتی۔ ساد	سوکت ۱۶۴

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

देवता	دیوتا	سوکت معہ منتر
साध्या सूर्य पर्जन्य। सर स्वान सूर्य	سوریہ پرجنیہ سرسوان سُو	
सूर्य। मरुत	سوریہ مروت	سوکت ١٦٥
मरुत	مروت	سوکت ١٦٦
इन्द्र-मरुत	اندر۔مروت	سوکت ١٦٧
मरुत	مروت	سوکت ١٦٨
इन्द्र	اندر	سوکت ١٦٩ و ١٧٠
मरुत इन्द्र	مروت۔اندر	سوکت ١٧١
मरुत	مروت	سوکت ١٧٢
इन्द्र	اندر	سوکت ١٧٣ تا ١٧٨
रीत	رتی	سوکت ١٧٩
अश्विनो	اشونو	سوکت ١٨٠ تا ١٨٤
दयावा पृथिवि	دیاوا پرتھوی	سوکت ١٨٥
विश्वे देवा	وشوے دیوا	سوکت ١٨٦
अन्न स्तुति	ان ستوتی	سوکت ١٨٧
आप्रियः।	آپریہ	سوکت ١٨٨
अग्नि	اگنی	سوکت ١٨٩
बृहस्पति	برہسپتی	سوکت ١٩٠-١٩١

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس فہرست کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اگنی کے بعد فوراً ہی اندر نہیں آیا بلکہ درمیان میں وایو موجود ہے۔

دوسرے منڈل میں بھی اول دو سوکتوں کا دیوتا اگنی ہی ہے۔ لیکن تیسرے سوکت کا دیوتا آپرم (आप्रं) ہے جسکے معنی کہ پورتی یا مکمل کرنیکے ہیں۔ کیونکہ اس سوکت میں یگیہ کا ودھان ہے۔ اور خاتمہ کا منتر واضح طور پر یگیہ کی تکمیل کی ہدایت کرتا ہے۔ سوکت ۴ سے ۱۰ تک کا دیوتا پھر اگنی ہے۔ اور پھر اس کے بعد سوکت ۱۱ میں اندر کی باری آتی ہے۔

تیسرے منڈل کے پہلے سوکت کا دیوتا اگنی۔ دوسرے اور تیسرے کا اگنی۔ دو وشوانر۔ چوتھے کا آپریہ اس کے بعد سوکت ۵ لغایۃ ۷ کا دیوتا اگنی۔ سوکت ۸ کے شوپ۔ شوپا۔ وشوے دیوا وغیرہ مختلف دیوتا۔ پھر سوکت ۹ سے ۱۱ تک اگنی اور اسکے بعد اگنی ۱۲ کا دیوتا اندراگنی ہے۔ اسکے بعد سوکت ۱۹ تک اگنی دیوتا ہے۔ سوکت ۲۰ کا وشوے دیوا سوکت ۲۱ کا اگنی۔ سوکت ۲۲ کا پریشیہ اگنی۔ سوکت ۲۳ و ۲۴ کا پھر اگنی۔ سوکت ۲۵ کا اگنی۔ واندراگنی۔ سوکت ۲۶ کے ولیشوانرا اور مرت وغیرہ مختلف دیوتا۔ سوکت ۲۷ کا رتو اگنی۔ سوکت ۲۸ و ۲۹ کا اگنی۔ اور اسکے بعد سوکت ۳۰ کا دیوتا اندر آیا ہے۔

چوتھے منڈل کے پہلے چار سوکتوں کا دیوتا اگنی ہے۔ لیکن پانچویں کا وشوانر ہے۔ اور اسکے بعد سوکت ۱۵ تک کوئی کوئی اور دیوتا اگنی کے ساتھ شامل آتا ہے۔ تب کہیں سوکت ۱۶ کا دیوتا اندر آتا ہے۔

پانچویں منڈل کے تیسرے سوکت میں بھی۔ مروت۔ رُدر۔ اور وشنو اگنی کے ساتھ حصہ دار ہیں۔ اور سوکت ۴ کا دیوتا اگنی اگر سوکت ۵ کا دیوتا آپرم آتا ہے۔ اسکے بعد سوکت ۲۸ تک کا دیوتا اگنی ہے۔ تب کہیں سوکت ۲۹ پر اندراگنی کا نام آتا ہے۔

چھٹے منڈل میں سوکت ۶ تک اگنی دیوتا ہے۔ اسکے بعد سوکت ۷ و ۸ و ۹ کا دیوتا ولیشوانر ہے۔ پھر سوکت ۱۶ تک کا دیوتا اگنی اگر سوکت ۱۷ کا دیوتا اندر ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ساتویں منڈل کے پہلے سوکت کا دیوتا اگنی۔ لیکن دوسرے ہی سوکت کا دیوتا آپرم اور پانچویں اور چھٹے کا وشو آنر۔ اندر کی باری کہیں سوکت ۸ امیں آتی ہے۔

آٹھویں منڈل کو پروفیسر میکس میولر نے خود ہی مستثنیٰ کر دیا ہے۔

نویں منڈل کو پروفیسر صاحب نے اسلئے خارج کر دیا ہے کہ بقول انکے وہ کل کا کل منڈل صرف سوم دیوتا کی تعریف میں لکھا گیا ہے۔ لیکن انکا یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس منڈل کے سوکت ۵ کا دیوتا آپر یہ سوکت ۶۷ کے منتر ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ کا دیوتا پوشا و منتر ۲۳ و ۲۴ کا دیوتا اگنی و منتر ۲۵ و ۲۶ کا دیوتا اگنی سوتیا۔ و منتر ۲۷ کا دیوتا اگنی و وشوے دیوا ہے جب سوائے سوم اسقدر اور دیوتا منتروں کے موجود ہیں تو یہ لکھنا صریح مغالطہ دہی ہے۔ کہ اس کل منڈل کا دیوتا کیول سوم ہی ہے۔

دسویں منڈل میں البتہ اگنی کے بعد اندر دیوتا سوکت ۸ کے منتر ۷ تا ۹ کا آیا ہے۔ لیکن اسکے بعد سوکت ۹ کا دیوتا آپر اور سوکت ۱۰ کا دیوتا یم یمی وغیرہ ہیں۔

پیارے ناظرین! آپ اس بے محل اعداد شماری سے گھبرا گئے ہونگے۔ اور بے وقت کی شہنائی آپ کے کان بجا دیے ہونگے۔ لیکن ہم کیا کریں فضلاء یوروپ نے چونکہ بہتیوں و تاریخوں کی گنتی کا نام ہی ہسٹری (History) رکھا ہے اور کسی کتاب کی صرف ورق گردانی کا ہی نام فلسفہ دانی تو ہمیں بھی ان ورقوں کی پڑتال کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ آپ لوگوں پر روز روشن کی طرح ہویدا ہو جاوے۔ کہ ویدوں کو بچوں کی بلبلاہٹ بتلانیوالے کن کن حکمت عملیوں سے ویدوں کی عظمت کے گرانے کے درپے ہو رہے ہیں۔ پروفیسر میکس میولر نے دو دعادی کئے تھے۔ اور آپنے دیکھ لیا کہ واقعات کی بنا پر انکے دونوں دعادی غلط ٹھیرے۔ نہ تو اگنی دیوتا آتے آتے فوراً اس کے بعد اندر دیوتا آتا ہے۔ اور نہ ہی وید منتروں کے اکٹھے کرنے والونکی مراد انکی ترتیب سے یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ وے وید منتروں کو کنہیں خاص (deities) کی تعریف میں بیان

ہوئے سمجھتے تھے۔ علاوہ اس کے یہ بھی غلط ہے۔ کہ رگوید کے اٹھ منڈلوں کے دیوتا سوائے
اندر اور اگنی کے اور کوئی نہیں ہے۔

ہمارے ناظرین اسجگہ حیران ہوں گے اور سوچتے ہونگے کہ کیوں میکس میولر نے اس
جگہ راستی کا خون کیا۔ کیونکہ اگر پروفیسر موصوف کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ انہوں نے رگوید کا
صرف پاٹھ ہی نہیں کیا۔ بلکہ بڑے غور سے اُسکا مطالعہ کیا ہے تو یہ عذر فضول ہوگا۔ کہ
اُنسے اسجگہ سہو ہوگئی۔ لیکن ہمارے لیے اُنکا یہ عمل کوئی معمہ نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب کی
تحریر کو دوبارہ پڑھیئے۔ پھر آپ کو بھی شک کی گنجایش نہیں رہے گی۔ پروفیسر صاحب
فرماتے ہیں۔ "اس لیئے ہمیں آزادی ہے کہ اپنی اغراض کے لیئے ہم اُن سوکتوں
کو۔ جنکی غرض کہ مشترکہ ہے۔ اکٹھے کریں"۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

پروفیسر صاحب نے ویدونکے اغراض۔ ویدوں پر وچار کرنیوالے رشیوں کے اغراض
وید مقدس کے امرت سے لاکھوں برسوں تک شانتی حاصل کرنیوالوں کے اغراض
وید اربھ کے پرکاش کرنیوالے۔ وید انگوں کے اغراض۔ غرضیکہ ہر ایک وید و نیکے نیک
نیت سمبندھی کے اغراض پر لات مار کر اپنے اغراض کے لیئے وید منتروں کی ترتیب کو
بدلدیا۔ وہ اغراض کیا ہیں؟

ویدونسے عناصر پرستی ثابت کرنا!!! لیکن جب تک کھبارت ورش کے اندر
ویدونکا سچا مانیہ کرنیوالا۔ اور اُن کی شانتی دایک شکشا سے آتم اُنتی کرنیوالا۔ ایک
آتما بھی موجود ہے۔ تب تک اس قسم کی سوارتھ سدھی خواہ کیسے ہی روپ بھر کر کیوں
نہ آوے کامیاب نہیں ہوسکتی۔ پھر ان سوکتوں کی غرض مشترکہ پروفیسر صاحب نے
کیونکر معلوم کی؟ ہم پروفیسر صاحب کے ترجمہ کی پڑتال کرتے ہوئے اسکے اس بیہودہ
دعوی کی وقعت دکھلائینگے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وید پاٹھ کی نسبت میکس مولر کی نافہمی

واضح ہو کہ ویدوں کی بہاشیہ کار رشیوں کے
گرنتھوں میں سب سے پہلے سنہتا ـ (संहिता) پاٹھ دیتے ہیں ـ اسکے بعد پد پاٹھ
جسے پدارتھہ (पदार्थ) بھی کہتے ہیں دیا جاتا ہے ـ تاکہ جن پدوں کا سندھی
(संधि) اور سماس (समास) ہو کر سنہتا منتر بنا ہے ـ وے معلوم ہو کر ارتھ کئے
ہو سکیں ـ چنانچہ ویدوں کے جتنے پراتی شاکھیہ (प्रातिशाख्य) ہیں ـ ان سب میں
اکثر جگہ پد پاٹھ دیکر اس کا سنہتا پاٹھ کے ساتھ جو بھید (فرق) ہے ـ وہ دکھلایا گیا ہے
پروفیسر میکس مولر کو مول رگوید ایڈیٹ کرتے وقت پراتی شاکھیا دیکھنے کا اتفاق ہوا
اسوقت انہوں نے حیرانی سے دیکھا ـ کہ سنہتا سے پد پاٹھ میں لیجاتے وقت سبدوں کے
اکثر روپ بدل جاتے ہیں ـ چونکہ ویدانگوں سے ناواقف تھے ـ اپنی بدھی کو دوڑانے
لگے ـ اسی کشمکش میں کبھی خیال آیا ـ کہ شاید پد پاٹھ اول ہو ـ اور سنہتا پاٹھ بعد کا بنا ہوا ہو
اور اسواسطے ممکن ہے کہ سنہتا پاٹھ بنانیوالوں نے غلطی کی ہو چنانچہ اسی ادہیڑ بن
میں پروفیسر صاحب نے فیصلہ کیا ـ کہ پد پاٹھ ہی درست ہے ـ چنانچہ وہ فرماتے ہیں ـ
"ہر ایک سوکت کے لئے ہیں اس کی اصل سنسکرت اس صورت میں دیتا ہوں ـ جسے
کہ پد پاٹھ کہتے ہیں ـ یعنی وہ پاٹھ جس میں کہ تمام الفاظ بطور خود علیحدہ رکھے جاتے ہیں
(جسطرح کہ یونانی اور لاطینی زبانوں میں) بلا اسکے کہ وہ حسب قاعدہ سندھی کے جوڑ دئے
جا دیں ـ وہ پاٹھ جس میں کہ الفاظ اس طور پر جوڑے جاویں سنسکرت میں سنہتا پاٹھ کہلاتا
ہے" گو اس جگہ اپنے عمل سے پروفیسر صاحب پد پاٹھ کو سنہتا پاٹھ کی نسبت قدامت
کا درجہ بخش چکے ہیں تاہم معلوم ہوتا ہے انکی تسلی نہیں ہوئی ـ اس لئے دیباچہ کے اسی صفحہ
پر وے فرماتے ہیں ـ "یہ فیصلہ کرنا شاید مشکل ہے ـ کہ آیا پد پاٹھ زیادہ قدیم ہے یا کہ سنہتا پاٹھ
جہانتک کہ میں تحقیقات کرتا ہوں ـ مجھے اپنی موجودہ صورت میں وے دونوں ایک ہی زمانہ کا
نتیجہ معلوم پڑتے ہیں" لیکن افسوس کہ پروفیسر صاحب یہاں بھی ایک بات پر جم سکے

8 پراتی شاکھیہ گرنتھ کہلاتے ہیں ـ جن میں کہ اُن تبدیلیوں کے حالات اور قاعدے درج ہیں ـ جوکہ
ویدمنتروں کے ہر ایک لفظ کو الگ کرنے میں ہوتے ہیں (مصنف)

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

آگے چلکر فرماتے ہیں "وید سچ ہے کہ پُرانی شاکھیہ پد پاٹھہ سے شروع کرتے ہیں۔ اور اسکے
وجود کو فرض کرکے اپنے قاعدوں کو ان تبدیلیوں کے بیان کرنے میں مخصوص کرتے ہیں جو
سمہتا پاٹھہ میں تبدیل ہوتے وقت واقع ہوتی ہے لیکن دوسری طرف چند حالتوں میں پد پاٹھہ
صریح طور پر سمہتا پاٹھہ کو فرض کرلیتا ہے یہ دیکھ پد پاٹھہ ان فقروں کو چھوڑ جاتا ہے۔
جو کہ ایک سے زیادہ مرتبہ دوہرائے گئے ہوں۔ حالانکہ سمہتا پاٹھہ میں ایسے فقرے ہمیشہ
دوہرائے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ" ہمیں اس جگہ بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ
پروفیسر میکس میولر صاحب نے اس جگہ ثبوت دیدیا ہے۔ کہ سچی تحقیقات کا مادہ ان میں
موجود نہیں ہے۔ ورنہ کیا وے اتنی بات نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب تک کہ ایک درخت
موجود نہو۔ اس کی شاخوں کا وجود نہیں ہوتا۔ ویدوں کے انگ اور ویدوں کی شاکھائیں
اس بات کو زبان حال سے تسلیم کرتی ہیں۔ کہ وید ان سے پہلے موجود تھے۔ تو پرانی شاکھیہ
کے پاٹھہ کی کسوٹی پر اصل کتاب کے منتروں کو پرکھنا عقلمندی کا کام ہم کیونکر مان لیویں
ہر ایک تصنیف کا مصنف قبل اسکے کہ اپنی تصنیف کو مکمل کرے۔ خیالات کو اپنے دل
میں اُٹھاتا ہے۔ اس کے بعد تذکیر و تانیث واحد اور جمع۔ ماضی۔ حال و مستقبل غرضیکہ
صرف و نحو (دیاکرن) کے مختلف قواعد کے موافق لفظوں کو ایک دوسرے سے جوڑ کر
انکو جملوں کی صورت میں لکھکر اپنی تصنیف پبلک کے سامنے رکھدیتا ہے۔ اس موقعہ پر یہ
تصنیف سمہتا پاٹھہ کہلائے کے یوگیہ ہوتی ہے۔ اگر وہ تصنیف علمی یا روحانی ہے۔ تو دوسرے
عالم یا عابد اس کی شرح کرنے بیٹھتے ہیں۔ اسوقت انہیں سمہتا پاٹھہ کو پد پاٹھہ میں
تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ درشٹانت (تمثیل) سے یہ مسئلہ زیادہ واضح طور پر سمجھ میں آجائیگا
منوسمرتی کے مصنف نے جس وقت اپنی کتاب تصنیف کی۔ اپنے دل میں ضرور کسی نہ
کسی قسم کا پد پاٹھہ بنایا ہوگا۔ اپنے دل میں شلوکوں کی سنگتی کرکے انکو لکھا ہوگا۔ اور
پھر ادھیایوں میں انہیں تقسیم کرکے پبلک کے روبرو منوسمرتی کی کتاب رکھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوگئی۔ اس پر کلوک بھٹ تفسیر لکھنے بیٹھے۔ انہوں نے ترجمہ کو عام فہم بنانے کی نیت سے اگران شلوکوں کا پد پاٹھ بنایا تو اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر منوسمرتی کے کسی شلوک کی عبارت اور اسی کے کلوک کرت پد پاٹھ میں باہمی نقیض ہو تو ترجیح کس کو دیجاوے۔ کوئی بھی سلیم العقل آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اصل مصنف پر اس بارہ میں مفسر کو کوئی ترجیح ہو سکتی ہے۔

اسی درشٹانت کو ویدوں پر گھٹائیے۔ گو ہم آریہ لوگ یہ مانتے ہیں کہ وید ایشور کا گیان ہے۔ اور اس لیے اُسی کو ان کا مصنف سمجھنا چاہیے۔ اور میکس میولر آدی صرف چار رشیوں (یعنی اگنی۔ وائیو۔ ادتیہ اور انگرہ) کو بھی خاتمہ نہیں کرتے۔ بلکہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ جس جس وید منتر پر جس جس رشی کا نام لکھا ہے وہی اس کا کرتا ہے۔ تاہم اس بات میں دونوں کا اتفاق ہے کہ پراتی شاکھیوں کے مصنف وید منتروں کے مصنف نہ تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ پراتی شاکھیوں میں دیا ہوا پد پاٹھ کس کا بنایا ہوا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ منتر کرتا رشیوں کا تو اسکا کوئی ثبوت نہیں بلکہ ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ کوئی بھی مصنف اپنا ذہن میں سوچا ہوا پد پاٹھ پبلک کے روبرو پیش نہیں کیا کرتا اور اگر یہ کہا جاوے کہ پد پاٹھ پراتی شاکھیہ کے مصنف نے بنایا۔ تو ہمارا مطلب سِدھ ہی ہے۔ کیونکہ اصل تصنیف کے خلاف پد پاٹھ کبھی بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

ہم نے اوپر کی بحث صرف یہ دکھلانے کے لئے کی ہے۔ کہ ویدانگوں کے انوسار ارتھ کرنے تو درکنار جہاں کہیں پروفیسر میکس میولر نے اپنے خیالات ہی دوڑائے ہیں۔ وہاں منطق کے معمولی قاعدوں سے بھی کام نہیں لیا۔ ورنہ وید انگ صاف طور پر بتلاتے

8۔ آریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وید ایشور کا گیان ہے۔ اور یہ گیان۔ اگنی۔ وائیو۔ ادتیہ۔ اور انگرہ۔ ان چار رشیوں کے انتہ کرنوں میں پرماتما کی پریرنا سے آیا۔ انہوں نے چاروں وید برہما کو سکھائے۔ اور اسی لئے برہما پہلا دیو ہوا اور اسکے بعد ایک رشی سے دوسرا رشی حاصل کرتا آیا۔ ۱۲

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں کہ سمہتا پاٹ ہی پراچین ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ واضح طور پر اس ظاہری اختلاف کی وجہ بھی بتلاتے ہیں جو کہ ویدانگوں سے ناواقف لوگوں کو سمہتا پاٹ اور پدپاٹھ میں دکھائی دیتا ہے لیکن تاہم بھی اسلئے کہ ہم ویدانگوں کے پرانوں سے پروفیسر میکس میولر کے دعوے کی تردید کریں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پروفیسر صاحب موصوف کا مکمل خیال اس بارہ میں تدرناظرین کرادیویں پروفیسر میکس میولر لکھتے ہیں "لیکن اگر ہم وید منتروں کی اصلی صورت کو واپس لانا چاہیں تو ہم یقیناً کسی قسم کے پدپاٹھ پر پہنچیں گے نہ کہ سمہتا پاٹھ پر یقین نہیں۔ بلکہ اس موجودہ صورت میں بھی رشیو نکے پراچین منتروں کے اصلی وزن اور ردلیف اس وقت زیادہ تر نمودار ہوتے ہیں جبکہ الفاظ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بجائے اسکے جبکہ وہ سندھی सन्धि کے قاعدوں سے جوڑے جاویں۔ اور اخیر میں عملی اغراض کے لئے پدپاٹھ بہ نسبت سمہتا پاٹھ کے زیادہ تر افضل ہے کیونکہ آخرالذکر (سمہتا پاٹھ) میں لفظوں کے سب سے زیادہ تر ضروری حروف (یعنی موخرا اور مقدم حروف) ہمیشہ برقع میں رہتے ہیں۔ اور اسلئے مختلف تاویل کا احتمال رہتا ہے"۔ ہم یوروپین فاضلوں کے من مانے قیاسات کو دیکھکر دنگ رہجاتے ہیں اور ہماری ویسی سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن رشیوں جیسی ایسی بلند پروازیوں کا نام لوگ تحقیقات اور تجسس کیونکر رکھ لیتے ہیں۔ کیا پروفیسر صاحب ہمیں بتلا سکتے ہیں۔ کہ ویدک رشیوں کے وزن اور ردلیف سے انہیں کیونکر واقفیت ہوئی۔ کیا آریہ ورت کی پوتر بھومی کو چھوڑ کر رشی لکھتی استملے سے انہیں کے کان میں وید منتروں کی اصلی ردلیف اور وزن بتلانے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ جنہوں نے کہ آریہ ورت میں قدم تک نہیں رکھا جنہوں نے کہ ویدک رشیوں کی اولاد سے ہو کر بہت وید منتروں کو نہیں سنا۔ وہ وید منتروں کے وزن اور ردلیف کو کیا جان سکتے ہیں؟ یہ دعویٰ اس سے بڑھکر نہیں ہے۔ کہ ایک ہندوستانی یوروپ کے مشہور راگیوں کو انکے راگوں کے سُر سکھانے کا دعوے کرے۔ پھر اصل وید منتروں کی تفتیش پدپاٹھ پر پہنچنا ایسی خوش فہمی کا اظہار ہے۔ ہم پہلے ہی جتلا چکے ہیں کہ کوئی مصنف بھی اپنی کتاب کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پدپاٹھ پبلک کے روبرو نہیں کرتا۔ سب سے بڑھ کر اعتراض پروفیسر میکس میولر کا یہ ہے۔ کہ سمہتا پاٹھ میں حروف کی شکل برقع کے اندر رہتی ہے۔ لیکن ۔

نا فہمی اپنی پردہ ہے دیدار کیلئے ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کے لئے

جو لوگ کہ ویدک لٹریچر کے محرم راز ہیں انکے روبرو یہ حروف بالکل برقع پوش نہیں رہتے البتہ نامحرموں کو اپنی اصلی شکل ہرگز نہیں دکھاتے۔ دیکھئے وید انگ کا رشی اس پریشانی کو جس میں کہ یوروپین سنسکرت دان عموماً پھنسے ہوئے ہیں۔ کس خوبی سے دور کرتے ہیں سمہتا پاٹھ ہی قدیم ہے۔ یاسک رشی اپنے نروکت کی نگھنٹو کانڈ پہلے ادھیائے کے چھٹے پاد کے پہلے کھنڈ میں لکھتے ہیں۔

पदप्रकृतिः संहिता

اس کی تفسیر لکھتے ہوئے فاضل پنڈت دیوراج جی فرماتے ہیں۔

। मन्त्रोऽह्यभिव्यज्यमानः पूर्वं मुखे मन्त्रदृशः
संहितयैवाभिव्यज्यते नपदैः अतश्च संहिता-
मेव पूर्वम् ध्यापयन्त्यनूचाना ब्राह्मणाः

(مطلب) وہ منتر درشٹا رشیوں نے پہلے سنگھتا کو ہی پرکاشت کیا۔ نہ کہ پدوں کو اس لئے سب سے پہلے برہمنوں کو سمہتا ہی پڑھنی چاہئے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب نروکت کا رشی صاف الفاظ میں جتلا رہے ہیں۔ کہ منتر درشٹا رشیوں نے سمہتا کو ہی پہلے پرکاشت کیا۔ اور جبکہ کل ویدک گیان کی بنیاد سمہتا ہی ہے تو پدپاٹھ کو سمہتا کا سنشودھک قرار دینا ویدک لٹریچر کی ہسٹری کو ہی بدلنا ہے جو کہ محققوں کا کام نہیں ہے۔

سمہتا اور پدپاٹھ میں بھید کی وجہ بڑی بھاری وجہ جس نے کہ میکس میولر اور دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کو پیچ و تاب کھلائے ہیں۔ سمہتا پاٹھ اور پدپاٹھ کا بھید ہے لیکن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہم بتلا چکے ہیں۔ کہ یہ پردہ صرف نامحرموں کے لئے ہی ہے۔ ورنہ ویدک لٹریچر کے محرم زادوں کے لئے۔ یہ کوئی دقت نہیں ہے۔ میکس میولر وغیرہ نے چونکہ ویدانگوں کی کچھ قدر نہیں کی اور نہیں وے انکے گوڑھ آشئوں کو سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے اس قسم کی غلطیاں ان سے سرزد ہوئی کچھ تعجب کا مقام نہیں ہے۔

واضح ہو کہ پانینی رشی کی اشٹادھیائے[8] ۳ پاد ۱ سوتر ۸۵ حسب ذیل ہے۔ اس سوتر پر تفسیر لکھتے ہوئے مہرشی پتنجلی مہابھاشیہ کار نے بتلایا ہے۔ کہ شبد اس سوتر کے بل سے ایک روپ بدلکر دوسرا روپ دھارن کر لیتا ہے۔ لوکک سنسکرت میں جہاں یہ تبدیلی خاص خاص حالتوں میں ہی ہوتی ہے۔ وہاں ویدک پریوگ میں ہر جگہ تبدیلی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مہابھاشیہ کار فرماتے ہیں۔

छन्दसि विषये सर्वे विधयो भवन्तीति ॥

یعنی ویدوں میں ہر جگہ اور ہر پریوگ (استعمال) میں ویتیہ (व्यत्यय) ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں تذکیر و تانیث صیغہ وغیرہ کی باہمی تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے مہابھاشیہ کار رشی فرماتے ہیں۔

सुपां व्यत्ययः तिङां व्यत्ययः

پس اس قاعدہ کے مطابق ایک وچن شبد۔ دو وچن یا بہو وچن ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح بہو وچن شبد ایک وچن ہو سکتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ ہمارے مشہور پروفیسر صاحب کی ساری پریشانی کا ایک سوتر خاتمہ کر دیتا ہے۔ سمہتا پاٹھ میں ہر ایک شبد اپنے اصلی روپ میں دکھائی دیگا۔ لیکن پدپاٹھ میں ویتیہ (व्यत्यय) والا سوتر لگانے سے جو روپ بدل جائیگا وہ دکھلانا ہوگا۔ پس پدپاٹھ اور سمہتا پاٹھ میں کسی قسم کا اختلاف واقعی نہوا۔ ایک درشٹانت سے ہمارا یہ بیان بالکل واضح ہو جاوے گا۔ رگوید کے منڈل ۱، کے منتر ۱۲ کا حصہ حسب ذیل ہے۔

[8] یہ کتاب سنسکرت کی مستند گرامر ہے۔ اور کل ویاکرن کی موجودہ کتابوں کی بنیاد ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

इयं देव पुरो हितिर्युव भ्यां यज्ञेषु मित्रावरुणा वकारि।

اس منتر میں دیویہ देव شبد ایک وچن ہے لیکن چونکہ اسکا سمبندھ यवाभ्याम् اور (मित्रावरुणौ) کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کا روپ بدلنے کی ضرورت ہوئی۔ پروفیسر میکس میولر نے پراتی شاکھیہ کے پدپاٹھ میں (देव) کی جگہ (देवा) شبد دیکھکر دونوں کو ایک دوسرے کے مخالف بتلا دیا۔ اور پدپاٹھ کو زیادہ تر قدیم ٹھہرایا۔ اگر وے مہابھاشیہ کار کے اوپر لکھے ہوئے بھاشیہ کو سمجھتے۔ اور اس کو اس جگہ مدنظر رکھتے۔ تو انہیں کوئی بھی مخالفت نہ معلوم ہوتی ہے پروفیسر صاحب نے اس کے بعد ایک سو صفحوں سے زیادہ صرف اسی بات پر سیاہ کئے ہیں۔ کہ چونکہ انہوں نے پدپاٹھ کو لکھید رکھا ہے۔ اسلئے انکا چھپا ہوا پاٹھ ہر ایک یوروپین سنسکرت دان کے مول پاٹھ سے سرشٹ ہے۔ لیکن ہم نے مستند پرمانوں اور مضبوط ثبوتوں (دلائل) سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ پروفیسر میکس میولر کا دعویٰ بالکل فضول ہے جس شخص کو کہ مول وید کا پاٹھ تک سمجھنے کی لیاقت نہ ہو۔ اس کو یوروپ کی سنسکرت شوتیہ (سنسکرت سے بے بہرہ) پرجا ویدوں کا بھاشیہ کار قرار دے۔ تو وسے بھارت ورش کے ودوانوں کے روبرو اس کی تصانیف کی کچھ بھی قدر نہیں ہو سکتی۔

شبد ودیا کی یوں مٹی پلید ہوتی ہے۔ ہم نے پروفیسر میکس میولر کی تصانیف میں بہتیری تلاش کی۔ مگر حاشا کہ کہیں بھی ویدانگوں کے قواعد کی پیروی کا کوئی بھی نشان ملا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب موصوف اور ان کے ساتھی دیگر سنسکرت داں باوجود ہر ایک اعلیٰ ادنے' دید اتہیہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے قاعدے کی خلاف ورزی کرنے کے بھی بجائے شرمندہ ہونے کے اپنی لیاقت کی ڈینگ ہانکتے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے بیہودہ پن سے بالکل خبردار نہیں ہوتے تمثیل کے لئے ہم مکس میولر کی صرف ایک لاف زنی کا اسجگہ حوالہ دینگے۔ اپنی رگوید سمہتا کے دیباچہ کے صفحہ ۷۴ پر آپ فرماتے ہیں۔ "گویہ بات بعید از فہم معلوم ہوگی۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ ہم انیسویں صدی کے فاضل رگوید کے پاٹھ میں ایسی غلطیاں بتلا سکتے ہیں۔ جو کہ مسیح کے قبل کی چھٹی صدی کے فاضلوں میں سے بڑے بڑے عالموں کی توجہ میں نہیں گذریں۔

پراتی شاکھیہ کے مصنفوں کے روبرو ایک مکمل پاٹھ موجود تھا۔ جس کی کہ ہر ایک خصوصیت کو وے درج کر لیتے تھے۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ وے ہر ایک اکیلی خصوصیت کو بھی درج کر لیتے تھے۔ گو وہ سینکڑوں مشابہ حالتوں میں اکیلی ہی کیوں نہو۔ ہمارا معاملہ دگرگوں ہے۔ جہاں ہم ایک قاعدہ ۹۹ حالتوں میں لگتا دیکھتے ہیں۔ ہم مضبوط تحریک محسوس کرتے ہیں۔ اور بعض اس میں راستی پر ہوتے ہیں۔ کہ سوئیں معاملہ میں بھی مطابق اسکے اصلاح کر دیں۔ جیسے کہ ہم ایک عام قاعدہ سمجھتے ہیں"۔

یہ دعوی بڑا زبردست ہے۔ اور اگر فی الحقیقت مکس میولر اور انکے دیگر دوست ۲۵ سو سال پیشتر کے ویدک مفسروں کو اصلاح دے سکتے ہیں۔ تو ہم آریوں کو نہ صرف انکا مشکور ہی ہونا چاہیئے۔ بلکہ انہیں نشکر آدی سے بڑھکر رتبہ دینا چاہیئے۔ لیکن ہم اپنے ناظرین کو واقعاتی شہادت کی بناء پر دکھلائینگے۔ کہ اس قسم کے دعاوی بالکل لغو اور بیہودہ ہیں اور دور جانیکی کیا ضرورت ہے۔ اسی عبارت میں ہی انکے دعوے کا بطلان موجود ہے ہم اختصار گیسا تھ لیکن واضح طور پر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ویدوں میں ہر جگہ اور ہر قاعدہ کی یعنی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ پدپاٹھ اور سمہتا پاٹھ کا ظاہری اختلاف

کوئی واقعی اختلاف نہیں ہے۔ پھر من مانا قاعدہ سمجھ کر ویدگیہ رشیوں کو اصلاح دینے کے لئے آمادہ ہوگر فضول اور بیہودہ نہین ہے تو اور کیا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جو گرجتا ہے وہ برستا نہین۔ یا دوسرے الفاظ مین برسنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پروفیسر میکس میولر نے پورانے رشیوں کو اصلاح دینے کی غرض سے جب پہلی غلطی پکڑی ہے۔ اُس کی تمہید ہی ظاہر کر رہی ہے کہ پروفیسر صاحب نے صرف یہی نہیں کہ ویدانگوں کو غور سے مطالعہ نہین کیا۔ بلکہ پروفیسر صاحب ایک محقق کے پایہ سے گرے ہوئے ہین۔ چنانچہ صفحہ ۱، پر پروفیسر صاحب فرماتے ہین۔ "ویدوں کے پاٹھ کو تالیف کرنیوالوں کی ایک زیادہ تر غیر معمولی غلط فہمی کا واقع۔ اور نیز پرانی شاکھیوں پرِ کتوں اور دیگر ویدک تصانیف کی (غلط فہمی کا واقع) پروفیسر کہن نے ظاہر کیا ہے"۔ ہم نے جب اس فقرہ کو پڑھا تو ہمین بڑی حیرانی ہوئی اور ہم نے بڑے شوق سے اُس غلط فہمی کو دیکھنا چاہا جسے کہ یاسک آدی سب رشیوں نے نظر انداز کر دیا تھا۔ اور جسے کہ مبارک اُنیسوین صدی مین صرف ایک یوروپین پروفیسر کو سمجھنے کا اعزاز قدرت کی طرف سے بخشا گیا ہے لیکن افسوس کہ اُس غلط فہمی پر جو بحث کی گئی ہے۔ اُس سے ہمین یہ نتیجہ نکالنا پڑا کہ یوروپ کے بڑے بڑے سنسکرت دانی کا دعویٰ کرنیوالے بھی ہمارے معمولی ویدک پنڈتوں کے روبرو ابھی تک طفل مکتب سے بڑھ کر نہیں ہین۔ ہم اپنے ناظرین کے غور کے لیئے اسبارے مین پروفیسر میکس میولر کی عبارت کا ترجمہ نقل کرینگے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کی راستی یا ناراستی کی پڑتال بھی کرتے جائینگے۔

صفحہ ۱، پر پروفیسر کہن کی عبارت یوں نقل کرتے ہین۔ "زبان لیتھوانین کا لاوکاس (laukas) زبان لیٹ کا لاوکس (lauks) زبان پروشین کا لاوکس (laukas) سب بمعنی کھیت زبان سنسکرت کے لوکاس (lokas) بمعنی دنیا۔ لاطینی لوکس (locus) لوجرمن (واقع ممالک ایسٹ فریزیا و اولڈن برگ)

لوچ لاچ (Louch Lach) یعنی گانو سے بعینہٖ ملتے ہیں۔ یہ تمام الفاظ زبان سنسکرت کے اُردو (ममत्व) یونانی۔ یعنی چوڑا۔ فراخ تک سلسلہ وار پہونچائے جا سکتے ہیں "۔ (مُصنّف) سنسکرت کا شبد (ऊरु) ان تمام الفاظ کا مخرج یہاں تک بیان کیا گیا ہے۔ گویا کہ لاد کاس۔ لاوکس۔ وغیرہ کا ہی صرف نہیں بلکہ سنسکرت کے लोक شبد کا بھی مخرج (उरु) شبد ہی ہے۔ لیکن उरु (اُرد) اور लोक (لوک) شبدوں کی بناوٹ اور اُنکے مصدروں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دیکھیے کس خوبصورتی سے اُرو کا لوک بنایا جاتا ہے "۔

میکس میولر: ابتدائی بمد یعنی उ محذوف ہو جاتا ہے جسطرح کہ زبان گاتھک میں روس (ruus) زبان اولڈ ہائی جرمن میں رومی (ruumi) لو جرمن میں رومے یعنی جنگل غیر مزروعہ کھیت) اور ر (र) (ل) (ल) سے بدلجاتا ہے۔ اِس اشتقاق کی تائید میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وید میں لفظ لوک (लोक) کے بجائے (उ) بنات اکثر آتا ہے "!

(مُصنّف) کیا اِس سے بڑھکر بھی تحقیقات اور انصاف کا خون ہو سکتا ہے کہ گاتھک اور جرمن زبانوں کے قواعد۔ نہیں! نہیں! اِن زبانوں کے بھی فرضی قواعد کا اطلاق زبان سنسکرت پر کیا جاوے۔ اور اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے ایک نیا قاعدہ (र) اکول (ल) اسے بدل دینے کا قایم کیا جاوے۔ کیا لال بجھکڑ والی کہانی کو یہ اُنیسوین صدی کے روشن دماغ محقق بات نہیں کر رہے؟

لطیفہ۔ ہمارے ایک دوست زبان سنسکرت کی فضیلت پر لکچر دے رہے تھے۔ اور سوکتم ریتی سے ثابت کر رہے تھے کہ جس طرح پر کہ ہر ایک ودیا کا بیج ویدوں میں موجود ہے اور وہین سے ترقی کرتے کرتے اِسوقت کی سائنس اور فلاسفی کی حد تک ہم لوگ پہنچے ہین اِسیطرح پر ویدک زبان سب زبانوں کی ماں ہے۔ سامعین مین سے ایک خوش

فہم نے یہ سمجھا کہ لکچرار صاحب کا مطلب یہ ہے کہ کل زبانوں کا ہر ایک لفظ سنسکرت زبان سے مشتق ہوا ہے۔ جھٹ اعتراض کر بیٹھے کہ بھلا عربی کا کوئی لفظ تو سنسکرت سے نکلا ہوا بتلاؤ۔ معترض کی لیاقت اور سمجھ کو لکچرار صاحب تاڑ گئے۔ اور بیساختہ بول اٹھے لکچرار "ماں کے لئے عربی کا لفظ کیا ہے" معترض "ام" لیکچرار۔ دیکھو سنسکرت میں ماں کو ماتا (माता) کہتے ہیں اور وہ شبد मा دھاتو سے بنا ہے۔ جسکے معنی ماں۔ آور کے ہیں (ما) کے الفاظ الٹ دو آم بنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی۔ سنسکرت کی تے یعنی الٹی ہوئی زبان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عربی زبان کا بھی ایک ایک لفظ سنسکرت کے الفاظ سے بنا ہے" معترض خاموش ہو گیا۔

پروفیسر کہن کی عبارت کو یہاں تک ختم کر کے اب پروفیسر میکس میولر صاحب اپنی رائے دیتے ہیں۔

میکس میولر "گو اس اشتقاق کو کم پسند کیا گیا ہے۔ لیکن میں اقبال کرتا ہوں کہ میں اس قول کو (سوائے لاطینی لوکس یعنی سٹلوکس کے) اس مشہور فاضل (پروفیسر کہن) کے بڑے زیرک اقوال میں سے سمجھتا ہوں۔ واقعی یہ بنات ... (تی) ما قبل (لفظ لوک (लोक) کے وید میں ایک پریشان کرنیوالا واقعہ ہے۔ پروفیسر بولنیسن کہتے ہیں۔ کہ پہلے آٹھ منڈلوں میں لوک شبد بلا ما قبل تی کے کہیں بھی نہیں آتا۔ اور یہ سوائے ایک فقرہ کے جسکو کہ انہوں نے نظر انداز کیا ہے۔ یعنی منڈل ۸ سوکت ۱۰۰ منتر ۱۲) بالکل صحیح ہے" اس کے بعد پروفیسر میکس میولر تی بنات کی نسبت جو پراتی شاکھیہ کا قاعدہ ہے۔ اسپر بحث کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں۔

"اس کل غور کے بعد میری جہاں تک کہ ممکن ہے۔ تسلی ہو گئی ہے۔ کہ ان کل فقروں میں جہانپر کہ उलोक واقع ہوتا ہے۔ اور جہاں پر کہ اسکے معنی جگہ۔ آزادی کے ہیں ہمکو उरोक ہی پڑھنا چاہیئے" (دیکھو صفحہ ۴۷)

پھر فرماتے ہین: "اب صرف ایک دقّت اس مشروطی لفظ उल्लोक کی نسبت باقی رہ گئی ہے۔ جو کہ بیان کردینا واجب ہے۔ اگر اس الوک उल्लोक کا اشتقاق اُرو (उरु) سے کرین یا جس طرحکہ پروفیسر بولنین ایسا کرتے ہین۔ اُرواک (उरवाक) سے کرین۔ تو (वा) واکی اُو (उ) مین تبدیلی کے لیے اور تقویت کی ضرورت پڑے گی۔ نہ کہ دن महदैन کے لیے مگھون मघवन اور نہ درون کے لیے دُرون دुरवन بجنبہ مشابہ حالتین ہین۔ کیونکہ ہر ایک مین ابتدائی वश्र اور उ کے پیشتر موجود ہے۔ سچ پوچھو تو (उरोक) اُوروک فرض کرتا ہے उरवाक کی موجودگی جسطرحکہ شلوک (श्लोक) فرض کرتا ہے۔ سرادک स्रावक اور श्रव سے نہ کہ اوک उक سے وغیرہ وغیرہ"۔

پیارے ناظرین! یہ ہی پروفیسر میکس میولر کی رائے جسکا غیر یا پیر اگر آپ تبلا سکین تو ہم آپ کو مبارکباد دینے کے لیے تیار ہین۔ کیا اس سے بڑھکر سنسکرت ویاکرن اور کوش سے ناواقفیت کا اور کچھ ثبوت ہو سکتا ہے۔ اب ذرا اصلیت پر غور کیجیے پروفیسر کہتے ہین۔ پروفیسر بولنین اور پروفیسر میکس میولر उल्लोक لفظ اُدلوک کا اُرو (उरु) سے اشتقاق کرتے ہین۔ گویا उल्लोक کا مصدر (उरु) کو قرار دیتے ہین۔ اولاً تو زبان سنسکرت مین उल्लोक کوئی شبد ہی نہیں ہے۔ لیکن بالفرض اگر उ کو حذف کرنے سے جو لوک (लोक) شبد بچتا ہے۔ وہی معنی اس کے قرار دیے جاوین۔ تو دوسری دقت یہ ہوگی کہ پروفیسر صاحبان کے قایم ہوئے تیسرے درمیانی روپ یعنی उरोक اُردک کا سنسکرت مین پتہ نہیں ہے۔ اگر اس دقت کو بھی نظرانداز کر دیوین۔ اور کل دارومدار پروفیسر لال بجھکڑ کیطرح صرف فرض اور قیاس پر ہی رکھیں۔ تب بھی نہین حل ہوتی یہ امر مسلمہ ہے کہ دید کے تمام شبد یوگک (यौगिक) ہین۔ چنانچہ پروفیسر میکس میولر کی ہی دیگر تصانیف سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے۔ کیونکہ پروفیسر صاحب موصوف نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

جگہ بہ جگہ اس بات کا اقبال ہے۔ کہ ویدک رشی عموماً الفاظ کو اُنکے لغوی معنوں مین استعمال کرتے تھے योगिक سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی لفظ بوقت اشتقاق کے اپنے مصدر धातु کے اصلی معنوں کو نہین چھوڑتا۔ اگر اُرو उरु اور لوک लोक کا مصدر ایک ہی ہووے یا یہہ دونوں الفاظ ایسے مصدروں سے بنے ہوں جنکے معنی کا ایک ہو تب بشرطیکہ نہ ٹوٹنے کسی قاعدہ ویاکرن کے ایک سے دوسرے کا اشتقاق ممکن ہوسکتا ہے اس دریافت کے لیئے ہمین شبد ودیا शब्द विद्या کے ماہروں کی خدمت میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔

رشیون نے بیہودہ قیاسات کی گنجایش نہیں چھوڑی | رشیوں کے باندھے ہوئے قاعدوں کی ایسی مستحکم بنیاد ہے کہ اُن کی موجودگی میں ہوائی قلعہ تیار کرنا محال ہے۔ چنانچہ دہاتو اور اونادی کے قاعدوں کے مطابق لوک लोक اُرو उरु اُرواک उरवाक اور شلوک श्लोक ان سب شبدونکے لغوی یا مصدری معنی ہم یہاں درج کرتے ہین۔

(۱) लोकः = लोकृ दर्शने لوک شبد لوکری دہاتو سے بنا ہے جسکے معنی دکھلانے کے ہین۔ جو دیکھنے مین آوے اُسے لوک کہتے ہیں۔ جبتک کہ مادہ کی علت یعنی پرکرتی प्रकृति لطیف حالت مین رہتی ہے۔ تبتک اُسے پردہان۔ ادیاکرت وغیرہ प्रधान-अव्याकृतादि کہتے ہین۔ لیکن جیوں ہی کہ ستھول یعنی کثیف حالت پکڑتی ہے۔ اُسکا نام لوک ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح پر جو جو کرہ کہ درشن کے لایق ہو جاتا ہے۔ مثلاً سوریہ لوک۔ چندر لوک وغیرہ

(۲) उरुः-ऊर्णु अ‍ऊर्णुः धातोः कुत्र त्ययस्तस्मिन् नुभागलोपऊकारस्य ह्रस्वत्वच ऊर्णो त्याच्छादयत्य त्यानि त्युरु महत् ॥

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(دیکھو۔ اُنادی کوش پاد اول۔ سوتر ۱۳)

उरु شبد उरु इङ्ग دہاتو سے بنا ہے جسکے معنی آچھادن کے ہیں۔ ऊरणु میں
कु پرتیہ प्रत्यय لگانے سے یہ دہاتو بنتا ہے۔ پھر नु کا لوپ ہو جاتا ہے۔ (یعنی یہ
حرف حذف کیا جاتا ہے۔) ऊ بجائے ویرگہ کے ہرسو یعنی उ ہو جاتا ہے۔ پس اُرو
उरु کے معنی مہان۔ فراخ کے بدہ ہوے۔

(۳) اُرواک۔ کوئی شبد نہیں۔ البتہ اُرواک ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی اُرو اور واک
دو شبدوں کا مرکب ہے۔ نہ کہ مفرد۔ پس उरुवाक اُرواک کے معنی ہوئے اُرو بمعنی مہان
فراخ اور واک بمعنی۔ بانی مہان ہو۔ اُسکو اُواک کہہ سکتے ہیں۔

(۴) چوتھا شبد (श्लोक) شلوک ہے۔ جسپر کہ وچار کرنا اسمجھ ضروری ہے۔ کیونکہ پروفیسر
میکس میولر نے اسکا دہاتو (مصدر) سراوک تبلایا ہے (श्लोक) شلوک (श्लोकृ)
شلوکری دہاتو سے بنا ہے۔ جسکے معنی کہ سنگرہ کرنے کے ہیں
श्लोक श्लोकृ-संघाते

ناظرین! آپنے دیکھ لیا کہ (उरु) اُرو اور لوک کے دہاتو ارتھ بالکل نہیں ملتے۔
آپنے دیکھ لیا۔ کہ پروفیسر بولینن کا تبلایا ہوا اُرواک کوئی شبد ہی نہیں بن سکتا۔ آپنے دیکھ
لیا کہ پروفیسر میکس میولر کا تبلایا ہوا شلوک شبد کا دہاتو غلط ہے۔ کیا یوروپین جادوگروں کا
قیاسی عصا اب بھی آپ کی طبیعتوں پر تسلط رکھے گا!

مہرشی پانِنی کو سبق دینے کا نادر حوصلہ

اولوک کی کہانی کو پڑھ کر شاید ہمارے
ناظرین سمجھیں گے۔ کہ پروفیسر میکس میولر نے صرف ایک جگہ ہی غلطی سے فرضی خیالی گھوڑے
دوڑائے ہیں۔ لیکن وے غلطی پر ہیں۔ اگر وے یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ میکس میولر اور اُن کے
ساتھی ہمارے پراچین رشیوں کی بزرگی کے قایل اور اُن کی جایز عزت کرتے ہیں جہاں
تک ہمنے پروفیسر صاحب اور دیگر یوروپین سنسکرت والوں کی تحریروں کو غور کی نگاہ سے
دیکھا۔ ہمپر ثابت ہو گیا ہے کہ اُن کی تعریف بھی ہمیشہ ہجو ملیح کی صورت لیے ہوتی ہے۔ اِس

جگہ نہ گنجایش ہے۔ اور نہ ہی ضرورت ہے، کہ ہم میکس میولر کی دیگر تصانیف سے اپنے دعویٰ کو پایۂ ثبوت تک پہنچاوین۔ البتہ اُنکے زیر بحث دیباچہ سے ہی صرف ایک مثال پیش کرینگے۔ جس سے ہمارے ناظرین کو یقین ہو جائیگا۔ کہ صرف یہی نہیں کہ میکس میولر صاحب وید ارتھ کرنے کے قاعدوں سے بے بہرہ ہین۔ بلکہ انہوں نے دیدہ و دانستہ بعض جگہوں مین ویدک دہرم کی عظمت کو گھٹانے کی ناجایز کوشش کی ہے۔

منتروں کے چھندوں کا ذکر کرتے ہوئے ظاہرا تو پروفیسر صاحب دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کے حملوں سے ویدوں کے ارتھ کرنے والے رشیوں کی رکشا کرنے کا دم مارتے ہیں۔ لیکن خود اپنی حکمت عملی سے اُن سب سے بڑھ کر ویدوں کی مذمت کرتے ہین ویدوں کے چھندوں کے لیئے نئے قواعد یونانی شاعری سے اختراع کرتے ہوئے پروفیسر صاحب فرماتے ہین۔

"اس مضمون کا ذکر چھیڑتے ہوئے میں ایک دوسرا امر واقعہ اپنی رائے کی تائید مین پیش کرتا ہوں۔ عام چھندوں کے لیئے جو الفاظ ترِشٹبھ (त्रिष्टुभ्) اور (अनुष्टुभ्) استعمال کیئے جاتے ہین۔ عام طور پر ایک مصدر (धातु) سُتبھ (स्तुभ्) سے بنائے جاتے ہین۔ جس کے معنی کہ تعریف کرنے کی ہین۔ میری رائے مین اُن کو ایک مصدر سُتبھ سے بنانا چاہیئے۔ جو کہ یونانی زبان مین حفاظت کیا گیا ہے۔ نہ صرف بمعنی سخت۔ سختی سے مارنا۔ بلکہ اُس مصدر مین جسمیں سے کہ ایک دوسرا لفظ نکلتا ہے۔ جس کے معنے ہین۔ پاٗنو سے پیٹے گئے یا دبائے گئے۔ زیتون یا انگور۔ . . . . اور ایک دوسرا لفظ جس کے معنے ہین۔ ہلانا۔ پھڑکنا وغیرہ سنسکرت مین یہ مصدر (धातु) مساوی شکل مین بطور سیتمبھ (स्तम्भ्) کے موجود ہے۔ جس کے معنی دبانے۔ پھر قایم کرنے۔ مضبوط کرنے کے ہین۔ جس سے کہ پروفیسر باپ نے جبر من لفظ (ستھفین)

(Stamfam) کا مقابلہ کیا ہے ۔ (جس کے معنی ہین ۔ اپانوے
روندنا" (دیکھو صدا ۱۷۱) کیا اس عبارت کے ایک ایک لفظ سے وحشت نہیں
ٹپکتی ۔ بھلا کسی مستند ویاکرن (صرف و نحو) کے مصنف نے آج تک
(स्तम्भ) سے الو شتُبھہ یا ترشتُبھہ بنایا ہے ۔ پروفیسر صاحب کو جاننا
چاہیے تھا کہ کسی زبان کے قواعد صرف و نحو پر بیجا دست درازی کرنا سوائے
مشیخت مین ڈبونے کے اور کچھ پھل نہیں لاتا ۔ کہاں (स्तु ध) سُتھتہ دھاتو
جس کے معنی سُتتی تعریف کے ہین ۔ اور کہاں ستمبھہ (स्तम्भ) ع

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور اس پر لطف یہ کہ پروفیسر صاحب (स्तुति) سُتتی شبد کے معنی بھی نہیں
سمجھے ۔ آپ سُتتی کا ترجمہ (Praise) کرتے ہیں ۔ حالانکہ (स्तुति) کا لفظی
ترجمہ (Definition) ہے ۔ خیر یہ تو بطور جملہ معترضہ کے تھا ۔ لیکن اس
جگہ دریافت طلب یہ امر ہو گا ۔ کہ پروفیسر صاحب نے کس نیّت سے ستمبھہ
دھاتو کے ارتھ کو بگاڑنا چاہا ہے ۔ وہ نیّت انہیں کی تحریر
میں موجود ہے ۔

اس لیئے میں ترشتُبھہ اصلی معنے ٹرپیوڈیم (Tripudium)
فرض کر کے یہ لفظ مرکب ہے ۔ ٹرِی اور پیس کا جو
کہ ہوریس* کے حسب ذیل فقرے مین آیا ہے ۔ پیپو لسی
ٹرپیڈی ٹیرم ۔ ہوریس کی کتاب اوڈیس کتاب ۳ بیت ۱۸)
میں اس کا نام تین پدی رکھتا ہوں ۔ اس لیئے کہ لفظوں کے آخری تین

---

*۔ ایک شاعر یونان کا تھا +

(سلیبلز Syllables) حصہ جو کہ اِس چھند کی شکل کی خصوصیت ہے۔ اور اِسکا اصلی ورتہ (वृत) یا گھماؤ کہا جا سکتا ہے۔ ہر ایک گھماؤ کے بعد اُسپر واضح طور پر نقش کیا گیا تھا۔ مین انشٹبھ کو اِسطرح پر بیان کرتا ہون۔ کہ چار مساوی پدوں کا (جنمیں سے ہر ایک مین آٹھ آٹھ جزو شامل ہوں۔) ہو۔ بطور مابعد پد کے۔ کیونکہ ہر ایک سطر ایک دوسرے کے بعد باقاعدہ نقش کی گئی ہوتی تھی۔ غالباً دو انجمنوں سے (جس میں) ہر ایک طرف باری باری سے حصہ لیتی تھی)" دیکھو صفحات ۱۰۱ و ۱۰۲)

ہمارے ناظرین اِس بے سر و پا تحریر سے کچھ بھی نہ سمجھے ہونگے۔ اور غالباً انہیں اب تک پتہ نہیں لگا ہوگا۔ کہ اِس تحریر سے اور چھندوں کے اصلی معنوں کے بدلنے سے پروفیسر صاحب کا کونسا مخفی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب کی تحریر مین سے ذیل کا اقتباس اُن کی نیت کو صاف کر دیتا ہے۔

" اگر میرا بیان نسبت ترشٹبھ کے نام کے۔ یعنی تین پدی۔ درست ہے۔ تو اس کی بنیاد بجائے مصنوعی تراش کے زیادہ تر قدرتی ترتیب سے نسبت رکھتی ہے۔ یہ ایک ناچ کا ساتھ دینے کے لیے تھی۔ جس مین آٹھ قدموں تک کھلی طور پر ایک جانب بڑھ کر تین قدموں سے واپس ہوتے تھے۔ جسمین کہ دوسرا قدم زور سے ڈالا جاتا تھا۔ اور جو کہ اِسوجہ سے گیت مین یا بولنے مین قدرتی طور پر ایک لمبے (Syllable) جزو لفظ کو ہمرکاب رکھتا تھا"۔ (صفحہ ۱۰۳)

پیارے ناظرین! پروفیسر میکس میولر نے قریباً ۲۰ صفحے یوں ہی سیاہ نہیں کئے بلکہ اس محنت سے اُنہوں نے بڑا گہرا مطلب مدِ نظر رکھا ہوا تھا۔ یوروپین محقق اور خصوصاً اہل انگلینڈ جن کے بزرگ کہ اپنے اجسام کو روغن کر کے ننگے ناچنے کے عادی تھے۔ اور جنکے بھائی۔ کہ ابتک افریقہ اور امریکہ مین عجیب عجیب قسم کے ناچ دکھلاتے نظر آتے ہین۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ یوروپین محقق اپنے تعصبوں مین پھنسے ہوئے اس بات سے حیران ہو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ کہ آریوں کا کوئی وحشی پن کا زمانہ ہی نہیں ملتا۔ اگر یہ بات صحیح قرار پا جاوے۔ تو آریہ قوم کو بڑی بھاری بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ اور اُن کی تعلیم سچی اور یوروپین محققین کی رائیوں کے برخلاف ثابت ہوتی ہے۔ پھر بائبل کی تعلیم کو کون پوچھتا ہے پھر کمبلے۔ ٹنڈن بِل اور میکس میویر کی بزرگی کہاں رہتی ہے۔ اِن سب کی حفاظت کے لئے پروفیسر میکس میولر نے یہاں اپنے زعم مین ثابت کر دیا۔ کہ پورانے آریہ لوگوں کے بزرگ یعنی ویدک رشی بھی قدرتی وحشی تھے۔ اور وید منتر بجائے اِسکے کہ گیان کے بھنڈار ہوں اُنہیں قدرتی وحشیوں کے ناچ کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ کیا اب بھی آپ پروفیسر صاحب کی تحریر کی داد نہ دین گے۔ وے لوگ جو کہ پروفیسر میکس میولر کو بے تعصب محقق سمجھتے ہین۔ آنکھیں کھولین۔ اور بتلا دین۔ کہ یہ کس قسم کی نیک نیتی ہے۔ جو کہ اپنے خیال کو (خواہ کیسا ہی ردّی کیوں نہ ہو) سچ ثابت کرنے کے لئے ایک قوم کی اور بھی معمولی قوم کی نہیں۔ بلکہ اُس قوم کی جنہے کہ پہلے پہل شائستگی کے اصول دنیا مین پھیلائے۔ ہم پوچھتے ہین۔ یہ کس قسم کی نیک نیتی ہے۔ جو کہ ویدک ویاکرن پر لات مار۔ نروکت کو جواب دے ویدک چھند ودّیا سے کنارہ کر کے ایک مسلمہ امر کو پلٹا دینے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن میکس میولر کا بھی قصور نہیں ہے۔ اُسے ماں کے دودھ کے ساتھ یہ تعلیم ملی ہے۔ کہ دنیا میں تمام قومین وحشی تھیں مسیح کی تعلیم نے ہر جگہ شائستگی پھیلائی۔ اور اُسی شائستگی اور تہذیب کا نتیجہ آجکل کی دماغی اور مادّی فتوحات ہین۔ اِن خیالات کی لوریوں سے جو انسان پلا ہو۔ اُس کی سمجھ مین نہیں آسکتا۔ کہ یونان اور قدیم روما کی تہذیب سے پیشتر بھی کسی قوم نے ترقی کی تھی۔ زیادہ سے زیادہ اِن خیالات کے مصر کے بنیادوں تک پہنچ سکتے ہین۔ جبکے کھنڈرات کہ اب تک نہ صرف اپنے گزشتہ عروج کا ہی پتہ بتلاتے ہین۔ بلکہ زبانِ حال سے آریہ ورت کی گزشتہ اُستادی کا سبق پڑھاتے ہین۔ لیکن یہاں (آریہ ورت میں) انہین یوروپین فاضلوں کو جنہوں نے امریکہ اور افریقہ

کے وحشیوں کی حالت سے ابتدائی انسان کی نسبت رائے قایم کی تھی۔ ایک ایسی قوم کے ساتھ سابقہ پڑا۔ جس کے زمانۂ وحشت کا ادنیٰ نشان تک موجود نہیں ہے جس کے زوال کے آغاز کا بھی تواریخی پتہ نہیں لگتا۔ بلکہ جس کے علوم اور فنون کا پسماندہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اُنکی تہذیب کے عروج کا پتہ لگانا بالکل مشکل ہے۔ اس نئے تعلق نے اہل انگلینڈ کے دلوں میں ایک قسم کی جدّوجہد تو پیدا کر دی۔ لیکن افسوس کہ تعصب قومی نے اِنہیں اِس پراچین روشنی کی مناسب قدر کرنے کی اجازت نہ دی۔ ایسی ہی کش مکش کا نتیجہ ہے کہ بعض اوقات میکس میولر جیسوں کی قلم سے بھی ایسی عبارت نکل جاتی ہے۔ جو کہ یوروپین محققوں کی پریشانی کا دبے لیکن صاف لفظوں میں ثبوت دیتی ہے۔ اپنی کتاب انڈیا۔ وہاٹ اِٹ کین ٹیچ اس کے صفحہ ۱۰۱ پر میکس میولر صاحب فرماتے ہیں۔ ”وحشی قوموں کی نسبت اُن کی تواریخ کے آخری باب سے پہلے ہم کیا جانتے ہیں؟ کیا ہمیں اُنکے پہلے زمانہ سے واقفیت ہوتی ہے؟ کیا ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وے کیونکر اُس طرح کے ہوئے جیسے کہ وے ہیں۔ جو کہ آخرکار ہر جگہ سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ مفید سبق ہے۔ جو کہ سیکھنا چاہیئے۔ . . . . . . اُن کی زبان ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ۔ جو کہ کافر کہے جاتے ہیں۔ معہ اپنی تمام پیچیدہ دیو مالا اپنی مصنوعی رسوم اور اپنے ناقابلِ فہم اوہام اور وحشی پنوں کے آج بالکل کی پیدایش نہیں ہیں۔ اگر ہم اِن وحشیوں کے لیئے ایک خاص پیدایش فرض نہ کریں۔ تو وے ویسے ہی قدیم ہونے چاہیئے۔ جیسے کہ ہندو۔ یونانی یا رومن یا جیسے کہ ہم قدیم ہیں۔ . . . . پھر کیوں یہ وحشیانہ زندگی کی سطح ہمارے لیئے انسانی زندگی کی سب سے نیچی تہ۔ یعنے شائستگی کا آغاز ظاہر کر رہی ہے۔ صرف اس لیئے کہ ہم اُس سطح سے آگے کھود نہیں سکتے؟ بے شک کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں نہ افریقہ اور امریکہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے وحشیوں کو اپنی پورانی اعلیٰ تہذیب سے گری ہوئی قومیں مانا جاوے.
اور اگر یہ ٹھیک ہے ۔ تو کیوں نہ یہ مانا جاوے ۔ جس کے پیے کہ بیشمار ثبوت موجود
ہین ۔ کہ ساری دُنیا کو تہذیب جسمانی اور روحانی کی تعلیم دینے والے ویدک
رشی ہوئے ہین ۔ امریکہ مین اسوقت تک بہت سے نشانات نکل چکے ہیں جنسے
ثابت ہوتا ہے کہ پراچین آریہ اُس دیش مین جاکر اپنی تہذیب پھیلا آئے تھے
حال میں ہی افریقہ کے بعض حصوں مین بودھ مذہب کے نشانات پائے گئے
ہین ۔ پھر اس کے ماننے میں کیا دِقت ہے ۔ کہ ویدوں کا گیان وحشیوں
کا ابتدائی علم نہ تھا ۔ بلکہ اُسکا منبع انسانی عقل سے کسی بزرگ تر چشمہ سے
تلاش کرنا چاہیے ۔ لیکن ہم اپنے مضمون سے باہر جا رہے ہین ۔ ہمیں ویدوں
کی کان یعنی ایشور یہ گیان پر اس جگہ بحث کرنا مطلوب نہیں ہے ۔ ہمیں تو صرف
ویدوں کے صحیح ترجمہ کی تلاش ہے ۔ پس اتنے پر ہی اکتفا کر کے ہم آگے
بڑھتے ہیں ۔

پروفیسر میکس میولر کی حالت قابل رحم ہے ۔ ایک طرف سچائی بولنے پر مجبور کرتی
ہے ۔ دوسری طرف عیسائی پادریوں کا خوف منہ پر مُہر سکوت لگاتا ہے ۔ عجیب
پیچ وتاب کی حالت ہے ۔ یہانتک صاف صاف کہہ کر پادریوں کے حسد کی آگ کو
بجھانے کے لیئے روشن آگنی پر پروفیسر صاحب ٹھنڈا پانی چھڑکتے ہیں ۔

"اب مین نہیں چاہتا ہوں کہ میری نسبت غلط فہمی ہو ۔ مین ہندوستان کے
لٹریچر کی نسبت اُس سے زیادہ دعویٰ نہیں کرتا ہوں ۔ جو کہ وحشی قوموں کے فسانوں
اور قصوں اور گیتوں کے لیے تسلیم کرنے کے لیئے تیار ہوں ۔ . . . . . یہ سوال
بار بار پوچھا گیا ہے کہ آیا ہم یہ یقین کر سکتے ہیں ۔ کہ انسان جنوں ہی کہ بجائے
ہاتھوں اور پیروں کی مدد سے رینگنے کے پائوں کے بل چلنے لگا جیسا کہ اُس کی نسبت

خیال کیا جاتا ہے[8]۔ فوراً ویدمنتروں کو گانے لگ گیا۔ لیکن یہ دعویٰ کس نے کیا ہے"
افسوس کہ پادریوں کا خوف سایہ دار پروفیسر صاحب کے اردگرد پھرتا ہے۔ ورنہ
کوئی تعجب نہ ہوتا۔ اگر ہم اُن کو ویدوں کا سچا بھگت دیکھتے۔ یہی خانہ خراب تعصب ہے
جو کہ پروفیسر میکس میولر کو کرسچیانٹی کے سوائے کسی تعلیم میں بھی کوئی خوبی دیکھنے کی اجازت
نہیں دیتا۔ چنانچہ ہم اس ضمن میں پروفیسر صاحب کے تعصب اور اُن کی ویدودیا
سے ناواقفیت کا ایک اور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

کیا ویدک رشی نیلے آسمانی رنگ سے ناواقف تھے۔ آکاش کا جہاں
کہیں ذکر آیا ہے۔ وید میں اُسے کہیں بھی نیلا نہیں لکھا۔ برخلاف اس کے توریت
زبور۔ انجیل۔ قرآن یہانتک کہ مسیح کے صلیب پر پھانسی دیئے جانے کے بہت
عرصہ بعد تک یوروپ کے سائنس والوں کی کتابوں تک میں آسمان کو نیلا بیان
کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوروپ والے مدت تک آسمان (آکاش) یا خلا کی
ماہیت سے واقف نہیں ہوئے تھے۔ لیکن میکس میولر صاحب اس سے ایک عجیب
نتیجہ برآمد کرتے ہیں۔ وہ بحث کرتے ہیں کہ جب تک تہذیب اچھی طرح نہ پھیلے اور
دماغی ترقی اچھی طرح نہ ہولے۔ تب تک رنگوں میں باہمی تمیز کرنے کی طاقت نہیں
پیدا ہوتی۔ اس کی بہت سی مثالیں یوروپ کی پورانی قوموں کی تواریخ سے پیش
کر کے آپ فرماتے ہیں۔

"لیکن وید کی پراچین رچاؤں میں۔ جو کہ اوشا۔ سوریہ اور آکاش سے پُر ہیں نیلے آسمان
کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے"۔ اس کے بعد یہ ذکر کرتے ہوئے کہ گو ہزار سال پیشتر ہماری اندریوں

8 یہ ڈاروِن انگلینڈ کے مشہور پدارتھ دیا کی دریافت کا ایک قسم کا مخزل ہے۔ پروفیسر
میکس میولر اس مسئلہ کو کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔ نہیں مانتے ١٢٠

مصنّف

اپنے رشیوں سے ملنے سے جو نتیجے پیدا ہوتے تھے۔ اب اُنسے مختلف ہوتے ہین تاہم یہ وجہ اس اختلاف کی (یعنی وید مین نیلے آسمان کا ذکر نہ ہونے کی) نہیں ہے بلکہ فرماتے ہیں۔

"نہیں۔ یہاں ہم پھر زیادہ صفائی سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بلا زبان (بھاشا) کے معقول اور اک ناممکن ہے۔ کون اعتراض کرسکتا ہے۔ کہ وحشی جو کہا جاتا ہے۔ کہ تین سے زیادہ نہیں گن سکتے۔ یعنے جن کے پاس ۳ سے زیادہ ہندسہ نہیں ہین۔ گائے کی چار ٹانگوں کو محسوس کرسکتے ہین۔ یا جان سکتے ہیں۔ کہ چار ٹانگین ۳ یا ۲ سے مختلف ہیں" (دیکھو ایجن آف ریلجن صـ۴۱) پھر فرماتے ہین "آسمان ویدک شاعروں . . . . . کے زمانے مین نیلا تھا۔ لیکن گو انہوں نے اُسے دیکھا۔ وے اُسے جانتے نہ تھے۔ اُن کے پاس اُس کے لیے کوئی نام نہ تھا۔ جو کہ اُس کا ہی خاص رنگ ہے۔ یعنے سکائی بلیو Sky blue آسمانی نیلا" (ایضاً صـ۴۵)

اوپر کی کل تحریر کا ہم اپنے ناظرین کے فایدہ کے لیئے ذرا تفصیل کیساتھ امتحان کرینگے اور اُنہیں جو جو دلائل کہ پروفیسر میکس میولر نے پیش کی ہیں۔ اور اُن کی بنیاد پر جو جو دعادی انہوں نے کیے ہین۔ اُن کی نمبر دار تردید کرینگے۔

(۱) پہلا دعویٰ یہ ہے۔ کہ پراچین ویدک رشی نیلے رنگ سے ناواقف تھے۔ ہم صرف ایک پرمان اس کی تردید مین کافی سمجھتے ہین۔

नमोऽस्तु नीलग्रीवाय सहस्राक्षाय मीढुषे ॥

(دیکھو یجر وید ادہیا ۱۶ منتر ۸)

یہاں نیل شبد صاف پڑا ہوا ہے۔ اسی خیال کو انگریزی زبان میں لفظ blue سے ظاہر کیا گیا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

(۲) دوسرا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ آسمان کی رنگت سے وے واقف نہ تھے۔

ہم پروفیسر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ واقف ہیں۔ یا نہیں۔ اگر واقف ہیں۔ تو آسمانی نیلے رنگ کے لیے کوئی ایک لفظ انگریزی ڈکشنری سے نکالکر پیش کیجئے۔ آپ کہیں گے۔ sky blue سکائی بلو۔ حضرت من! آپنے بھی تو نیلے کے ساتھ sky کا لفظ جوڑ دیا۔ جس کے معنے ہوئے نیلا مثل آسمان کے۔ کیا نیلا اور آسمان دونوں خیالات کو ظاہر کرنیوالے (नील: اور (आकाश:) ہر دو شبد ویدوں میں موجود نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا جہاں لاکھوں شبدوں کو رشیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا۔ اِن دونوں شبدوں کا سماس نہیں کر سکتے تھے؟ لیکن اِس میں ایک سچائی ہے۔ جسے چھپانے سے آپ کا مطلب حل ہوتا ہے۔ اور جس کے ظاہر کرنے سے کہ پادری لوگ کائیں کائیں کرکے آپ کے گرد ہوتے ہیں۔ ویدوں کے پرکاشن کرنے والے نے (خواہ بقول ہمارے پرماتما سمجھا جاوے۔ یا بقول آپکے منتروں کے رشی) آسمان کو نیلا اِس لیے نہیں کہا کہ وہ جانتا تھا کہ آکاش (خلا) کا کوئی روپ (شکل) نہیں ہے۔ آپ کے یوروپین سائنسدانوں نے جو باتیں اب دریافت کی ہیں۔ اُن کی ویدوں میں موجودگی سے آپ کو بھی انکار نہیں۔ لیکن افسوس کہ تعصب آپ کو کھلے طور پر اُنکے اقبال سے روکتا ہے۔

"میں اِس سے بھی زیادہ کہوں گا۔ اور میں نے پہلے بھی کہا ہے یعنے یہ کہ اگر ہم فرض کریں۔ کہ ویدوں کے بھجن درمیان ۱۵۰۰ اور ۱۰۰۰ سنہ قبل مسیح کے بنائے گئے تھے۔ تب بھی ہم مشکل سے سمجھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سکتے ہین۔ کہ ایسے ابتدائی زمانہ مین ہندوؤں نے کیوں کر ایسے خیالات کو نشوونما دیا تہا۔ جو کہ یقیناً زمانہ حال کے ہیں"۔ (انڈیا وہاٹ اٹ کین ٹیچ اس صفحہ ۱۱۱)

تشریح۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہین۔ کہ گو ہم نے کہینچ کہانچ کر ویدون کے بننے کا زمانہ بہت ادہر کر لیا۔ تاہم خیال مین نہیں آتا۔ کہ کیوں کر نئی روشنی (یعنی اُنیسوین صدی کے خیالات) ویدوں مین گھُس گئی۔ کیا پروفیسر صاحب بتلا سکتے ہین۔ کہ اُن خیالات پر کونسی مہر لگی ہے۔ جو کہ اُنہیں اِس صدی کی ایجاد ثابت کرتی ہے۔ افسوس تعصب مین انسان کُل دلیل کی طاقتوں کو کہو بیٹھتا ہے۔ کیا آپ کو اِس بات کے قبول کرنے مین شرم ہے کہ ویدوں کے خیالات نے ہی دُنیا مین پہلکر یوروپ کو سائنس اور فلاسفی کی تحقیقات کا موقع دیا ہے کیا آپ بے خبر ہین۔ کہ سانکہیہ شاستر کے چند ایک سوتروں کا دستار ہی دان ہارٹمن اور شوپن ہار جرمن لواسیوں کی فلاسفی کی بنیاد ہے۔ وہ فلاسفی جسے کہ اِسوقت یوروپ کی دماغی دنیا اپنا پیغمبر مان رہی ہے۔ (چنانچہ پروفیسر ڈیوسن صاحب اپنی سانکہیہ کاری کا کے انگریزی ترجمہ کے دیباچہ مین فرماتے ہیں۔ "دان ہارٹمن۔ اور شوپن ہار کی سب سے آخری جرمن فلاسفی کپل کے فلسفی قاعدہ کی از سرِ نو پیدائش اُسکے مادّی حصہ کی ہی اور گو زیادہ مفصل شکل مین ظاہر کی گئی ہے۔ تاہم اُنہیں ابتدائی اصولوں پر مبنی ہے۔ اس لحاظ سے انسانی دماغ نے پہر وہی راستہ طے کیا ہے۔ جسپر کہ دو ہزار برس گزرے کہ وہ قابض تہا۔ لیکن ایک بڑے ضروری سوال پر اسنے ایک قدم پیچھے ہٹایا ہے کپل انسان مین ایک آتما (روح) کی موجودگی جسے کہ وہ اُس کی اصلی خصلت کہتا تھا۔ پورے طور پر مادّہ سے علیحدہ اور ازلی مانتا تہا۔ وغیرہ"۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پھر پروفیسر میکس میولر فرماتے ہیں۔ میں منہ مانگی چیز دینے کو تیار ہوں۔ اگر میں اس نتیجہ سے بچ سکوں۔ کہ ویدمنتروں کا مجموعہ یعنی ان مجموعہ دس[8] کتابوں میں ہزار برس قبل سنہ عیسوی کے موجود تھا۔ یعنے بودھوں کے پھیلنے کے ۱۵۰۰ برس پیشتر (کیوں نہیں پروفیسر صاحب) آپ تو سب کچھ نیوچھاور کردیں۔ اگر یہ بات ثابت ہوجاوے۔ کہ ویدمنتر مسیح کی انجیل سے ماخوذ کئے گئے تھے۔ لیکن امر واقعہ کو کہاں تک چھپایا جاسکتا ہے)۔ میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں ہے۔ کہ آئندہ ایسی کوئی بات نہ معلوم ہوگی۔ جوکہ ہمیں یہ ثابت کرنے میں مدد دے۔ کہ یہ (ویدوں کا) مجموعہ بعد کے زمانہ کا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب ویدمنتروں کے جمع ہونے کے زمانہ کو زیادہ تر زمانہ حال کے نزدیک لانے کے درپے ہیں۔ اور ہمیں تعجب نہ ہوگا اگر انکی تحقیقات کسی دن اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ ویدمنتر مسیح کے بعد جمع کئے گئے ہیں) بس جو کچھ میں کہتا ہوں یہ ہے۔ کہ جہاں تک ہم اس وقت جانتے ہیں۔ جہانتک کہ تمام ایماندار سنسکرت دان اس وقت تک جانتے ہیں۔ ہم کسی طرح پر بھی زمانہ بودھ کے قبل کے لٹریچر کو ۱۰۰۰ برسوں سے کم کے دائرے میں نہیں لاسکتے" (انڈیا صفحہ ۱۱۲)

پروفیسر صاحب اپنے تئیں ایماندار سنسکرت دان ظاہر کرتے ہیں لیکن افسوس کہ اس ایمان کو انہوں نے زیادہ تر عیسائی پادریوں کی دلجوئی میں ہی صرف کیا کیسی زیادہ عرصہ کے لئے یہ ایمانداری بھارت نواسیوں کے کام نہ آئی۔

(۳) تیسرا دعوے یہ ہے۔ کہ چونکہ بلا زبان کے معقول ادراک ناممکن ہے اسلئے چونکہ ویدک رشیوں کی زبان مکمل نہ تھی۔ بس وہ آسمانی نیلے رنگ کے خیال کو محسوس نہ کرسکے۔

ہم حیران ہیں کہ جن ویدوں کو بنیاد ٹھہراکر بڑے بڑے رشیوں نے ویاکرن

8 مراد رگوید کے دس منڈلوں سے ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو ایسا کمل بنایا کہ جس کا ثانی اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ ان ویدوں کی زبان کو نامکمل قرار دینے والے کو ہم کیا خطاب دیں۔ ویدک رشی اور آسمان کے نیلے رنگ کو محسوس نہیں کر سکتے! پرماتما کو وہ محسوس کر سکتے تھے۔ جیسا کہ خود آپ کا اپنے گرنتھوں میں اقبال ہے۔ سرشٹی ودیا وے بتلا سکتے تھے۔ مشکل سے مشکل خیال کے لئے الفاظ پیش کر سکتے تھے۔ لیکن آسمانی نیلے رنگ کے لئے انکے پاس لفظ نہ تھا! کیا یہی آپ کی فلوسافیکل بدیہی ہے۔ ہم پہلے ہی بتلا چکے ہیں۔ کہ چونکہ وے رشی جانتے تھے۔ کہ آکاش کا کوئی روپ نہیں ہے۔ اور یہ نیلا رنگ بادلوں کی وجہ سے دکھائی دیتا ہے۔ نہ کہ آکاش کا کوئی رنگ ہے۔ کیا اس جگہ اپنا ہی مقولہ بھول گئے کہ "اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض اوقات وے باتیں جو کہ عقلمندوں اور ہوشیاروں سے چھپی ہوئی ہیں۔ بچوں پر ظاہر ہو جاتی ہیں،، (دیکھو ایضاً صفحہ ۱۱۲)

اوپر کے دعوے کے لئے (جس پر کہ ہم نے نمبر ۳ لگایا ہے) پروفیسر صاحب نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ البتہ ایک مثال دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو وحشی تین سے زیادہ گنتی نہیں جانتے۔ وہ گائے کے چار ٹانگوں کو محسوس نہیں کر سکتے۔ اور نہ ۲ اور ۳ کو چار ٹانگوں سے تمیز کر سکتے ہیں۔

آپ کی یہ تمثیل بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ذکر ویدک رشیوں کا اور تمثیل وحشیوں کی۔ بھلا بتلائیے تو سہی۔ کہ علم ہندسہ آپ کے آبا و اجداد نے کہاں سے سیکھا؟ تمام یورپ میں علم ہندسہ کے پھیلانے والے عربی ہوئے اور عربیوں نے ہندوستان سے سیکھا۔ جو کہ اس کے نام یعنی ہندسہ سے ہی ظاہر ہے۔ اب ہندوستان نے علم ہندسہ کہاں سے سیکھا؟ ویدوں سے (مفصل دیکھو یجروید ادھیائے ۱۸ منتر ۲۴ و ۲۵ اور اتھروید کانڈ ۱۳ انوواک ۴ منتر

۱۶-۱۷ و ۱۹-۲۰ و ۲۱

وے رشی جو کہ علم ہندسہ کے موجد ہوئے۔ وحشیوں کی تمثیل سے کیا مشابہت رکھ سکتے ہیں۔ پس آپ کا درشٹانت (تمثیل) بالکل بے محل ہے۔ لیکن قطع نظر اسکے اگر یہ بھی مانا جاوے۔ کہ وحشیوں کی تمثیل اسجگہ صادق آتی ہے۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ آیا پروفیسر صاحب کی تمثیل یا دلیل ہے؟ ذرا غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ چار کے ہندسہ کے لئے کسی لفظ کی عدم موجودگی ان وحشیوں کو گاؤ کی چار ٹانگوں کے محسوس کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اور اس خیال کو وے ظاہر بھی کر سکتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو صرف اپنے ہی ملکوں کا تجربہ ہے۔ ذرا بھارتورش میں تشریف لاویں۔ اور دیکھیں کہ یہاں کی عورتیں جو بیس سے زیادہ گنتی نہیں جانتیں کس خوبی سے ہزاروں کے حساب صرف بڑیوں کے ذریعہ سے کرتی ہیں۔ کاشی نگر (بنارس شہر) میں تشریف لیجاویں۔ اور دیکھیں کہ اینٹھہ تمبولی جو کہ دس سے زیادہ ایک وقت میں نہیں گن سکتے۔ کس صفائی سے کھیے کی ہندیوں کے سہارے سے ہر ایک گاہک کا دو دو تین تین سو پان بیروں کا حساب ایک پل میں بتا دیتے ہیں۔ کیا تین تک گنتی جاننے والا وحشی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس گاؤ کی ۳ اور ۱ ٹانگیں ہیں۔ اور اسی طرح گنتی سے ناواقف جاہل لوگ اب تک کرتے ہیں۔ پس آپ کی تمثیل سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ویدک رشی نیلے آسمانی رنگ سے ناواقف تھے۔ یا اسے ظاہر کرنا نہیں جانتے تھے۔ لیکن آپ یہ صریح بات مان لیں۔ کہ پراچین آریہ رشی اس بات سے ناواقف نہ تھے۔ کہ آکاش کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ تو آپ کی اپنی بزرگی کو بٹہ لگتا ہے

افسوس!

پیارے ناظرین! ہم نے آپ کو وہ اعلیٰ دعویٰ اب تک نہیں سنایا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھا۔ جو کہ پروفیسر میکس میولر صاحب نے اپنی جھومکا کے خاتمہ پر کیا ہے۔ اسمیں بھی ایک خاص مطلب تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ پروفیسر صاحب کی راستبازی اور حقیقت پروازی سے پہلے آپ واقفیت حاصل کریں تاکہ آپ اُن کے دعوے کو سچائی اور انصاف کی ترازو پر تول سکیں۔ جن بلند پروازیوں کے کہ صرف چند ایک نمونے ہی ہم آپکے روبرو پیش کر سکے ہیں۔ اُنمیں مست ہوکر پروفیسر صاحب اپنے دیباچہ کے صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲ پر فرماتے ہیں۔

ہر ایک (چیز) دلیل کو بحث سے ٹھیک ترازو پر تولنا چاہیئے۔ وے جو کہ فتحمندی کی خاطر بحث کرتے ہیں۔ نہ کہ سچائی کے لئے۔ ہماری عدالت میں اُنکی کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ سنجیدہ کام کرنے کے لئے بہت سا ہے۔ بنابراں وتنڈا اور گالیوں کے لئے کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ جو لوگ کہ ایسے جنگ کے لئے اپنے تئیں گراتے ہیں۔ وے کسی ڈکشنری (لغات) سے سخت الفاظ لے سکتے ہیں۔ لیکن مضبوط دلیلوں کے لئے نیک نیت۔ محنت۔ کامل فہم اور سب سے بڑھکر سچائی کے لئے خالص پیار کی ضرورت ہے"

ہم بھی اس پر آمین کہتے ہیں۔ اور انصاف اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں ہم نے پروفیسر صاحب کو واد (سچی دلیل) کے ترازو پر تولا۔ لیکن پلڑے کو ایک طرف جھکا پایا۔ انکی تحریر سے لفظ لفظ میں عیسائی تہذیب اور عیسائی تعلیم کے لئے فتحمندی کی کوشش پائی گئی۔ اس وقت صرف اپنے بھائیوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش ہمارا فرض ہے۔ لیکن ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ کہ بہت جلد اپنا مقدمہ سیدھا پروفیسر صاحب کی عدالت میں لیجائیں۔ اور امتحان کریں کہ کس حد تک انکے اجلاس میں راستی کی شنوائی ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پروفیسر صاحب انگریزی زبان کے پورے ماہر اور بے بدل فاضل ہیں۔ اس لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوائے سچائی کے اظہار کے عقلمندی ہمارا مرکز نہیں ہو سکتا۔ ہم بھی پروفیسر صاحب کی ان تھک محنت کی داد دیتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے انہیں کی تحریروں سے معلوم کرتے ہیں۔ کہ یہ محنت نیک نیت ہرگز بھی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ بجائے سچائی کے اظہار کے یہ محنت سچائی کو چھپانیوالی ہو رہی ہے۔ پروفیسر صاحب کا فہم ضرور کامل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا کمال نجلی تعلیم کو ناجائز رتبہ دلانے میں صرف ہو رہا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ پروفیسر صاحب میں سچائی کے پریم کا اظہار موجود ہے۔ لیکن اُو لوگ اور نیلے والے آسمان والی کہانیاں تبلاتی ہیں کہ یہ پیار نخالص ہے۔ خالص ہرگز نہیں۔ اخیر میں ہم ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ایسے فاضلوں کی آنکھیں کھول دیوے۔ تاکہ بجائے جگنو کے چمتکار کے سنسار میں سورج کی سچی روشنی پھیلے۔ اور وہی جگدیشور ہمارے بھائیوں کو طاقت دیوے۔ کہ وہ لفاظی کے جادوگھر کے شیشوں کو چکنا چور کر کے سچی آزادی کے میدان میں اتر کر راحت حاصل کریں۔

انگلو انڈین سنسکرت وال۔ اب تک یا تو ہم نے ان نئے مفسروں کے دعاوی کی پڑتال کی ہے۔ جو کہ ہمارے ہی ملک میں پیدا ہوئے ہیں۔ پلے اور اسی جگہ جنہوں نے عزتیں حاصل کیں۔ یا ان یوروپین سنسکرت دانوں کی محنت کی داد دی ہے۔ جنکی کوششوں کا اظہار کہ پہلے پہل یوروپ میں ہوتا رہا ہے۔ ان سب کے علاوہ دو قسموں کے مفسر ابھی باقی ہیں جن کے نسبت کہ ہم نے کچھ نہیں لکھا۔ ایک وہ صاحبان انگریز یا یوروپین ہیں جن کی کوششوں کا ستھان کہ آریہ ورت رہا ہے۔ اور جن کو کہ انگلو انڈین کا خطاب عام طور پر دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے وے دیسی پنڈت جو کہ باوجود آریہ کل میں جنم لینے کے بھی سند و خطاب سے خوش ہوتے۔ اور اپنی قایم کی ہوئی جدید دھرم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سبھاؤں کی حفاظت میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ ان دونوں فرقوں میں سے پہلے میں تو صرف ایک صاحب کا ذکر ہی ضروری ہے۔ کیونکہ باقیوں کی کوششوں کا صریح طور پر نشانہ وید نہیں رہا ہے۔ پروفیسر گاف اور پروفیسر تھیبا نے گو سنسکرت کتابوں کے ترجمہ کرنے۔ اور مول سنسکرت گرنتھوں کے چھپوانے میں قابل قدر کوشش کی ہے۔ تاہم ان کی ان محنتوں کی پڑتال کرنا ہمارا اس جگہ کام نہیں ہے۔ پروفیسر گاف کا چند ایک اپنشدوں کا ترجمہ ہم نے بغور پڑھا۔ جس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ پروفیسر صاحب کے پاس اپنشدوں کا عقدہ کشا کنجی موجود نہیں ہے۔ پروفیسر تھیبا کا ویدانت بھاشیہ کا ترجمہ واقعی قابل داد ہے۔ اور ایسا دلچسپ کہ اگر ایک مرتبہ شروع کر دو۔ بلا ختم کئے کتاب چھوڑنے کو طبیعت نہ چاہے۔ اہل یوروپ میں سے یہ پہلے صاحب ہیں جنہوں نے کہ جیو برہم کی ایکتا پر شنکر آچاریہ کے دلائل کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کاشی کے مشہور رام مصر شاستری سے مدد کی۔ جو کہ اس وقت برہم کو جیو آتما سے جدا ماننے والوں میں شرومنی گنے جاتے ہیں۔ لیکن باوجود درشن شاستروں کے میدان میں قابل قدر کام کرنے کے بھی پروفیسر تھیبا وید ارتھ کو سمجھنے کے لائق معلوم نہیں ہوتے۔ یہ رائے ہم نے بلا وجہ قائم نہیں کی ہے بلکہ بعد کافی تحقیقات کے۔ ویدوں کا ترجمہ کرنے کے لئے جہاں وید انگوں کا جاننا ضروری ہے۔ وہاں اپانگوں کی مدد کی بھی بڑی ضرورت پڑتی ہے۔ اپ انگ۔ چھ[8] شاستروں کا ہی نام ہے۔ انہیں سے جیمنی رشی کا بنایا ہوا۔ پورب میمانسا شاستر ہے جس میں کہ ویدک شبدوں کی میمانسا کی گئی ہے۔ اس شاستر پر شاور نے تفسیر لکھی ہے۔ اس تفسیر کے دیباچہ کی طور پر لوگاکشی بھاسکر نامی پنڈت نے ایک رسالہ بنام ارتھ سنگرہ لکھا ہے۔ اس

8 چھ شاستر حسب ذیل ہیں نیائے۔ ویشیشک۔ سانکھیہ یوگ۔ پورب میمانسا۔ اتر میمانسا یا ویدانت ۱۲

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ارتھ سنگرہ گرنتھ کا ترجمہ پروفیسر تھیبا نے کر کے ۱۸۸۳ء میں کاشی برج بھوشن داس اینڈ کمپنی کے چھاپہ خانہ میں چھپوایا تھا۔ پروفیسر تھیبا کے ترجمہ کو ایک سرسری نظر سے پڑھنے پر بھی ہر ایک انصاف پسند سنسکرت داں مان لیگا۔ کہ پروفیسر صاحب ویدوں کے سمجھنے کی لیاقت ہرگز نہیں رکھتے۔ لیکن ہمیں ان ہر دو دوانوں کی طرف زیادہ تر متوجہ ہونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور نہ ان دیگر اینگلو انڈینز کا نام معرض بحث میں لانے کی ضرورت ہے۔ جو کہ تلسی داس کی راماین کی خوبیوں سے اگر اوپر اٹھتی بھی ہیں۔ تو پرانوں پر ہی اپنی تفتیش کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ لیکن ایک صاحب جنسے زیادہ واقفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی۔

رالف ٹی۔ ایچ گرفتھ صاحب سابق پرنسپل بنارس کالج۔ ان صاحب

بہادر کا نام نامی رالف ٹی۔ ایچ گرفتھ ایم۔ اے ہے۔ یہ صاحب اس زمانہ میں بنارس کالج کے پرنسپل تھے۔ جبکہ ہم وہاں پڑھتے تھے۔ ہمیں زبان انگریزی میں انکی شاگردی کا فخر ہے۔ بروقت پنشن یاب ہونے کے گرفتھ صاحب ممالک مغربی و شمالی کے سررشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر تھے۔ ہم نے انکا بنایا ہوا بالمیکی رامائن کا انگریزی نظم میں ترجمہ بارہا پڑھا۔ اور ہر بار انکی شاعرانہ لیاقت کی داد دی۔ رامائن کا بامحاورہ لیکن لفظی ترجمہ کرنے کا کام گرفتھ صاحب کے دماغ کی نزاکت کا شاہد ہے۔ لیکن شاعری اور شے ہے۔ اور اعلیٰ روحانی رازوں کا سمجھنا امر دیگر ہے۔ دنیاوی شاعروں کی نگاہ میں جو صورتیں پاکیزہ سمجھی جاتی ہیں۔ آتمک نگاہ ان سے بیزار ہوجاتی ہے۔ اس سچائی کو نہ سمجھتے ہوئے گرفتھ صاحب نے اتھروید کے انگریزی ترجمہ کا آرنبھ کر دیا۔ جیسے کہ انہوں نے ختم کر کے ۱۸۹۵ء میں چھپوا بھی دیا۔ اس وقت تک مکمل اتھروید کا ترجمہ انگریزی تو کیا کسی زبان میں موجود نہیں ہے۔ گرفتھ صاحب کے دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پروفیسر دہٹنی مرحوم اتھروید کا مکمل ترجمہ معہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنے نوٹوں کے کر کے چھوڑ مرے ہیں لیکن وہ ترجمہ ابتک شائع نہیں ہوا۔ جہاں ابتک رگوید کا ترجمہ کرنے میں سائنیا چاریہ کے بھاشیہ سے بہت کچھ مدد میکس میولر اور دیگر یوروپین سنسکرت دانوں نے لی۔ اور جہاں یجو اور سام کے ترجموں کے لئے مہیدہر سائن اور اوبٹ سے بہت کچھ مدد لیجا سکتی ہے۔ وہاں اتھروید کے ترجمہ کے لئے کوئی بھی سامان موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم جہاں پروفیسر میکس میولر کو یوروپین سنسکرت دانوں کا قایم مقام قایم کر کے انکی بھومکا کی پڑتال کر چکے ہیں۔ اور اب آئندہ میں انکے رگوید بھاشیہ کی پڑتال کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہاں مسٹر گرفتھ کی دعاوی کا امتحان کر کے انکے ترجمہ کو جانچنا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

مسٹر گرفتھ کی لیاقت انکے دیباچہ سے ہی ظاہر ہو رہی ہے۔ شروع دیباچہ میں وے یوروپین سنسکرت دانوں کی پیروی کرتے ہوئے اتھروید کو بہت نزدیک کے زمانہ کی تصنیف بتلاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے اتھرو شبد کا۔ اتھرو رشی پر اطلاق کر کے اتھروید کو جادو کے منتروں وغیرہ کا مجموعہ بتلاتے ہیں۔ اور انکے بنانیوالے اتھرو اور انگرا کے خاندان کو ظاہر فرماتے ہیں۔ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں۔ کہ یوروپین محقق بوجہ اس خاص تعلیم کے جو کہ انہیں ہر ایک قوم کے وحشیانہ زمانہ کی تحقیقات کی طرف رجوع کرتی ہے۔ ویدوں کی آپتتی کے مسئلہ کو انصاف سے حل نہیں کر سکتے۔ اور اس لئے گرفتھ صاحب کی یہ تحریر بھی قابل معافی ہے۔ مسٹر گرفتھ کا دیباچہ چونکہ کسی نئی اختراع کا دعوی نہیں کرتا۔ اسلئے پروفیسر میکس میولر کے دیباچہ کی طرح اسکی مفصل پڑتال کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں ایک دعوی صاحب موصوف کا قابل پڑتال ہے۔ وہ اپنے دیباچہ کے صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں

اس عجیب مختلف القسم مصالحہ بھر کے اجتماع میں بہت حصہ کسی قدر مبہم ہے۔ بہت حصہ ممتنع الفہم ہے۔ بہت حصہ بشدت تھکانے والا ہے۔ اور بہت سا حصہ یوروپین مذاق کے لئے زبون اور قابل نفرت ہے۔ ہم اسجگہ مسٹر گرفتھ کے اس الزام کا لفظی جواب دینا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں چاہتے۔ البتہ انکے ترجمہ کی پڑتال کرتے ہوئے دکھلائیں گے کہ ویدوں کے صاف معنوں کو اگر مبہم اور ناقابل فہم بنایا تو انہوں نے۔ اگر بعض حصے تعجب کرانے والے ہیں تو اسلئے کہ انکی خوبصورتی کے دیکھنے کے یوروپین آنکھیں ناکارہ ہیں۔ اور اگر چند ایک حصے یوروپین مذاق کو قابل نفرت نظر آتے ہیں۔ تو دو حالتوں سے خالی نہیں (۱) یا تو یوروپین مذاق ہی یوروپین تہذیب نے بگاڑ دیا ہے۔ اور (۲) یا مترجموں نے عمداً ویدمنتروں کے آشے کو نفرت انگیز بنا دیا ہے۔ تاکہ عیسائی مردم پرستی کی تاریک تعلیم میں پھنسے ہوئے یوروپین مرد اور عورت کہیں آریہ ورت کی گری ہوئی پرجا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنیکے لایق نہ ہو جائیں۔

پوراِنک ہندو پنڈتوں کی کوششیں۔ پورانک پنڈتوں کی لیاقت کی نسبت بحث کرنیکی ہمیں کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ وے یوروپین سنسکرت دانوں کی طرح کسی قسم کے نئے اور عجیب مسائل اختراع کرنیکے عادی نہیں ہیں۔ انکی نیت کی نسبت صرف چند ایک الفاظ کافی ہیں۔ جب تک کہ مہرشی دیانند کا مشہور شاستر ارتھ کاشی کے پنڈتوں سے نہیں ہوا تھا۔ تب تک ہر ایک پورانک یہی مانتا تھا کہ ویدوں میں مورتی پوجا کا نشان ہونا ناممکن ہے۔ لیکن جبکہ یوگی دیانند کے زبردست پرچار سے صدیوں سے جہالت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہندو بھی مورتیوں کے جل میں پرواہ کرنے لگ گئے۔ تب پورانک پنڈتوں کی آنکھیں کھلیں۔ انہوں نے دیکھا کہ سائنؔ۔ مہیدہر اور اوبٹ باوجود ویدوں کا پوران سمت ارتھ کرنے کے بھی مورتی پوجا کی صاف آگیا ویدوں سے نہ نکال سکے۔ اور نہ کوئی غیر مشتبہ ارتھ اوتاروں کی نسبت جتلا سکے۔ تب ان میں سے دو ایک باحوصلہ پنڈتوں نے سائنؔ وغیرہ کو بھی جواب دیکر ویدمنتروں کے تیسری قسم کے نئے ارتھ کرنے شروع کئے۔ ان پنڈتوں میں سے باوجود گمبھیر ودوان ہونے کے بھی کاشی آدی کے ودوانوں نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نیا وید بھاشیہ بنانے کا ساہس نہ کیا۔ صرف آگرہ نواسی پنڈت جوالا دت بھارگو نے برمھ بھاشیہ نام رکھکر یجر وید اور سام وید کے ترجمے شائع کئے ہیں جنکی پڑتال کہ ہم مناسب موقع پر کرکے اپنے ناظرین کو دکھلائیں گے۔ کہ سوارتھ منشیوں کو خواہ وہ ودوان ہی کیوں نہوں، کہانتک گرا دیتا ہے۔ پیارے ناظرین! ہم نے یہاں تک صرف ویدوں کے نئے مفسروں کی لیاقت اور انکے ترجموں کے محرک اسباب کی پڑتال کی ہے۔

براچین بھاشیہ ویدوں کا کوئی موجود نہیں ہے۔ صرف ویدانگ موجود ہیں جو کہ ہر ایک وید بھاشیہ کے پرکھنے کے لئے نایاب کسوٹی کا کام دیتے ہیں۔ زمانہ درمیانی کے مفسروں کی پڑتال ہم نے ابتک نہیں کی ہے۔ اور نہ ہی انکی تصانیف کی پڑتال کا یہ موقعہ تھا۔ کیونکہ انکے محرک اسباب ان سے کچھ مختلف ہی تھے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم انکی طرف رجوع ہوں۔ اور اس کے بعد وید ارتھ کے قواعد کو سلسلہ اور تفصیل کے ساتھ بیان کریں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ میکس مولر۔ گریفتھ اور جوالا دت بھارگو کے ترجموں اور تفسیروں کا امتحان کریں تاکہ ہمارے ناظرین کو اپنے لئے خود نتیجہ نکالنے کا موقع ملے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پروفیسر میکس میولر کے ترجمہ اور تفسیر کی حقیقت

ہم پہلے لکھ چکے ہیں[1] کہ پروفیسر میکس میولر نے رگوید کی موجودہ ترتیب کو بدل کر اپنا مطلب سدہ کرنیکے لئے ایک نئی ترتیب گھڑ لی ہے۔ ہم نے تھا شکتی یہ بھی سدہ کر دیا ہے کہ یہ حوصلہ پروفیسر صاحب میکس میولر کو صرف ویدانگوں کو نظر انداز کرنیکی وجہ سے ہوا۔ ورنہ ان کی اپنی بیہودگی کا خود بخود علم ہو جاتا۔ اب ہم پروفیسر صاحب کے اس ترجمہ کی پڑتال کرتے ہیں۔ جو کہ انہوں نے اپنے قائم کردہ اصول کے مطابق کیا ہے۔

پروفیسر صاحب چونکہ رگوید کے منتروں کو صرف ان بھجنوں کا مجموعہ سمجھتے ہیں جو کہ وحشی ویدک رشیوں نے اگنی۔ ہوا۔ پانی۔ بادل وغیرہ کی تعریف میں بنائے تھے۔ اور جنہیں گا کر وہ وحشیوں کی طرح ناچا بھی کرتے تھے۔ اسلئے انہوں نے ایک ایک دیوتا کی تعریف میں جسقدر بھجن اپنی رائے میں معلوم کئے ایک جگہ جمع کر کے انکا ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ اپنی رگوید سمہتا نامی کتاب کی پہلی جلد میں انہوں نے وہ تمام سوکت جمع کر دئے جو کہ انکی رائے میں مروت نامی دیوتوں کی تعریف میں لکھی گئی ہیں۔ ہم بلا کسی اور حاشیہ کے اب پروفیسر صاحب کے ترجمہ کی مفصل پڑتال کرتے ہیں۔

رگوید منڈل اول سوکت ۶[2]

(۱) واضح ہو کہ اس سوکت کے منتر ۱ سے ۳ تک کا دیوتا اندر ہے منتر ۴ و ۶ و ۸ و ۹ کے دیوتا مروت۔ منتر ۵ اور ۷ کا دیوتا مروت اندر اور منتر ۱۰ کا دیوتا صرف اندر ہے۔ پس اس سوکت کا دیوتا کیول مروت نہیں ہے۔

(۲) مروت کا ترجمہ میکس میولر نے آندھی کا دیوتا۔ یا آندھی کا (Storm) گاڈ کیا ہے۔

---

[1] دیکھو صفحہ ۸۷ [2] مراد رگوید کے سوکتوں سے ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۳) میکس میولر نے اپنے اس ترجمہ میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ کس پد کے کیا ارتھ کئے گئے ہیں لیکن منتروں کے پدوں کے ساتھ ترجمہ کو ملا کر اس بات کا پتہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے

منتر ا

युंजन्ति ब्रध्नमरुषं चरन्तं परि तस्थुषः ।

रोचन्ते रोचना दिवि ॥१॥

میکس میولر کا پد پاٹھ

دو ینجنتی - بردھنم ارشم چرنتم پری تسھتوشہ روچنتے روچنا دوی

(۱) اس منتر پر نوٹ اول صفحہ پر میکس میولر لکھتے ہیں " شاعر طلوع آفتاب کے بیان کو کسی قدر یکایک شروع کرتا ہے۔ اندر بمنزلہ روشن دن کے لیا گیا ہے جس کا گھوڑا کہ سورج ہے۔ اور جسکی ہمراہی مروت کہ آندھی کے دیوتا ہیں "

اس منتر میں پروفیسر صاحب نے (अरुषम) اروشم کے معنی گھوڑا لئے ہیں یہی نہیں بلکہ اس کو سرخ گھوڑا بیان کیا ہے۔ یہ انکی صرف بڑی بھاری غلطی ہی نہیں بلکہ ویدانگوں سے ناواقفیت کا بھی ثبوت ہے۔ اس معنی میں جو غلطیاں پروفیسر صاحب نے کی ہیں انکو ہم ذرا مفصل طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ انہوں نے اسکے معنی کرنے میں قریباً ۲ صفحہ سیاہ کئے ہیں

(۲) (میکس میولر) " اروشہ (अरुषः) جسکے اصلی معنی سرخ کے تھے۔ گھوڑے یا طلوع آفتاب کے خاص (روڑہی) نام کے لئے مستعمل ہوتا ہے "

(۳) وہاں

अरुषमिति रूपनाम सपठितम् ॥

دیکھو نگھنٹو کوش - ادھیائے ۳ کھنڈ ۷ "

" اروشم - روپ کے معنوں میں آتا ہے "

اسپر ٹیکا کرتے ہوئے پنڈت دیوراج بھی فرماتے ہیں،

नेघं:
अरुषम्। व्यारत्याषा नामसु अरुषीत्य
त्रआरोचते।।

"اروشم- اس کی ویاکھیا- اوشا کے ناموں میں بطور اروشی کے کردی ہے"
اس جگہ اسکے معنے پرکاش کے آئے ہیں۔

اب دیکھئے لفظ اروشی - نگھنٹو ادھیاے ا کھنڈ ۸ میں (ऊषा) اوشا کے معنی میں آیا ہے۔ اس پر پنڈت دیوراج فرماتے ہیں۔

अरुषी। ऋ सृगतौ जुहोत्यादिः -- ऋ गतिप्रापणयोः भ्वादिः। ऋनहि म्यामुषन्। पिप्पन्यादेराकृतिगणत्वादीकारः। इयर्त्ति गच्छतिवादित्योदयेनान्तं प्रतिदिनम् प्रापयतिवा- स्तोतॄन् एश्वर्यादि। यद्वा- आङ्पूर्वात् रुचदीप्तौ-इत्य- स्मात्बा हुलकात्उषच टिलोपः आङे। ह्रस्वश्च - आरोचते-अरुषी। यद्वा अरुष मितिरूपनाम- सामर्थ्यादत्रशुक्लवर्णा अरुषा।।

اس جگہ پنڈت دیوراج نے صاف ثابت کردیا کہ چونکہ اروشم کے معنی روپ کے ہیں۔ اور اوشا میں روشنی کا سفید روپ ہوتا ہے۔ اسلیئے اسکا نام اروشی ہوا۔

ہم نے (अरुषम) اروشم شبد کے مختلف روپ لیکر نروکت کا رکھے گئے ہوئے ارتھ اپنے ناظرین کے روبرو پیش کردئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ (अरुषम) روپ کے معنوں میں آتا ہے۔ اور اسی لئے اس کا صیغہ تانیث اوشا (उषा) کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ کیونکہ اوشا اس دائرہ روشنی کو کہتے ہیں جو کہ طلوع آفتاب سے ذرا پہلے دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسے عام محاورہ میں پوپھٹنا کہا جاتا ہے۔ وہاں روشنی

کا رنگ سفید ہونے کی وجہ سے اروشی دیا گیا ہے۔ اور یا سرخ رنگ کے لئے بھی یہ لفظ بطور صفت کے آجاتا ہے۔ نروکت یا دیگر کسی ویدک کوش (لغات) میں اروشم یا آرش کے معنی گھوڑے یا سرخ گھوڑے کے نہیں کئے ہیں۔ البتہ سورج کی صفت میں یہ لفظ بعض جگہوں میں مستعمل ہوا ہے۔

رنگ سرخ کے معنوں میں جہاں یہ لفظ آیا ہے ان منتروں کا حوالہ دیتے ہوئے پروفیسر میکس مولر رگوید منڈل ۷، سوکت ۹۷ منتر ۵ کا حوالہ دیتے ہیں وہاں حسب ذیل پد آیا ہے

तं शग्मासो अरुषासो अश्वा

یہاں اروشم کا صیغہ جمع اروشاسہ اور اشو کا صیغہ جمع اشواہ آیا ہے۔ اشواہ کے معنی ہیں گھوڑے۔ اگر اروش کے معنے سرخ گھوڑے کے ہوتے تو یہاں اشواہ زاید شبد لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح پر جس قدر پرمان پروفیسر صاحب نے دے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ کہیں سرخ اور کہیں سفید رنگ کے معنوں میں اروش شبد آیا ہے۔ کہیں بھی سرخ گھوڑے کے معنوں میں نہیں آیا۔ پس اروش کے سیدھے معنی سوریہ (آفتاب) کے ہیں۔ اور پرماتما پران وایو کے معنوں میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ روپ والوں کو شانتی دینے والے منسا سے رہت یہی دونوں ہیں۔

(۳) ब्रध्न - بردھنم۔ اس کے ارتھ میکس مولر نے روشن کے کئے ہیں۔ لیکن نروکت نگھنٹو کے پہلے ادھیائے کے کھنڈ ۳ میں یہ شبد مہت (महत) ارتھ میں آیا ہے جس کے معنی بڑا بزرگ ہیں۔ نیز نروکت و نگھنٹو کے پہلے ادھیائے چودھویں کھنڈ میں گھوڑے کے معنوں میں یہ شبد لایا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اروش کے معنی جو روشن کے تھے وہ پروفیسر صاحب نے بردھن سے تبدیل کر دئے۔ اور اس تبدیلی کو محسوس بھی نہ کیا۔ افسوس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اس قدر بھی شبد ودیا سے واقفیت نہیں۔ وہ ویدوں کا ترجمہ ہی صرف کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ویدانگ کا رشیوں کو سبق دینے کی ڈینگ بھی مارتے ہیں۔

بس (मघवन्) بروشم کے معنی مہان پریشور کے کرنا اسجگہ درست ہے۔

(۴) (चरन्तम्) چرنتم کے معنی پروفیسر صاحب نے حرکت کرتا ہے کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی فقرہ درآنحالیکہ جوڑ رکھا ہے۔ درآنحالیکہ وہ حرکت کرتا ہے لیکن اس کے معنی چلنے والا یا جاننے والا کئے ہیں۔ بس سارے سنسار میں چلنے والے یعنی ہر جگہ موجود یا سب کے اندر کی جاننے والے ویاپک پرماتما کے لئے یہ پد آسکتا ہے۔

(۵) (परितस्युषः) پری تستہوشہ کے معنی میکس میولر کرتے ہیں وہ ڈبے جو کہ اس کے ارد گرد کھڑے ہیں، گویا پری (परि) کے معنی ارد گرد کے کئے ہیں۔ اور انہیں فرضی ارد گرد والوں کو "روشن سرخ گھوڑے"، کو جوڑنے والا قرار دیکر (युंजन्ति) کا فاعل بنایا ہے۔

اب دیکھیے مہرشی دیانند کے ارتھ

परि = सर्वतः ।। तस्थुषः = तिष्ठन्तीति तान् सर्वान स्थावरान पदार्थान् मनुष्यानवात् स्थुष इति मनुष्य नाम सपठितम ।।

رگنگھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۳)

پری کے معنی سب جگہ اور تستہوشہ کے معنی وہ جو کل ساکن جگت یا منشوں میں بھرپور ہو رہا ہے۔ تستہوش کے معنی منشیہ (انسان) کرنے کے لئے مہرشی دیانند نے نگھنٹو کا پرمان دیدیا ہے۔

(۶) (युंजन्ति) یُنجنتی کے معنی میکس میولر نے گھوڑا کسنے (harness)

یعنی گھوڑے پر ساز ڈالنے کے لئے ہیں۔ لیکن اس کے سیدھے معنی جوڑنے کے ہیں۔ چنانچہ جہاں پرماتما میں من اور اتما کو جوڑنے کی ہدایت ہے۔ وہاں بھی شبد استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ حسب ذیل منتروں سے ظاہر ہے۔

युंजते मन उत युंजते धियो — وغیرہ

(رگوید اشٹک ۴ ادھیائے ۴۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۱)

युञ्जानः प्रथमं मन स्तत्त्वा यस विताधियम्।

(یجروید ادھیائے ۱۱ منتر ۱)

اور یجروید کے اسی ادھیائے کے منتر سے ۵ تک بھی ملاحظہ طلب ہیں۔ ان سب میں من اور بدھی وغیرہ کو پرماتما میں جوڑنے کی ہدایت ہے۔

پس (युंजन्ति) یُنجنتی۔ شبد کو گھوڑے پر ساز ڈالکر بگھی یا رتھ میں جوڑنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۷) (दिवि) دِوی کے معنی آسمان کرنے میں میکس میولر نے بائیبل میں پڑھا ہوا آسمان کا خیال باندھا ہے لیکن دِوی کے معنی پرکاش کے سوائے اور کچھ نہیں اور پرکاش یعنی تیج اگنی کا گن ہے۔ نہ کہ آکاش کا جس کا گن کہ شبد ہے۔ پرکاش کا روپ سے تعلق ہے۔ اور آکاش اروپ ہے۔ اور اس لئے پرکاش کا کوئی سمبندھ آسمان سے نہیں ہے۔ اور نہ آسمان سے وید کا مصنف واقف۔ اور نہ نیلے رنگ کو آسمان سمجھتا۔ بلکہ آکاش (خلا) کی ماہیت کو جاننے والا عالم ہے۔ اسلئے (दिवि) کے معنی سورج وغیرہ روشن پدارتھوں میں یا روشن پرماتما میں کرنا ٹھیک ہے

(۸) (रोचना) اور रोचन्ते کے لفظی معنی ٹھیک ہیں۔

(۹) اسی منتر کی تفسیر شت پتھ براہمن کے تیرہویں کانڈ میں اسی طرح

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر کی گئی ہے جسطرحپر کہ مہرشی دیانند نے بالتفصیل ظاہر کی ہے۔

ہم مہرشی دیانند اور میکس میولر کے ترجموں کو پہلو بہ پہلو لکھ دیتے ہین۔ تاکہ مقابلہ سے ہمارے ناظرین کو دونوں کی معقولیت کا اندازہ کرنیکا موقع ملے۔

نتیجہ

دیانند	میکس میولر
"جو انسان کہ) اُس مہان پرمیشور کو جوکہ منشا رہت سکھ دینے والا سب جگت کو جاننے والا۔ اور سب چر اور اچر جگت مین بھرپور ہو رہا ہے۔ (اوپاسنا یوگ دوارا) پراپت ہوتے ہین۔ وے اُس پرکاش سوروپ پرماتما مین گیان سے پرکاشت ہوکر (آنند دھام مین) پرکاشت ہوتے ہین۔"	"ڈے جوکہ اسکے ارد گرد کھڑے ہین۔ وہ انکو (جبکہ) وہ حرکت کرتا ہی۔ روشن سرخ گھوڑے کو کستے ہیں۔ آسمان مین روشنی چمکتی ہے۔"

اخیری نوٹ: سورج کے متعلق بھی یہ منتر لگ سکتا ہی۔ کیونکہ ہرایک وید منتر پارمارتھک پدارتھ ودیا سمبندہی اور دیوہارک ہر سہ معنوں مین ارتھ دیتا ہے۔ جس کا مفصل ذکر ہم ویدارتھ کرنے کے قاعدے بتلاتے ہوئے کرینگے۔ اسجگہ سوامی دیانندجی نے پرمارتھ سمبندہی معنی لکھے ہین۔ سائنیا چاریہ نے سورج سمبندہی معنی لکھتے ہوئے شبدوں کے ارتھ سوامی دیانند کے قریباً مطابق کئے ہین۔

منتر ۲

युंजन्त्यस्य काम्या हरी विपक्षसा रथे। शोणा धृष्णू नृवाहसा॥

میکس میولر کا پدپاٹھ

یونجنتی۔ اسیہ۔ کامیا۔ ہری (اتی) وپکھشا۔ رتھے۔ شونا۔ دھرشنو (اتی) نرِی۔ واہا॥

(۱) یُنجنتی (युञ्जन्ति) میکس میولرنے اِس پد کا ترجمہ کیا ہے۔ "ساز ڈالتے ہین"
اور اپنی طرف سے لفظ وے زائد کر دیا ہے۔ ہم پہلے ظاہر کر چکے ہین کہ ساز ڈالنے کا خیال
اِس پد کے ساتھ بیجا جوڑ اگیا ہے۔ اصل معنی اِس پد کے جوڑنے کے ہیں۔ سوامی دیانند اِس پد
مین (बहुलम्) والا سوتر لگا کر (लट्) لٹ کو (लोट्) لوٹ ارتھ مین لیا ہے۔ یعنی
روپ بدلکر (युञ्जन्तु) یُنجنتو ہوا معنی جوڑین بد"۔

(۲) اسیہ (अस्य) معنی اِس یہاں اِس سے میکس میولرنے اندر مراد لی ہے۔ وہ
اپنے نوٹ مین فرماتے ہین "گو کوئی نام نہیں دیا گیا۔ تاہم ضمیر Pronoun
اسیہ صاف طور پر اندر سے نسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ وہی ہے جس کی ملکیت کہ دو گھوڑے
کہے گئے ہین۔ اِس لئے دوسرا منتر بھی اندر کو ہی خطاب کیا گیا سمجھا جائیگا۔ نہ کہ سورج
یا صبح کی سُرخی کو جو کہ بطور گھوڑے کے پہلے منتر مین کہی گئی ہے"۔

پروفیسر میکس میولر کے اِس دعویٰ کی بنیاد ہم پہلے منتر کے ارتھوں کی پڑتال کرتے ہوئے
غلط ثابت کر چکے ہین۔ اور دکھلا چکے ہین۔ کہ اروشم (अरुषम्) کے معنی سُرخ گھوڑا
ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پھر جب بنیاد ہی غلط ہے۔ تو اُس پر اٹھائی ہوئی کُل عمارت بھی ایک
وہم سے بڑھکر نہیں ٹھہرتی۔

سوامی دیانند جی پروفیسر میکس میولر کے اِس نوٹ پر اپنے رگوید بھاشیہ کے
صفحہ ۷۹ پر فرماتے ہین:۔

"یہ اُنکا ارتھ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ (اسیہ) اِس پد سے بہو تک جو سوریہ اور اگنی
ہین۔ انہیں دونوں کا گرہن ہے۔ اور (اسیہ)
یہ شبد پرتیکش (ظاہر) ارتھ کا واچی ہونے سے سوریہ آدی پرتیکش
پدارتھوں کا گراہک ہوتا ہے۔ ان دیگر وجوہات سے میکس میولر کا
ارتھ سچا نہیں ہے"۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) (कामया) کامیا کے معنے میکس میولر نے پسندِ خاطر۔ عزیز کئے ہیں۔ اسکے اصل معنی ہیں۔ کامنا (خواہش) کرنے کے لایق۔ پروفیسر میکس میولر پسند خاطر کی نسبت اندر سے کرتے ہیں۔ لیکن سوامی دیانند نے اِسے عوام سے منسوب کیا ہے۔ کیونکہ جب اندر سے ایسی ہی کوئی نسبت نہیں ٹھہرتی۔ تو پھر کامیا کا تعلق اُس سے کیا ہو سکتا ہے۔ پس کامیا کے معنے ہوئے۔ سب سے خواہش کئے جانے کے لایق"

اس منتر میں بار بار اندر کے راگ پروفیسر میکس میولر نے اس لیے گائے ہیں۔ کہ وہ وید کے دیوتا کی ماہیت کو نہیں سمجھے۔ اس منتر کا دیوتا اندر ہے۔ اور پروفیسر صاحب دیوتا سے مراد وہ خاص کا ڈ لیتے ہیں جسکی تعریف میں کہ بقول اُنکے منتر کہا گیا ہو۔ لیکن ہم باب اول میں پروفیسر صاحب کے دعادی کی ادھیڑ بُن کرتے ہوئے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ نروکت کار اور دیگر رشیوں کی رائے کیمطابق وید منتر کے دیوتا سے وہ خاص مطلب مراد ہے جسکا ظاہر کرنا اُس منتر کے منتر درشٹا رشی کا مقصد تھا۔ چنانچہ اس منتر میں پردہاں معنی اندر کے ظاہر کرنے مقصود ہیں۔ اب پرماتما اور سوریہ دونو کیلیئے نگم یعنی ویدک لٹریچر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پس اِس منتر میں سوریہ کے اوصاف کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور اسی لیئے اِس منتر کا دیوتا اندر ہے۔

(۴) (हरी) ہری۔ اِس شبد کے معنی دو کمیت گھوڑے پروفیسر میکس میولر نے کئے ہیں سائن سے اختلاف کا دعویٰ کرتے ہوئے اور اُسکو غلط ظاہر مانتے ہوئے بھی افسوس کہ پروفیسر صاحب ہر ایک مشکل لفظ کے معنی کرتے ہوئے اُسی سائنیا آچاریہ کی شرن میں آن گرتے ہیں سائنیا چاریہ نے اپنے بھاشیہ میں لکھا ہے۔

इन्द्रसंबन्धि नोर श्वयो हरि नाम त्वम्

"اندر کے متعلق گھوڑوں کا نام ہری ہے"

(हरी) ہری شبد اسجگہ دو بچن یعنی صیغہ تثنیہ ہے۔ اسکا روپ صیغوں کے لحاظ سے حسب ذیل بدلتا ہے۔

صیغہ واحد (एक वचन) ہری (हरि:)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صیغہ تثنیہ (ہری) द्वि वचन (हरी

صیغہ جمع (ہریہ) बहुवचन हरय:

ان مختلف شکلوں میں ویدانگ جو جو معنی اس لفظ کے قایم کرتے ہیں۔ ان کی ہم مفصل پڑتال کرینگے
واضح ہو کہ (हरि :) شبد (हृ) دھاتو سے بنا ہے جسکے معنی کے لیئے دیکھو دھاتو پاٹھ
بھوادی گن۔

سویکار (قبول کرنا) ۔

हृ • स्वररो

پس معلوم ہوا کہ جس مصدر (دھاتو) سے لفظ ہریہ بنا ہے۔ وہ قبول کرنے کے معنوں میں آتا ہے
اب دیکھنا یہ ہے۔ اُنادی کوش उणादि कोश میں ہریہ شبد کے ارتھ کیا کئے ہیں

हरतीति हरि:॥

(دیکھو اُنادی کوش پاد ۴۔ سوتر ۱۱۹)

"جو ہرنے والا ہو اُسے ہری کہتے ہیں۔"

یہ تو شبد کے یوگک معنے ہوئے۔ اب آگے چلکر اُنادی کوش والا لکھتا ہے۔ کہ ان اصلی معنوں
کے علاوہ یہ شبد بلحاظ اپنے مصدری معنوں کے کن کن چیزوں کیلیئے استعمال کیا جاتا ہے۔

सर्पो मण्डूकोऽश्व: सिंह: सूर्यो वा॥

"سانپ۔ مینڈک۔ گھوڑا۔ شیر اور سورج کے لیئے بھی یہ شبد استعمال کیا جاتا ہے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان پانچ کے لیئے جہاں ہریہ شبد استعمال کیا جاتا ہے
وہاں اپنے مصدری معنوں کے لحاظ سے جس چیز کے لیئے استعمال کرنے کی ضرورت ہو
اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

اب ہم ہری (हरी) شبد کی پڑتال نروکت سے کرتے ہیں۔ (نگھنٹو) نروکت ادھیائے اول۔
کھنڈ ۱۵ میں دس پد دیئے ہیں جنمیں سے اسجگہ دو پد بڑے ضروری ہیں۔

(۱) हरी इन्द्रस्य - (۲) हरित आदित्यस्य

الف (ہری اندرسیہ) ب (ہرت آدتیہ)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

الف- اندر کے ہری- (ہری اندر سیہ) اِن الفاظ سے ہی دھوکہ کھاکر سائینا چارج نے اندر کے دو گھوڑوں کا نام ہری بتلایا ہے- گویا ہری کو ایک روڑھی مصنوعی لفظ اندر کے گھوڑوں کا نام واجی بنالیا ہے- لیکن یہ اُن کی بڑی بھاری غلطی ہے- کیونکہ اِس پیندرہ کھنڈ کے دسویں پد کھہ کرند کت کار فرماتے ہیں-

इतिदशाऽऽ द्दिष्टोप योजनानि ॥

"یہ دس اُدِشٹھ اُپ یوجن کیلئے ہیں" یعنی جو مطلب اِنکی معرفت خاص موقع پر ظاہر کرنا ہو اُس اظہار کے لیئے ہیں۔

پس صاف معلوم ہوا کہ اِندر کیساتھ ہری شبد لانیکا مطلب یہ ہے کہ اندر کے جن خاص ذو باہمی متعلق و صفوں کا اظہار مطلوب ہو- اُنہیں ہم ہری شبد سے ظاہر کرسکتے ہیں- بشرطیکہ ہرِ دھ شبد کے مصدری معنوں کے انکول خیال ہو-

ہمارے اِس دعویٰ کی پشٹی اِسی کھنڈ کے تیسرے کھنڈ سے ہوتی ہے- کہا گیا ہے- کہ ہرِت آدیت یعنی آدیتہ (سورج) کا ہرِت- اب ہرِت بھی اُسی (ہرِ) دھاتو سے بنا ہے جس سے کہ ہرِ یہہ شبد بنا ہے- چنانچہ اُناوی کوش میں ہرِت شبد کے ارتھ حسب ذیل کئے گئے ہیں

इहरीत रहरगा ति द्रव्यमि ति हरित-दिक
वरी स्हरा मश्व वि शे षो वा—

"وہ گرہن کرے- درب (اشیاء) کو جو اُسے ہرت کہتے ہیں- دِشا- ورن- ترن (تنکا) گھوڑا- وشیش ان کے لیئے بھی استعمال کیا جاتا ہے"

یہاں صاف معلوم ہو گیا کہ ہرِت بھی آدیتہ یعنی سورج کے اُن گنوں کو ظاہر کرنے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے- جو کہ اُسکے مصدری معنوں کے وِپریت نہ ہو-

اب سوال یہ ہے- کہ جب ہریہہ اور ہرِت دونوں کے معنی گھوڑا بھی ہو سکتے ہیں- ہری کے معنی اِندر کے دو گھوڑے کرتے ہو- تو ہرِت کے معنی بھی آدیتہ یعنی سورج

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا گھوڑا ہونے چاہئین۔ لیکن ہم نروکت کے پرمانوں سے دکھلائین گے۔ کہ ہرت کے معنی سورج کی کرنوں کے عموماً گئے لئے ہین۔ چنانچہ نروکت ادھیاے ۴۔ پاد ۲۔ کھنڈ ۲۴ مین ہرت سورج کی کرنوں کے معنی مین آیا ہے۔

پھر نروکت ادھیاے اول کھنڈ ۱۴ مین بھی کرنوں کے معنی مین آیا ہے۔

یہاں ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے۔ اندر کے معنی سورج ہم ثابت کرچکے ہیں۔ اُسکے ساتھ ہری شبد کا استعمال صاف ثابت کرتا ہے۔ کہ اندر یعنی سورج کے جن باہمی متعلق دو صفات کا ذکر ہم اکٹھا کرنا چاہین۔ وہ ہری شبد سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اسی اصول کی پیروی کرتے ہوئے سوامی دیانند نے حسب ذیل ارتھ کیا ہے

हरणा हरणाँ वाक षणा वेगगुणौ

"سورج کے آکرشن رکشن اور ویگ دونوں گن و صف"

اسی پر کتاب شترپتھ براہمن (षड्विंशब्राह्मण) کے پرپاٹھک اول کھنڈ ا کا حوالہ بھی حسب ذیل دیا ہے۔

पूर्वपक्षा परपक्षौ वा इन्द्रस्य हरी ता
भ्यां हीदं सर्वं हरतीति

ہری شبد سے مطلوب معنی نکالنے کی اجازت صرف ایک دوجگہ ہی نہین دی گئی۔ بلکہ وید انگوں کا عمل بھی ایسا ہی ہا ہے۔ چنانچہ رگوید منڈل اول سوکت ۲۸ کے منتر ۷ مین لفظ ہری گرہستھ کے سمبندھ مین آیا ہے۔ اُس منتر کی ویاکھیا نروکت کار رشی نے ادھیاء ۹ پاد ۳ کے تیسرے کھنڈ مین کی ہے۔ وہاں ظاہر کیا ہے کہ हरी इव ہری اِوسے وہ چیزین سمجھ لو۔ جو کہ گرہستھ کے لیئے مفید اور ضروری ہوں۔ اور جن سے اُن درست کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الوکھل وغیرہ کا گرہن بھی اِس شبد سے ہو سکتا ہے۔

چونکہ اِس شبد کی جمع کے معنی بھی ہمین اصل مطلب سمجھنے مین بہت کچھ مدد دیسکیں گے۔ اِس لیے ہم دیکھنا چاہتے ہین۔ کہ نروکت کار نے ہرِ دھ کی جمع ھریہ کا کیا ارتھ کیا ہے۔ نروکت ادھیاء ۷ پاد ۷ کے پہلے کھنڈ مین رگوید کے منڈل ۲۔ ادھیاے ۳ ورگ ۲۳ کے منتر ۱

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی تشریح کرتے ہوئے اُسپر تفسیر لکھتے ہوئے یاسک منی ہری شبد کے معنی کرتے ہین

हरयः सुपर्णा हरणा आदित्यरश्मयः ।

پس صاف ثابت ہوگیا۔ کہ اِس شبد کے تینوں صیغوں کے معنی کیساتھ سورج کا بڑا بھاری تعلق ہے۔

(۵) وپکشسا विपक्षसा اور رتھے रथे اِن دونوں شبدوں کو ملا کر پروفیسر میکس میولر نے ایسے معنے کئے ہین۔ "رتھ کے ہر ایک طرف یا دونوں طرف" ہمیں تعجب ہے کہ وہ طرف کا خیال پروفیسر صاحب نے کہاں سے نکالا۔ وی (वि) کے معنی بید میں بہت سے مختلف قسموں کے ہیں خیال کے لیئے یہ ہرگز حد دو نہیں ہوسکتا سوامی دیانند اس شبد کے ارتھ کرتے ہیں

वी विविधा नियन्त्रकलाजलचक्रभ्रमणायुक्ता
"निपक्षांसि पार्श्वे स्थितानि यो स्तो।"

"مختلف اقسام کے بہت سے کلا اور جل کے چکر سے گھومنے والے پانکھ روپ پتیر ونسے یکت یعنی جسمیں بہت سی کلا بطریق پنکھڑیوں کے لگی ہوں۔ یہ توصفت ہوئی اُسکا موصوف رتھ ہے۔ رتھ کے مصدری معنی گاڑی نہیں ہین۔ چنانچہ سوامی دیانند نے اپنے بھاشیہ مین نرکت اور نگھنٹو کے پرمانوں سے ثابت کردیا ہے۔ کہ کلا یکت سواریوں کے رتھ شبد استعمال کیا جاتا ہے پس وپکشسا اور رتھ دونوں کے معنے ہوئے کلا یکت پتیر یکت سواری

(۶) شونا (शोणा) اور دھرشنو (धृष्णु) اِن دونوں کے معنی میکس میولر نے بھورا اور بہادر کئے ہین۔ گویا اندر کے دونوں گھوڑوں میں سے ایک کو بھورا کمیت قرار دیا ہے اور دوسرے کو بہادر کمیت۔ ہم پہلے ہی حیران تھے کہ کمیت رنگ کا ہری شبد سے کیا تعلق ہے اور سمجھ نہیں آتا تھا۔ کہ جب آنادی کوش مین ہری شبد کے زیادہ سے زیادہ معنی دو گھوڑے کئے ہین تو کمیت کا چست فقرہ پروفیسر صاحب نے کہاں سے جوڑ دیا۔ لیکن بہادر رنگ کو پڑھکر ہماری حیرانی بالکل دور ہوگئی۔ جب بھورا اور بہادر دو رنگ بن سکتے ہین۔ تو کمیت کا اپنی طرف سے جوڑ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دنیا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اب गोत्रा کے معنے یا چلنے کا ذریعہ کریجئے۔ یا اپنے اصلی روپ کے اظہار کر بولے کیجئے۔ دونوں بن سکتے ہیں۔ اور دھرشنو (धृष्णु) کے معنے درڑہ کے ہیں جس سے کہ پروفیسر صاحب نے یہ بہادر بنا لیا۔ لیکن درڑہتا کے خیال میں گو بہادری شامل ہے۔ تاہم بہادری کی نسبت یہ خیال زیادہ اعلیٰ ہے۔

(۷) نری واہسا नृवाहसा کے سیدھے معنی تو آدمیوں کو بچا کر پہنچانیوالا ہے۔ سائینا چاریہ نے بھی اسجگہ شبد کے اصلی معنی بدلنے کی کوشش نہیں کی۔ گو اُسپر اپنا حاشیہ چڑھا دیا ہے یعنی انسان کے صیغہ جمع یعنی انسانوں کو لیجانے۔ پہنچانیوالا نری واہہ مانا ہے۔ لیکن پروفیسر میکس میولر صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔

"جو کہ ہیرو (Hero) کو لیجا سکتے ہیں"

ہیرو کا لفظ انگریزی ہے۔ اس کے لئے بہادر۔ غازی مرد وغیرہ کے الفاظ انگریزی ہندوستانی ڈکشنریوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ پروفیسر صاحب چونکہ پراچین آریوں کو ایکدوسرے سے جنگ کرنے والے وحشی خیال کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اسکے اس مسئلہ کے قائل ہیں کہ آریہ[۵] ہندو جب ہندوستان کے اصلی باشندوں سے لڑتے رہے۔ اور اُسی لڑائی کے ذکر سے رگوید پُر ہے جو شخص کہ اس قسم کے تعصب کے اندر پلا ہو۔ وہ صیغوں کے ردوبدل میں بھی دریغ کیوں کرنے لگا ہے۔ لیکن ہم کہیں بھولے نہ ہوں۔ (बहुलम) بہولم والے سوتر بنی اور اچھے کہیں پروفیسر صاحب اُسی کے دام میں تو نہیں پھنس گئے!

نتیجہ

میکس میولر

دے جنگی رتھ کو جوڑتی ہیں
دونوں طرف اُس کے اندر کا
دونوں پسند خاطر عزیز

دیانند

رہے عالمو! سورج اور اگنی کے سب سے خواہش کئے جانے کے لائق۔ گمن کے ہیتو۔ درڑہ۔ مختلف کلا اور جل کے بیچ گھومنے والے پانچہ روپ نیتروں سے یکت انسانوں کو ایکجگہ

۵؎ یہ کھچڑی بھی عجیب ہے۔ سنسکرت آریہ کے ساتھ فارسی ہندو کا سماس بھی ایک لطف رکھتا ہے ۱۲

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کمیت گھوڑے۔ بھورا اور بہادر۔ جو کہ بہادر کو لیجا سکتے ہیں۔	دوسری جگہ اچھی طرح پہونچانے والے رتھوں یعنی گاڑیوں میں اگر تن اور دیگ (سورج اور اگنی کی دونوں تحکیوں) کو جوڑو یعنی کام میں لاؤ

منتر ۳

केतुं कृण्वन्नकेतवे पेशो मर्या अपेशसे। समुषद्भिर-
जायथा॥

میکس مولر کا ترجمہ

"دیکھتم۔ کرتون۔ اکیتوے۔ پیشہ۔ مریہ۔ اپیشسے۔ سم۔ اوشت۔ جہ اجا یہت۔"

(۱) سب سے پہلے اس منتر کا ترجمہ کرنے میں میکس مولر نے لفظ "تو" زاید کیا ہے۔ اور ظاہر یہ کیا ہے۔ کہ یہ منتر بھی اندر کی تعریف میں اُسی سے مخاطب ہو کر کہا گیا ہے۔ ہم اس خیال کا بیہودہ پن "دیوتا" شبد کی تشریح کرتے ہوئے ظاہر کر چکے ہیں۔ لیکن قطع نظر اسکے اگر "تو" کا لفظ زاید کر کے کل منتر کا خطاب اندر کی طرف کیا جاوے تو (मर्या:) مریاہ جسکے معنے ہیں۔ ہے منشیو! درمیان میں صرف فضول سا ہی معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ مطلب کو ہی خبط کر دیتا ہے۔ اس پریشانی کو کاٹنے کے لیے پروفیسر میکس مولر نے ایک عجیب چال چلی ہے۔ ہم اُنکے خیال کو انہیں کے الفاظ میں یہاں درج کرتے ہیں اور اپنے ناظرین کی توجہ اُن کی اصلی غرض سمجھنے کے لیے کھینچنا چاہتے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔

"سموشن" "مریاہ" جسکا ترجمہ کہ میں نے "اے آدمیو!" کیا ہے۔ ظاہرا بہت ہی ابتدائی زمانہ میں صرف ایک آواز نالہ رہ گئی تھی۔ ہمارے (اس) جملہ میں بھی یہ صاف ظاہر ہے

کہ شاعر کہیں خاص آدمیوں کی طرف مخاطب نہیں ہو رہا۔ کیونکہ وہ اندر کو خطاب کر رہا ہے اور نہ ہی مریاہ آدمیوں کے عام معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اسکے معنی ہیں غیر یا زیر اولاد یہ زیادہ تر مطابق کسی قسم کے حلف یا قسم کے معلوم ہوتا ہے۔ مثل لاطینی۔ سیرگل یا مطابق انگریزی کے "او دے۔ فرشتو" کے ہے۔ اور اسی لیئے یہ بطور رنپات کے واج سنہ پراتی شاکھیہ ادھیائے ۲ سوتر ۱۶ میں استعمال ہوا ہے۔ یقیناً یہ لفظ امر دتوں کو خطاب کیا ہوا نہیں سمجھا جا سکتا۔ گو دوسرے منتر کا مضمون مُردتوں سے تعلق رکھتا ہے اس تحریر سے پروفیسر میکس میولر کا یہ ثابت کرنیکا منشا ہے کہ جسطرح کہ دو زبان تقریر میں "بخدا" یا "انشاء اللہ تعالیٰ" یا "ہے دیو" وغیرہ جملے بولے جاتے ہیں جنکا خطاب کہ خاص طور پر کیسی طرف نہیں ہوتا۔ اسی طرح پر (मर्त्याः) مریاہ پد بھی بولا گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ منتر کی عبارت پروفیسر صاحب کے اس بیان کی تردید کرتی ہے۔ جبتک کہ حسب قول پروفیسر صاحب کے ایک نیا لفظ "تو" اس منتر کیساتھ نہ جوڑا جاوے اور خلاف قاعدہ ویدانگوں کے وید منتروں کے مخاطب خیالی دیوتا نہ ٹھہرائے جاویں۔ تب تک "مریاہ" پد کی نسبت اس قسم کی بحث کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بس پروفیسر صاحب کا دعوے ایک دوسرے ثبوت کا محتاج ہے جو کہ انہوں نے پیش نہیں کیا۔ اور اسلیئے یہ دعوے از سرتا پا غلط ہے۔ پروفیسر صاحب نے (मर्त्याः) شبد کے مطابق کوئی خاص انسان نہونیکی بابت ایک حوالہ بھی دیا ہے۔ اور حوالہ بھی ایسے گرنتھ کا جسکے ماہر ہونیکا کہ پروفیسر صاحب کو بڑا بھاری دعویٰ ہے۔

ہمارے ناظرین بھولے نہیں ہونگے کہ اپنی بنائی ہوئی بھومکا میں پروفیسر مہاشہ نے پراتی شاکھیوں کے قواعد کی نسبت بڑی بھاری بحث اٹھائی ہے۔ اور انہیں پراتی شاکھیوں کی شہادت پر پد پاٹھ کو قدیم قائم کر کے آپنے منتروں کا سمہتا پاٹھ لکھنا ہی گناہ سمجھا ہے۔ ان پراتی شاکھیوں میں سے پروفیسر صاحب اپنے دعوے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی تائید میں واج سنیہ پراتی شاکھیہ کے دوسرے ادھیار کا سوتر ۶ پیش کرتے ہیں پیش کیا کرتے ہیں۔ صرف اس کا ذکر کرکے کہتے ہیں۔ کہ اسی لئے یہ شبد (یعنی مریاہ) بطور نپات کے مستعمل ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب کی اس عبارت کا سوائے اسکے دوسرا مطلب کوئی نہیں نکال سکتا کہ چونکہ لفظ (مریاہ) اصل میں انسانوں کے خطاب کے معنوں میں کبھی نہیں آتا۔ اسلئے واج سنیہ پراتی شاکھیہ کے مصنف نے اسے نپات کے طور پر پیش کیا ہے۔ ہم کافی شہادت پیش کر چکے ہیں کہ پروفیسر صاحب نے ویدمنتروں کا مطلب نکالتے ہوئے نروکت۔ کلپ۔ شکشا۔ ویاکرن اور جیوتش کو بالکل نظرانداز کردیا ہے۔ آپ انگوں یعنی درشن شاستروں سے کوئی تعلق ہی نہیں رکھا ہم دکھا چکے ہیں کہ ویاکرن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انگلستان کے مشہور سنسکرت واں نے شبد ودّیا کی مٹی پلید کرچھوڑی ہے اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ جس پراتی شاکھیہ کے گن گاتے پروفیسر صاحب پراتی شاکھیہ روپ بنگئے ہیں۔ کہ انکی شیخی پر کہ انہوں نے ہر ایک یوروپین سنسکرت داں کی کوششوں پر خاک ڈالدی ہے۔ آیا اس پراتی شاکھیہ کو سمجھنے کی لیاقت پروفیسر صاحب رکھتے ہیں یا نہیں واضح ہو کہ نپات کیطور پر جو شبد استعمال کئے جاتے ہیں انکی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی دربھیہ کی معنی میں نہیں آسکتے اسلئے اگر درحقیقت منتر زیربحث میں مریاہ پد بطور نپات کے مستعمل ہو تو اسکے معنی انسان کے ہو ہی نہیں سکتے پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پروفیسر صاحب نے مریاہ کو نپات قرار دینے کے باوجود بھی کیوں اسکے ارتھ ”اے منشیو!“ کرد ئے۔ اور اس ارتھ کے جائز نتیجہ سے بچنے کیلئے کیوں لاطینی اور انگریزی زبانوں کو سنسکرت کا رہبر قرار دیا لیکن نہیں! ہم غلطی کر رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب کا مطلب تو صاف نظر آرہا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر جگہ مریاہ پد نپات کی طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور یہ بھی وہ سائن بھاشیہ کی پدپاٹھ کو دیکھکر سمجھ گئے تھے کہ اسجگہ مریاہ پد نپات کی طور پر مستعمل نہیں ہوا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب ہم پراتی شاکھیہ کی جوانے کی پڑتال کرنا چاہتے ہیں واضح ہو کہ ہر ایک وید کے پراتی شاکھیہ جدا جدا ہے ان ویدوں کے ارتھوں پر وچار کرنیوالے

لہ دربیہ نو کے جاتے ہیں یعنی پانچ سوکھشم بھوت یعنی پرتھوی، اپ، تیج، وایو، آکاش۔ ادر جا جب ذیل یعنی کال، دگ، آتما، من۔

رشیوں نے بنائے ہیں۔ ہمارے ناظرین شاید ٹھیک طور پر نہ سمجھے ہوں کہ پراتی شاکھیہ گرنتھوں کا مضمون کیا ہوتا ہے۔ اسلئے ہم مختصر طور پر صرف اتنا بتلانا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ ویاکرن اور شکھشا (صرف ونحو) کے عام قاعدوں کے مطابق یا ان سے بڑھکر جو قواعد کہ ویدمنتروں کے مضامین کے ساتھ مخصوص کرنیکی ضرورت ہوئی۔ انہیں جن کتابوں میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ انکا نام پراتی شاکھیہ ہے۔ ہر ایک وید کے پراتی شاکھیہ جُدے جُدے ہیں جس پراتی شاکھیہ کا حوالہ کہ پروفیسر میکس میولر نے دیا ہے اس کا تعلق یجروید کے ساتھ ہے اسلئے پروفیسر میکس میولر کی اول غلطی یہ ہے کہ انہوں نے رگوید منتر کے ایک شبد کا روپ بدلنے کے لئے حوالہ یجروید کے پراتی شاکھیہ کا دیا۔ ورنہ اگر رگوید میں بھی :مریاد نپات ارتھ میں لایا جاتا تو اسکے پراتی شاکھیہ میں ایسا ذکر ہوتا لیکن اگر ہم پروفیسر صاحب کی اس غلطی کو نظرانداز کر دیں۔ اور اس پراتی شاکھیہ کے قاعدہ کا رگوید سے تعلق مان بھی لیویں تو سوال یہ ہے کہ پراتی شاکھیہ والے کا دعویٰ یہ ہے کہ مریاد پد ہمیشہ نپات کے معنوں میں آتا ہے؟

واج سنیہ پراتی شاکھیہ کے ادھیائے ۲ سوتر ۱۶ کی عبارت حسب ذیل ہے

वाचकमु चित्समस्माद घ हस्मत्व ई मर्या
अरे स्विन्न पाता स्वेत्

اس پر اوبٹ اپنی بھاشیہ میں لکھتا ہے۔

वा-च-कम्-उचित्। समस्मात्। घ। ह। स्म। त्व ईम्। मर्याः। अरे। स्वित। एतानि पदानि अनुदात्तानि भवन्ति यदि निपातानि भवन्ति। असत्त्ववचनानि भवन्तीत्यर्थः॥

"وا۔ چ۔ کم۔ سمسات۔ گھ۔ ہ۔ سم۔ توام۔ ارے۔ سوت۔ یہ سب پد انودات ہوجاتے ہیں۔ اگر نپات کے طور پر استعمال کئے جائیں یعنی اگر دربیہ کے معنوں سے علیحدہ ہوں۔ متن جبتک کہ اسجگہ کسی قدر تشریح نہ کیجاوے۔ تب تک یہ معنی ویدانگوں سے ناواقف لوگوں کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سمجھ میں نہیں آسکتے۔ سوئر (یعنی حروف علت) کے بولنے کے اقسام کا ذکر کرتے ہوئے پانینی مہرشی اشٹادھیائی میں اُداتّ ۔ انوداتّ ۔ اور سورت یہ تین اقسام بھی بجملہ اور اقسام کے بتلاتے ہیں۔ اور ان ہر سہ کی تعریف حسب ذیل کرتے ہیں۔

उच्चैरुदात्तः ।। नीचैरनुदात्तः ।। समाहारः स्वरितः ।।

دیکھو مہرشی پانینی کرت اشٹادھیائی ادھیار اول پاد اول سوتر ۲۹-۳۰ و ۳۹)

(۱) اُداتّ اُسے کہتے ہیں۔ جو اوپر کی طرف کو بلند آواز سے بولا جاوے۔ انوداتّ اسے کہتے ہیں جو کہ نیچے کی طرف بلند آواز سے بولا جاوے۔ اور سورت اسکو کہتے ہیں جس میں نہ اوپر اور نہ نیچے کی طرف زیادہ جھکاؤ ہو۔ پس بھاشیہ کار اوبٹ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جہاں اوپر بتلائے ہوئے شبد بطور نپات کے مستعمل ہوتے ہیں۔ وہاں سوَر بجائے اُداتّ کے انوداتّ ہو جاتا ہے چنانچہ [illegible]) مریاہ پد کا ذکر کرتے ہوئے اوبٹ نے یجروید کے ادھیاو ۹ کا منتر پیش کیا ہے۔ جہانکہ بقول اسکے مریاہ پد نپات کے طور پر آیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر مریاہ نپات کی طور پر استعمال ہوگا۔ اور اسلیئے ایسی حالت میں جبکہ دربیہ کے معنوں میں یعنی آدمی کے معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوگا۔ تو اس وقت بجائے اُداتّ کے اسی انوداتّ یعنی بجائے اوپر کی طرف زور دینے کے اس پد کو بولتے وقت نیچے کو زور دیا جائیگا۔ یہاں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ مریاہ شبد صرف نپات کے طور پر ہی مستعمل ہوتا ہے۔ وہاں اس کا تلفظ بدلجاتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ یا تو پروفیسر میکس میولر نے پراتی شاکھیہ کے مصنف کا مطلب نہیں سمجھا اور یا انہوں نے دیدہ دانستہ اپنے ناظرین کو دھوکا دینا چاہا۔ ہر دو صورت میں انکا ترجمہ قابل اعتبار نہیں ٹھیرتا۔

گیتم کے معنی میکس میولر نے روشنی کئے ہیں۔ لیکن روشنی سے مراد بائیبل کی شروع والی روشنی ہی لے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جاوے اور روشنی ہو گئی۔

لیکن یہاں کیتم کے معنی آتم گیان (پرگیا) کے ہیں۔

केतुरितिप्रज्ञानाम सुपठितम् ॥

(دیکھو نگھنٹو ادھیائے ۳ کھنڈ ۹)

اس کے ساتھ ہی اکیتوے پد اور یا نہ کا ارتھ کرنا ٹھیک سنگت ہی ہے۔

(۲) (उषद्भिः) اوشد بھیہ کے معنی میکس میولر نے together with the dawns کئے ہیں۔ جس کے اردو معنی ہیں "نور کے تڑکوں کے ساتھ" ہمارے ناظرین حیران ہونگے۔ کہ نور کا تڑکا تو سنا کرتے تھے۔ یہ نور کے تڑکوں کس بلا کا نام ہے۔ گھبرائیے نہیں! یہ صرف صیغہ جمع ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اجائتھاہ (अजायथा) پد کے معنی پیدا ہونے ہو کے کرتے ہوئے میکس میولر صاحب اندر کو ہمیشہ اوشاؤں کے ساتھ پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر (اوشا) کے معنی نور کا تڑکا ہی کریں۔ تو اس کے لئے صیغہ جمع لانا بالکل بیہودہ پن ہے۔ کیونکہ ہر روز سورج کے اودے ہونے کے ساتھ ہی ایک تڑکا ہوتا ہے۔ نہ کہ بہت سے تڑکے۔ لیکن یہاں اوشا (उषा) کے معنی تڑکے کے نہیں ہیں۔ نگھنٹو کے پانچویں ادھیائے میں اوشا (उषा) پد (पद) ناموں میں آتا ہے اور پد ناموں میں جو شبد آتے ہیں۔ انکا ارتھ گیان۔ گمن اور پراپتی کے معنوں میں کر سکتے ہیں۔ اب اونادی کوش کے چوتھے پاد کا ۲۳۴ سوتر ہے۔ उषः किच्च ॥ پھر اونادی میں ہے۔ - वशः किच्च ॥

اب معلوم ہوا کہ اُش اور وش (उषा-वश) دونوں کے مصدر ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ ॥ वशकान्तौ ॥ وش بمعنی کانتی (روشنی - جلال) کے آتا ہے۔ (دیکھو دھاتو پاٹھ ادادی گن۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن ایک اور دہاتو (कमु) بھی کانتی कान्ति کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ پس کانتی کے معنی جلال اور کامنا رخواہش) دونوں کے ہوئے۔ اسی لئے سوامی دیانندجی مہاراج (उषः स्थिः) اوشدبھیہ کے ارتھ حسب ذیل کرتے ہیں۔

ईश्वरादि पदार्थ विद्याः कामयमाने विद्वद्भिः सह समागमं कृत्वा ॥

اُیشور وغیرہ پدارتھوں کے علم کی خواہش کرنے والے ودوانوں کے ساتھ سماگم کر کے"

نتیجہ

دیانند	میکس میولر
ہے انسانو! جو پرماتما کہ اگیان روپ اندہکار کے دور کرنے کے لئے اتم گیان اور اودیا (بے ترتیبی) کو دور کرنے کے لئے ترتیب کا ظہار کرتا ہے۔ اس کے علم کو تم ودوانوں (عالموں) کی صحبت سے پیدا کرو۔ حاصل کرو"	تو جو کہ روشنی پیدا کرتا ہے جہاں پر کہ روشنی نہ تھی۔ او شکل او آدمیو! جہانکہ کوئی شکل نہ تھی۔ نور کے تڑکوں کے (اوشاؤں کے) ساتھ پیدا ہوا ہے۔

منتر ۴

आदह स्वधामनु पुनर्गर्भत्वमेरिरे ।
दधाना नाम यज्ञियम् ।

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میکس میولر کا پد پاٹھہ

"اُت ۔ آتھ ۔ سُو دہام ۔ الوٗ ۔ ینہ ۔ گرہبہ توم ۔ آ ۔ ار رے ۔ وِدہانا ۔ نام ۔ یجنیم ۔"

(۱) آت شبد کے نپات ہونے کیوجہ سے جو تلفظ مین فرق ہوتا ہے اسکا ذکر یہان ضروری نہ تہا ۔ پروفیسر صاحب نے محض اپنی واقفیت جتلانے کے لیئے ایسا کیا ہے ۔ ورنہ جبکہ اِس پد کے ارتھ کرنے مین اُنہوں نے کسی مترجم کے ساتھ بھی نا اتفاقی نہین کی ۔ تو محض تلفظ کا ذکر کرنا بے معنی ہے ؛

(۲) سُودہا کے معنی پروفیسر صاحب نے کئے ہین ۔ سُودہا ۔ لفظی معنی کسی کی جگہ ۔ بعدہٗ کسی کی اپنی خصلت ۔ علم الفاظ کے مقابلہ کی سائنس کی یہ بڑی بھاری فتح سمجھنی چاہیئے ۔ کہ اِس سے بہت قبل کہ سنسکرت مین سُودہا لفظ کی ہستی معلوم ہووے اسکا دعوی پروفیسر بنفی نے اپنی کتاب لغات اگریجنکے ورزیل لیکسیکن مین کیا تہا ۔ جو کہ سنہ ۱۸۳۹ء مین شایع ہوئی تھی ۔ یہ سچ ہے کہ سُودہا معمولی (لوکک) سنسکرت مین معلوم تہا ۔ لیکن وہاں یہ صرف لفظ نالہ کے بوقت پتروں کو پنڈ دینے کے مستعمل ہوتا تہا ۔ یہ بھی بیان کیا گیا تہا ۔ کہ اسکے معنی اُس خوراک کے ہین ۔ جو کہ مرے ہوئے بزرگوں کے ارپن کیجاتی ہے ۔ یا ایک مجسم مایا ۔ یا دنیاوی دھوکہ یا جنگل یا پانی کی دیوی کے نام پر دیجاتی ہے ۔ لیکن پروفیسر بنفی نے بڑی حکمت سے سنسکرت کیلئے ایک اسم سُودہا کا دعوی کیا ۔ مطابق یونانی اور جرمن سٹ ۔ اولڈہائی جرمن سیوگوتہک ۔ سیڈ وکے ۔ سودہا ۔ اسم اُسکے بعد وید مین دریافت ہوگیا ہے ۔ جہاں یہ اکثر واقع ہوتا ہے ! ورا سکے اصلی معنی بہت سے جملوں میں جہاں کہ دیسی روایات نے اُسے بالکل غلط سمجہا ہے ۔ ازسرنو درست کئے گئے ہین ۔ بذریعہ اُسکے اشتقاقی مطابقت کے ہمراہ یونانی ......"

ہمین نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے ۔ کہ بجائے بطور ایک بے تعصب عالم کے تحقیقات کرنیکے پروفیسر میکس میولر صاحب نے سنسکرت اور اُسمین سے بھی ویدک ۔ شبدونکا ترجمہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈھونڈھنے کیلئے یونانی۔ جرمن اور گاتھک زبانوں کے دھاتو ونکی धातु आदि شبدن
لیکر ثابت کردیا ہے۔ کہ جب تک انسان پورے طور پر عملاً آتما کی شرن نہیں پکڑتا۔ اور وہ اسی
بادشاہت کی تسخیر میں نہیں آتا۔ تب تک اُسے اپنی آبائی تعلیم کے مقابلہ کی خوبی کسی دیگر
تعلیم میں دکھائی نہیں دیتی۔ اوپر کی عبارت میں سود ہا شبد کے معنی کرتے ہوئے نگھنٹو میں
کوش اور نرو کت سے جو لاعلمی کا ثبوت پروفیسر صاحب نے دیا ہے۔ اُسکے علاوہ ہندو پورانو
پر بھی بے تحاشا ہاتھ صاف کیا ہے۔ کہاں ہمارے بزرگوں کو نینڈ دان اور کہاں ماپا آدر
کہاں دنیاوی دھوکہ اور کہاں جل کی دیوی! معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے اپنی حاصل
کی ہوئی معلومات کو یہاں بالکل غلط ملط کر دیا ہے۔ ہمنے اپنے ناظرین کی بے صبری کے
خیال سے سود ہا شبد پر چڑھایا ہوا پروفیسر میکس میولر کا مکمل حاشیہ پیش نہیں کیا۔ ورنہ انہوں نے
۱½ بڑے صفحے صرف اس بات کے ثابت کرنے میں صرف کئے ہیں۔ کہ سود ہا کے معنی حسب
عادت خود ہیں۔ اس محنت سے خاص مطلب ہے جنکا پروفیسر صاحب کا اصلی رہبر سائینا چاریہ بھی
اسجگہ سودہا کے معنی اَن کرکے پروفیسر صاحب کی مردوں کے پیدا ہونیوالی تھیوری پر دھول ڈالتا
ہے تو اُنہیں ویدوں سے عناصر پرستی ثابت کرنے کیلئے مردوں کی پیدائش حسب عادت خود
بتلانی پڑی۔ اور اس لیئے بجائے نگھنٹو کے سودہا کے ارتھ یونانی جرمنی اور گاتھک زبانوں
دہاتوں کی مدد سے کرنے پڑے ورنہ نگھنٹو میں صاف طور پر ادھیائے اول کھنڈ ۱۲ میں سودہا معنی
جل اور ادھیائے ۲ کھنڈ ۷ میں بھی اَن آیا ہے۔ اور یہی سبب معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بزرگوں کو
اَن اور جل پہنچنے کے معتقد پورانک لوگوں نے شرادھ اور ترپن میں سودہا پد کا استعمال
جاری کردیا۔ لیکن اس راز کو سمجھنے کی بھلا پروفیسر میکس میولر کیوں کوشش کرنے لگے تھے۔
(۳) چونکہ اس منتر کے شبدوں کے ارتھوں کیلیے پروفیسر صاحب نے اور کوئی حوالہ جات پیش نہیں کئے
اسلیئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ صرف اسقدر بتلانا ضروری ہے۔ کہ نام پد کے ارتھ بھی سوامی
دیانندجی نے جل کیلئے ہیں جسکی نسبت کہ نگھنٹو ادھیائے اول کھنڈ ۱۲ کا پرمان اُنہوں نے پیش کر دیا ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۴) (यज्ञ यम) یجنیم پد کے معنی پروفیسر میکس میولر نے متبرک (secraed
کئے ہین۔ اپنے دلمین شاید اس معنی کے لیئے یہ وجہ سمجھی ہوگی۔ کہ چونکہ یجنیہ (غلط العام یگیہ)
وید کیمطابق ایک متبرک کام ہے۔ اسلیئے اسکے متعلق اگر لکھا جاوے تو اُسکے معنی متبرک کر لینا
چاہیئے۔ لیکن یہ اُن کی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اگر یہ ہی اصول قایم کیا جاوے تو مطابق وید
اور بہت سے کام متبرک خیال کیئے گئے ہیں۔ پھر اگر کوئی پد اُنکا سمبندھ ظاہر کرے۔ تو کیا اُس
ہر ایک شبد کا ارتھ بھی متبرک ہو سکتا ہے۔؟

(۵) (गृहत्वम्) گرہہ توم کے معنی پروفیسر میکس میولر نے "نوزائیدہ بچوں کی شکل" کیئے
ہین۔ یہاں ویاکرن کی حد ہوگئی۔ کہاں گرہتو یعنی گرہستپن اور کہاں نوزائیدہ بچوں
کی شکل! ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

نتیجہ

میکس میولر	دیانند
"اُسکے بعد اُنہوں (مروتوں) نے حسب طینت خود پھر نوزائیدہ بچوں کی شکل اختیار کی اپنا متبرک نام لیتے ہوئے"	"وہ جیسے جل (پانی) اور یگیہ کے متعلق اشیا کو دھارن کیئے ہوئے وایو (ہوا) پھر اُسکے سموہ روپی گربھ کو سب پرکار سے پراپت ہوتے کھیلتے ویسے اُس کے بعد بارش کرتے ہین۔ ایسی حرکت باربار ہوتی ہے۔

آخری نوٹ :- اس سے پہلے منتر مین یہ جتلایا جاچکا ہے۔ کہ ہر ایک طرح کی مادّی اور
روحانی روشنی کا ظہور پرمیشور سے ہوا ہے۔ اب مادّی روشنی کے پرتی ندھی سورج سے حرکت
پانیوالی ہوا کا کام اس منتر مین جتلاتے ہین۔ سورج کے ذریعہ سے پرماتما بڑا بھاری یگیہ کرتا ہے
ہین اُسیکے ذریعہ سے جل وغیرہ کو چڑھاتا ہے۔ اور ہوا اُسے برسا کر زمین کو شاداب کرنیکا باعث بار
بار ہوتی ہے چونکہ ہوا کا کام بیان کرنا اس منتر کا خاص مدعا ہے۔ اسلیئے مطابق قاعدہ
نرکت کی (جسپر گزشتہ باب مین بحث ہوچکی ہے) اس منتر کا دیوتا ہوا یعنی مروت ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

منتر ۵

बीलु चिदारुजत्नुभिर्गुहा चिदिन्द्र वह्निभिः।
अविन्द उस्रिया अनु॥

میکس میولر کا پد پاٹھ

ویلو - چت - ار و جتنو بہیھ - گوہا - چت - اندر - وہنی بہیھ - اوند - اد سیریا - انو

(۱) वीलु (ویلو) کا ترجمہ پروفیسر میکس میولر نے Strong hold کیا ہے جسکے اردو معنی کہ قلعہ کے ہین چنانچہ پروفیسر صاحب لکھتے ہین -

"مین نے ویلو کا ترجمہ قلعہ (Stronghold) کیا ہے. گویہ لفظ محض صفت بمعنی مضبوط کے ہے" لفظ Strong بزبان انگریزی بمعنی مضبوط یا زبردست مستعمل ہوتا اور لفظ hold کے معنی جائے پناہ کے بھی ہین - پس اس انگریزی مرکب لفظ کے معنی قلعہ کچھ ناموزوں نہیں ہین لیکن سنسکرت لفظ ویلو کے معنی مضبوط ہونے کی وجہ سے اسکے ساتھ خیالی معنی کا ہی صرف تعلق نہ جوڑنا بلکہ صفت کو اسم بنا دینا - اور اس ڈاکہ زنی کیلئے کوئی بھی ثبوت یا دلیل نہ دینا پروفیسر میکس میولر سے محقق کا ہی حصہ ہے - لیکن نہین! پروفیسر صاحب اس تبدیلی کیلئے دلیل اور پرمان بھی پیش کرتے ہین -

ناظرین شاید سمجھیں گے کہ کسی ویاکرن یا کوش یا ویدانگ کا پرمان ہوگا - لیکن یہ انکا وہم ہے - پروفیسر صاحب اور سنسکرت الفاظ کی تبدیلی کیلئے سنسکرت ویاکرن کا پرمان دین! ع این خیال است و محال است و جنوں

پروفیسر صاحب فرماتے ہیں - کہ یونانی الیڈ (Iliad) کی کہانی وید کے اسی حصہ سے اخذ کی ہوئی معلوم ہوتی ہے - اور قلعہ الیڈ اصل لفظ (ویلو) वीलु سے بنا ہے - کیا اعلیٰ تحقیقات ہے - ! دماغ ہو تو ایسا ہو!

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

افسوس کہ آجکل کے تعلیمیافتہ لوگ اِس قسم کی غب شپ کا نام تحقیقات کہتے ہین
لیکن جس جگہ کہ کوئی درخت نہو وہاں ارنڈ ہی درخت سمجھا جاتا ہے۔ اگر پروفیسر صاحب
کی تصانیف زبان سنسکرت مین نکلتین تو اتبک اِس قسم کے لال بجھکڑی مقولونکی
پول کب کی کھل چکی ہوتی۔

اب ہم لفظ वीलु کے معنی کی تحقیقات کرتے ہین۔

ویدونکی مستند لغات نگھنٹو مین یہ لفظ منجملہ اُن الفاظ کے بیان کیا گیا ہے۔ جوکہ بل
یعنی طاقت کے معنوں مین استعمال کئے جاتے ہیں۔

वीलु इति बल नामसु पठितम ॥

(دیکھو ادھیایر ۲۔ کھنڈ ۹)

نروکت کے مصنف نے ادھیایر ۸۔ پاد اول کے کھنڈ ۴ مین رگوید کے منڈل ۲
سوکت ۲۷ کے منتر ۳ کی تفسیر لکھی ہے۔ اُس منتر مین لفظ वीलयस्व آیا ہے
جکا ترجمہ کہ یاسک منی نے حسب ذیل کیا ہے

दृढी भवाय्य -

اِس پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے پنڈت دیوراج فرماتے ہین۔

" वीलयस्व "दृढमात्मानं कुरुष्व -

گویا اسجگہ بھی वीलु بمعنی دررہ یعنی مضبوط کے آیا ہے۔ پھر نروکت کے دیوت
کانڈ میں رگوید منڈل ۷ سوکت ۴۷ کے منتر ۲۶ کی تفسیر لکھی ہے۔ اُس منتر کے درمیان
بھی لفظ वीलयस्व آیا ہے۔ اُسپر یاسک منی لکھتے ہیں۔

वीलयस्वेति संस्तम्भस्वा स्थाता

اسی منتر مین لفظ वीड्वङ्गः بھی آیا ہے جسکے معنی کہ مضبوط اعضا کرکے یاسک
آچاریہ نے لفظ वीलु کے معنی کو بالکل صاف کردیا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) चित (چت) بمعنی جس طرح چنانچہ نگھنٹو ادھیاے اول کھنڈ، مین چت اُپمان یعنی مشابہت کے معنی مین ظاہر کیا گیا ہے میکس میولر نے لفظ چت کے ارتھ کو بالکل خبط کر دیا ہے۔

(۳) वीडुजम्भिः (اروجتنو بھیبہ) یعنی توڑنے والے پروفیسر میکس میولر نے اسجگہ اپنی کسی طرح کی بھی جولانی طبع نہیں دکھائی۔ البتہ वीलु کے معنی قلعہ کرنیکی وجہ سے اِس لفظ معنی (قلعہ کو) توڑ نکلنے والا کیا ہے۔

(۴) गुहा (گوہا) کے معنی میکس میولر نے چھپنے کی جگہ کئے ہین سوامی دیانند نروکت ادھیاے ۱۳ کھنڈ ۸ کا حوالہ دے کر اُسکے معنی انترکھش (خلا) کرتے ہین۔

गुहा॰ गूहते: ॥

(۵) चित (چت) بمعنی اُسی طرح۔ دیکھو نروکت ادھیاے اول کھنڈ ۴

चिदिदं एजा या म ॥

(۶) इन्द्र (اندر) بمعنی سورج میکس میولر نے لفظ اندر کو بدستور رہنے دیا ہے۔ اور اُس سے شاید سورگ کے راجا دیوتا اندر سے مراد لی ہے۔ لیکن ذیل کے حوالہ جات سے ثابت ہی۔ کہ اسجگہ اندر سورج کے معنوں مین آیا ہے۔

اونادی کوش پاد دوم کے سوتر نمبر ۲۸ مین لفظ اندر آیا ہے۔ اُس پر نروچن حسب ذیل ہے۔

इन्दति परमै श्वर्य. वान भवतीति इन्द्र: ॥

1 समर्थो ऽन्तराऽऽ त्मादित्यो योगेवा ॥

بڑے ایشورج والا۔ یعنی جاہ جلال والا اندر کہاتا ہے۔ چنانچہ یہ لفظ طاقتور۔ انترآتما۔ یعنی پرمیشور۔ سورج۔ اور یوگ کیلئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔

اس ترجمہ کی تائید کیلئے نروکت ادھیاے دس پادپہلا کھنڈ ۸ ملاحظہ کے قابل ہے جسمین کہ بڑی مفصل بحث سے ایشورج دان کے معنوں مین لفظ اندر کے مختلف استعمال جتلائے گئے ہین

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پھر نروکت ادھیار ۱۲۔ پاد اول۔ کھنڈ ۹ مین اندر بمعنی سورج آیا ہے۔
اسی طرح پر نروکت کے ادھیار ۲ پاد ۷۔ کھنڈ ۸ مین اندر کو بادلوں کے کاٹنے والے
یعنی سورج کے معنوں مین لیا ہے کہاں تک حوالہ جات دیئے جادین۔ ویدانگوں مین جگہ
بہ جگہ اندر بمعنی سورج مستعمل ہوا ہے کسی خاص ملک سورگ نامی کے راجا اندر کا نشان وید
مین پایا نہیں جاتا۔

(۷) वह्निभिः (دہنی بہیہ) اِس لفظ کے معنی کرتے ہوئے پروفیسر میکس میولر نے بڑے
پیچ وتاب کہائے ہین۔ اوّل تو اپنی معمولی ڈہنگ کیموافق سایناچاریہ کے ترجمہ سے
اختلاف کرنیکی سوجھی۔ لیکن جب تک کہ ویدانگوں کی شرن نہ لیجاوے۔ تب تک سایناچاریہ
کی غلامی سے آزاد ہونا ناممکن ہے پس پروفیسر صاحب کو پھر اُسی غلامی مین اپنی پہنسانا
پڑا۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔

"سائین۔ دہنی بہیہ کو مروبہیہ (جمع لفظ مُرت) کے معنوں مین بیان کرتا ہے اور دد
بار بار بیان کی گئی کہانی بتلاتا ہے جیسیں کہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ کیونکر گئونکو پانڑی لوگ
خداؤں (مراد دیوتوں سے ہے) کی دنیا سے لیگئے۔ اور انکو اندہیرے مین ڈالدیا اور کس طرح
اندر بمدد مردتوں کے انکو فتح کرکے واپس لایا۔ ہر ایک شخص نے سایناچاریہ کے اس بیان
پر صاد کیا ہے۔ اور مین بھی اِس سے اختلاف کرنے کا حوصلہ نہیں کرتا ہون لیکن نہ
بیان کرنے کے لائق ہے۔ کہ دہنی کا استعمال بمعنی مردتوں کے مستقل طور پر قایم نہیں ہوا
لفظ دہنی ویدوں مین ایک بڑا ہی مشکل لفظ ہے۔ نئی سنسکرت مین وہ (لفظ دہنی) آگ
کے معنوں مین آتا ہے۔ اور اگنی کا جو کہ آگ کا[له] دیوتا ہے ایک نام کہا جاتا ہے لیکن ہمین
معلوم نہین ہوتا۔ کہ ایک لفظ (یعنی دہنی) جسکے کہ اشتقاقی معنی قاصد کے ہین (
وہ بمعنی لیجانا) کیونکر آگ کے معنی مین استعمال ہونے لگ گیا"۔

پیارے ناظرین! پروفیسر صاحب کے اس قسم کے بیہودہ سخن ہمین یقین دلا دیتے ہین

نوٹ[له] اگنی کے معنی ہی آگ ہین۔ نہ معلوم آگ کے دیوتا کا خیال پروفیسر صاحب کہاں سے لائے ہین

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ جبتک یوروپ کے عالم لوگ وید انگوں کی رہبری اختیار نہیں کرینگے۔ تب تک نہ صرف یہی کہ ویدوں کا مطلب اُن کی سمجھ مین نہیں آویگا۔ بلکہ انہیں ویدک شبدوں کیلئے یونانی۔ لاطینی اور جرمنی زبانوں مین دہاتو تلاش کرنے سے ہرگز شرم تک نہیں آیگی۔ پروفیسر صاحب کیلئے یہ ایک تعجب انگیز معمہ ہے۔ کہ لفظ دہتی جسکے معنی کہ قاصد کے ہیں کیونکر آگ کیلئے استعمال ہونے لگ گیا۔ لیکن اگر انہوں نے ویدوں اور وید انگوں کا نظر غور سے ملاحظہ کیا ہوتا۔ تو اِس قسم کا سادہ لوح سوال کبھی بھی نہ اٹھاتے۔

چنانچہ رگوید۔ منڈل ۸۔ ادہیائے ۲ سوکت ۴۴ مین لکھا ہے۔

अग्निं दूतं पुरो दधे हव्यवाहमुप ब्रुवे ।
देवाँ आ सादयादिह ॥

یہی منتر یجروید کے ادہیائے ۲۲ مین ۱۷ نمبر آیا ہے۔ اس لفظ مین दूतं کا لفظ صاف پڑا ہوا ہے۔ ایک انپڑھ آدمی بھی بتلا سکتا ہے۔ کہ دوت قاصد کو کہتے ہین پس اسجگہ آگ کو قاصد قرار دیکر اُسے دیوتوں کے نزدیک اُنکے حصہ پہونچانے والا بیان کیا ہے۔

ترجمہ وید مین ہوم کی ہوئی چیز دیوتوں کو لیجانے والے اگنی نامی قاصد کو اگوا (پیشوا) کرتا ہوں۔ اور دیگروں کو بھی اُپدیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ لوگ دیگر دیوتوں کو اِس یگیہ مین پہونچا دے"۔

اسجگہ ضرورت تھی کہ اِس امر کی تشریح کیجاتی کہ دیگر دیوتے کون کون سے ہین۔ اور کہ لفظ دیوتا سے کیا مراد ہے۔ لیکن چونکہ لفظ دیوتا کے متعلق پروفیسر میکس میولر کی ایک خاص غلطی کو ظاہر کرنا۔ آگے چلکر ضروری ہوگا۔ اس لیئے اُس بحث کو یہاں چھیڑنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ صرف رگوید اور یجروید مین ہی اگنی کی نسبت یہ خیال ظاہر نہیں کیا گیا۔ بلکہ سام وید کے اول پرپاٹھک کا منتر ۳ بھی اگنی کو دوت ہی تبلایا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن کیسے افسوس کی بات ہی کہ اِن سب صحیح حوالہ جات اور ثبوتوں کو جواب دے کر پروفیسر میکس میولر صاحب اِس استعمال کی وجہ جرمنی کی بے ڈھنگی زبان میں تلاش کرنے کے لیئے ٹھوکرین کہاتے پھرتے ہین۔

پروفیسر صاحب فرماتے ہین۔

"یہ ممکن ہی کہ لفظ (वह) وہ جو کہ سنسکرت۔ یونانی۔ اور لاطینی زبانومین خصوصاً لیجانے کے معنونمین مستعمل ہوتا ہے۔ اصلمین گہومنے کے معنوں کو (دیکہو جرمن بے ویگن bewegen) ظاہر کرتا ہتا۔ اور اُس حالت مین وہنی یعنی آگ بھی اُسی مقصد کے لیئے بنایا گیا ہوگا جیسے کہ اگنی یعنی ([illegible]) بمعنی آگ از زبان سکینڈنیویین۔ آگ یا اگو (ag aga) وغیرہ وغیرہ"

کہاں تک اس قسم کے لال بجھکڑپن کی کہانی کو طوالت دیئے جایئن۔ نہ ہمارے پاس اِس کے لیئے وقت ہی ہے۔ اور نہ ہی ناظرین کے پاس کافی صبر۔

(۸) अविन्दत् (اوندت) بمعنی پراپت ہوتا ہے۔ حاصل کرتا ہے

(۹) उस्रियाः (اُسریاھ) بمعنی کرنین۔ لیکن پروفیسر میکس میولر صاحب اِس لفظ کے معنی چمکیلی مادہ گاوان کرکے فرماتے ہین۔

"چمکیلی مادہ گاوان سے یہاں صبح کی کرنوں سے مراد ہے۔ یعنے تڑکا۔ یا بذات خود دن جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک رات کے خاتمہ پر اندر اور بس کے مانند اور دیوتوں کی طاقت سے نہیں رہائی ملتی ہے۔ اِس روزانہ رہائی دلانے کے کام مین مروت یعنے طوفان یا بادِ صبا۔ اندر کے ساتھی ہین۔ وے ہی ساتھی جو کہ سیاہ بادلوں کیساتھ اندر کے جنگ مین زیادہ تر نمایاں حصہ لیتے ہین۔ یہ دو جنگ اکثر اوقات غلط ملط کر دیئے جاتے ہین۔"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اب اس بے سُرے الاپ سے ست شاستروں کے حوالہ جات کا مقابلہ کیجئے
نگھنٹو ادھیاے ۱ کھنڈہ میں उस्राः ان پندرہ الفاظ میں آیا ہے۔ جو کہ
سورج کی کرنوں کے معنوں میں استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اور اوناوی کوش کے
پادہ سوتر ۱۳ میں بھی उस्र کرنوں کے معنوں میں بتلایا گیا ہے۔

वसतीति उस्रः ।।

(۱۰) अनु رانو، بمعنی پھر۔ بعد۔ صاف ہیں۔

نتیجہ

میکس میولر	دیانند
تونے اے اندر! معہ تیز رو مُردتوں کے جو کہ قلعہ کو توڑ کر بھی نکلجاتے ہیں انکے چھپنے کی جگہ میں بھی چمکیلی گئوؤں ددنوں کو پایا ہے۔	جس طرح پر کہ دانسان اپنے پاس کی چیزوں کو اٹھاتے دھرتے ہیں، ویسے ہی سورج بھی مضبوط طاقت اپنی کرنوں کے ذریعہ دنیا کی چیزونکو پراپت ہوتا ہے اور اسکے بعد توڑنیوالے اور آسمان وغیرہ سب جگہ پہونچنے والے ہوا کے ساتھ خلا میں سب چیزوں کو قایم رکھتا ہے

انصاف پسند ناظرین! ہم ارادہ رکھتے تھے کہ پروفیسر میکس میولر کے ترجمہ کئے ہوئے کم از کم پچاس
وید منتروں کی پڑتال کر کے آپکو ان بیہودگیوں سے واقف کراتے جنکے باعث کہ ویدوں کی نسبت ممالک
یوروپ و امریکہ میں سخت غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں لیکن کتاب کا حجم بڑھنے کا خوف
ایک طرف اور آپکی بے صبری دوسری طرف ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم اس پڑتال کو
اسی جگہ پر ختم کر کے اب بعض ان خیالات کی طرف رجوع ہوں۔ جو کہ پروفیسر
میکس میولر نے مغربی دنیا میں ویدوں کے مضامین کی نسبت پھیلا رکھے ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ओ३म

یجروید اکتیسواں ادھیائے

منترا

सहस्रशीर्षा पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् स भूमिं
सर्वतः स्पृत्वाऽत्यतिष्ठद्दशाङ्गुलम्॥१॥

ارتھ

جس دیاپک جگدیشور میں انگنت سر۔ انگنت آنکھیں۔ اور انگنت پیر ٹھیر رہے ہیں وہ بھوگول کے سب وسشیوں میں چاروں طرف سے دیاپک ہو کر دسانگل جگت کو (جسکے کہ پانچ سوکشم اور پانچوں ستھول بھوت روپ ہیں) بھی الّنگھ کر ستھر ہوتا ہے۔

ویاکھیا

اس پرتھوی پر ہزارہا دماغ کسکی گیان روپی جیوتی کے سہارے کام کرتے ہیں؟ ہزارہا آنکھیں باوجود ہمیشہ اس جگت کے چکر پر ٹکٹکی لگائے رہنے کے کسکے بل سے خود چکر میں نہیں آتیں؟ باوجود اتھاہ انترکش روپی سمندر میں پڑنے کے بھی کسکی آکرشن شکتی پیروں کو پرتھوی پر جمائے رکھتی ہے پرشچہ کر کے وہی پرم پرش جو کہ نہ کیول بنے ہوئے جگت میں دیاپک ہے۔ نہ کیول پانچ تتوں کی ادی حالت میں کام کر رہا ہے۔ نہ کیول تتوں کی سوکشم اوستھا میں ہی ام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہا ہے۔ بلکہ ان سب کے ببدھ میل (جسکا نام برہمانڈ ہے) کو بھی اُلنگھ کر سِتھر ہو رہا ہے
وہ اپنا آپ ہی سہارا ہے۔ ہم پتہ نہیں لگا سکتے۔ کہ اس کی شکتی کہاں تک پھیل رہی
ہے۔ دیش اور کال کا بھید اس میں گھٹ نہیں سکتا۔ پس جب ہم جگت کی بناوٹ کی اور
درشٹی ڈالتے ہیں تو ہمارا من پرماتما کی غیبی شکتی کی طرف بے اختیار دوڑتا ہے۔

منتر ۲

पुरुष एवेदꣳ सर्वं यदभूतं यच्च भाव्यम्।
उतामृ तत्वस्येशानो यदन्नेनातिरोहति।।२।।

ارتھ

"جو کچھہ اتپن ہوا۔ اور ہوگا اور ہے۔ اس کل (حاضر اور غائب) جگت کو ستیہ
گنوں سے بھرپور پرماتما رچتا ہے۔ اور اسی ابناشی (موکش سکھ کا کارن) ادھشٹھاتا
پرماتما کے سہارے جو کہ پرتھوی آدمی رچے ہوئے پدارتھوں کا آدھار ہو کر بھی اُن سے
پرے یعنی ان میں لپت نہیں ہوتا۔ یہ سب نشو و نما پاتے ہیں"!

ویاکھیا

ہر ایک خیال منشیہ کا ورتمان کال (زمانہ حال) سے اٹھتا ہے۔ اور پرتیکش سے
انومان کی طرف چلکر بھوت (ماضی) اور بھوشیہ (مستقبل) کی خبریں لاتا ہے اور یہ اسلئے کہ منشیہ
الپ گیانی اور الپ شکتیمان ہے۔ اسلئے پرماتما نے اپنی مہان کرپا سے اسکے کلیان کے لئے
جو ویدروپی سکشا دی ہے اس میں ایسے سلسلے سے اپدیش دیا کہ منش سگمتا سے سیدھے مارگ پر
چلکر جیون کے اودیش کو پورا کر سکے۔ پہلے منتر میں پرتیکش ہر ایک موجودہ چیز کا ایک آدھار
پرماتما کو بتلا کر اور برہمانڈ سے بھی مہان اسے درشا کر اب زمانہ ماضی اور مستقبل کی طرف رجوع ہوتے
ہیں۔ جو پرماتما دن رات پرشارتھی اور سبھاؤ سے کلیان کاری ہے۔ اسکی ویاپکتا کو انوبھو کر کے
منش کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہی اس جگت کو بنانیوالا بھی ہے۔ جسکے روم روم میں وہ رم رہا ہے۔

اور جب گیان روپی چکشو آئندہ جگت کی بننے اور بگڑنے کا نمت کارن دریافت کرنے میں چاروں
اور دوڑنے لگتے ہیں۔ تو آخر کار یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس پرم پرش نے اروپ ہو کر بھی سے
نانا روپ بنا دئے اور جواب بھی ان کا ادھار بن رہا ہے۔ وہی آئندہ بھی جگت کی رچنا کریگا
اس کو نہ کسی کی مدد کی ضرورت اور نہ کوئی ہستی ہی ایسی موجود ہے جو اسے مدد دے سکے۔ وہ وحدہٗ
لاشریک ہے۔ اس لئے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ ہر ایک انتی کے کام میں اسے سے من بچن اور کرم
دوارا مدد مانگنی چاہئے۔ کیونکہ کل ترقی اور تنزلی کی بنیاد اسی کے اٹل نیموں پر رکھی گئی ہے۔

منتر ۳

ए तावान स्य महि मातोज्याँयश्च पूरुषः। पादोस्य
विश्वा भूतानि त्रि पाद स्या मृतं दिवि ॥३॥

ارتھ

یہ دونوں پرکار کے درشیہ (حاضر) اور ادرشیہ (غائب) برہمانڈ اس جگدیشور کی
بڑائی (مہتو) کا اظہار ہیں۔ جو سروویاپک پرماتما اس برہمانڈ سے بھی بڑا ہی ہے اور سب چراچر
جگت اس ایشور کا ایک پاد ہے۔ اور اس پرماتما کا تین پاد روپی سامرتھیہ اس کی امر
جیوتی نج سوروپ میں موجود ہے۔"

ویاکھیا

مانڈوکیہ اپنشد میں پرماتما کے نج سوروپ اور نج نام کی (جو اکارتھ باچی ہیں) ویاکھیا
کرتے ہوئے اسے چتشپاد نام سے بیان کیا گیا ہے جس میں سے پہلا پاد جاگرت اوستھا مانی گئی ہے گویا
منتر مندرجہ کی تشریح اور اس سے اگلے منتر کے بھاؤ کا وستار اس اپنشد کے ظاہر کرنیوالے رشی نے
کیا ہے یہ سارا کا سارا برہمانڈ پرماتما کی مہان گیان اور کریا روپی شکتی کا بیرونی اظہار ہے پنچ تتو کے بنے
ہوئے قیدخانہ میں پھنسا ہوا جیو آتما اس پرماتما کو جاگرت اوستھا ارتھات پرتھم پاد میں ہی دیکھ
سکتا ہے۔ باقی تین پاد یعنی (سوپن، سشپتی اور ترییہ) اسی برہم کی جیوتی میں لپٹے ہوئے اس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اندرورتمان ہیں تو ایک شہادت ہے کہ برہمانڈ سے بھی پرے اور بہت بڑا وہ پرماتما ہے۔ اسی جاگرت اوستھا میں سانسارک ودیاؤں کا آندولن کرنیوالے عام پھنسے ہوئے ہیں۔ سرگیہ پرمیشور کی مہان ایسی مہان ہے۔ کہ یدی اسکے جاگرت حصہ کے اندر ہی منشیہ پھنس جائے تو بار بار رگر اشچریہ یکت نیموں کو دیکھکر بسمت ہوتا رہتا ہے۔ اور یدی کیول اپنے اوپر ہی بھروسہ کر بیٹھے اور بیرونی نیموں کو سمجھنے گئے ابھمان میں اپنے نتیتا دنیم میں رکھنے والے کو بھولجاوے تو ممکن نہیں کہ آگے بڑھ سکے اس لئے وچار روپی نیتروں کو زیادہ وسیع میدان میں گھمانے کی ضرورت ہے تاکہ ایک دائرہ میں پھنسکر کہیں موت کا منہ دیکھنا نصیب نہو۔

منتر

त्रि पादूर्ध्व उदैत्पुरुषः पादोऽस्येहाभवत्पुनः।
ततो विष्वङ्व्यक्रामत्साशनानशने अभि ॥४॥

ارتھ

تین پاد جگت پالک پرمیشور کا سب سے اوپرا ودھے ہے اس دیالک پرمیشور کا ایک پاد بار بار یہاں ہوتا ہے (اد تہات اسی سے سنیوگ اور ویوگ کا چکر چلتا ہے) اسی شکتی سے بھوگ کرنیوالے اور بھوگ کی چیشٹا نکرنے والے دونوں پرکار کے جگت کو اتپن کرکے خود اسمیں دیاپت ہوتا ہے۔"

ویاکھیا

جاگرت ارتہات پرتھم پاد ہی سرشٹی کی اتپتی تتہا وناش کا سادھن ہے۔ اس ایک شکتی دوارا (جوکہ پرماتما میں سوابھاوک ہے۔ کیونکہ اسکے بل گیان اور کریا سب سوابھاوک ہیں) سرب جگت کو رچکر پرماتما اپنے باقی گنوں کی سہت جوکہ سادھارن منشیوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتے رچے ہوئے جگت سے پرے براجمان ہیں۔ یعنی جگت میں دیاپک ہوتا ہوا بھی اس سے بالکل علیحدہ ہستی رکھتا ہے"۔ دے" اسلئے کہا ہے کہ کہیں پرماتما کو ایک دیشی نہ سمجھ لیویں جب لوگی جن

سنسار کی اصلیت کا مشاہدہ جاگرت اوستھا میں کرتے ہوئے سرجن ہار کو رچنا میں رچے ہوئے ہونیکے
باوجود علیحدہ انوبھو کرتے ہیں۔ اسوقت انہیں یہ گیان ہوتا ہے کہ جاگرت میں پہنسے رہنے سے کیول
جڑ میں جکڑے رہنا پڑیگا۔ کیونکہ آتما کا بھوجن جاگرت میں حل نہیں سکتا۔ بار بار جب جہاں پرے کے
بعد سرشٹی کا آرنبھ ہوتا ہے یہی پرتھم پاد جگت کی رچنا کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن کیا رچنا کا کام کر کے
پرماتما رچے ہوئے جگت اور اسمیں بچرنیوالے جیو آتما کو بالکل اندھیرے میں چھوڑ دیتے ہیں؟
کیا اسکے بعد کیول اندھی شکتی ان سب کو چلانیوالی ہوتی ہے؟ ایشور کا گیان جواب دیتا ہے کہ
ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ تین پاد نتیہ جگت تیا ایک پاد سے جگت کی رچنا کرکے اپنے نج سوروپ سے
کل رچے ہوئے جگت میں خود ویاپک رہتے ہیں۔ کیول جیو دہاریوں میں ہی۔ کیول بھوگ رہی
رہو گنے والے) اندری دہاریوں میں ہی نہیں۔ بلکہ پرکرتی کے ایک ایک پرمانو ہو گیہ زاید
پدارتھوں میں بھی وہ جاگرت شکتی ہر کال میں ویاپک رہکر ان سب کو یتھا وت نیمانوسار چلا رہی
ہے۔ نہ کیول ان سب میں سادہارن ریتی سے ہی ویاپک ہے جسطرح کہ آکاش بلکہ وشیش
کر ویاپک ہے۔ ارتھات سب میں ویاپک ہوکر انکو نیمانوسار چلا رہی ہے۔

منتر ۵

ततो विराडजायत विराजोअधि पूरुषः। स जा-
तो अत्यरिच्यत पश्चाद् भूमिमथो पुरः॥५॥

ارتھ

اُس پرماتما کے پرتھم پاد روپی سامرتھ) سے وراٹ روپی سنسار اُتپن ہوتا ہے
اور وراٹ کے اوپر ادہشٹاتا ویاپک پرماتما ہوتا ہے۔ اسکے بعد وہ پہلے سے پرسدھ ہوا
وراٹ کئی اولیوں کو پراپت ہوا۔ پیچھے پرتھوی کو اتپن کرتا ہے؟

ویاکھیا

برہمہ کے نج سوروپ کا پہلا پادہی اروپ پرکرتی کو سوروپ مان برہمانڈ بنانے

میں سامرتھ ہے پیشتر اسکے کہ جگت کی رچنا شروع ہو۔ اندھکار سے آبرت اروپ پرکرتی میں اسکی دھان کریا کا آرنبھ ہوتا ہے اور جڑ میں نیم کا پروش ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا درات روپی برہمانڈ کی دہارے لیئے، اتہار رچنا میں ہی برھم کا پورشارتھ سماپت ہو جاتا ہے؟ نہیں! نہیں! برہمانڈ کی رچنا اس کے سامرتھ کے روبرو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اسکے اندر سماپت ہونا تو درکنار۔ اس سارے وستار کو نیم پوربک چلاتا ہوا اس سارے جگت کا ادھشٹاتا بنا ہوا بھی اسمیں پھنستا نہیں۔ بلکہ اس ساری رچنا کے اوپر براجمان۔ اس سب کا ادھشٹاتا ہے۔ وہ برہمانڈ کے اندر دیاپک ہوتا ہوا بھی برہمانڈ کی سیما میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ برہمانڈ سے بھی پرے بیحد ہے برہمانڈ کی رچنا میں اس کا کیول ایک پاد ہی لگتا ہے۔ باقی تینوں پاد رچنا سے علیحدہ برھم میں لین رہتے ہیں۔ جبکہ برھم کا کریا روپی سامرتھ سمدر روپی اروپ پرکرتی کا متھن آرنبھ کرتا ہے۔ تو پہلا رتن جو اس میں سے برآمد ہوتا ہے۔ وہ بھومی[1] ہے اور یہی پدارتھوں کے ٹھہیرنے کی جگہ ہے۔ اسی لئے اتھروویدکانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۳۲ میں بھومی کو پرماتما کے اسی ایک پاد سے پیدا شدہ درات روپ میں پیر کے سمان کہا ہے۔ کیونکہ سب چیزوں کے قایم ہونے کی جگہ کو ہی بھومی کہتے ہیں۔ اور اس میں سب لوک لوکانتر شامل ہیں۔

منتر ۶

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुतः सम्भृतं पृषदाज्यम्।
पशूँस्ताँश्चक्रे वायव्यानारण्यान्ग्राम्याश्चये॥ ६॥

نوٹ [1] भूमिः = भवन्ति पदार्था अस्यामिति भूमिः। उत्पत्तिस्य नम्। भवः कित्॥ उणादि। ४। ४५ —

[1] یعنی جس میں پدارتھ پیدا ہو سکیں۔ یا جو اتپتی ستھان ہے۔ اسے بھومی کہتے ہیں۔

ارتھ

"اسی سب کے گرہن کرنے یوگیہ۔ پوجنیہ پرماتما سے پرشت (یعنی طرح بطرح کا نباتات اور غلہ) اور آجیہ (دودھ۔ دہی وغیرہ ویجن) پیدا ہوئے۔ اسی پرماتما سے گرہستھہ اوبنستھہ پشو (یعنی مجلسی اور غیر مجلسی جانور) پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی سے پرند اور (کیٹ پتنگ وغیرہ) چھوٹے جانور پیدا ہوتے ہیں۔

ویاکھیا

جب بیدار رہتوں کی ستھتی کی جگہ ہوئی پیدا ہو چکی۔ تب سب سے پہلے صنعت جس کا کہ ظہور ہوا نبستی یعنی نباتات تھے۔ اس کے بعد انسان وغیرہ مجلسی جانور اور مجلسوں سے دور بھاگنے والے۔ ایکدوسرے سے لڑنیوالے جنگلی جانور پیدا ہوئے۔ اور ساتھ ہی پرند اور کیڑے مکوڑے سب کا ظہور ہوا۔ یہ سلسلہ ٹھیک اس سلسلہ کے مطابق ہے۔ جو کہ جیالوجی (بہوگربھ ودیا) کے فاضلوں نے محض قیاسات پر دنیا کی پیدائش کا مدتوں کی تفتیش کے بعد قائم کیا ہے۔ اس سلسلے میں بھی اس سروگیہ پرماتما کے مکمل انتظام کا ظہور ہے۔ بنبستی کی بنا منشیہ اور دیگر ساماجک پشوؤں کی زندگی مشکل ہے۔ پس پہلے بنبستی سرشٹی ہوئی اسکے بعد پشو سرشٹی کا ظہور ہوا۔ اور یہ پشو سرشٹی کئی قسم کی ہوتی ہے جب سب سے سرشٹ ساماجک پشو یعنی منشیہ اتپن ہوا تو اس کی بدہی کی خوراک گیان بھی لازمی تھا۔

منتر ۷

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छ-
न्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥७॥

نوٹ دیکھو انادی کوش (ویدک لفظوں کی لغات) ہادا۔ واکیہ ۸

पृषद् पर्षति सिञ्चति हिनस्ति वा तत् पृषं म् =

ارتھ

(۷) اُسی یگیہ سوروپ پرماتما سے جو سرداہوتی کا کیندر (سرب پوجینیہ) ہے رگوید اور سام وید اُتپن ہوتے ہیں۔ اُسی سے اتھرووید اوتپن ہوتا اور اُسی سے یجروید اوتپن ہوتا ہے؟

ویاکھیا

جبکہ منش سرشٹی ہو چکی تو اُس کے بعد گیان کا اُترنا لازم تھا۔ اُپنشدکار رشی بے اختیار پکار رہی ہیں۔ "گیان اور کریا کے بھنڈار۔ ہے دیامے! آتم ہو۔ تمہیں میں سے گیان اور کریا کا بکاش اور تمہیں میں اُنکا لئے بھی ہوتا ہے" جب تک کہ پرکرتی سے تعلق رہا۔ اور اُسکے بعد جب تک کہ جیو ایسی حالت میں اوتپن ہوتا رہا جسمیں کہ گیان کی سادھن کوٹی کا تمو بھاؤنا تھنک کریا کا پردھان گُن کام کرتا رہا۔ لیکن جیوں ہی جیو آتما گیان کی سادھن کوٹی کو لئے ہوئے دنیا کی حالت میں ساتھ لئے پیدا ہوا۔ اُسی وقت گیان کا چکر چلا اور اُس یگیہ سوروپ ایشور نے اپنی اُسی ایک ظاہر کی ہوئی پادشکتی دوارا رگ یجو۔ سام اور اتھرو۔ اِن چاروں ویدوں کا پرکاش کیا۔

منتر

तस्माद श्वा अजायन्त ये के चो भयादतः।
गावो ह जज्ञिरे तस्मा त्तस्माज्जा ता अजावयः॥८॥

اَرتھ

اُسی پرماتما ایک پادروپی شکتی سے گھوڑے اور یہہ جو اوپر نیچے دونوں طرف دانت رکھنے والے پشو ہیں۔ وے اوتپن ہوئے اُسی سے گائیں نشچے کر اُتپن ہوئیں اور اُسی سے بھیڑ بکری وغیرہ اوتپن ہوئیں

ویاکھیا

علم جیالوجی سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے جو جانور پیدا ہوئے وہ اِس قسم کے نہ تھے جو کہ ہم اب ہم دیکھتے ہیں۔ اُنمیں سے کوئی قسم بھی بچوں کو دودھ پلانیوالوں کی نہ تھی۔ اِن پشوؤں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی زندگی کے سامان مناسب غلہ اور سبزی جب پیدا ہوچکی اور اِن کو گراموں مین رکھنا کرنے
اور اِن سے کام لینے والے انسان جب پیدا ہوچکے اُسوقت گھوڑے۔ گائے اور بکری اور اِن
کی جماعت کے دوسرے جانوروں کا ظہور ہوا۔

منتر ۹

तंयज्ञं बर्हिषि प्रौक्षन्पुरुषं जातमग्रतः। तेन
देवा अयजन्त साध्या ऋषयश्च ये।।९।।

ارتھ

"ہے منشیو! جو دِوان اور یوگ سادھن کرنے والے منتر درشٹا رشی سرشٹی
سے پہلے پرسدہ ہوئے یگیہ سوروپ پورن پرم آتما کو مانس گیان روپی یگیہ مین دہارن
کرتے ہین۔ وہی اُسکا پوجن کرتے ہین۔ اُس پرماتما کو تم بھی اپنے کلیان کے لیئے دہارن کرو"

ویاکھیا

اُس پرماتما کا ایتو سوکشم نج سوروپ جسمین جاگرت کے علاوہ باقی تینوں پادین
ہو رہے ہین۔ کیول یوگی جنوں کے ہی انوبھو کرنے کے یوگیہ ہے۔ اِسی لیئے رشیوں نے
اُسے انتہ کرن کا ہی گراہیہ بتلایا ہے۔ مانس یگیہ مین جب یوگی جن اُسے دہارن کرتے
ہین۔ تب سکھ کی کچھ سیما نہیں رہتی۔ اِس لیئے جب تک کہ تری پاد جگدیشور کا سوروپ
دیکھنے کے لایق انتہ کرن نہ ہو، کہو نسے چمتکار امشکل ہے۔ لیکن جسطرح کہ منش روپی منن شیل جیتن کو جانے
کے لیئے ضروری ہے۔ کہ اُس کے ستھول شریر کی نیچنا کیجاوے۔ قبل اِس کے کہ اُسکے انتریہ بھاؤں
ارتھات اُسکے نج سوروپ کا پتہ لگ سکے۔ اِسی طرح قبل اِسکے کہ پوجنیہ پرمیشور کے نج سوروپ
کو سمجھ سکین اُس کی ایک پاد روپی جاگرت شکتی کے دستار پر وچار کرنا اور درشیہ اور ادرشیہ جگت
مین اُسے ڈہونڈہنا ضروری ہے۔ اس اندولن کے لیئے سلسلہ اگلے منتر سے شروع ہوتی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

منتر ۱۰

यत्पुरुषं व्यदधुः कतिधा व्यकल्पयन्। मुखं कि-
मस्यासीत्किं बाहू किमूरू पादा उच्येते।।१०।।

ارتھ

جس پرش (پرماتما) کو انیک پرکار سے کلپنا کرتے ہو۔ اس کو کتنے پرکار سے دیش کرکہتے ہین۔ اسکا مکھ (سر) کون ؟ اس کی بھجا کون۔ اس کی جانگھ اور اس کے پانو کون کہے جاتے ہین۔

ویاکھیا

یوگی جن جس پرم پرش کو بیشمار طریقوں پر دھارن کرتے ہین یعنی انگنت سادہین اپنے لیے جس پرماتما کو پرتیکش کرنے مین لگاتے ہین۔ وہ ہے تو کیول ایک انرو چ سو پروسے اکتھنیہ (قوت بیانیہ کی طاقت سے باہر) لیکن جو ایک پادروپی سامرتھ اسکا جیو اور پرکرتی کو نیمانوسار چلاتا ہوا انہین دیشش کرو یا ایک ہو رہا ہے۔ ارتھات اس پربرمھ کی اننت شکتی کے بیرونی اظہار کو ہم النکار روپ سے کئی پرکار دشیش کر بیان کرسکتے ہین۔ وشیش کر شبدوں کا استعمال ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ سامانیہ طور پر تو برمھ ایک ہی ہے لیکن وشیش کر اسے وراٹ روپ کھینچکر کئی پرکار سے بیان کرسکتے ہین۔ اسی بھاو کے اظہار مین کٹھ اوپ نشد کی پانچوین بلّی مین رشی نے فرمایا ہو۔ کہ جسطرح آگ ہر ایک چیز مین نئی شکل مین نمودار ہوتی ہے۔ لیکن ہو ان چیزوں سے علیحدہ اور صرف ایک ہو اسی طرح پرماتما کی ایک پادروپی شکتی گو ہر ایک چیز مین جدی جدی ظاہری شکل پکڑتی ہو۔ تاہم ہے ایکرس۔ النکار روپ سے برمھ کو جاگرت مین تلاش کرنے کی ضرورت ہو۔ اس سلسلہ تلاش کو پہلے سوالوں کی صورت مین بیان کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد جوابوں کی صورت میں وید ہر ایک سچے متلاشی کا ہاتھ پکڑکر اسے جاگرت برمھ کی دھیان دکھانے کیلئے تیار رہیں اس جاگرت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برمھ کا مُکھ یعنی دماغ مُسکا باہو یعنی بھُج بل۔ اُس کی جانگھہ اور اُسکے پانوٗ کیا ہین؟ یعنی برمھ کی ایک پادروپی شکتی کو یدی ایک شریردھاری منُش کلپت کرلین جسکا شریر کہ سارے جگت کو فرض کیا جائے تو اوپر کہے ہوئے انگ کن کن پدارتھون کو سمجھنا چاہیئے۔ اس سوال کا جواب آیندہ منتر مین دیا گیا ہے۔

منتر ۱۱

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः।
ऊरू तदस्य यद्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत॥११॥

ارتھ

"برمھ یعنی پرمیشور اور وید دونون کا جاننے اور اوپدیش دینے والا براہمن اُس (ایکپادروپی سرشٹی کرتا برمھ) کے وراٹ روپ مین مکھ ہے۔ اُس برمھ سے اِس وراٹ روپ مین ہتھیار رکھنا دھرم والے (کشتری) کو کیا۔ اُس برمھ کا ویش (دھرمن کرکے دھن اوپارجن کرنیوالا) جنگھا ہے۔ اور پانوٗ سے شودر اُتپن ہوا۔

ویاکھیا

مُکھ ہی گیان اندریون کا نواس ستھان ہے۔ اور اُنکے ساتھ واک ایک ہی کرم اندری جسکے دوارا سِدھ کیے ہوئے گیان کا پرکاش ہو سکتا ہے۔ موجود ہے۔ پس براہمن منُش سماج کے اُس حصہ کا نام ہے۔ جو گیان پراپتی کی سادھن مین لگے ہوئے ہین۔ اور پھر اس حاصل کیے ہوئے گیان کا اوپدیش کرکے منُش ماتر کا اوپکار کر رہے ہیں۔ لیکن گیانی نر کبھی کام نہیں کرسکتے۔ جبتک کہ بیرونی رودکاوٹوں سے اُن کی رکشا کرنیوالے کشتری موجود نہ ہون۔ اور ان سب کا کام تبتک چل نہیں سکتا۔ جب تک کہ کلا کوشل مین نپن ہو کر ویشیہ دونون کا پالن پوشن نہ کرین۔ اور جبتک منُشیہ سماج کا وُہ حصہ کہ جو نیچا سے ہین ہے۔ ان تینون کی سیوا مین تت پر دھرم مریادا پر نہین چلتا تب تک جگت روپی کلپت دیہہ ٹھیک طور پر اپنا اودیش پورن نہیں کر سکتی۔ پس اِس کل انتظام کا ہونا لازمی

اِس منتر مین جو سو گشم بہاؤ درشایا گیا ہے۔ اُس کو نظر انداز کر کے منشیوں نے کیا کیا برت
کلپنا نہیں کی ہین۔ یہانتک کہ منش سماج کی وشا کو ہی ایک طرح سے آسمان پر سے گرا کر
پاتال کو بہونچا دیا ہے۔ نسندیہہ اونپشد کار نے سچ کہا ہے۔ کہ جو انسان یہ دعوی کرتا ہی کہ مینے
برہم کو ٹھیک جان لیا۔ اُسنے کچھ بھی نہ جانا۔ کیونکہ سرشٹی کی رچنا کو دیکھ کر جو کہ صرف اُسکے جاگر
پاد کا بیرونی اظہار ہے۔ تری پاد روپی برہم کو کب سمجھ سکتا ہے۔ جو کہ کیول آتما کے ہی درشن
کرنے کے لایق ہے۔ اور جو انسان کہتا ہی کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ وہ بھی جھوٹھا ہے کیونکہ پرتھوی
اور آکاش چندر۔ اور سورج دور کیوں جائیں منش شریر کی بناوٹ ہی اُس کی ایسم دھاں کی
شہادت دیتے ہین۔ النکار بھی یدی گھٹ سکتا ہے تو اُس کے پرتھم پاد کے بیرونی اظہار مین
ورنہ جو تیمان برہم تک النکار کی بھی گمیتا کہاں ہی!۔

منتر ۱۲

चन्द्रमा मनसो जातश्चक्षो: सूर्य्यो अजायत ।
श्रोत्राद्वायुश्च प्राणश्च मुखादग्निर जायत ।। १२।।

(رکھ)

چندرما (اُس وراٹ مین) من ستھانی پیدا ہوا۔ سورج چکشو (قوت باصرہ) ستھانی
پیدا ہوا۔ قوت سامع کی جگہ (خلا) آکاش اور وایو ستھانی پران اور مکھ ستھانی
اگنی اُتپن ہوا۱۲

ویاکھیا

جسطرح منش شریر کی بناوٹ مین من تیز چلنے والا اور تمام اندریوں کو حرکت دینیوالا
ہے اِسی طرح چندرماں برہمانڈ روپی شریر مین سب بہو گولوں سے زیادہ تیز چلنے والا ہے۔
جسطرح منش شریر کے تمام انگوں کی رہنمائی کرنیوالے نیتر ہین۔ اسی طرح برہمانڈ کے تمام
لوک لوکانتروں کو روشنی دینے والا اور ساتھ ہی اِس کے اپنی آکرشن شکتی سے اُن سب کو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سم اوستھا مین رکھنے والا سورج ہے جسطرح شردتر منش شریر مین شبد کو درشانیوالے ہین
اُسی طرح وایو آکاش کے گن شبد کا پرگٹ کرنیوالا ہے۔ اور جسطرح ہر ایک پدارتھ جبتک کہ مُکھ
دوارا ٹھیک طور پر چبایا نجاوے۔ تب تک منش دیہہ کیلئے گن کاری نہین ہوتا۔ اِسی طرح اگنی اِس
برہمانڈ مین پدارتھوں کو چھن بن کر کے اُنہیں شدہ اوستھا مین لاتا ہے۔ اہا! کس
خوبصورتی سے کوزے مین دریا بند کیا گیا ہے۔ جگت گرو نے کیسی سرل ریتی سے سرشٹی کرم
اور اُس کے انتظام کی تصویر انسانی من کے روبرو کھینچ دی ہے۔ دھن ہیں جگدیشور!
اُن کی مہماں کو اُنکا ہی گیان کتھن کرسکتا ہے۔ نربل منش کی کیا شکتی ہے۔

منتر ۱۳

नाभ्या आसीदन्तरिक्षं शीर्ष्णो द्यौः समवर्त्तत।
पद्भ्यां भूमिर्दिशः श्रोत्रात्तथा लोकाँ अकल्पयन्॥१३॥

ارتھ

اُس کے ناہبی روپی سامرتھ سے انترکش ہوا۔ سر روپی سامرتھ سے پرکاش یکت لوک۔
پد روپی سامرتھ سے پرتھوی بھمیک ورتمان (ظاہر) ہوئی۔ شردتر روپی سامرتھ سے
وشاؤں کی کلپنا کرتے ہین۔ اور اِسی طرح اَدلوکوں کا ظہور سمجھو۔

ویاکھیا

"منش دیہہ کے اندر جتنے پدارتھ جاتے ہین۔ وے سب ناہبی مین ہی جاکر سوکشم اور شدہ
بنتے ہین۔ اور پھر دیہہ کے بدھ انگوں کے پالن مین سامرتھ ہوتے ہین۔ یہی (پدارتھوں
کو سوکشم اور شدہ کرنے کا) کام انترکش کا ہے۔ چنانچہ اتھرووید[۱] مین بھی انترکش کو اُدر سے اپمان
دی ہے۔ اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کے پرکاش کی جگہ سر ہے جیسے دماغ اور آنکھین
دونوں طرف کام کرتی ہوئین باقی اندریوں کی رہبر ہین۔ اِسی طرح برہمانڈ روپی شریر میں

نوٹ:- [۱] دیکھو اتھروید کانڈ اپرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴ منتر ۲۲

پرکاش یکت لوک دیگر کل لوگوں کو روشنی دے کر چلانیوالے ہیں۔ جس طرح منشیہ دیہہ مین یا لوٗ
کل شریر کا بیرونی آدہار ہے۔ اسی طرح بھومی دہاری ہی پرتھوی نہیں بلکہ پرتھوی لوک
ماتر سے مراد ہے۔) سرشٹی کے ہرایک ٹھہرنے کا بیرونی سادہن ہے۔ ہرایک طرف کی خبر اُدہر سے آئے
ہوئے شبد ہی دیتے ہین۔ اس لئے شروتر شکتی سے دشاؤں کی کلپنا کی گئی ہے۔ یہہ رچنا کا
برنن کر کے بتلا دیا ہے۔ کہ باقی لوگ بھی اُسی پرماتما کی سامرتھ سے نانا روپ دہارن کرتے ہین

منتر ۱۴

यत्पुरुषेण हविषा देवा यज्ञमतन्वत । वस-
न्तोऽस्यासीदाज्यं ग्रीष्म इध्मः शरद्धविः ॥१४॥

ارتھ

مگرہن کرنے کے یوگیہ۔ پورن پرماتما کے ساتھ۔ ودوان لوگ جس دمانس گیان روٗپی)
یگیہ کو پھیلاتے ہیں۔ اُسکا گھی بسنت رتو سمدھا گریشم رتو اور ہونیہ پدارتھ شرت رتو ہیں۔“

ویاکھیا

جاگرت اوستھا مین واہیہ جگت کے اندر پرماتما کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے جب ایک شمشو مار چکر
(نظام شمسی) کے انتظام کا مشاہدہ کر لیتے ہین۔ تو برہمانڈ کی نسبت اندازہ لگانا بھی کچھ مشکل نہین
رہتا۔ لیکن واہیہ برتی میں مادی جگت سے پرماتما کو علیحدہ انوبھو کرنا کٹھن ہے۔ اس لئے
ایسی اوستھا میں پہنچکر برمھگی کھوجنا مین درڑہ پرش واہیہ یگیہ کی سماپتی کر دیتے ہین اور مانس
ارتھات انتریہ (اندرونی) یگیہ کا انوشٹھان کرتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی یگیہ بلا ضروری سامگری
کے پورن نہیں ہوتا۔ اس مانس یگیہ مین تینوں رتو (جنکے انترگت باقی کی تین رتو بھی ہین)
گھرت سمدھا اور ہون کے لایق پدارتھوں کی جگہ ہین۔ بسنت کے گھی کو لیکر جب آتم اگنی سے گریشم روپی
سمدھا کو جلایا جاتا ہے۔ تب شرت رتو روپی سامگری اُسمین ڈالنے سے ہون کی پورتی ہوتی ہے
یعنی ایکسال کے چکر میں ہمارے کل نظام شمسی کی بناوٹ اور انتظام کا گیان ہو جاتا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُسوقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کُل بناوٹ مین دیکھے کہ کُل مختلف نیم ہر سری نظر پر ایکدوسرے کے مخالف معلوم دے رہے تھے۔ ایک ہی نبنتا (نیم) میں رکھنے والا پُرش کام کر رہا ہے۔

منتر ۱۵

सप्तास्यासन्परिधयस्त्रिः सप्त समिधः कृताः।
देवा यद्यज्ञं तन्वाना अबध्नन्पुरुषं पशुम् ॥ १५

ارتھ

"جس مانس یگیہ کو وسعت دیتے ہوئے وِدوان یوگی جن۔ جاننے کے لایق پرماتما کو ہردے مین مضبوط باندھتے ہین۔ اُس کے ساتوں گایتری آدی چھند سات لپیٹوں کے سمان ہین اور اکیس (۲۱) یعنی پرکرتی۔ مہتو۔ اہنکار۔ پانچ سوکشم بہوت۔ پانچ ستھول بہوت۔ پانچ گیان اندری اور ست۔ رج۔ تم (تینوں گُن) سامگری کی گئی۔"

ویاکھیا

سوپن اوستھا مین مانسک یگیہ کو وسعت دیکر ہی جاگرت کی ویاکلتا دور ہوسکتی ہے۔ گیان کی بردہی کی پہلی منزل یعنی جاگرت اوستھا سچ ہردے کو ویاکل کرنے والی ہوتی ہے۔ جب تک کہ ایشور یہ رچنا کا بھید معلوم نہ تہا۔ اُسوقت من مین اگیان روپی آلسیہ بہی ایکطرح کی شانتی سی دے رہا تہا۔ لیکن جیوں ہی کہ جاگرت اوستھا مین حرکت شروع ہوئی۔ فوراً ہل چل مچگئی اور ہردیہ ویاکل ہوکر پیڑت ہونے لگا۔ ایک گندے تالاب کا پانی یدی کسی پاتر مین رکھہ دین تو اُسکی نیتا نیچے جم کر ایک طرح کی سوچھتا اسمیں پرتیت ہوگی لیکن اگر اُسے سچ مچ سوچھ کرنے کی اوتسکتا ہو۔ تو آگ پر رکھتے ہی اسمیں گڑبڑ مچ جائیگی۔ سب ہی کار الٹ پلٹ ہوکر کچھ عرصہ کے لیے بدبو پیدا کرینگے۔ لیکن دکاروں کے دور ہونے پر جب پانی کو چھان کر رکھا جائے۔ تو پھر اُسکا آنند ہی نرالا ہوگا۔ یہی حالت جاگرت اوستھا سے گزرکر سوپن اوستھا مین ہوتی ہے۔ ہر ایک یگیہ میں سامگری لازمی ہے۔ جسطرح ستھول یگیہ مین ستھول پدارتھ ہونیہ ہوتے ہین۔ اسیطرح

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سو قسم مانسک یگیہ ہین اکیسوں سو قسم مادی پدارتھ ہونیہ پدارتھ ہین جنہین کہ پرماتما کا
اندولن کرتا ہے۔ اور گائیتری آدی چھند۔ گیان کا سادھن بتلانے والے (ارتھات
اکیس پدارتھ روپی سامگری کا استعمال جتلانے والے) ساتوں پرتگیا روپی سوت کے لپیٹ
ہین جن کی مدد سے کہ پرماتما کو ہردے مین تلاش کر کے اُسکی حضوری کی مضبوط گرہ
باندھی جاتی ہے۔

منتر ۱۶

यज्ञेन यज्ञमयजन्त देवास्तानि धर्माणि प्रथ-
मान्यासन्। ते ह नाकं महिमानः सचन्तयत्र पूर्वे
साध्याः सन्ति देवाः ॥ १६॥

ارتھ

جس پہلے کہے ہوئے مانس گیان روپی یگیہ کے ذریعہ۔ ودوان لوگ ۔ یگیہ سوروپ
پرماتما کی پوجا (اوپاسنا) کرتے ہین۔ وے (ودوان) مہتوسے یکت ہوکر پہلے کہے
ہوئے سادھنوں کے ذریعہ سے جہاں (سکھہ اوستھا مین) پرکاشمان ہوتے ہین اُسی
مکت اوستھا کو پراپت ہوتے ہین۔

ویاکھیا

انادی کال سے پرماتما کی پراپتی کا ذریعہ یہی چلا آیا ہے۔ سب کریہ اور گیان کا
پرکاش پرماتما سے ہی ہوتا ہے۔ اور آخر کار پرلے سمے اُسی میں لین ہو جاتا ہے۔ پس
چونکہ جاگرت پادکی ہی رچنا کل جگت ہے۔ اور جگت کے نانا روپ پرماتما کی مہان کا بیرونی
اظہار ہین۔ اسلئے جب تک کہ اُس کی تلاش جاگرت مین شروع نہ کیجاوے۔ تب تک انسانی
بدھی ہمیشہ چکر کھاتی رہتی ہے۔ لیکن جو منشیہ کہ جاگرت (یعنی بیرونی جگت کی رچنا) مین ہی
لپٹ ہو جاتا ہے اور مادی جگت کے پرے سمبندھ کے اندر ہی مگن ہو کر خاموش ہو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہتا ہے۔ اُسے شانتی ہرگز نہیں ملتی۔ اُسکا دل ڈانواڈول اِدہراُدہر بھٹکتا پھرتا ہے۔ کیونکہ جب تک کہ جاگرت کے حاصل کیئے ہوئے پدارتھ گیان پر سوپن اوستھا مین وچار انہیں جاتا تب تک سنسار مین مختلف طاقتین کام کرتی ہوئی پرتیت ہوتی ہین۔ لیکن جیوں ہی کہ سوپن اوستھا مین مانس یگیہ کا بدہان کیا جاتا ہے۔ تیوں ہی اس ظاہر امختلف طاقتوں میں صرف ایک ہی عالمگیر اصول کام کرتا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔ اُسوقت پرمیشور کی حضوری پہنچانے والے راستہ پر منشیہ قدم رکھتا ہے۔ اوپاسنا یعنی پرماتما کے سمیپ پہونچنے کا ادھکاری بنتا ہے یہ سادہن انادی ہے۔ اسی سادہن کے دوارا کام کرتے ہوئے وددان دہارمک رشیوں نے مکتی دہام کو لابھ کیا۔ کیونکہ جاگرت کے سادہن منشیہ کو سوپن میں پہنچاتے ہین۔ اور اُس اوستھا مین کیے ہوئے کرم پرماتما کے سمیپ آسن دلاکر مکتی دہام مین داخل کراتے ہین۔

منتر ۱۷

अद्भ्यः सम्भृतः पृथिव्यै रसाच्च विश्वकर्मणः
समवर्त्तताग्रे। तस्य त्वष्टा विदधद्रूपमेति तन्मर्त्य-
स्य देवत्वमाजानमग्रे ॥१७॥

ارتھ

(دوجل) پرتھوی۔ اور (سارے وشو کے کرم جسکے سہارے سے ہوتے ہین۔ اُس) سورج سے پہلی پرکاریشٹ ہوئے رس سے پہلے پہل یہ جگت ورتمان ہوتا ہے۔ اِس جگت کے اُس سوروپ کو سوکشم کرنیوالا ایشور بدہان کرتا ہوا سرشٹی کی آدہ مین منشیہ کے کرم اور گیان مین پرکاشت ہوتا ہے۔

ویاکھیا

(وہ) سرشٹی مین کیے کرموں کا پھل پرداتا پرمیشور کو بتلاکر اُس شنکا کا سمادہان کرتے

ہیں جو کہ منش کے ہردے میں اس جگہ اتپن ہوتی ہے۔ پرشن ہوتا ہے؛؛ اب تو کرمانوسار
پھل ملیگا لیکن اس سے پہلے منشیوں میں گنوں کا بھید کیوں ہوا۔ وید اس کا اوتر
یوں دیتے ہیں۔ کہ سوکشم اوستھا سے پرکرتی کو ستھول اوستھا میں لانے والا پرماتما
پرمانوں کے گنوں کے انوسار ہی انکا ودہان کرتا ہے۔ اور اسی طرح منشیہ سرشٹی کو
انکے کئے ہوئے پورب کلپ کے کرموں کے انوسار انکو اچھی یا بری یونی میں نودار کرتا
ہے۔ وہاں پکشپات کا نشان تک پایا نہیں جاتا جیسی کرنی ویسی بھرنی یہ ایشور کا اٹل
نیم ہے۔ اس لئے ایشور کے بنائے ہوئے ست پدارتھ سب کے لئے یکساں اپیوگی
ہیں۔ فرق صرف اپنے پورشارتھ کا ہے جس کی وجہ وہی پدارتھ جو ایک کے لئے فائدہ
مند ہیں دوسرے کے لئے دکھدائی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے پرماتما کے سرشٹی نیم کا
گیان حاصل کر کے اس کے انوکول جیون کرنا منشیہ کا کرتبیہ ہے۔

منتر ۱۸

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्य-
वर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति
मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय॥१८॥

ارتھ

جانتا ہوں میں اس مہان سورج کے مانند پرکاشمان۔ اندھکار سے علیحدہ
پرش کو اس کو جان کے موت کو اُلنگھن کرتے ہیں۔ اس سے علیحدہ کوئی راستہ موکش
کی پراپتی کے لئے نہیں ہے؛؛

ویاکھیا

شپشتی اوستھا میں جبکہ من چنچل تہم کر آتما کے روبرو ہوتا ہے۔ اور سب پرکار کی باسناؤں کی رسیاں کھل جاتی ہیں جبکہ جیو آتما پرماتما کے سمیپ پہونچ جاتا ہے یعنی جو پرماتما کو ہمیشہ انگ سنگ تھا۔ اس کی موجودگی کو انوبھو کرتا ہے۔ اسوقت وا اقتدار زبان جیو آتما زبان حال سے اپنی حالت کو بچار اکھٹا ہے۔ لیکن کیا وہ اس سکھ کو سروساد ہا کے پاس بیان کرسکتا ہے! ہرگز نہیں! بلکہ اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ "میں اس بڑے گنوں والے روشن اور اس لئے اندھکار سے الگ۔ سروتر دیا پک پرمیشور کو جانتا ہوں،، پھر شنکا ہوتی ہے کہ جب الگیہ جیو آتما اس پرماتما کو جان لیتا ہے۔ تو پھر وہ مہان اور اگمیہ کیوں کہلاتا ہے۔ اوتر صاف ہے کہ اس کا انت جیو آتما نہیں پاتا۔ بلکہ صرف اسی قدر محسوس کرتا ہے۔ کہ موت روپی بھیانک سمندر کے پار اُتارنیوالا یعنے آواگون (پیدائش اور موت) پر فتح صرف اسی کی شرن پکڑ کر ہو سکتی ہے۔ اس سے الگ دوسرا کوئی بھی راستہ دکھوں سے چھوٹنے کا نہیں ہے اس لئے ایشور بھگت جگت کے اسار سکھوں کا پیچھا چھوڑ کر ایشور کا آشرا لیتے ہیں۔

منتر ۱۹

प्रजापतिश्चरति गर्भे अन्तरजायमानो बहुधा वि जायते। तस्य योनिं परि पश्यन्ति धीरास्तस्मिन् ह तस्थुर्भुवनानि विश्वा॥ १९॥

ارتھ

سب کا سوامی پرماتما جیو آتما اور دیگر جڑ و چیتن جگت کے اندر انتریامی روپ سے خود نہ جنم لیتا ہوا بچرتا ہوا یعنی سب جگہ (اندر باہر) ویاپک ہوتا ہے۔ اس کے نج سوروپ کو دھیر یوگی ودوان پرش ہی دیکھتے ہیں جس میں کہ تمام موجودہ لوک۔ لوکانتر ستھت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دھیرے ہوئے ہیں "

ویاکھیا

" پرکرتی سے بھی سوکشم جیو آتما کے ہردے میں پرمیشور موجود ہے یعنی سوکشم سے بھی سوکشم وہ ہے۔ اس لئے کوئی ستھان بھی اس کی ویاپکتا سے خالی نہیں ہے۔ وہ اگیانیوں کو نانا روپ میں دکھائی دیتا ہے لیکن ودوانوں کے لئے سارے برہمانڈ میں ایک رس ویاپک ہے جس طرح اگنی ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف چیزوں میں اس کا اظہار مختلف طریقوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور ایک ہی رس ہے لیکن جڑ چیتن کے نانا روپ میں اسکا اظہار مختلف طریقوں پر دکھائی دیتا ہے۔ یہ مختلف طریقوں پر پرمیشور یہ شکتی کا اظہار ہی سانسارک پرانیوں کے لئے اُس کی نزدیکی کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔ اس بھرم کو دور کب کر سکتے ہیں۔ جبکہ جاگرت اوستھا سے گزر کر ستھول جگت میں اُس کی تلاش کو چھوڑ کر سوپن اور سشپتی میں پرولش ہوتا ہے۔ اور جس سمے کہ اُس کے ایکپاد روپی اظہار اسمیں کرکے تین پاد کے اندر دھیان لگتا ہے۔ جو کہ اُس کے نج جوتی روپ میں لین رہتے ہیں

منتر ۲۰

यो देवेभ्य आतपति यो देवानां पुरोहितः ।
पूर्वो यो देवेभ्यो जातो नमो रुचाय ब्राह्मये ॥ २०॥

ارتھ

جو پورن پرش (پرماتما) کہ دیوؤں یعنی ودوانوں کے آتماؤں کو منور کرنے کے لئے اپنے گیان سوروپ کا پرکاش کرتا ہے۔ جو پرمیشور کہ ودوانوں کو پرم آنند دینے والا اُنکا پروہت ہے۔ جو پرماتما کہ سب سے پہلا ودوان اور جو یوگی راج گیانیوں کو ہی پرتیکش ہوتا ہے۔ اُس اتینت آنند سوروپ اور ستیہ میں رچی کرانے والے برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ویاکھیا

یوں تو راؤ سے لیکر رنک تک اور جاہل سے لیکر عالم تک سب ہی کوئی ظاہر میں اور کوئی باطن میں پرماتما کو نمسکار کرتے ہیں۔ لیکن کیا وہ انکا نمسکار سویکرت ہوتا ہے؟ کیا وہ نمسکار پھلدائک ہو سکتا ہے؟ ہمیں شبہ نہیں کہ اگیانی سے اگیانی کا نمسکار اس کے دل کو ضرور شانت کرتا ہے۔ لیکن نمسکار پایۂ قبولیت کو پہونچنا کچھ اور ہی معنی رکھتا ہے۔ جب تک کہ نمسکار کی ماہیت کو نہیں سمجھا جاتا۔ اور ساتھ ہی نمسکار کے یوگیہ پرماتما کے درشن یوگ درشٹی دوارا نہیں ہوتے۔ تب تک ہر ایک پرکار کا نمسکار ویرتھ ہے۔ اس لئے کیول ودوان اور یوگی جن ہی نمسکار کرنے کے لائق ہیں۔ پاک دربار میں حاضر ہونے کے لائق کون ہے؟ جو خود پاک ہو جیوتی سروپ کی سیوا میں وہ پہنچ ہو سکتے ہیں جو یہ کون ہے؟ جس نے خود سادھنوں دوارا جیوتی کو دھارن کیا۔ پس وید کی ہدایت ہے کہ ہر ایک پرش کو نمسکار کرنے کی لیاقت حاصل کرنی چاہیئے۔

منتر ۲۱

रुचं ब्राह्मं जनयन्तो देवा अग्रे तदब्रुवन्। यस्त्वेवं
ब्राह्मणो विद्यात्तस्य देवा असन्वशे ॥२१॥

ارتھ

جس برہم گیان کو ودوان یوگی پرش اپدیش کر کے سرو سادھارن کو آنندت کر دیتے ہیں۔ وہ برہم گیان تجھکو (جیو آتما کو) اکرشٹ کرنے والا ہے۔ جو انسان برہم گیان کی اس مہماں کو جانتا ہے۔ سب دیو چیزیں اس کے ہی بس میں ہوتی ہیں۔"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ویاکھیا

اگنی اور وایو۔ سورج اور چندر۔ پرتھوی۔ اور لوک۔ لوکانتر زبان حال سے پرماتما کی مہماں کا برنن کر رہے ہیں پتّے پتّے سے پرماتما کی مہماں کا نغمہ نکل رہا ہے۔ ایک ایک سانسارک روپ اور بناوٹ اس کی اپار دیا اور کرونا کا نشان دے رہا ہے۔ اس جگت میں پرماتما کے بیرونی اظہار کو دیکھتے ہوئے جو برہم اوپاسک اس کے جیوتی روپ کی طرف جھکتا ہے۔ پرکرتی کے نانا روپ اس کے بس میں ہو جاتے ہیں۔ یعنی بجائے اس کے کہ پرتھوی اور سورج۔ چندر اور تارا گن اس کو بسمت کر کے اپنا غلام بنا سکیں ایسا برہم اپاسک۔ سانسارک وشیوں ارتھات۔ روپ۔ رس۔ گندھ سپرش۔ آدی وشیوں کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ اور پھر سورج آدی کاریوں کو مجبور کر سکتا ہے۔ کہ وے زبانِ حال سے برہم کا پتہ دیں۔ اس پتہ پر چلتا ہوا یوگی برہم کے جیوتی سوروپ کی طرف بڑھتا ہے۔ اور برہم لوک میں پہنچکر رس پان کرتا ہے۔

منتر ۲۲

श्रीश्च ते लक्ष्मीश्च पत्न्यावहोरात्रे पार्श्वे नक्षत्रा-
णि रूपमश्विनौ व्यात्तम्। इष्णन्निषाणामुं म इषाण
सर्वलोकं म इषाण ॥२२॥

ارتھ

"ہے جگدیشور! (جس وراٹ روپی برہمانڈ میں) آپ کی شوبھا اور ایشورج روپ پتنیوں کے سمان دن اور رات آگے اور پیچھے سورج اور چندرمان کی طرح تہاتی اور نکشتر روپ ستہاتی ہیں۔ اسمیں مجھے مکتی کا بھاگی بنائیے۔ اور مجھے سرولوک پراپت کرائیے۔"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ویاکھیا

براٹ روپ کھینچ۔ جاگرت اوستھا میں۔ بیرونی جگت میں اس جیتی مہتی شکتی کی تلاش کرا۔ ویداب سارے آنندوِلن کا انتم نچوڑ بتلاتے ہیں جس برہمانڈ میں کہ شوبھا اور رِشی سدیو پرماتما کی موجودگی۔ نہ صرف موجودگی۔ بلکہ اس کے پتی یعنی سوامی بھاؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس برہمانڈ میں کہ دن اور رات ایک دوسرے کے بعد آکر بھراتری بھاؤ کا سریوتم اپدیش دیتے ہیں جس برہمانڈ میں سورج اور چندرما ان دماغی اُنتی کا درشانت ہیں۔ جہاں پرکیتا راگنی سے جڑت انترکش روپ کا معراج ظاہر کر رہا ہے اسی برہمانڈ میں آنندوِلن کرتے ہوئے منشیہ مکتی کو پراپت ہو سکتا ہے۔ اور وہ کس طرح پرایک دوسرے اُتم لوک (اوستھا) کو پراپت ہوا انت کال برہمہ لوک کو پراپت ہوتا ہے۔ دھن ہو تم جگدیشور! دھن ہے تمہاری سرشٹی رچنا! دھن ہے تمہاری انت مہماں!۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوم

محمدی سازش کا انکشاف

حفاظت خود اختیاری

کے اصول پر جو انسان عمل نہیں کرتا اُسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی طرح پر جو انسانی گروہ بطور ایک جماعت کے اپنی حفاظت کرنے کے ناقابل ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوے۔ اسلیئے ہندوؤں کو خبردار کرنا میں نے اپنا فرض سمجھا ہے۔

مذہب انسانوں کو محض ایک تار میں پرونے

کا نام نہیں ہے اگر مسلمانان ہند خواجہ حسن نظامی کے مشورہ پر عمل کریں گے۔ تو معلوم نہیں کہ وے کس مذہب کے داعی ہونگے اگر ہندوؤں کو مسلمان بنانے کے لئے فاحشہ عورتوں کی بدکاری۔ قماربازی اور مکاری وغیرہ کو ذریعہ بنایا جانا ثواب ہے تو نہ معلوم قرآن مجید کی ہدایات دربارہ نیکروی اور پاکیزگی قلب کا کیا حشر ہوگا۔ اور اگر مولانا عبد الباری کا فتویٰ قتل مرتد مسلمانوں کا فرض مذہبی ہے تو ہندوستانی ہندو کیسے اطمینان سے بیٹھ سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ دیندار مسلمانوں کو ان کے فرض سے خبردار کردوں۔ (شردھانند)

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیباچہ

خواجہ حسن نظامی نے داعی اسلام بنانے کے لئے جو حکمت عملیوں کا سبق ہندوستان کے مسلمانوں کو پڑھانے کی کوشش کی تھی اس کا پردہ فاش ہونے پر اپنی پمفلٹ کو دوسری بار چھاپتے ہوئے ان مشوروں کو حذف کر دیا۔ جن سے واضح ہوا تھا کہ سر آغا خان سے لیکر جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور ناظم یہم اور علماء و مشایخ سے لیکر پیر اولیاؤں تک اس گہری سازش میں شریک ہیں۔ اسکے بعد جب مہاتما گاندھی نے انکی کوششوں کو کمینہ اور تباہ کن اخلاق ظاہر کیا، اور انہیں اسلام کے نام پر ایک دھبہ بتلایا۔ تو آپ نے اڈیشن تیسرا تیار رکھا تما جی کے دربار میں پیش کیا جن میں فاحشہ وغیرہ مبلغوں کے ذکر پر ہڑتال لگا کر یہ بھی اقرار کیا کہ جس جس عبارت کو مہاتما جی سنیسر (Censor) کر دینگے اس کو اولیاء نظام الدین کے وارث رشید اپنی تصنیف سے نکالدیں گے۔ اس طرح پر نظامی صاحب نے مہاتما گاندھی سے نیک چلنی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے عوام کی نظروں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی مگر جہاں تک معلوم ہوا ہے مہاتما جی انکے چکموں میں نہیں آئے۔ اور ابھی تک مصور فطرت کے برخلاف مہاتما جی کا فتوی قانون کا اثر رکھتا ہے۔

لیکن آخر اس ساری کارستانی سے فائدہ ؟ انسانی جماعت کو حضرت نظامی صاحب کی رہبری کی تعلیم سے پہنچنا تھا، پہنچ چکا۔ چند بدنام کنندہ نکو نامے۔ اسلام نے پہلے نسخہ کو بحفاظت تمام اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ اور اس کی ہدایات ہر ایک محمدی فقیر۔ اوباش پیشہ ور اور ملا لے کو ازبر کرا دی ہیں جس کے مطابق دہلی میں خاص مرکزی تبلیغی جماعت قایم ہو گئی ہے۔ اور اس کی شاخیں پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ راجپوتانہ۔ ممالک متوسط۔ بہار۔ بمبئی اور مدراس کے ہر ایک قابل ذکر شہر و قصبہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لیے اس زبردست حملہ کی روک تھام کے لئے ہندوؤں کی طرف سے مدافعانہ کارروائی بڑی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دانائی اور مستعدی سے جاری ہونی چاہیئے۔

پہلی بار اس نسخہ کا نام بڑا لمبا مگر ناقابل فہم رکھا گیا تھا "یعنی ہندو خبردار تمہارے دہرم ورگ پرشبخون بولا گیا ہے،، اس بار اس کا نام مختصر مگر واضح اور وسیع رکھا گیا ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی کوشش اور عالمگیر سازش کا بہت بڑا لیکن صرف ایک پہلو ہے۔ فرنگی محل مولانا عبد الباری صاحب کی کوشش ایک دوسرا پہلو لئے ہوئے ہے جس کا تعلق سیاسی قومی تحریک کے ساتھ ہے۔ طبع اول میں مولانا عبد الباری کے کھلے خط کی طرف صرف اشارہ بھی کیا جا سکا تھا۔ اس بار انکے "فتنہ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض،، نامی نسخہ کی کسی قدر تفصیلی پڑتال کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ فرنگی محل کی خطرناک تعلیم سے ہندوستان کی سیاسی تحریک اور حصول سوراجیہ کی کوشش کو کیسا زبردست دھکا لگ چکا ہے۔ اور اگر اس کا تدارک مسلمان سیاسی لیڈروں کی طرف سے نہ کیا گیا تو ہندو مسلم اتحاد کی امید مدتوں تک منقطع کرنی پڑیگی۔

میں نے یہ کتاب اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی خبردار کرنے کی غرض سے شائع کی ہے۔ دہلی کے حالیہ افسوسناک واقعات نے ظاہر کر دیا کہ جس جمیعۃ علمائے ہند کو حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے ملکی آزادی کی تحریک کی مدد کے لئے کھڑا کیا تھا۔ اور اسے برٹش نوکر شاہی گورنمنٹ کے برخلاف فتاوی صادر کرنے کے لئے ایک دیو عظیم سمجھا تھا۔ وہ اب بھوت بنکر مسلم قوم کو ہی چمٹ گیا ہے۔ اور مسلمان عوام کو اپنے واقعی لیڈروں سے برگشتہ کر رہی ہے۔

ہندو بھائیوں سے میری خاص التماس ہے۔ کہ میں نے آریہ سنسکرتی Arya Culture کے شیدائیوں کو ان حکمت عملیوں اور ان خفیہ سازشوں اور حملوں سے خبردار کرنے کے لئے محمدی سازش کا پردہ فاش کیا ہے جو مدتوں سے انکی جماعت کو گھن کی طرح لگ کر کمزور کر رہی ہیں۔ ان سب حملوں کی نوعیت اور پیچیدگیوں سے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خبردار ہوکر بے خبر ہندو عوام کو انکے دام سے رہائی دلانا ہندو تعلیم یافتہ اور سمجھدار سجنوں کا فرض ہے۔ لیکن اس ساری تندہی اور کوشش میں ایک بات صاف طور پر سمجھ رکھنی چاہیئے جن سازشوں اور بدکاریوں کے پنجہ سے ہندو سماج کو بچانے کی ضرورت ہے کہیں انھیں کے اندر اپنی جماعت کو پھنسا کر انکی بیخکنی شروع ہو جائے اس خطرہ سے ہندو نیتاؤں کو خبردار کرنا میرا فرض ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ ایک مرتبہ شیطان کے حملوں سے تنگ آکر مومنوں نے بھی ارادہ کر لیا کہ جن چالاکیوں دھوکہ دھڑیوں اور کمینہ حرکتوں سے شیطان ہم لوگوں کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم لوگ بھی اسے جواب ترکی بہ ترکی دیں۔ اور انہیں اوزار سے اسکا مقابلہ کریں۔ شیطان بھی ہمہ دانی کے وصف سے موصوف ہے۔ مومنوں کی سازش کو معلوم کرکے خوب ہنسا اور انہیں کہلا بھیجا۔ "میں تو تمہیں خدا کی امت سے برگشتہ کرکے اپنی امت میں لانا چاہتا ہوں۔ اگر تم میرے اوزار سے ہی میرا مقابلہ کروگے تو میری امت میں ہی داخل ہو جاؤ گے"

میرے ہندو بھائیو! کہیں بھولکر بھی مریادا پرشوتم رام اور قدرتی نغمہ کی تاریں ہلانے والے (گیتا کے کرتا) یوگی راج کرشن کے مارگ کی رکشا کے لئے ان کا مارگ تیاگ کر نرک کا راستہ نہ پکڑ لینا۔ کسی بزرگ نے درست کہا ہے۔

ع "رہ راست برو اگرچہ دور است" جواب ترکی بہ ترکی ایک ایسی پگڈنڈی ہے جس کے راستہ میں کانٹے اور جھاڑیاں اور گہرے گڑھے حائل ہیں سیدھا راستہ آریہ ویدک دھرم کا ہے۔ اُسی کا سہارا لیکر بیڑا پار ہوگا۔

اس بار کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں داعی اسلام پر سرسری نظر اور اس کی ہو بہو نقل۔

حصہ دوم میں فاطمی دعوت اسلام کے نکتہ نگاہ کا خلاصہ اور اس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اقتباسات (اور) حصہ سوم میں مولانا عبدالباری صاحب کے مشہور فتوے کی پڑتال۔

خاتمہ پر ہندو اور مسلمان سمجھدار اصحاب کے لئے کچھ ایسی ہدایتیں درج کی گئی ہیں جس سے آیندہ باہمی بدگمانی دور ہو کر از سرِ نو ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد پڑکر مستقل اور مضبوط ہو جاوے

دہلی ۷ اگست ۱۹۲۴ء شردھانند سنیاسی

دیباچہ طبع اول

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے ہر مسلمان کو داعی اسلام بنانے کے لئے "حفاظت و اشاعت اسلام کی تدبیریں اور حکمتیں" سکھلانے کے لئے ایک ۷۲ صفحوں کا رسالہ چھاپکر محض مسلمانوں میں تقسیم اور فروخت کیا اور وہ کسی طرح ہندوؤں کے بھی ہاتھ لگ گیا۔ "اخبار پرتاپ" (اردو روزانہ) لاہور میں اسکی ادھیڑ بن کی گئی۔ اور اس پر کئی مضامین نکلے۔ دیگر ہندو اخباروں نے بھی اسکی پڑتال کی۔ اور اس کے خطرے سے ہندوؤں کو آگاہ کیا۔ جن دنوں دہلی میں کانگریس کا خاص اجلاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان دنوں (شاید ۱۶ تاریخ ستمبر کو) یہ نادر نسخہ میرے ہاتھ لگا ہیں اسے پڑھکر حیران ہو گیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ جبتک ہندو خاص نظام (سنگھٹن) کے ساتھ کام نہ کریں گے۔ اس خطرے سے محفوظ نہیں ہو سکتے جو خواجہ حسن نظامی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کے مختلف مضامین نوٹ کرکے میں ہندو مسلم صلح کانفرنس میں لے گیا۔ اور اس کا ذکر چھیڑ کر مسلم لیڈروں کی توجہ ادھر کھینچنی چاہی۔ لیکن مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب وغیرہ نے یہ کہکر ٹالدیا کہ یہ ایک شخص کی رائے ہے جس کو کوئی وقعت نہیں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس امر کی تائید مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے بھی کی اور کہا کہ آپکی تحریر کو کون پوچھتا ہے. میں نے بہتیری کوشش کی کہ داعی اسلام کی کیفیت سنا دوں لیکن مجھے موقع نہ دیا گیا۔ بعد کی تحقیقات سے زیادہ حالات کیلئے اور میں نے دیکھا کہ یہ کتاب ایک اور ضخیم کتاب کا ضمیمہ ہے جو شدھی کی تحریک سے بہت پہلے نکل چکی ہے اس کتاب کا نام ,, فاطمی دعوت اسلام،، ہے۔ بہزار دقت ابھی ابھی وہ کتاب بھی تین روپے خرچ کر کے میں نے حاصل کی۔ اس کتاب کے خاتمہ پر لکھا ہے ۲۵ رذی الحجہ ۱۳۳۰ھ نبوی مطابق ۱۰ ر ستمبر ۱۹۱۲ء کو جامع مسجد دہلی کے سامنے آدھی رات کے وقت اس کی آخری تحریر سے فراغت پائی،، اور کتاب کے سرورق سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سنہ کے اندر ہی کتاب چھپکر شائع ہوگئی۔

اس کتاب (فاطمی دعوت اسلام) کے اندر وہ سب بیرونی اور اندرونی حکمت عملیاں درج ہیں۔ جن میں محمدی مشایخ اور پیر ہندوؤں کے ان کے مذہب سے مرتد بنانے کے لئے استعمال میں لاتے رہے ہیں۔ اور ابتک لا رہے ہیں اس کتاب کی مفصل پڑتال کسی دوسرے وقت کے لئے چھوڑ کر صرف ایک اقتباس پر اس وقت اکتفا کروں گا۔ جس سے معلوم ہوگا کہ کس طرح واقعات گھڑ کر کتاب کے ناظرین کو دھوکے میں ڈالا گیا ہے۔ فاطمی دعوت اسلام کے صفحہ ۲۰۴ پر زیر سرخی مہاتما گاندھی کی مداخلت لکھا ہے۔

,, آغاخانیوں کی دعوت کچھ خفیہ اور پوشیدہ نہیں رہی ہے۔ اب وہ کھلم کھلا سب کام کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ابھی حال میں چند آریہ سماجیوں نے مہاتما گاندھی سے شکایت کی کہ ہندو آغاخاں کی پارٹی میں بکثرت شریک ہوتے جاتے ہیں۔ آپ ان کو نصیحت کیجئے۔ مہاتما گاندھی اسوقت بمبئی تھے۔ انہوں نے ان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہندوؤں کو بلایا جو آغاخاں کے اثر میں آگئے تھے۔ اور انکو نصیحت کی کہ تم اپنی قوم سے باہر نہ جاؤ۔ میں تمہارے عقائد میں دخل نہیں دیتا۔ مگر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندو مذہب بہت اچھا ہے۔ اور اس کی قومیت سے باہر نکلنا تمکو زیبا نہیں۔

"آغاخانی ہندوؤں نے مہاتما جی کو جواب دیا۔ کہ ہم اپنی قوم سے باہر نہیں گئے ہیں بلکہ ہندو دھرم کے **اصلی گھر میں پہنچے ہیں**۔ آپ کو بھی اس سچے ہندو گھر میں آ جانا چاہیئے۔ کیونکہ جو جوت رام۔ کرشن۔ وشنو برہما وغیرہ میں تھی وہی آغاخاں ظاہر امام میں ہے ہم کو ملگئی ہے۔ اب ہم نور سے خالی مورتوں والے گھر میں کیوں رہیں۔ اس گھر میں کیوں نہ آئیں جو ہندوؤں کے زندہ نور کا اور موجود وسلامت نور کا گھر ہے۔

یہ جواب سنکر مہاتما جی اور سب آریہ سماجی خاموش ہوگئے اور کچھ جواب انکا ندیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہندو آغاخانی نہ تھے وہ بھی اس عجب بازی کو سنکر آغا خانی ہوگئے" اوپر دو جگہ لکیر کا نشان میں نے لگا دیا۔ آغاخانیوں کی لاجواب تقریر دلپذیر نے مہاتما گاندہی اور آریہ سماجیوں کے منہ پر مہر سکوت لگادی۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ !! فاطمی دعوت اسلام اسی طرح کی بے بنیاد کہانیوں سے پر ہے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ خواجہ صاحب اس کتاب کا مصالحہ برسوں سے اکٹھا کر رہے تھے جیسا کہ انہوں نے خاتمہ کی رائے میں لکھا ہے۔ اور اس کے لئے ارا سیر دنیاہ کی توفیق کرنا چاہیئے۔ کہ جن خیالات کی اشاعت انہوں نے "رسالہ داعی اسلام" میں کی ہے وہ شدھی کی ہندو تحریک کا جواب نہیں ہے۔ بلکہ انکی مدتوں کی کوششوں کا اظہار ہے۔ اور اسلیئے کانگریس کے مسلم لیڈروں کا یہ جواب کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ خواجہ حسن نظامی نے محض فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے اس نئے نسخہ کو (جسے فاطمی دعوت اسلام کا ضمیمہ وہ خود مانتے ہیں) چھپوا کر شائع کیا۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا۔

ہندو دھرم کے دُرگ پر شبخون کا حملہ

محض حسن نظامی کے دماغ کی اختراع ہے۔ یا اس میں محمدی مذہب کے تقریباً سب بزرگ شامل ہیں۔ جسن نظامی صاحب ٹائٹیل کے دوسری صفحہ پر ,,ضروری مشورے،، دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اندر کا مضمون شعبان کی ابتدائی تاریخوں میں پورا ہو گیا تھا۔ مگر چھپا نہ تھا۔ کہ مجھ کو بمبئی سے ہز ہائینس سر سلطان محمد شاہ آغا خان نے ملنے کو بلایا۔ اسی مسئلہ حفاظت و اشاعت اسلام کے متعلق باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد دہلی میں واپس آکر جناب مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیتہ علماء ہند اور جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیت علماء ہند سے مشورہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مشایخ و علماء سے تبادلۂ خیالات کیا گیا ہر بزرگ کی رائے یہ ہی معلوم ہوئی۔ کہ حفاظت و اشاعت اسلام کے کام میں شور وغل اور اخبار میں شہرت مناسب نہیں ہے۔ نہایت ہی مستعدی مگر پوری خاموشی سے کام کرنا چاہیئے،، پھر لکھا ہے ,,میرے مشیر کار حضرت سجادہ نشین صاحب اجمیر شریف اور جناب مولانا متاع الدین صاحب جشتی عرف پیر موٹا میاں سجادہ نشین خانقاہ فریدیہ جشتیہ سنگرول اور جناب مولانا مولوی نوری داس صاحب مہاراج مقیم بمبئی وغیرہ حضرات ہونگے۔ ہر بزرگ نے خبر رسانی کے بندوبست کی تاکید فرمائی۔ اور تقسیم عمل کو بھی ضروری تسلیم کیا۔ پھر لکھا ہے ,,میں چاہتا ہوں، اور مشایخ و علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ اس محکمہ (یعنی خبر رسانی) کا کام نہایت احتیاط اور پوشیدگی سے کیا جاوے۔ یہانتک کہ اس محکمہ کا نام بھی خبر رسانی نہو۔ بلکہ ایسا نام رکھا جاوے جس پر کسی قسم کا شک و شبہ نہو سکے۔ میرے خیال میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"معلومات تبلیغ" اس کا نام مناسب ہوگا! آخری مشورہ یہ دیا ہے۔" اس کی پوری احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کتاب کا مضمون یا اپنا تبلیغی ارادہ کسی غیر مسلم کے سامنے بیان نہ کیا جاوے۔ اور کتنا ہی جوش دلایا جاوے بغیر مرکزی ہدایت کے کوئی خلاف آئین کام نکرنا چاہیئے۔

ان ضروری مشوروں کے مطالعہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ:۔

اول۔ یہ مسلمان۔ مشائخ۔ علماء۔ رؤساء اور عوام کی ایک خاص عالمگیر سازش ہے جس کا مدعا ہر ناجائز طریقہ سے ہندوستان کی غیر مسلم باشندوں کو عموماً اور ہندوؤں کو خصوصاً اپنے دھرم سے گرا کر محمدی فرقہ کے اندر جذب کرنے کا ہے۔

دوم کہ اس سازش کو خفیہ رکھنے کے لیئے بڑی احتیاط کی گئی ہے۔ کوئی مرکزی کمیٹی ہے جس کے جائے قیام سے اس سازش کے رازدان ہی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ یہ ہندوستان کی مرکزی کمیٹی کسی اور مرکزی کمیٹی کی شاخ ہو جس کا ہیڈ کوارٹر وسط ایشیا میں کسی مسلم سلطنت کے اندر واقع ہو۔

سوم۔ اس کمیٹی کے تمام پرزوں کو ہدایت ہے کہ ظاہر طور پر ہمیشہ آئین ملک کے مطابق کام کریں۔ لیکن جب اُن سے خلاف آئین ملک کوئی کام ایسا ہوگا تو اس کی ہدایت مرکز کی طرف سے ہوگی۔

کیا اب بھی مسیح الملک صاحب اور دیگر مسلم لیڈران کانگریس یہی عذر پیش کرتے جائیں گے۔ کہ یہ سب ایک آدمی کی شخصی رائے ہے۔ اور اس کے لئے مسلم جماعت ذمہ وار نہیں ہے؟ جیسا کہ میں نے ظاہر کر دیا ہے۔ یہ ایک عالمگیری متفقہ محمدی کوشش ویدک آریہ دھرم کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینے کی ہے۔ اور اس لیئے اس کے دفعیہ کی کوشش کو کسی کے لحاظ ملاحظہ سے بھی بند نہیں کیا جا سکتا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بالفرض اگر اس نسخہ کو ایک شخص کے دماغ کا افتراع ہی سمجھ لیں تب بھی
ہندوؤں کی مدافعانہ کوشش میں تساہل نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عموماً مسلمان
مشائخ علماء، اور عوام نے خواجہ حسن نظامی کی ایک ایک بات پر عمل کرنا
شروع کر دیا ہے۔ نمونہ کے طور پر کچھ باتیں پیش کرتا ہوں۔

مجھ پر الزام کی بنیاد

میں اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے ظاہر کر چکا ہوں کہ ہندو سنگٹھن
کو عملی جامہ پہنانے کا خیال مجھ کو اس وقت ہوا جبکہ میں نے کچھ شریر النفس
ہندوؤں کو اپنی خود غرضی کو پورا کرنے کے لئے کل ہندو سماج کو بدنام کرتے
ہوئے دیکھا۔ میں یہ بھی بتلا چکا ہوں کہ جب درجنوں محمدی مبلغوں نے آگرہ
اور اس کے گرد و نواح میں پہنچکر گئو رکشک ملکانوں کو گئو بھکشک بنانے
کے لئے ہاتھ پیر مارنے شروع کئے۔ تب مدافعانہ کوشش میں میں نے حصہ
لینا شروع کیا تھا۔ مگر مسلمان مولویوں نے مجھے بدنام کرانے کے لئے گورنمنٹ
سے معافی مانگ کر جیل خانہ سے چھوٹنے اور لاکھوں روپیہ گورنمنٹ سے ہندو
مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے رشوت لینے کا الزام لگانا شروع کیا۔
یہ حکمت عملی انکو کس نے سمجھائی؟ خواجہ صاحب داعیِ اسلام، کے صفحہ ۲ پر میری
مختصر سوانحعمری دیتے ہوئے لکھتے ہیں "جب مہاتما گاندھی کی ستیہ گرہ کا زمانہ
آیا تو اسی لباس درویشی میں سیاست کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور دہلی کی جدوجہد
پر کام کرتے رہے۔ یہانتک کہ امرتسر کانگریس کے موقع پر استقبالیہ کمیٹی کے
صدر بنائے گئے۔ آخر وقت اکالی سکھوں کی حمایت کرتے وقت جیل خانہ
گئے۔ اور معلوم نہیں وہاں کیا واقعہ پیش آیا۔ اور کس مخفی اثر سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

متاثر ہوئے کہ جیل خانہ سے باہر آتے ہی وہ روش اختیار کرلی جو کسی اور کے پیش نظر ہے یعنی ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا کہ اب ساری زندگی مسلمانوں کو آریہ بنانے میں صرف کرونگا۔ اور اعلان ہی نہیں کیا بلکہ عمل بھی شروع کردیا۔

شدھی یا فتنۂ ارتداد

جنوری ۱۹۲۳ء کے درمیانی حصہ میں جب مسلمان مبلغ آگرہ میں پہنچے تو انہوں نے شدھی کی روک تھام کے لئے کوشش شروع کی۔ اور یہی اخباروں میں لکھتے رہے۔ مگر جب خواجہ حسن نظامی نے "داعی اسلام" کے صفحہ ۱۴۱ میں انہیں تنبیہ کی تب سے فتنۂ ارتداد اور اشدھی کے الفاظ استعمال ہونے لگے۔ وہاں خواجہ صاحب نے لکھا ہے۔

شدھی نہ لکھو ارتداد لکھو

یہ بات سب سے زیادہ قابل اصلاح ہے۔ کہ مسلم اخبار آریوں کے لفظ شدھی کو استعمال نہ کیا کریں۔ اس کے عوض ارتداد یا مرتد لفظ مناسب ہے اور درست ہے۔ کیونکہ شدھی کے معنی پاک ہو جانے کے ہیں۔ پس اگر مسلمان مرتد ہونے کو پاک ہونا اپنی قلم یا زبان سے ادا کریں گے تو ان کو سخت گناہ کا خمیازہ برداشت کرنا پڑیگا۔

یہ مناسب تنبیہ کرتے ہوئے ساتھ ہی مسلم پریس کے لئے یہ خیال بہت ضروری بتلایا گیا، کہ موجودہ جوش ٹھنڈا نہ پڑ جائے۔ اس کو دوامی طور پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قایم رکھنے اور لیڈروں کو بیدار کرتے رہنے کی ضرورت ہے" اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے اس حکم کی تعمیل میں مسلم پریس نے کچھ بھی تساہل کیا ہے؟

پہلے نسخہ میں خواجہ صاحب نے "ضروری مشورہ" کی سرخی دیکر صاف الفاظ میں اقبال کیا تھا۔ کہ محمدیوں کی عالمگیر سازش ہے۔ اور ساتھ ہی تبلیغ اسلام کے لئے بازاری عورتوں اور شراب خانوں وغیرہ کو بھی خاص ذرائع بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس پر جو شور وشر ہوا؟ سے دیکھکر انہوں نے اس نسخہ کو بار دوم ماہ جون ۱۹۲۳ء میں چھپواتے ہوئے نہ صرف ضروری مشورے ہی حذف کردئے۔ بلکہ بازاری عورتوں وغیرہ کا محکمہ سراغ رسانی سے تعلق ایک پوشیدہ راز بنا دیا۔ چنانچہ ہندی میں جو خطرے کی گھنٹی چھپی ہے اس میں جون ۱۹۲۳ء والی طبع دوم سے ہی کام لیا گیا ہے۔

خواجہ صاحب کی

ہدایات کی ہو بہو نقل

اس رسالہ کے خاتمہ پر اس لئے چھاپ دی گئی ہے کہ کبھی خواجہ صاحب کو یہ شکایت نہو کہ اقتباس پیش کرکے اُنکے مطلب کو خبط کر دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر ہندو محمدی مبلغوں کی طرف سے اپنی قسمت کا فیصلہ بغور پڑھ لے۔ اور اگر اسے اپنے دہرم سے پریم ہے تو اپنی جماعت کی عورتوں بچوں اور پھر نابالغوں کو اس مذہبی شبخون کی زد سے بچانے کے لئے پورا زور لگادیوے۔

آریہ سماجی اصحاب تو کافی سے زیادہ چوکنے ہیں۔ اور انہیں کوئی مشورہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ہندوؤں کو خبردار کرنیکی کافی سے بڑھ کر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ضرورت معلوم دیتی ہے۔ انہیں اس ناگہانی آفت کو اس وقت اپنے لئے پرماتما کی طرف سے ایک چیتاونی سمجھنی چاہیئے۔ مسلمان لیڈران کانگریس اور خلافت کو بھی اپنے گھر کی پڑتال کرنی چاہیئے۔ اور ہندوؤں کو مطمئن کرنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ میں ذیل میں مختصر طور پر آنے والے خطرات کا ذکر کر کے انکے دفعیہ کے لئے عام ہندو اور مسلمان لیڈروں سے اپیل کرتا ہوں۔

داعی اسلام میں جگہ بجگہ بڑی تاکید ہے۔ کہ فی الحال سب طرف سے اپنی کوششوں کو ہٹا کر ساڑھے چھ کروڑ ان بھائیوں کو جو ہندوؤں کے ظلم کے باعث اچھوت سمجھے جاتے ہیں۔ اور نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں محمدی مت کے اندر جذب کر لیا جائے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۶۔ سب سے زیادہ ضرورت دعوت اسلام کی اور تبلیغ کی ان ادنیٰ اور کمین ذاتوں میں ہے۔ جو ہندوؤں کی نظروں میں بہت ذلیل ہیں۔ خصوصاً چماروں اور حلال خوروں میں پوری مستعدی سے کام کرنا چاہیئے"

پھر صفحہ ۳۵ پر دیکھیئے "کمین اور اچھوت لوگوں کی دلجوئی و دلداری کر کے انکے بچوں کو اسلامی تعلیم دی جاوے۔ اور خود انکو مسلمان ہونے کی رغبت دلائی جائے"

پھر صفحہ ۴۰ و ۴۱ پر دو جو مسلمان کانگریس کے لیڈر یا کام کرنے والے ہیں۔ انکو سوراج کی تجویز اسی تحریک سے پوری کرنی چاہیئے۔ اگر تمام اچھوت اقوام مسلمان ہو جائیں تو مسلمانوں کا پلہ ہندوؤں کے برابر ہو جائے گا۔ ہندو ۲۲ کروڑ ہیں۔ مسلمان صرف آٹھ کروڑ ہیں۔ اگر چھ کروڑ اچھوت مسلمان ہو جائیں تو مسلمانوں کی تعداد چودہ کروڑ ہو جائے گی۔ اور پھر مسلمانوں میں اتنی کمزوری نہ رہیگی۔ جو وہ ہندوؤں کے بار خاطر ہوں۔

اس واسطے کانگریس کے مسلم لیڈروں کو سب سے زیادہ اچھوت ہندو بل

کو مسلمان کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"

شاید خواجہ صاحب کی اسی تنبیہ کا نتیجہ تھا کہ حلاقہ متھرا کی ایک مسلمان پنچایت کی شمولیت سے لوٹ کر پنجاب کی صوبہ خلافت کمیٹی کے سکرٹری نے ایک خفیہ خط مسلمان خلافتیوں اور کانگریسیوں کے نام جاری کیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے ہندو اچھوت قوموں کو محمدی ملت میں کھینچا جائے۔ اس کے متعلق۔

ہندوؤں کا فرض کیا ہے

اول تمام دلت جاتیوں سے نفرت دور کر کے انکو اپنا بھائی بنا لینا ان ذاتوں کے اندر پوترتا (پاکیزگی) کی لہر چل گئی ہے۔ انہیں اپنانے سے جو نا پاکی اونچی ذاتوں کے اندر آگئی ہے وہ بھی دور ہو جائے گی۔

دوم۔ ہندو جماعت کے اندر سے وے سب کمزوریاں دور کر دی جائیں جو انکے افراد کو کھینچکر دوسرے مذاہب کے اندر لیجاتی ہیں۔

سوم۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان لیڈر بھی ایک گناہ عظیم کی ترغیب سے بچ جاویں۔

اس کے ساتھ ہی ہندوؤں کو کانگریس کے اندر زیادہ چوکنا رہنا ہوگا۔ اور اپنے ہندو بھائیوں کو گمراہ کرنیکا ذریعہ کانگریس کو نہیں بننے دینا چاہیئے۔ صفحہ ۱۴۰ پر خلافت کمیٹیوں سے اب تبلیغ کا کام لینے کی ہدایت ہے۔ اس سے خلافت کمیٹیاں اشتباہ کی نظروں سے دیکھی جائیں گی۔ کیا یہ امر مسلمان بھائیوں کے غور کے قابل نہیں ہے۔ کہ جب مصطفے کمال پاشا کی تلوار نے خلافت کے معاملہ کا حل کر دیا ہے تو خلافت کے سوال کو کانگریس سے بالکل علیحدہ کر کے خلافت کمیٹیوں کے سپرد کر دیں۔ اور کانگریس کے لئے محض حصول سوراجیہ ہی ایک کام رہ جاوے۔ اس

پہلو میں مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی کی تجویز نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے۔
صفحہ ۱۷ سے ۲۰ تک پڑھ جائے تو خبر رسانی کے محکمے کو (۲۰) بیس مدوں میں تقسیم پائے گا۔ آگے چلکر اس رسالہ میں انکی تفصیل و تشریح کی گئی ہے نمبر ۱۰ میں بازاری عورتوں سے اور نمبر ۱۲ میں شراب خانوں اور جوئے خانوں اور انگریزی خفیہ پولیس والوں سے مخفی قرارداد" لینے کا ذکر ہے۔

اس کے متعلق ہندوؤں کا فرض ہے۔ کہ وے اپنی قوم کے نوجوانوں کے چال وچلن کی طرف متوجہ ہوں۔ سوائے چند مقامات کے سارے ہندوستان میں فاحشہ عورتیں عموماً مسلمانی کہلاتی ہیں۔ اگر بازاری فاحشہ عورتیں اور شراب خور اور قمار باز لوگ بھی تبلیغ اسلام کا کام کر سکتے ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ مذہب کیا ہے؟ مذہب کا نام اگر دھرم کی حفاظت کرتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ دھرم سے تپت (گرے ہوئے) لوگ کسی مذہب کے فرو کیسے سمجھے جا سکتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی کی کتاب پڑھکر مجھے بڑی حیرت تھی۔ لیکن وہ حیرت دور ہو گئی جب کانگریس لیڈروں کے بھرے اجلاس میں مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی نے صاف الفاظ میں کہدیا۔ کہ کوئی شخص خواہ چور۔ ڈاکو۔ جعلساز۔ شرابخوار قمار باز زانی وغیرہ ہی کیوں نہو۔ جب اس نے ایک بار لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ پڑھ لیا تو وہ مسلمان ہے۔ اور پھر اگر وہ مرتد بنے تو واجب القتل ہے۔ اور اسے مرتد بنانیوالا... اسوقت میرا شبہ دور ہو گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ اگر یہی اسلام ہے تو اس کے دائرے سے ہر انسان کو بچانا ایک دھرماتما آدمی کا فرض ہونا چاہیئے۔ پھر جب مولانا محمد علی کے مرشد حضرت مولانا عبد الباری کا رسالہ موسوم بہ "فتنۂ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض" پڑھا تو یقین ہو گیا۔ کہ جب تک اس سپرٹ کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کانگریس سے بالکل علیحدہ نکر دیا گیا. تب تک حصول سوراج کی کوشش سب بے سود ہو گی. مولنا عبدالباری کے رسالہ میں صفحہ ۱۱ پر ہے " وہ شخص جو مسلمانوں کو مرتد بنائے اور خود مرتد ہو. ہمارا دوست کسی طرح نہیں ہو سکتا. اور ہم معاہدہ کسی طرح اس کے ساتھ نہیں کر سکتے. شردھانند صاحب نے ہماری ایک تحریر کا اپنی تقریر میں حوالہ دیا ہے. کہ ہم نے کہا کہ " سانپ اور بچھوؤں سے صلح ہو سکتی ہے. مگر مرتدین اور موئدین ارتداد سے صلح نہیں ہو سکتی. ہم اب بھی یہ کہتے ہیں وہ ہمارا یہ مذہب ہے. کہ اگر مرتدین اسلام کی جانب نہ لوٹے تو مسلمان اس کو قابل قتل سمجھیں گے. حنفیوں کے نزدیک عورت مرتدہ قتل نہ کیجائے گی. دیگر ائمہ اسکے قتل کے قائل ہیں " صفحہ ۴۴ پر بلکانہ شدھی کا سارا بوجھ آریہ سماجیوں کے سر ڈالکر کہا ہے. عیسائیوں سے صلح ہو سکتی ہے. ہندوؤں اور یہودیوں سے بھی مصالحت کر سکتے ہیں. بلکہ سانپ اور بچھوؤں سے بھی اتحاد ممکن ہے. مگر مرتدین اور ارتداد کی کوشش کرنیوالوں سے مصالحت کسی طرح ممکن نہیں ہے.

سوال یہ ہے کہ اب مولنا عبدالباری کے خیالات کے ساتھ عیسائی. ہندو اور یہودی بھی مصالحت کرنا گوارا کریں گے یا نہیں.

(۴) اس وقت مسلمان لیڈروں کا ایک خاص فرض ہے. جسے وہ نہ بھولیں تو بہتر ہے. انکے مولوی مبلّغ مذہب کا معیار جو چاہیں مقرر کریں اسمیں وہ مختار ہیں. اور اس کی تردید اپنی حفاظت کے لئے ہندو جس طرح مناسب سمجھیں کریں. لیکن جو ذرائع تبلیغ اسلام کے خواجہ حسن نظامی نے بتلائے ہیں انہیں پڑھکر کون ہندو ہے جو اطمینان کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے.

یہ ہو سکتا ہے کہ انگریزی نوکر شاہی حکام مسلمان خفیہ اور علانیہ پولیس والوں سے ظاہرا باز پرس مصطفٰے کمال پاشا کی تلوار کشی کے خوف سے نکریں. لیکن کیا

گورنمنٹ وقت اس سے مطمئن ہو سکتی ہے جس حالات میں کہ یہ شبہ موجود ہے
کہ شاید وے کسی بڑی مرکزی کل کے پرزے ہیں جس کا کام دنیا سے غیر مسلم
مذاہب کی جڑ اکھاڑ پھینکنا ہے۔ نمبر ۱۵ اور نمبر ۱۹ کو صفحہ ۱۹ پر پڑھیئے۔ اور بتلائیے
کہ اگر ہندو اپنے یہاں مسلمانوں کو نوکر رکھنا یک لخت بند کر دیں۔ اور اپنے محلوں
میں سیاح درویش۔ رمال۔ نجومی۔ مجذوب فقیر۔ تعویذ دینے والے عامل۔ اندھے
بھکاری۔ بنے ہوئے محتاج فقیر۔ فقیر عورتیں۔ جو گھر میں جا سکتی ہیں۔ سہری بیچنے
والے مرد اور عورتیں اور خانگی خدمتگاروں ،، وغیرہ کا داخلہ بالکل روک دیں۔ تو آپ
کیا کسی قسم کی شکایت کر سکیں گے۔ اور ان غریبوں کی روزی بند کرانے میں آپ
کی خاموشی بھی ذمہ وار ہوگی۔ کیا ہندو ڈاکٹر کسی مسلمان کمپونڈر کو ہندو رئیس کسی
مسلمان موٹر ڈرائیور کو یا کوچوان سائیس کو ملازم رکھنے کا حوصلہ کر سکے گا؟ اور
کیا ہندو موکل مسلمان وکیلوں سے اپنے مقدمہ کی پیروی کرانے کا خیال بھی دل میں
لا سکے گا؟ یہ ایسے معاملات ہیں جنہیں معمولی تحریر کہکر ٹالا نہیں جا سکتا۔ انکی طرف
مسلمان لیڈروں کی خاص توجہ میں کھینچتا ہوں۔

آپ پوچھیں گے کہ ان باتوں کا کانگریس اور سیاست سے کیا تعلق ہے۔
میرا جواب یہ ہے کہ مہاتما گاندھی کو سردار ماننے والے آپ لوگوں نے سیاسیات
کو زمین کی خاک سے اُٹھا کر آکاش کی روشنی میں پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو پھر سے
خاک میں ملا کر آپ لوگ کانگریس کا خاتمہ ہی کر دینگے۔

آخری میری درخواست

ہندو اور مسلمان رہنمایان قوم سے یہ ہے۔ کہ خواجہ حسن نظامی کے نسخہ
"داعی اسلام،، کو حرف بحرف غور سے پڑھ جائیں۔ اور پھر دیکھیں کہ کس طرح اسلامی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دنیا میں اس کی ہدایات پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اور اس سے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اور کیسے زیادہ تر خطرناک نتائج کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ انکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ موجودہ نفاق کا باعث نہ ہندو سنگٹھن ہے۔ اور نہ شدھی کی تحریک بلکہ جتنی بے اطمینانی ہندوؤں کے اندر پھیل رہی ہے۔ اور ہندوؤں کو لوٹنے۔ قتل کرنے۔ انکی مذہبی پرستشگاہوں کو ناپاک کرنے۔ اور انکی دیویوں کی عصمت دری کرنے کے لئے جو جذبات ادنے طبقہ کے بدمعاش مسلمانوں کے اندر بھڑکائے گئے ہیں۔ انکی ذمہ واری خواجہ حسن نظامی کے اس رسالہ اور اس کی تعمیل میں محمدی مبلغوں کی تقریروں اور اخباروں کی تحریروں پر عاید ہوتی ہیں۔

راقم شردھانند سنیاسی

دہلی

۱۵ نومبر ۱۹۲۴ء۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل اول

ہندوستان میں دعوتِ اسلام کی تدبیریں

ضمیمہ فاطمی دعوتِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اپنا فضل کرے۔ آجکل ہندو مسلمانوں کے اس اتحاد و اتفاق میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے جو مولٰنا محمد علی۔ شوکت علی کی بے انتہا محنت سے پیدا ہوا تھا۔ اور جس کی خاطر وہ سب آجکل جیلخانہ میں ہیں۔ اور جس کے طفیل ہزارہا ہندو مسلمان جیل جا چکے ہیں۔ اتحاد محض دو آدمیوں کی حرکت سے پاش پاش ہوتا نظر آتا ہے۔ اور وہ آدمی پنڈت مدن موہن صاحب مالوی اور سوامی شردھانند صاحب ہیں۔ مالوی صاحب تو مہاتما گاندہی کی موجودگی میں گورنمنٹ کے طرفدار تھے۔ اور وائسرائے کے اشاروں پر کھلم کھلا عمل کرتے تھے۔ اور انکے طرزِ عمل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کو اس وجہ سے پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ کو یہ اتحاد ناگوار ہے۔ مگر انکی کوشش اور رات دن کی لگاتار محنت مہاتما جی کے سامنے بالکل کامیاب نہوئی۔ بلکہ سب کی سب اکارت گئی۔ اور ملکی محبتوں کی نظروں سے پنڈت صاحب گر گئے۔ اور جگہ جگہ انکے ساتھ نفرت وحقارت ظاہر کی گئی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن سوامی شردھانند جی دو تین سال سے مہاتما گاندھی کے پر جوش رفیق کار بنے ہوئے تھے۔ اور دہلی کے ہنگامہ ستیہ گرہ میں مسلمانوں کو سوامی جی پر اسقدر اعتبار تھا۔ کہ انہوں نے انکو جامع مسجد دہلی کے مکبر پر تقریر کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ مکبر وہ جگہ ہے جہاں اذان دینے والا کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہے۔ اور جس کو تمام ہندوستان میں ممبر سمجھ لیا گیا ہے۔ اور جب کوئی شخص سوامی جی کی اس تقریر کا ذکر کرتا ہے۔ تو یہ ضرور لکھتا ہے۔ کہ سوامی جی نے ممبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی تھی لیکن یہ درست نہیں ہے۔ ممبر مسجد کے اندر ہے۔ جہاں امام کھڑا ہو کر خطبہ پڑھتا ہے۔ اور مکبر مسجد کے برج سے باہر ہے۔ جہاں مؤذن کھڑا ہوتا ہے۔ اور مکبر کو ممبر کی برابر عظمت حاصل نہیں ہے۔

سوامی شردھانند کئی رنگ بدل چکے ہیں۔ پہلے وہ منشی رام کہلاتے تھے اور انہوں نے ہردوار میں گوروکل بنایا تھا۔ پھر وہ گوروکل سے علیحدہ ہو کر تارک دنیا اور سنیاسی ہو گئے۔ اور جب مہاتما گاندھی کے ستیہ گرہ کا زمانہ آیا تو اسی لباس درویشی میں سیاست کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور دہلی کی جدوجہد میں کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ امرتسر کانگریس کے موقعہ پر استقبالیہ کمیٹی کے صدر بنائے گئے۔ آخر وقت میں اکالی سکھوں کی حمایت کرتے وقت جیل خانہ گئے۔ اور معلوم نہیں وہاں کیا واقعہ پیش آیا۔ اور کسی مخفی اثر سے متاثر ہوئے کہ جیل سے باہر آتے ہی وہ روش اختیار کر لی جو کسی اور کے پیش نظر ہے۔ یعنی ہندو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ اب میں ساری زندگی مسلمانوں کو آریہ بنانے میں صرف کر دوں گا۔ اور اعلان ہی نہیں کیا بلکہ عمل بھی شروع کر دیا۔ جس کے سبب مسلمانوں میں ہندوؤں کے خلاف جذبات پیدا ہوئے۔ اور آجکل مارچ ۱۹۲۳ء میں یہ حالت ہے کہ تارک موالات اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حامی موالات دونوں قسم کے مسلمانوں میں بےچینی پھیل گئی ہے۔ اور ہندوؤں میں بھی مسلمانوں کے خلاف جوش بڑھتا جاتا ہے جو معلوم نہیں کس خوفناک حد تک پہنچنے والا ہے۔

ادہر پنڈت مدن موہن مالوی صاحب نے ہندوؤں کو جنگجو بنانے اور مالابار و ملتان کے انتقام لینے کا حلانیہ کام شروع کیا ہے۔ ادہر سوامی شردہانند صاحب مسلمانوں کو آریہ بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

مسلمانوں کا مشکل وقت

ان حالات کو دیکھکر مسلمان امتحانی مشکل میں پڑ گئے۔ ایک طرف انکو سوراج اور اتحاد کی ضرورت اور مہاتما گاندہی اور مولنا شوکت علی محمد علی کی نصیحتوں کا خیال اور دوسری طرف اپنی ہستی کو سوامی صاحب اور مالوی صاحب کے پرجوش حملوں سے بچانے کا فکر ہے۔ غرض جان مجنوں دوگونہ عذاب میں مبتلا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ سالہا سال کی محنتوں سے جو اتحاد پیدا ہوا ہے آن کی آن میں جلکر خاکستر ہو جائیں گی۔ اور حکمران قوم کی حاکمانہ گرفت اور پچاس برس کے لئے مستحکم ہو جائے گی۔

خوشی کی بات ہے کہ دانشمند ہندو کھلم کھلا۔ سوامی جی اور پنڈت جی کی تفرقہ اندازی کے خلاف قلم و زبان سے کام لے رہے ہیں۔ مگر دو بڑی قوتوں کا دبانا قلم و زبان کی کمزور صداؤں سے ممکن نہیں ہے۔

مسلمان لیڈروں کو چاہئیے کہ اسوقت عقل اور عاقبت اندیشی سے کام کریں سوامی جی کی حکمت عملی کے دو ہاتھ کتنے ہی سخت ہوں بصبر و تحمل و خلوص و محبت اور عاقبت اندیشی کی طاقتیں ہر دو کو مغلوب کر سکتی ہیں۔ مہاتما گاندہی کے اصول برداشت کو عمل میں لانیکا یہی وقت ہے۔

مالوی صاحب کے حملہ کا عاقلانہ جواب یہ ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی بالکل ترک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کردیں عقلمندی یہ نہیں ہے۔ کہ وہ بھی ہندوؤں کی ضد میں گائے کی قربانی پر اصرار کریں

کیونکہ ترک قربانی گائے میں ہندوؤں کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ مسلمانوں ہی کا نفع ہے
اگر مسلمان گائے کی قربانی ترک کردیں تو پھر مالوی صاحب کے پاس ہندوؤں کو مسلمانوں
کے خلاف بھڑکانے کا کوئی ہتھیار باقی نہ رہیگا۔ اور مالوی صاحب منہ دیکھتے رہجائیں گے

سوامی صاحب کے حملہ کا جواب بھی عاقلانہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہے کہ جوش
میں آکر ہندوؤں کے بزرگوں یا ہندوؤں کے مذہب کو بُرا نہ کہا جائے۔ نہ اینٹ پتھر اور کسی قسم
کی دست درازی کیجائے۔ بلکہ کمال تحمل اور برداشت کے ساتھ انکی سخت کلامی سنکر پی جانا
چاہیے۔ البتہ اسکی ضرورت ہے کہ نومسلم اور بےعلیم مسلمان جماعتوں کو اسلام سے برگشتہ
ہونے سے بچانے کی کوشش پوری مستعدی سے ہونی چاہیئے۔

ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کو آریہ بنانے کی دھوم مچائی گئی تھی۔ اب آریہ اخبارات
بیس لاکھ مسلمانوں کو آریہ سماج میں شریک ہونے کا اعلان اپنے اخبارات میں چھاپ
رہے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ اب خبروں سے مسلمان سخت بیقرار ہو گئے ہیں۔ اور خوف ہے
کہ ان کا جوش حد سے نہ بڑھ جائے۔

میں مسلمانوں سے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کہ تم سوامی جی کے حملہ کا کچھ بھی
جواب نہ دو۔ اور مسلمانوں کو آریہ بننے دو۔ کیونکہ ایسا کہنا مجکو اسلام سے خارج کردیگا
اور میں دین حق کا بڑا گنہگار بنجاؤنگا۔ مگر مجھے یہ کہنے کا حق ضرور ہے کہ مسلمان آریہ سماج کے
اخباری اعلانات سے اتنے پریشان نہوں۔ ساڑھے چار لاکھ یا بیس لاکھ مسلمانوں کا
آریہ بنانا آسان نہیں ہے۔ اور یہ آریوں کی محض دھمکی اور اپنی ہندو جماعت کو جوش میں لانے
کا ایک ذریعہ ہے۔ کیونکہ آریہ سماج سناتن دھرمی یعنی پرانے خیال کے ہندوؤں کو اپنا
ہم خیال بنانے اور انکو اپنے اندر جذب کر لینے کی فکر میں ہے۔ چنانچہ اسی بہانہ سے
بہت سے ہندو آریہ سماج سے متحد ہو گئے ہیں۔ اور ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو خبر آئی ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ ریاست بھرتپور اور کشمیر نے بھی سوامی جی کی جدوجہد میں شرکت اختیار کر لی ہے۔

پچاس لاکھ ہندو مسلمان ہوجائینگے

اگر آریہ بیس لاکھ مسلمانوں کو ہندو بنانے کا اعلان کرتے ہیں تو میں مسلمانوں کو یہ اعلان کرنے کے قابل سمجھونگا کہ وہ ایک سال کی کوشش میں پچاس لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کر لیں گے۔ مسلمانوں کا دعوے بالکل سچا ہوگا۔ اور آریوں کا دعویٰ سچا نہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں کے مذہب میں قدرتی قوت دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی ہے۔ اور آریوں میں یہ بات نہیں ہے۔ اس سال کی مردم شماری کا حساب دیکھا جاسکتا ہے۔ کہ اس عرصہ میں کتنے ہندو مسلمان ہوئے۔ اور کتنے مسلمان آریہ بنے میرا خیال ہے کہ دس سال میں کئی لاکھ ہندو مسلمان ہوگئے ہونگے۔ اور مسلمان دس سال کے عرصہ میں شاید دس بھی آریہ نہوئے ہونگے۔ حالانکہ مسلمانوں کے ہاں اشاعت اسلام کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے۔ اور آریہ سماج باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ اگر مسلمانوں نے اشاعت کا نظم قایم کر لیا۔ تو انکی ترقی بجلی کی طرح ہوگی۔

میں اس امکان سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ نومسلم راجپوت یا ہندو نما مسلمان سینکڑوں یا ہزاروں کی تعداد میں آریہ ہوجائینگے۔ کیونکہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے۔ کہ سینکڑوں راجپوت آریہ ہوگئے۔ اور ہزاروں ہونیوالے ہیں۔ مگر یہ اندیشہ مجھکو ہرگز نہیں ہے کہ لاکھوں نومسلموں کی تعداد آریہ ہوجائیگی۔ بشرطیکہ مسلمان حفاظت کی تدبیریں شروع کردیں۔ اور جس جوش و حرارت سے مسلمان اسوقت میدان حفاظت میں آگے بڑھے ہیں۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو آریہ ہوجانیوالے بھی دوبارہ اسلام قبول کر لینگے

اسلام و اتحاد دونو پیارے ہیں } میں اسلام اور اتحاد دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ اسلام کی الفت تو یہ کہ موجودہ آریہ سماجی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حملہ سے بچنے اور بچانے کی تدبیریں لکھتا ہوں۔ اور آئندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے ان طریقوں کو قلمبند کرتا ہوں جو تبلیغ دعوت اسلام میں آسکیں۔ اور اتحاد کی الفت یہ ہے۔ کہ سوامی شردھانند جی کی طرح مسلمانوں کو نفاق و عداوت و مخالفت کا جوش نہیں دلاتا۔ بلکہ انکو بچاؤ کے سوا حملہ آور ہونے سے بھی روکتا ہوں۔ کیونکہ قرآن شریف کی بھی یہی تعلیم ہے۔ کہ دفاع اور بچاؤ کے لئے جد وجہد کرو۔ خود زیادتی نہ کرو۔

اشاعت اسلام کی کیا ضرورت ہے؟

قبل اس کے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی تدبیروں پر غور کیا جاوے۔ ہر ناظر کتاب ہذا کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی ضرورت کیوں اور کس غرض سے ہے۔

آریہ سماج تو محض سیاسی مقصد سے آریہ بنانا چاہتی ہے۔ کہ ہندوؤں کی تعداد بڑھ جائے۔ تو ملک کے سیاسی حقوق ہم کو زیادہ ملیں۔ عیسائی اشاعت عیسائیت کا مقصد لوگوں کو یوروپین تہذیب سے آراستہ کرنا بیان کرتے ہیں۔

میں اشاعت اسلام کے مقصد کو ان دونوں مقاصد سے اعلیٰ و علیحدہ سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کتاب فاطمی دعوت اسلام کے شروع میں لکھا ہے۔ اسلامی دعوت کا مقصود محض یہ ہے۔ کہ انسان خدا کی وحدت سے آگاہ ہو اور شرک کے گناہ سے بچے۔ اور اس دنیا میں سچی محبت و مساوات سے زندگی بسر کرنا سیکھے۔

پس جو کچھ اس ضمیمہ فاطمی دعوت اسلام میں لکھ رہا ہوں۔ اس کا مقصود ہرگز نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے یا ان میں کوئی خاص تہذیب دنیاوی پیدا ہو جائے بلکہ یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی اور خدا کی ہستی کو پہچانے۔ اور اطمینان و عقل کی زندگی بسر کرے اور چونکہ یہ بات صرف اسلام ہی میں معلوم ہوتی ہے۔ اس واسطے غیر مسلم اقوام کی دوستی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے خیال سے دعوت و تبلیغ اسلام کی تدبیریں اور حکمتیں لکھی جاتی ہیں۔ اس تحریر سے کسی قوم یا مذہب کی دشمنی مقصود نہیں ہے۔ ایسا ہی ناظرین تحریر ہذا کو بھی خیال رکھنا چاہئیے۔ کہ اقوام غیر مسلم میں تبلیغ و دعوتِ اسلام کے وقت اپنے ارادہ اور نیت کو خالص رکھیں۔ اور آریہ سماج اور عیسائی مشن کو اپنا حریف نہ سمجھیں۔ نہ انکو بہ مقابل سمجھکر کام کریں۔ اللہ تعالےٰ اس قوم کو پسند کرتا ہے۔ جو زمین پر فتنہ اور کینہ نہ پھیلائے۔ میں ہندوستان کی اقوام کے اتحاد کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ تحریر درحقیقت اصلی اور معنوی اتحاد پیدا کرنے کے لئے ہے۔ نہ عناد و منافرت قایم کرنیکو۔

اب میں تبلیغ و دعوت اسلام کی تدبیروں اور حکمتوں کو لکھنا چاہتا ہوں۔

برادری کی قوت

جو مسلمان آگرہ اور متھرا کے علاقہ میں ملکانہ نو مسلم راجپوتوں کو آریہ بننے سے بچانے کی کوشش میں مصروف ہیں یا وہ مسلمان جو آیندہ راجپوتوں یا دوسری قوم کے نومسلموں میں کام کرنا چاہیں انکو یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ ہندوستانی اقوام اسلام کی اشاعت یا حفاظت محض وعظ اور غیر مسلم مذاہب کی برائیاں بیان کرنے یا مناظرہ کرنے سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے دوسری تدبیریں ہیں۔ جن میں ایک برادری کی قوت بھی ہے۔

اسلام کو قرن اول میں بھی برادری اور جماعتوں اور قبیلوں کی قوت کا تجربہ ہوا تھا۔ کہ اسلام کی صداقت معلوم ہونے۔ اور اپنے قدیمی مذہب کی خرابیاں محسوس کرنے اور قرآن شریف کی تعلیم کو پسندیدہ و مرغوب تسلیم کرنے کے باوجود بہت سے قبائل صرف ایک قبیلہ قریش کی سرکشی کے سبب اسلام قبول کرنے سے باز رہے۔ اور جب قریش نے اسلام قبول کر لیا تو فوج فوج اور جوق جوق ہزاروں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خود آکر مسلمان ہوگئے۔

یہی حال ہندو اقوام کا ہے۔ خواہ وہ اعلیٰ ذات کی ہوں یا ادنیٰ ذات کی۔ اگر ان میں سے کچھ با اثر لوگ اسلام قبول کریں تو پھر ماتحت لوگوں کا دائرہ اسلام میں آجانا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ مثلاً اسوقت ملکانہ راجپوتوں میں جس قدر پکے مسلمان ہیں اور وہ کوئی اثر اور اقتدار بھی رکھتے ہیں۔ تو انکو حفاظت اسلام کے لئے اپنا پیش رو بنانا چاہیئے۔ آریہ سماج کی موجودہ کامیابی کا راز بھی یہی ہے۔ کہ انہوں نے ہندو راجپوت رئیسوں کو اپنا شریک کار بنالیا ہے۔ اور وہ ہندو برادری کی شان سے ملکانہ راجپوتوں کو مسلمانوں کے مظالم اور جبر و ستم کے فرضی قصے سنا کر کہتے ہیں۔ کہ اگر تم اسلام کو ترک کردو تو ہم تم کو ہندو برادری میں شریک کرلیں گے۔ اور تم سے شادی کا بھی لین دین ہونے لگے گا۔

اس کا جواب بھی مسلمانوں کو یہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ بھی لال خانی مسلم راجپوت سرداروں کو جو علی گڈھ۔ بلند شہر۔ متھرا۔ آگرہ۔ سہارنپور۔ مظفر نگر وغیرہ اضلاع میں آباد ہیں۔ اور بڑی بڑی جاگیروں کے مالک ہیں۔ اور ان میں اکثر بڑے بڑے ذی علم اور پر جوش مسلمان ہیں بلوا دیں۔ اور انکو ملکانہ راجپوتوں میں لیجائیں۔ اور یہ سردار صرف اتنا کہدیں۔ کہ اگر تم اسلامی برادری میں شریک رہوگے تو ہم سب تم سے برادری کا سا لین دین کرینگے بلکہ مسلم راجپوتوں کے علاوہ دوسری ذات مسلمان رئیسوں کو بھی وہاں مدعو کیا جائے۔ اور یہ بھی ملکانہ راجپوتوں کو یقین دلائیں کہ اسلامی برادری بہت بڑی ہے۔ اور ملکانہ راجپوتوں کو مسلمان رہنے میں شادی بیاہ کے لین دین اور معاشرت کے کاموں میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئیگی ہم سب تمہارے ساتھ ہیں

میں جانتا ہوں کہ یہ حکمت و تدبیر آریہ سماج کو معلوم ہے۔ اور راجپوت ریاستیں بھی ہنوز

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کشمیر وغیرہ اتحاد آرٹ کو قبول کرچکی ہیں۔ اور دوسری راجپوت ریاستیں بھی اس معاملہ میں انکی امداد کو تیار ہو جائینگی۔ پھر بھی مجھکو مسلمانوں کی کامیابی کا یقین ہے کیونکہ مسلمانوں کا وعدہ حقیقی اور عملی ہوگا۔ اور آریوں کا وعدہ حقیقی اور عملی نہوگا بلکہ آریوں کا وعدہ وقتی اور عارضی ہوگا۔ چند روز کے بعد جب راجپوت دیکھیں گے کہ آریہ بنانے کے وقت تو سب نے ہمارے ہاتھ کا حلوا کھالیا۔ اور اب شادی بیاہ کے لین دین اور میل جول میں ہمارا ساتھ کوئی نہیں دیتا تو وہ خود ہی اسلام کی طرف دوبارہ جھک پڑینگے یہ بات یقینی ہے کہ ہندو مسلمانوں کی طرح براوارانہ مساوات نہیں برت سکتے کیونکہ انکے یہاں ذات بندھن بہت سخت ہیں اور مسلمان خدا کے فضل سے اس جھگڑے سے پاک ہیں میں اس سے بیخبر نہیں ہوں۔ کہ نومسلم اقوام ہندوستان میں بھی باوجود اسلام میں پختہ یقین ہونے کے ذات کے اعلیٰ وادنیٰ ہونیکا فرق محسوس کیا جاتا ہے۔ لیکن اس فرق کو علمار کے واعظ آسانی سے دور کرسکتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے فرق و امتیاز کو آریہ سماج کی قوت دور نہیں کر سکتی۔ اسکو تو مہاتما گاندھی بھی دور نکر سکے پس ضرورت ہے اور بڑی ضرورت ہے۔ کہ حفاظت اسلام کے مسئلہ میں برادری کی قوت اور معاشرت کی طاقت کو سب سے زیادہ کام میں لایا جائے اسلامی انجمنیں داعیان اسلام علمار اور جمعیت علمائے محکمہ تبلیغ و دعوت کو اس خاص مسئلہ پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے۔ یہ بہت گہری بات ہے اور اسمیں ہزاروں علمار کے وعظ و مناظرے سے زیادہ اثر و قوت ہے۔

ابھی حال میں ہز ہائینس سر آغاخان نے اپنے لاکھوں ہندو مریدوں کو کھلم کھلا مسلمان ہونیکا حکم دیا ہے۔ مگر وہ مرید اسکے باوجود کہ سر آغاخان کے حکم کو خدا کا حکم سمجھتے ہیں۔ برادری کے بندھن کے سبب مذبذب میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر انکو بھی مسلمان قوم اپنی برادری میں شریک کرلینے اور شادی بیاہ کے لین دین کا یقین دلائے تو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آج بیس لاکھ ہندو کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں۔

لہٰذا جمعیۃ علمار کے محکمہ تبلیغ و دعوت کو ایک خاص جلسہ کر کے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اگر اس کا حل ہو گیا اور مسلمان بحیثیت قوم اس ضرورت کو سمجھ گئے۔ تو ایک کروڑ ہندو اسلام میں شریک ہو جائینگے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ نسب وکفو کی شرط کو بالائے طاق رکھدیا جائے۔ نہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر گور کی تجویز پر عمل کر کے ہر قوم میں مسلمان شادیاں کرنے لگیں۔ میری خواہش تو صرف یہ ہے کہ معاشرت کے شرعی حقوق کا تحفظ کر کے قومی رشتۂ اخوت کو اصلی شان میں نمایاں اور مستحکم کیا جائے۔ تاکہ نو مسلم اقوام کو معلوم ہو کہ انکی برادری بہت عظیم الشان ہے اور انکی باہمی ہمدردی ہر مسلم قوم سے زیادہ ہے۔

شادیاں کرنیکے لئے تو ہر برادری یا اسکے قریبی نسل والے آپسمیں سمجھوتہ کر سکتے ہیں۔ یا جمعیۃ علما انکو مناسب مشورے دیسکتی ہے۔ البتہ میل جول اور شادیوں کی شرکت اور دکھ درد میں ہمدردی کو پوری وسعت کے ساتھ عمل میں لانیکی ضرورت ہے آغاخانی بوہرے وغیرہ بہت سے مسلمان آتے ہیں جو مسلمانوں کی قومیت سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ اگر ہم انکی طرف محبت کی نظریں اٹھائیں تو وہ بھی الفت سے ہماری طرف متوجہ ہونگے۔ اور اس سے ہماری برادرانہ قوت چوگنی ہو جائیگی۔ اور اس قوت کو حفاظت و اشاعت اسلام کے مراحل میں مددگار بنایا جاسکے گا۔

ایسے وقت سر آغاخان نے اپنی جماعت کو مسلمانوں سے میل جول بڑھانیکا حکم دیا ہے جمعیۃ علمار کا فرض ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کو اس جماعت سے ارتباط پیدا کرنے کا مشورہ دے۔ عقائد فروعی کے اختلافات پر نظر کرنیکا یہ وقت نہیں ہے۔

قصہ مختصر حفاظت و اشاعت اسلام کے ہر میدان میں داعیان اسلام کو برادری کی قوت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ سب سے بڑی قوت ہے۔ اور اسی سے اشاعت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوگی۔ اور آریہ سماج کے حملہ کا آسانی کے ساتھ اور جواب ردہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو غور کی توفیق دے۔ آمین۔

امید و خوف کی قوت

برادری کی قوت کے بعد یا اسکے برابر یا اس سے زیادہ امید و خوف کی قوت ہے۔ امید و خوف کا لفظ انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے۔ ہر مذہب کی بنیاد اسی پر ہے۔ حدیث شریف "الایمان بین الخوف والرجا" خوف اور امید کے درمیان ہے۔ بالکل صحیح طور سے طبع انسانی کے فلسفہ کو بیان کرتی ہے۔

داعیان اسلام کو دعوت تبلیغ کی حکمت و تدبیر میں ہر جگہ امید و خوف سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور جو داعی اس فلسفہ نفسی سے آگاہ ہیں وہ اپنے کام میں خوب کامیاب ہوتے ہیں دنیا و دین کی بہتیرا اغراض ہیں۔ اور انسان اُنکے حصول کی امید میں ہر وقت غرق رہتا ہے۔ اور جن چیزوں سے اغراض دین دنیا کی امید ٹوٹتی ہے یعنی جو اسباب دینی و دنیاوی امیدوں کو توڑنیوالے ہوں۔ اُن سے انسان کو ہر وقت خوف رہتا ہے۔ اسواسطے اسکی ایمانی قوت امید و خوف کے بیچ میں معلق رہتی ہے۔ دوزخ خوف کا نام ہے۔ جنّت امید کو کہتے ہیں۔ جزا بہشت ہے اور سزا جہنم ہے۔

ہندوستان کے جسقدر رہنما اسلام سے غیر ہیں۔ اُن میں امید و خوف مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ خصوصاً ہندو اقوام کی زندگی سراسر امید و خوف پر منحصر ہے کیونکہ انکے مذہب کی بنیاد عناصر پرستی پر ہے۔ مسلمان امید و خوف اللہ کی ذات پر منحصر رکھتے ہیں۔ انکو امید ہے تو خدا سے اور خوف ہے تو خدا سے۔ مگر ہندو اقوام مظاہر صفاتی یعنی دنیاوی اسباب سے جو عقل سے اونچے ہوں امید و خوف کا تعلق رکھتی ہے اور اسی راز کو مسلمان فقرا نے سمجھ لیا تھا۔ اور اسی کی وجہ سے انہوں نے کروڑوں باشندگان ہندوستان

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو مسلمان کرلیا. اور اب بھی کروڑوں آدمی مسلمان فقراء کے زیر اثر ہیں۔

جن لوگوں کا کہ خدا تعالیٰ اپنی غیبی قوتیں انسانوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور وہ ان قوتوں سے دوسرے آدمیوں کو اولاد۔ مال تندرستی۔ عزت اور دیگر ضروریات زندگی میں نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں تو انکو غیبی قوت والے لوگوں سے ہر وقت امید بھی رہتی ہے اور خوف بھی رہتا ہے۔

آریہ سماج کے پاس امید و خوف کی قوت نہیں ہے۔ اسکے ہاں اچھے تقریر کرنیوالے ہیں۔ اچھے مناظرہ کرنیوالے ہیں۔ اور بڑے عاقل و ذوی علم ہیں۔ مگر ایسا روحانی آدمی ایک بھی نہیں ہے جو لوگوں کی قوت امید و خوف کا مرکز ہو سکے۔ البتہ سناتن دھرم ہندوں میں فقراء اور سادھو ہیں جن کی باطنی قوت کی نسبت لوگوں کو امید و خوف کا اعتقاد ہے مگر وہ سادھو اور درویش کسی کو اپنے مذہب میں شریک کرنا عقائد قدیم کے خلاف سمجھتے ہیں مسلمانوں میں لاکھوں فقراء اور درویش موجود ہیں اور انکے تصرفات روحانی کا جگہ بجگہ چرچا ہے۔ اور بیشمار غیر مسلم قومیں انکے زیر اثر ہیں۔

آریہ یا عیسائی اور کوئی کتنی ہی کوشش کرے۔ اقوام ہند کے دل سے امید و خوف کا عقیدہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس عقیدہ کو نئی تعلیم بھی دور نہیں کر سکتی۔ صدہا بلکہ ہزارہا جدید تعلیم یافتہ ہندو مسلمان فقراء کی روحانی قوتوں کے قائل ہیں۔ ایک آدمی سے اولاد نہیں ہوتی وہ ہر قسم کے علاج کر کے مایوس ہو جاتا ہے۔ اور آخر ایک مسلمان درویش کی دعا یا تعویذ سے خدا اس کو اولاد دیتا ہے۔ تو چاہے پھر تمام ملک کے آریہ سماجی اور عیسائی اس کو منع کریں۔ مگر اس کا عقیدہ اس مسلمان فقیر سے برگشتہ نہوگا جس کی نسبت اس کو یقین ہے۔ کہ اولاد اسکی دعا یا باطنی قوت سے ہوئی ہے۔ اگر میں اس فقیر سے منکر ہو جاؤں گا تو خوف ہے کہ اولاد مر جائیگی۔ اسی طرح ایک بیمار علاج سے مجبور ہو کر جب کسی مسلمان فقیر کی دعا سے تندرست ہوتا ہے تو اسکو بھی کوئی طاقت اس عقیدہ سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برگشتہ نہیں کرسکتی۔ اور اس کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہ میں دوبارہ بیمار نہ ہو جاؤں۔
غرض بیشمار اغراض دنیا ہیں جنکی تکمیل کی امیدیں غیر مسلم اقوام کے لوگ مسلمان فقراء کے پاس آجاتے ہیں یا جنکے ضائع ہو جانیکا خوف مسلمان فقراء کی بد دعا سے انکو رہتا ہے کوئی مانے یا نہ مانے یہ امر واقعی ہے کہ فقراء کے اندر ایک معنوی قوت موجود ہے اور آریہ سماج و عیسائی مشن کے آدمیوں میں ایک شخص بھی یہ دولت نہیں رکھتا۔
اسواسطے آگے چلکر میں اُن حکمتوں اور تدبیروں کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو امید و خوف کے ماتحت ہیں۔ اور جنکو قاعدہ اور نظم کے ساتھ نظام میں لایا جائے تو کروڑوں آدمی مسلمان ہو جائینگے۔ چند صدی سے مسلمان فقراء نے مسلمان بنانے اور اس امید و قوت سے فائدہ اُٹھانے کا کام چھوڑ دیا ہے۔ جو خدا نے انکو دی ہے۔
اب میں ترغیبات قبول اسلام کی ایک فہرست لکھتا ہوں جس میں بعض باتیں نہایت اہم ہیں اور بعض معمولی اور بعض برادری کی قوت اور امید و خوف کے ماتحت میں آتی ہیں۔ اور بعض ان سے جدا ہیں۔ اس فہرست کے بعد مختصر طور سے ہر تدبیر و حکمت کی مثالیں اور تفصیلیں لکھی جائیں گی۔

وہ چیزیں جن کے اندر قبول اسلام کی ترغیب پائی جاتی ہے

یا جن کو دعوت اسلام میں بطور حکمت کے کام میں لایا جاسکتا ہے

بلغرے اور مراسم محرم حضرت علی۔ اور حضرت امام حسین کی شہرت حضرت بڑے پیر کی گیارھویں اور انکی کرامتیں۔ زندہ پیروں کی کرامتیں۔ اور دعاؤں کی تاثیر کی شہرت زندہ پیروں کی دعا سے بے اولادوں کے اولاد ہونا۔ یا بچوں کا زندہ رہنا یا بیماریوں کا دور ہونا۔ یا دولت کی ترقی یا مقاصد قلبی میں غیر معمولی کامیابی ہونا۔ بد دعاؤں کا خوف مقاصد مذکور کی تباہی سے ڈر۔ وبا خشک سالی یا اور مصائب کی آمد کا اندیشہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اذان کا مطلب سمجھانا۔ اور جگہ جگہ اذان کا رواج دینا۔ نماز باجماعت کا رواج دینا۔
اور اسکی خوبی ذہن نشین کرنا۔ جماعت ایسے مقامات پر کرنا جسکو غیر مسلم دیکھ سکیں
اسلامی مساوات کی عملی خوبیوں کو بتانا۔ کھانے ۔ نماز پڑھنے ۔ شادی بیاہ کرنے
میں مسلمانوں کے ادنیٰ اعلیٰ افراد کا مساوی ہونا۔ اور کمین ذاتوں کو بتانا کہ عیسائیوں
اور آریوں میں یہ خوبی نہیں ہے۔ فال۔ رمل بجوم جفر۔ ہند و فقراء اور مسلمان فقراء
کے کلام کو قصبات و دیہات میں گانا۔ اور اس گانے کو گھر بہ گھر رواج دینا۔ ایسی
اسلامی خبریں بتانا جس سے ادنیٰ ذات کے غیر مسلموں کو حیرت تعجب پیدا ہو۔ اور
ہر جگہ اسکا چرچا ہونے لگے۔ مجذوبوں کی بڑ۔ قصبات اور دیہات میں ایسے جلوس
نکالنا جن سے اقوام غیر مسلم متاثر ہوں۔ اور پھر اس تاثیر سے قبول اسلام کا کام لیا
جا سکے۔ ادنیٰ ذات کے غیر مسلم بیماروں کی مخلصانہ تیمارداری کرنا۔ اور بالکل مساوی
انداز سے انکا ہمدرد ہونا۔ چمار۔ حلال خور جیسے لوگ مسلمان ہوں تو بڑے بڑے
آدمیوں کے ساتھ مجمع عام میں کھانا اور گلے ملنا۔ اور پاس بٹھانا۔ اخبارات میں
ان غیر مسلموں کی حمایت کرنا جن کو اعلیٰ ذات کے لوگ حقارت اور نفرت سے
دیکھتے ہیں۔ ایسی نظمیں گانے والوں کو یاد کرانا۔ اور نئی تصنیف کرنا جن میں اسلامی
مساوات اور مسلمانوں کی کرامتیں اور غیر مسلموں کے ان ناموں کا ذکر ہو۔ جو اونچے
ذات والوں کے ساتھ اعلےٰ ذات والے برتا کرتے ہیں۔ اور جن سے ادنیٰ ذات
والوں کو دکھ ہوتا ہے یا انکی ذات ہوتی ہے۔ فقیروں کے لئے ایسی صدائیں
تصنیف کرنا جو وہ غیر مسلم گھروں کے سامنے بھیک مانگتے ہیں لگائیں اور جن سے عام
طبائع پر اسلام کی خوبی۔ اور غیر اسلام مذاہب کا نقص ظاہر ہوتا ہو۔ غیر مسلموں کی
شادی غمی میں محبتانہ شریک ہونا خصوصاً ادنےٰ ذات والوں سے میل جول مساویا
کرنا۔ چماروں۔ حلال خوروں اور سب ادنےٰ ذات والوں کے عقائد کی تفصیلات

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معلوم کرنا۔ اور داعیانِ اسلام کو ان سے آگاہ کرنے کے لئے رسائل میں قلمبند کرانا۔ غیر مسلموں یا نو مسلموں کے سامنے اپنے باہمی اختلافات کو ظاہر ہونے دینا اور اختلافی مسائل انکو نہ سنانا۔ انگریزوں کے سیاسی طرز نفوذ سے سبق حاصل کرنا یعنی جس طریقہ سے وہ ملکوں پر قبضہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ کو غور سے دیکھکر دعوت اسلام میں استعمال کرنا۔ عیسائی مشن کے ہر حصہ پر تفصیلی غور کرنا۔ اور انکی ہر بات سے خبردار رہنا۔ اور جو باتیں اس قابل ہوں جن سے فائدہ اُٹھایا جاسکے انکو اپنی دعوتِ اسلام کی حکمتوں میں شریک کرلینا۔ آریہ سماج کی ہر خفیہ و علانیہ تحریک سے خبردار رہنے کی مسلسل شب و روز کوشش کرنا اور کوئی بات اس قابل ہو تو اسکو لیکر اپنے ہاں دعوت اسلام میں استعمال کرنا۔ غیر مسلموں کے مذہب یا مذہبی پیشواؤں کو بُرا نہ کہنا۔ اور کیسا ہی اشتعال دلایا جائے پھر بھی ضبط سے کام لیکر درگذر کرنا۔ مناظرہ اسی وقت کرنا کہ بغیر اسکے چارہ نہ ہے۔ ورنہ مناظرہ کو ٹالدینا۔ اور اپنا کام چپ چاپ کرنا۔ اخبار میں دعوتِ اسلام کے طریقوں یا اپنی کامیابی کی خبروں کو شایع کرنا۔ اور اگر ضرورت ہو تو ایسے طریقہ سے شائع کرانا جس سے اسلامی حکمتیں اور تدبیریں عام نہونے پائیں۔ داعیان اسلام کو شہرت طلبی اور ظاہری واہ واہ کے شوق سے محفوظ رکھنے اور بے ریا کام کرنے کی تدبیریں کرنا جہانتک ممکن ہو ایسی ایسی باتیں سوچنا جس میں مالی خرچ کم ہو۔ اور داعی مالی طمع میں مبتلا نہو جائیں۔ آغا خانی مشن کی حکمتوں سے داعیان اسلام کو آگاہ کرنا۔ اور آغا خانیوں کو شریک عمل کرنے کی کسی جگہ ضرورت ہو تو بلا تعصب شریک کرلینا۔ قادیانی طرز اشاعت و تبلیغ سے مناسب فائدہ حاصل کرنا۔ اور اصولی ضرورت ہو تو دعوت اسلام کے مقصد میں انکو شریک کار کرلینا۔ ہر فرقہ اور ہر عقیدے کے مسلمانوں سے دعوت اسلام کے مشترک اصول میں بے تعصب رہنا۔ مرکزی محکمہ دعوتِ اسلام کے احکام پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پوری اطاعت سے عمل کرنا۔ داعیان اسلام یا دعوت کے کسی حصہ کے کارگزاروں
کو خود پابند اسلام ہونا۔ اپنی سعی اور سب حکمتوں کو خدا کی امداد پر منحصر سمجھنا۔ اور ہر وقت
اس کی نصرت کو اپنے ساتھ یقین کرنا۔ کسی تکلیف سے نہ گھبرانا۔ سب محنتوں کو
اور تکلیفوں کو باعث اجرِ آخرت تصور کرنا۔ اور کسی ایسی حکمت پر عمل کرنے میں جو بظاہر
اصلی معلوم نہ ہو یہ نیت کرنا کہ دعوت اسلام کی لڑائی کے لئے اسکی ضرورت ہے۔ اور
سوچ لینا کہ نیت میں اور کوئی ذاتی غرض سے شریک نہو۔ اور اگر کوئی ذاتی غرض ہو تو
اس حکمت کو ترک کر دیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے استغفار کرنا۔

دعوت اسلام کے لئے داعیان اسلام کو پورا باخبر رہنے کی بڑی ضرورت ہے
اس واسطے ایک خاص محکمہ خبر رسانی قایم کرنا چاہیئے۔ جس کے فرائض یہ ہوں۔

دعوت اسلام کا محکمہ خبر رسانی
اور اسکے فرائض کی تفصیل

(۱) عیسائیوں کے جسقدر اور جہاں جہاں مشن ہیں آنکی پوری تفصیل محکمہ اعلیٰ میں
قلم بند رہنی چاہیئے۔

(۲) آریوں کے جس قدر اور جہاں جہاں سماج ہیں آنکی پوری تفصیل بھی خبر رسانی کے
محکمہ اعلیٰ میں قلمبند ہونی چاہیے۔

(۳) کسی اور غیر مسلم قوم کی طرف سے اگر کوئی مذہبی اشاعت یا دعوت و اشاعت
سے مشابہ کام شروع ہو تو اسکی معلومات بھی اعلیٰ محکمہ خبر رسانی میں قلمبند رکھی جائے۔

(۴) عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقوام کے طریق اشاعت مذہب کی تمام تدبیرین
اور حکمتیں پوری وضاحت سے معلوم کیجائیں۔ اور انکی یادداشت دفتر اعلیٰ میں
بھی رہے۔ اور ان سے داعیان اسلام کو آگاہ کیا جاتا رہے۔ دعوت شروع کرنے
سے معلومات موجودہ سے آگاہ کر دیا جائے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۵) اگر کسی صوبہ شہر قصبہ گاؤں میں کوئی ایسی بات پیش آئے جس سے مذہب اسلام کو صدمہ پہنچتا ہو تو اس علاقہ کے جاسوس اپنے مقامی صوبہ کے جاسوس افسر کو خبر کردیں۔ اور وہ مرکزی محکمہ کو فوراً اطلاع دے۔

(۶) یہ محکمہ تار اور خطوط کے لئے متند اور خفیہ اشارات مقرر کرے اور اسی میں خبریں آیا جایا کریں! لیکن یہ کام کے ترقی پانے کے بعد ہونا چاہیئے ابھی ضرورت نہیں ہے

(۷) کسی غیر مسلم قوم یا مسلمان مگر ناواقف اسلام قوم میں عیسائی یا آریہ یا اور کسی قوم کا داعی جائے یا وہاں اس قسم کا کوئی کام شروع ہوتا معلوم ہو تو اس علاقہ کے جاسوس فوراً اس کی اطلاع محکمہ کو دیں۔

(۸) کسی جگہ حفاظت یا دعوت اسلام کی ضرورت ہو تو خفیہ نویس کو اسکی اطلاع دینی چاہیئے۔

(۹) جہاں حفاظت یا دعوت یا اشاعت اسلام کا کام کرنا ہو وہاں محکمہ جاسوسی جگہ جگہ اپنے آدمی مقرر کرلے ۔جو باشندوں کے خیالات اور رسم و رواج اور ان باتوں سے آگاہ ہوں جس کا بندوبست مفید ہوسکے۔

(۱۰) بازاری عورتوں سے کہا جائے کہ وہ اپنے ہاں آنیوالے غیر مسلم لوگوں کے وہ ارادے اور خیالات معلوم کرنے کی کوشش کریں جنکا تعلق اسلام کی مخالفت سے ہو۔

(۱۱) کوشش کی جائے کہ مسلمان بغیر معاوضہ کے خدمت دین سمجھ کر یہ کام کریں اور اگر کسی جگہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو بہت تھوڑا خرچ کیا جائے۔ انگریزی محکمہ جاسوسی کی طرح اندھا دھند خرچ نہ ہو۔

(۱۲) شراب خانوں اور جوئے خانوں اور انگریزی خفیہ پولیس والوں اور علانیہ پولیس والوں سے مخفی قرارداد کرلیجائے کہ اگر ان کو غیر مسلموں کی کسی خلاف اسلام سازش یا تدبیر کا علم ہو تو وہ محکمہ کو خبر دیدیں۔ یا محکمہ کے جاسوس وہاں جاکر خبر لے آیا کرے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۱۳) خود انگریزی خفیہ پولیس اور علانیہ پولیس کے مسلم اہلکاروں کو چاہیئے۔ کہ اگر وہ محکمہ دعوت کے جاسوس سے قرارداد کرنا مصلحت کے خلاف سمجھیں تو براہ راست اعلیٰ محکمہ خبررسانی دعوت اسلام کو خبر بھیجدیا کریں۔ اور ثواب آخرت حاصل کریں۔

(۱۴) داعیان اسلام کے چال چلن اور طریق کار کی بھی پوری نگرانی رکھنی چاہیئے جاسوس ہر وقت اس کا خیال رکھیں اور علاقہ کے محکمہ جاسوسی کو خبریں بھیجیں مگر ذاتی عداوت کے سبب کسی کو بدنام نہ کریں۔ کہ خدا کے سامنے انکو جواب دینا ہوگا۔ اور محکمہ اعلیٰ کی تفتیش میں خبر سچ نہ ہوئی تو شرمندگی بھی ہوگی۔

(۱۵) عیسائیوں اور آریوں کے مرکزوں یا انکے لیڈروں کے خانساماؤں۔ بہروں۔ کہاروں چھٹی رسانوں کمپونڈروں۔ بھیک مانگنے والے فقیروں۔ جھاڑو دینے والے مردوں یا عورتوں۔ دھوبیوں۔ حجاموں۔ مزدوروں معماروں۔ خدمتگاروں وغیرہ سے خبریں لینے کا کام لینا چاہیئے۔

(۱۶) معلومات کسی نئے منصوبے یا نئے ارادہ یا تجویز کی بابت ہونی چاہیئے ایسی باتیں جن کا علم بغیر اس کوشش کے ہوسکتا ہو حاصل کرنی ضروری نہیں ہیں۔

(۱۷) جو لوگ یہ خبریں لائیں انکو اجر آخرت کی بشارت دیجائے ورنہ ضرورت ہو تو خبر کی اہمیت کو دیکھکر تھوڑا سا نقد معاوضہ دیدیا جائے۔ اگر خبر رسان اسکا خواستگار ہو

(۱۸) علاقوں کے محکمہ میں افسر وہ مسلمان مقرر کئے جائیں جنکو انگریزی محکمہ خفیہ پولیس کا تجربہ ہو۔ اور دل میں اسلام کا درد بھی رکھتے ہوں۔ یا جو تعلیم اور سمجھ اور دیانت میں اچھے ہوں۔

(۱۹) سیاح۔ درویش۔ رمال نجومی۔ مجذوب۔ فقیر۔ تعویذ دینے والے عامل پٹواری۔ اندھے۔ بھکاری۔ بنے ہوئے محتاج فقیر۔ فقیر عورتیں جو گھروں میں جا سکیں سبزی بیچنے والے مرد اور عورتیں۔ خانگی خدمتگاروں سے بھی خبر رسانی کا کام لینا چاہیئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲۰) اسکی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ خبر رسانوں کی سمجھ اور علم کو پہلے پرکھ لینا چاہیئے کہ کسی قسم کی خبر لانے کو ان سے کہا جا سکتا ہے۔ اور کس طریقہ سے ان سے کہا جائے کہ خود انکو خلجان نہو۔ یا یہ بجائے خبر لانے کے یہاں کا راز دوسروں سے نہ کہدیں۔

غرض یہ ہے کہ خبر رسانی کا کام حفاظت اور دعوت اور اشاعت اسلام کے لئے از حد ضروری ہے۔ مگر جس قدر ضروری ہے۔ اسی قدر مشکل ہے۔ اسواسطے تجربہ کار لوگوں کی افسری میں اس کو دینا چاہیئے۔

ہر مسلمان کو داعی اسلام بننا چاہیئے

یہ بڑی غلطی ہے کہ صرف علما، ومشائخ پر دعوت و تبلیغ اسلام کو منحصر سمجھ لیا گیا ہے اسلام نے ہر مسلمان پر دعوت و تبلیغ کو لازمی قرار دیا ہے لیکن بہت لوگ اپنی قوت کو سمجھتے ہی نہیں۔ اور انکو یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ دعوت اسلام کا کونسا کام کرسکتے ہیں ذیل میں کام کرنیوالوں کی ایک فہرست درج کیجاتی ہے۔ اس کے بعد ہر طبقہ اور فرد کا کام بطور مثال کے مختصر طور سے لکھا جائے گا۔ تاکہ ہر مسلمان کا ذہن اپنے قابل کام کی طرف متوجہ ہو سکے۔ اگر ذیل کے تمام طبقات میں دعوت و تبلیغ کی تحریک پیدا ہوگئی اور ہر مسلمان نے جوش صداقت سے کام کرنا شروع کر دیا۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں بیشمار نئے آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ اور پرانے مسلمانوں کی آریہ حملوں سے حفاظت و حصار بندی تو خوب ہو جائے گی۔ اور پھر کسی حریف کو مسلمانوں کے عقائد برگشتہ کرنے کی ہمت نہ رہے گی۔

لڑائی کے دو رخ ہوتے ہیں

دعوت اور تبلیغ زبان اور عمل کی ایک لڑائی ہے اور لڑائی میں ہمیشہ فتح ہی نہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوتی شکست بھی ہوا کرتی ہے۔ اسواسطے مسلمانوں کو اگر کسی جگہ ناکامی ہو تو اس سے پست ہمت نہونا چاہیے کیونکہ سعی اور محنت کرنیوالوں سے پروردگار کا وعدہ ہے کہ آخرکار وہی فتحیاب وکامیاب ہونگے۔ اگر مسلمان سعی وعمل میں مصروف رہے تو آسمانی نصرت انکے ساتھ ہوگی۔ اور وہ اسلامی علم کو ہندوستان کے ہر گوشہ میں نصب کردیں گے۔

اُن طبقات مسلمین کی تقسیم جنکو کام کرنا چاہیے

(۱) مشائخ (۲) علمار (۳) والیان ریاست (۴) کاشتکار (۵) دستکار (۶) تجار (۷) ملازم پیشہ (۸) سیاسی لیڈر واڈیٹر شعراء ومصنفین (۹) ڈاکٹر وحکیم (۱۰) گانے والے (۱۱) گداگر (۱۲) خبررساں۔

زمرہ مشائخ کی تفصیل

(۱) سجادہ نشین (۲) مرید کرنے والے فقرار (۳) نیاز اور میلاد کرنے والے اصحاب (۴) عامل تعویذ گنڈے کرنیوالے (۵) سیاحت کرنے والے تارک دنیا درویش (۶) رمل بجوم جفر کا کام کرنے والے (۷) نیم ہوشیار مجذوب اور وہ لوگ جو اس زمرہ میں میری یادداشت سے رہ گئے ہوں۔

زمرہ علمار کی تفصیل

(۱) فتوے دینے والے سنی شیعہ علماء (۲) درس دینے والے سنی شیعہ علمار (۳) وعظ کہنے والے (۴) مناظرہ کرنے والے (۵) مساجد کے امام (۶) قاضی (۷) دیہاتی مکاتب کے مدرس اور میاں جی (۸) علم دین پڑھنے والے طالب علم (۹) علم دنیا پڑھنے والے طالبعلم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۱۰) وہ عورتیں جو وعظ و درس و متعلم کا کام کرتی ہیں۔

یا وہ لوگ جو میری یادداشت سے رہگئے ہوں۔

والیان ریاست

(۱) بڑی ریاستوں کے مالک (۲) چھوٹی جاگیروں یا زمینداریوں کے مالک (۳) برادریوں کے چودھری اور پنچ (۴) ذیلدار اور نمبردار (۵) بڑی ریاستوں کے بااثر عہدہ دار۔ یا وہ جو میری یادداشت سے رہ گئے ہوں۔

کاشتکار

(۱) زراعت پیشہ (۲) مالی اور باغبان (۳) زرعی کام کے مزدور۔ یا وہ جو میری یادداشت سے رہگئے ہوں۔

دستکار

(۱) سونے چاندی کی چیزیں بنانے والے (۲) لوہے کے کاریگر (۳) مٹی کے کاریگر (۴) لکڑی کے کاریگر (۵) پتھر کے کاریگر (۶) روئی اور کپڑے کے کام کرنے والے (۷) کاغذ کا کام کرنے والے (۸) مصور (۹) ہر قسم کے دستکار

تجار

(۱) ہر قسم کے تھوک فروش (۲) ہر قسم کے خوردہ فروش (۳) پھیری کرنے والے (۴) دور دراز ممالک میں تجارت کرنے والے (۵) دلال اور وہ جو تجارت کے ذیل میں آتے ہوں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ملازم پیشہ

(۱) دفتروں کے اعلیٰ عہدہ دار (۲) دیہات کے پٹواری (۳) قصبات کے پوسٹ ماسٹر (۴) قصبات و دیہات کے پولیس افسر اور سپاہی (۵) نہری ملازمین (۶) ڈاکٹر اور کمپونڈر (۷) خفیہ پولیس کے ماتحت چھوٹے عہدہ دار (۸) کانوں ملوں اور بڑے بڑے کارخانوں کے وہ عہدہ دار جن کے ماتحت کچھ آدمی ہوں (۹) خانساماں اور بہرے (۱۰) ریلوے ملازمین۔

اور انکے علاوہ وہ سب جو ملازمت کے ذیل میں ہوں۔

سیاسی لیڈر اڈیٹر شعراء و مصنفین

(۱) خلافت کے لیڈر (۲) کانگریس کے لیڈر (۳) ہر زبان کے مسلم اخبارات و رسائل کے اڈیٹران (۴) ہر زبان کے مسلم شعراء (۵) ہر زبان اور ہر علم کے مسلم مصنفین یا وہ سب جو اس ذیل میں آسکتے ہوں۔

ڈاکٹر و حکیم

(۱) آزاد مطب کرنے والے ہر قسم کے ڈاکٹر (۲) آزاد مطب کرنے والے ہر قسم کے دیسی حکیم (۳) بیمار داری کرنیوالے مسلمان (اور وہ سب جو اس ذیل میں آتے ہوں)

گانے والے

(۱) ہر قسم کے قوال (۲) گوئے اور سازندے (۳) گانیوالی بازاری عورتیں (۴) ہر قسم کے باجے بجانے والے (۵) گانے کے شوقین عام خوش آواز لوگ (اور وہ سب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو اس ذیل میں آتے ہیں۔

گداگر

(۱) خاندانی پیشہ ور فقیر (۲) گانا گاکر بھیک مانگنے والے (۳) اندھے بھکاری (۴) مونڈچرے فقیر (۵) چوڑی والے فقیر جو لوہے کی چوڑیاں ہاتھ میں ڈالکر لکڑی سے انکو بجاتے ہیں (۶) وہ گداگر جن کو فرضی محتاج بننے کی مشق ہے (۷) گداگر عورتیں جو ہر گھر میں جا سکتی ہوں۔ (اور وہ سب جو اس ذیل میں آئیں۔)

خبر رساں

(۱) خفیہ پولیس کے مسلمان اہلکار جو کچھ وقت دین و قوم کو دیں۔ (۲) پنشن یافتہ خفیہ پولیس والے (۳) جن کو لباس اور صورت بدلنے میں مہارت ہو اور جو کئی زبانیں جانتے ہوں (۴) گداگر خصوصاً گداگر عورتیں اور وہ ادنے پیشہ کرنے والے جو ہر جگہ جا سکتے ہوں یا سیاح درویش (۵) مشائخ۔ علمار۔ زمیندار۔ کاشتکار۔ تجار۔ ملازمین علم پیشہ۔ ڈاکٹر، حکیم۔ گانے والوں وغیرہ میں سے ہر شخص جو اپنی سمجھ اور عقل کے موافق خبر رسانی کا کام کرنا چاہیے۔ (۶) بازاری عورتیں (۷) نیم ہوشیار مجذوب (۸) شرابخانے جوئے خانے والے (۹) ہر قسم کے جرائم پیشہ لوگ۔

تقسیم عمل

جمعیت علمار نے محکمہ دعوت و تبلیغ قایم کرنے کا اعلان کیا ہے اور ابھی بہت سی انجمنیں اس مقصد کے لئے قایم ہیں۔ سب سے اچھا تو یہ ہو کہ تمام انجمنیں جمعیت علمار کے شریک حال ہو جائیں۔ اور پھر ایک نظامِ عمل مقرر کرکے کام کو تقسیم کر دیا جائے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر میرا یہ خیال ہے کہ بعض حالات ایسے ہیں۔ کہ سب انجمنوں کا اجماع مشکل ہوگا اور بعض
لوگ اپنا کام خودمختاری سے کرنا ضروری سمجھیں گے۔ ایسی صورت میں یہ مناسب
نہیں ہے کہ انجمنوں کو جمعیت علماء کے ماتحت وابستہ کرنے کے لئے خانگی
جھگڑے پیدا کئے جائیں۔ ہرایک اپنے اپنے کام میں خودمختار رہے۔ تب بھی ہرج
نہیں ہے۔ البتہ یہ کوشش ضرور ہو۔ کہ ہر انجمن اپنے عمل کا ایک خاص مقصد
مقرر کرلے۔ تاکہ کام اور اس کا وزن اور اس کا نتیجہ معلوم ہوسکے۔ اور آئندہ
کام کے لئے تجربہ ہوجائے۔

تقسیم عمل میں اس بات کا خصوصیت سے لحاظ رکھا جائے۔ کہ ہر جماعت کے
ہاتھ میں ایسے اختیارات ہوں جن میں کوئی دوسری جماعت دخل نہ دے سکے۔
مسلمانوں کے کام میں ہمیشہ اسی بات کی خرابی ہوتی ہے۔ کہ وہ تقسیم عمل نہیں کرتے
ایک شخص کے ہاتھ میں کئی کئی متضاد اختیارات دیدئے جاتے ہیں۔ اور اسکا نتیجہ باہمی
اختلافات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

تقسیم عمل میں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ منتظم جماعت کے افراد کا تجربہ کار دوراندیش اور
دیانتداری میں مستند ہوں۔ بڑے بڑے نامور آدمیوں ہی کو انکی شہرت کے سبب
منتظم قرار دینا بعض اوقات مفید نہیں ہوتا۔ منتظم وہ ہوں جن کو سوائے اس ایک
کام کے نہ گھر کا کچھ کام ہو نہ باہر کا کچھ اور کام ہو۔ چاہے وہ مشہور نہ ہوں۔ مگر عملی تجربہ
اور دیانتداری کی صفات ضرور رکھتے ہوں۔

منتظم حلقہ کے لئے سب سے زیادہ چھوٹے چھوٹے مدرسوں اور مکتبوں کو قائم کرنا
ضروری ہے جہاں نومسلم اقوام اور انکے بچوں کو اسلام کے ضروری ارکان سے آگاہ
کیا جاسکے۔

دوسری بات بھی بہت ضروری ہے۔ کہ واعظوں متعلموں اور مناظرہ کرنیوالوں کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جماعتیں علیحدہ علیحدہ مقرر کیجائیں۔ ایک ہی شخص سے دو کام لینے مناسب نہیں ہیں بلکہ اس میں بڑا نقصان ہے۔

محکمہ دعوت و تبلیغ کو سب سے زیادہ اسکی احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کہ شیعہ سنی اور صوفی وہابی کے اختلافات پیدا نہوں۔ اسکی بہتر صورت یہی ہے۔ کہ ہر فرقہ کے کارکن علیحدہ علیحدہ مرتب کئے جائیں۔ خلط ملط کرنا خطرناک ہوگا۔

موسیقی کی شاخ تبلیغ و دعوت کے لئے قایم کرنی بہت ضروری اور مفید ہے۔ علماء کو اس میں تامل ہو تو مشائخ کی طرف سے جداگانہ یہ شاخ قایم کرلیجائے۔ مگر اس کام اور نتایج کی اطلاع جمعیت علماء کے محکمہ دعوت و تبلیغ کو دینی ضروری ہے۔ تاکہ مرکزی قوت ہر چیز سے آگاہ رہے۔ اس معاملہ میں مشائخ یا انکے ہمخیالوں کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ علماء ہم سے برتر کیوں ہوں۔ ماتحتی اور برتری کی بحث یہاں نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ تو محض نظم قایم رکھنے کے لئے ہے۔

مقصد یہ ہے کہ تقسیم عمل بہت ہی ضروری ہے۔ یہ عمدہ ہوگیا تو خدا نے چاہا ساری مشین عمدگی سے چلنے لگے گی۔

کن قوموں اور کن مقامات میں کام کیا جائے

اس کا فیصلہ تو وقت کی ضرورت کریگی۔ مگر میرے خیال میں سب سے زیادہ ضرورت دعوت اور تبلیغ کی ان ادنی اور کمین ذاتوں میں ہے جو ہندوؤں کی نظروں میں بہت ذلیل ہیں خصوصاً چماروں اور حلال خوروں میں پوری مستعدی سے کام کرنا چاہیئے بہت سے چمار عیسائی ہوگئے ہیں ہم انکو مسلمان کرسکتے ہیں۔ یا جو عیسائی نہیں ہوئے ہیں انکو مسلمان کرنے میں آسانی ہوگی۔

گونڈ۔ بھیل۔ کنجر۔ اور خانہ بدوش قومیں پیام اسلام سننے کے حقدار ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ریاست حیدرآباد دکن میں بہت بڑے پیمانہ پر کام کرنا چاہیئے۔ وہاں آسانی کے ساتھ لاکھوں آدمی مرید ہو سکتے ہیں۔ ملیبار اور مدراس کے علاقے بھی توجہ کے قابل ہیں۔ سندھ۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ ایسے میدان ہیں۔ کہ یہاں ہر تحریک اگر خلوص و مستعدی سے شروع ہو پھولنے پھلنے لگتی ہے۔ ان علاقوں میں پیروں اور آغاخانی مشن کی شرکت ضرور ہوگی۔

بنگال کے بے شمار جاہل مسلمانوں کو پختہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ وہاں بڑا اندیشہ ہے۔

برہما میں اشاعت کا بڑا میدان ہے۔ وہاں کی عورتوں سے شادیاں کرنا اشاعت اسلام کا سبب اور ذریعہ ہے۔ برہما میں روزگار بھی بہت ہے۔ بیکار مسلمان وہاں جائیں روزی بھی کمائیں اور شادیاں کرکے برہمی عورتوں کو مسلمان بھی کریں۔ برہمی لوگوں میں تعصب نہیں ہوتا۔ وہاں شادیوں کے ذریعہ اسلام پھیلانا بہت آسان ہے۔

ہندو مسلمان دیسی ریاستوں میں جہاں تبدیل مذہب کی قانونی ممانعت نہو اشاعت کا کام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہاں تعصبات کم ہوتے ہیں۔

غرض ہر شہر میں ہر قصبہ میں ہر گاؤں میں ہر کارخانہ میں۔ بلکہ ہر گھر میں دعوت و تبلیغ اسلام کا موقعہ موجود ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ علماء پر اس کام کو منحصر نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ خیال کریں۔ کہ خود اپر بھی دعوتِ تبلیغ فرض ہے۔ اور وہ بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔

نہ دور دراز جانے کی ضرورت ہے۔ نہ چندہ کرنے۔ نہ کسی انجمن قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ داعی کو مولوی ہونے کی اور بڑی لیاقت رکھنے کی شرط ہے۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ تو آسان اور بہت سادہ ہے۔ ہر شخص اس کو ادا کر سکتا ہے۔

بشرطیکہ وہ کام کرنا چاہے۔ محض باتیں بنانے اور اعتراض کرنے کی عادت نہ رکھتا ہو جیسا کہ آجکل بعض مسلمان صرف طعنے دینے اور دوسروں کی برائیاں کرنیکے سوا خود کچھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کام نہیں کرتے بس یہی کہتے ہیں کہ مولویوں نے غفلت کی مشائخ ایسے غافل ہوگئے۔ لیڈروں کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ کوئی اُن سے پوچھے کہ خود تم نے کیا کام کیا ہے محض چندہ دینے سے فرض پورا نہیں ہوتا ہے۔ زبان سے بھی کام کرو قدم سے بھی کام کرو۔ وقت بھی اس کارخیر میں خرچ کرنا چاہیئے۔

آگے جاکر جو طریقے ہیں نے لکھے ہیں اگر توجہ سے غور کیا گیا تو ہر مسلمان کو داعی بن جانا آسان ہوگا

مشائخ کے کام

اوپر مشائخ کی تفصیل سات حصّوں میں لکھی گئی تھی۔ اب انکی وضاحت کیجاتی ہے۔ اور ہر حصہ کا کام لکھا جاتا ہے۔

پہلا حصہ سجّادہ نشین کا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی درگاہ کے یا کسی مشہور بزرگ کے بطور ورثہ یا بطور خلافت جانشین ہوں۔ ان میں سے بعض مرید بھی کرتے ہیں اور تلقین روحانی انکی ذات سے وابستہ ہوتی ہے۔ اور بعض جاگیردار ہوتے ہیں یا محض مریدوں کی نذر و نیاز سے بسر اوقات کے سوا تلقین کا کام نہیں کرتے۔

مذکورہ تمام اقسام کے سجّادہ نشین تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرسکتے ہیں اگر وہ صاحب ارشاد ہوں اور مرید کرتے ہوں یا تلقین کا سلسلہ انکے ہاں جاری ہو تب تو اپنے بزرگوں کے دستور اور رواج کے موافق دعوت اسلام کا کام شروع کردیں۔ اور خود یا اپنے ہاتھوں کے ذریعہ مریدوں کے علاقہ میں جو غیر مسلم اقوام ہوں یا نو مسلم لوگ رہتے ہوں انکو مسلمان ہونیکا پیغام حکمت اور مناسب تدبیر کے ساتھ دیں۔ اور نو مسلموں کی اصلاح و تعلیم کا بند و بست کریں۔ اور اپنے مریدوں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو حکم دیں کہ ہر شخص دعوت اسلام کے ان کاموں میں سے ایک کام اپنے ذمہ لیلے جنکی کی تفصیل آگے درج ہے۔ انکے مریدوں میں جو شخص کام کر سکتا ہو کرے۔ یہ صاحب خود تجویز کر دیں یا وہ مرید اپنے مذاق اور اپنی بساط کی موافق ایک کام اپنے لئے پسند کرے۔

اور جن سجادہ نشینوں کے ہاں تلقین و ارشاد کا سلسلہ نہ ہو تو وہ مالی مدد داعیان اسلام کو دیں۔ یا اپنے اثر کے ماتحت لوگوں کو عمل دعوت کی ترغیب دلائیں۔ یا خود اسکے کی تفصیل میں سے کوئی کام اپنے لئے پسند کریں۔

دوسرا حصہ مرید کرنیوالے فقراء کا ہے۔ یہ کسی بزرگ یا درگاہ کے سجادہ نشین نہیں ہوتے مگر انکو پیر سے مرید کرنیکی اجازت و خلافت حاصل ہوتی ہے۔ انکو بھی چاہیئے کہ اپنے پیر کے زیر ہدایت تبلیغ کا کام کریں۔ اور جاہل مسلمانوں کو نماز روزہ اور عقائد اسلام کے مسائل اصولی سے آگاہ کرنے کا عمل کریں اور کوشش یہ بھی ہو کہ غیر مسلم اقوام میں انکی مریدی کا اثر پھیلے۔ اس کے لئے وہ مجھ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تیسرا حصہ نیاز اور میلاد شریف کرنیوالے لوگوں کا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مرید نہیں کرتے مگر بسبب عقیدت بزرگوں کے عرس کرتے ہیں۔ گیارھویں اور میلاد کی محفلیں اُن کے ہاں ہوتی ہیں۔ انکو چاہیئے کہ ان مجالس میں غیر مسلم اقوام کو بھی برکت و سعادت حاصل کرنے کے لئے مدعو کیا کریں تاکہ بزرگوں کا روحانی اثر انکو مائل اسلام کرے۔

چوتھے تعویذ گنڈے کرنیوالے لوگ ہیں۔ وہ مرید کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسے بھی جو مرید نہیں کرتے۔ انکو چاہیئے کہ جب کوئی غیر مسلم انکے پاس آئے تو اسکو اسلام کی خوبیاں سنا دیا کریں۔ اور شرکت اسلام کی رغبت دلائیں۔ اور جاہل مسلمانوں کو ضروری مسائل سنا یا کریں۔ اگر وہ خود بھی مسائل ضروریہ سے آگاہ ہوں۔

پانچویں سیاحت کرنے والے فقراء ہیں۔ یہ بہت بڑا کام کر سکتے ہیں۔ انکو دیہات

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں جانیکا موقع ملتا ہے۔ ان کا فرض ہونا چاہیئے کہ دیہات کی کمین قوموں کو اسلام کی خوبیاں سنایا کریں۔ اور اولیا اللہ کی کرامتوں کا چرچا بھی ہر جگہ کرتے رہیں۔

لکھے پڑھے مسلمانوں کا فرض ہے جنکی نظر سے یہ تحریر گذرے۔ کہ جب وہ کسی ایسے سیاح درویش سے ملیں تو اسکو میرا یہ پیغام سنا دیں اور کہدیں۔ کہ اسلام تم سے اپنا حق طلب کرتا ہے۔

چھٹے رمل۔ نجوم۔ جفر کا کام کرنیوالے لوگ ہیں۔ انکو زمرۂ مشائخ میں محض اس وجہ سے شمار کیا گیا۔ کہ ایک غیبی کام کا تعلق ان سے ہے۔ یہ بھی اشاعت اسلام کا کام خوب کرسکتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ جب اپنے سوال کرنے والوں سے بات کریں تو موقع محل دیکھکر اسلام کی کوئی بات بھی سنا دیں۔ اور ممکن ہو تو اپنے فن کے جوابات میں ایسی بات کہیں جسکا تعلق اثر اسلام سے ہوتا ہو۔

ساتویں نیم ہوشیار لوگ مجذوب ہیں۔ انکی بات کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے ناظرین کو چاہیئے کہ جب کسی ایسے مجذوب سے ملیں۔ اس کو دعوت اسلام کی ضرورت بتلائیں۔ تاکہ اسکے دل میں خیال جم جائے۔ اور وہ اپنی باتوں سے کچھ کام کرسکے۔

علماء

زمرۂ علماء کے دس حصے کئے گئے تھے۔ ہر حصہ کی تفصیل یہ ہے۔

پہلے فتویٰ دینے والے سُنی شیعہ علماء انکا کام زیادہ تر حفاظت و اصلاح سے تعلق رکھتا جب اُنکے پاس کوئی فتویٰ آئے۔ انکو چاہیئے کہ ایک مسئلہ عقیدہ کا یا اصلاح خیال کا اپنی طرف سے علیحدہ کاغذ پر سائل کو بھیجدیا کریں۔ یا زبانی اسکو کوئی اصلاحی بات سنا دیا کریں۔

دوسرے درس دینے والے سنی شیعہ علماء۔ انکا کام یہ ہے کہ شاگردوں کو دعوت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تبلیغ کا شوق ہر روز دلایا کریں اور کوئی حکمت ان کے ذہن میں آئے تو اس سے آگاہ کریں
تیسرے واعظ علماء ہیں۔ انکو چاہیئے کہ آج کل ہر جگہ دعوت و تبلیغ اسلام کا شوق دلانیکا وعظ کہیں۔ اور جاہل مسلمانوں کو محض مسائل عقائد اور مسائل صوم صلوٰۃ سنائیں۔ اور جہانتک ممکن ہو۔ اختلافی مسائل میں دخل ندیں۔
چوتھے مناظرہ کرنے والے مسلمان ہیں۔ انکو چاہیئے کہ غیر مسلم اقوام کے عقائد کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔ اور ایک ایک مسئلہ میں ایک ایک مناظر ایسی مشق کرے کہ پھر اس کا کوئی جواب ہی نہو۔ مثلاً ایک مناظر کو ردّ تثلیث میں خوب مہارت ہو۔ ایک کو الوہیت مسیح کا رد کرنا خوب آتا ہو۔ ایک عیسائیوں کی مذہب معاشرت کی خرابیاں بیان کرنے میں مشاق ہو۔ ایک آریہ سماج کے مسئلہ قدامت روح و مادہ و خدا کا رد کرنا جانتا ہو۔ ایک مسئلہ تناسخ کی تردید کرسکتا ہو۔ ایک آریوں کے نیوگ پر بحث کرنے مین کامل ہو۔ غرض تقسیم عمل کرنی چاہیئے۔ تاکہ جس قسم کی بحث پیش آئے اسمین وہ ماہر کام کام کرسکے۔ مناظر کو چاہیئے کہ جو موضوع اختیار کرے اُس مین کسر باقی نہ چھوڑے جیسے آنکھ کے کان کے ڈاکٹر الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ان مناظرین کو بھی اپنے فن کا صاحب کمال ہونا چاہیئے۔
پانچویں مسجد کے امام ہین۔ ان کو ہر نماز خصوصاً نماز جمعہ کے بعد نمازیوں کو دعوت اسلام اور اصلاح مسلمین کے آسان طریقے بیان کرنے چاہئین۔
چھٹے قاضی ہین اُن کو چاہیئے کہ شادیوں مین جاکر نکاح کے وقت مجمع کچھ مسائل ضرور بیان کردیا کرین۔ مثلاً رشتہ کن کن عورتوں سے حلال اور کن کن سے حرام ہے اور شوہر کے بیوی پر اور بیوی کے شوہر پر کیا کیا حق ہیں۔
ناواقف قاضیوں کو چاہیئے کہ ان ضروری مسائل سے آگاہ ہوں اور ناظرین کتاب ہذا کو چاہیئے کہ وہ قاضیوں کو ان مسائل سے ماہر ہونے اور بیان کرنے کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لئے مجبور کریں۔ ایسا ہو تو انکو داعی اسلام کا ثواب ملیگا۔

ساتویں دیہاتی مکتبوں اور مدرسوں کے مدرس ہیں۔ یہ بہت ہی اچھا کام کر سکتے ہیں انکو اشاعت وحفاظت اسلام کا پورا موقع حاصل ہے۔ انکو چاہیے کہ دعوت و تبلیغ کے محکمہ اعلیٰ سے مسائل ضروریہ کے رسائل طلب کر کے لڑکوں کو سنائیں۔ انکے والدین کو سنائیں۔ اور گاؤں میں جو غیر مسلم خصوصاً کمین ذات کے لوگ ہوں انکو اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کر کے ترغیب اسلام دیں۔

آٹھویں علم دین پڑھنے والے طالبعلم ہیں۔ انکو اپنی خواندگی سے بچا ہوا یا دانستہ بچایا ہوا وقت قریب کے محلہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو مسائل بتائیں غیر مسلموں کو اسلام کی خوبیاں سنائیں۔ کوئی کچھ کہے یہ اپنا کام کرتے رہیں۔

نویں وہ طالبعلم ہیں جو انگریزی یا علوم دنیا پڑھتے ہیں۔ انکو بھی اپنا بچا ہوا یا بچایا ہوا وقت غیر مسلموں خصوصاً کمین لوگوں میں جاکر اسلام کی ترغیب دلانے میں خرچ کرنا چاہیئے۔ یا دعوت اسلام کے محکمہ خبر رسانی کا کام کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسکی اہلیت رکھتے ہیں۔

دسویں وہ عورتیں ہیں۔ جو وعظ کا پیشہ کرتی ہیں۔ یا پڑھاتی ہیں انکو بھی مسائل عقائد و مسائل اصلاح عورتوں کو سنانے چاہئیں جن سے انکو دعوت اسلام کا ثواب حاصل ہوگا۔

والیان ریاست کے کام

ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار برس مسلمانوں نے حکومت کی۔ مگر اسکے باوجود اسلامی ریاستیں ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس کا کہ مسلمان بادشاہوں نے اپنی قوم سے زیادہ ہندو قوم کو بڑھانے کی کوشش کی تھی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر افسوس ہے کہ آریہ سماجی حضرات اپنے فیاض وبے تعصب بادشاہوں کو بدنام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مسلمان بادشاہ بڑے جابر اور ظالم تھے۔

ریاستوں میں کھلم کھلا پنڈت مدن موہن مالوی صاحب کی تحریک سے ہندی زبان عملاً اور جبراً جاری کردی گئی ہے۔ مگر مسلمان ریاستوں میں سوائے حیدرآباد۔ بھوپال وغیرہ کے بہت کم رئیسوں کو اردو زبان کے رواج کا خیال ہے۔

ایسا ہی مسلمان بادشاہوں پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کو جبراً مسلمان کیا۔ لیکن یہ بالکل غلط الزام ہے۔ اگر درست ہوتا تو آج ایک ہندو بھی اس ملک میں باقی نہ رہتا۔ سب مسلمان ہو جاتے۔ لیکن حال یہ ہے کہ ہندو ہر جگہ سوائے چند مقامات کے مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔

بہرحال اب ضرورت ہے۔ کہ مسلمان والیان ریاست بھی اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہوں جبکہ بھرتپور اور کشمیر وغیرہ ہندو ریاستوں نے علانیہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی تحریک میں عملی حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ تو مسلمان ریاستوں کو بھی تامل کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے جس میں گورنمنٹ انگریزی اعتراض کرے۔ بلکہ ایک مذہبی اور خانگی بات ہے۔

میں یہ نہیں چاہتا کہ والیان ریاست اپنی ہندو رعایا پر جبر کریں۔ یا کسی ایسی ترغیب سے انکو مسلمان کرنا چاہیں۔ جو انکے حقوق محکومیت کے خلاف ہو۔ میری خواہش تو صرف یہ ہے کہ اسلام کے قواعد تبلیغ کی بموجب جو بہت نرم اور حکیمانہ اور بہت ہمدردانہ ہیں انکو اسلام کی طرف بلایا جائے۔

اسکی صورت یہ ہے۔ کہ ہر ریاست اپنے ہاں ایک محکمہ تبلیغ اسلام کا قائم کرے اور محکمہ ریاست کے باشندوں کے مذاہب کا مطالعہ کر کے اشاعت اسلام کے مناسب طریقے جاری کرے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نیز والیان ریاست کو اپنے ان تمام متوسط درجہ کے عہدہ داروں کو حکم دینا چاہئے جنکا تعلق ریاست کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ وہ عقلمندی اور مناسب حکمتوں سے ساتھ رعایا کے افراد کو مسلمان ہونے کی ترغیب دیں۔

سب سے زیادہ اچھوت اور کمین لوگوں کو مسلمان کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مجھکو اعلیٰ حضرات خسرو دکن سے بہت کچھ توقعات ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انکو حضور فاروق اعظم کی سی صفات عطا فرمائی ہیں۔ تو آج سب کچھ ہوسکتا ہے۔

جناب بیگم صاحبہ بھوپال کی توجہ اگر اس سب سے بڑی اسلامی کام کی طرف ہوجائے تو بیشمار آدمی اسلام کے حلقہ بگوش ہوسکتے ہیں۔ بیگم صاحبہ اور انکے صاحبزادگان اور تمام عہدہ دار اس ضرورت کو مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔

نوابصاحب بہاولپور عباسی نسل سے ہیں۔ اور عباسیوں نے اسلام کی جیسی جیسی خدمتیں انجام دی ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ یہ عباسی شہزادہ اپنے اسلام کے نام کو زندہ کرکے دکھادے بہاولپور کے علاقہ میں اشاعت اسلام کا بڑا میدان ہے۔

نوابصاحب رامپور۔ نوابصاحب جاورہ۔ نوابصاحب ٹونک نوابصاحب پالن پور۔ نواب صاحب جوناگدھ وغیرہ تمام والیان ریاست کو بھی متوجہ ہونا اور متوجہ کرانا چاہیئے۔

مجھکو منگلو کا ٹھیاواڑ کے عابد و صالح و مدبر نوابصاحب شیخ جہانگیر میاں سے پورا یقین ہے۔ کہ وہ اس میدان میں سب سے زیادہ کام کریں گے۔

والیان ریاست کو میں سوائے اس ترغیب کے کام کی نوعیت کا مشورہ دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ رئیس کی ریاست میں جو حالات ہوتے ہیں۔ انکی مصلحت وہ خود ہی خوب جانتا ہے۔ ان مصالح کو پیش نظر رکھکر وہ خود اپنے طریقہ کار کو تجویز کرسکتے ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جن ریاستوں کے عہدہ داروں کی نظروں سے یہ تحریر گذرے انکو لازم ہے کہ اسکے بعض حصے ریاست کے حاکم کو سنادیں۔ کہ انپر اسلام کا حق ادا کرنا فرض ہے جو اسطرح پورا ہو جائے گا۔

دوسرے چھوٹی چھوٹی جاگیروں اور زمینداریوں کے مسلمان مالک بھی والیان ریاست کے برابر کام کرسکتے ہیں۔ وہ اپنے زیر اثر لوگوں کو جو حکم دیں وہ قبول کیا جائیگا۔ کمین اور اچھوت لوگوں کی دلجوئی و دلداری کرکے انکے بچوں کو اسلامی تعلیم دیجائے۔ اور خود انکو مسلمان ہو جانے کی رغبت دلائی جائے۔ اور اپنے اثر سے کام لیکر عیسائیوں اور آریوں کو اپنے علاقہ میں کام کرنے سے روکا جائے۔

تیسرے برادریوں کے چودہری اور پنچ بڑا کام کرسکتے ہیں۔ انکے اندر واعظوں اور بڑی ریاستوں کے رئیسوں سے زیادہ قوت ہوتی ہے۔ وہ اگر چاہیں تو بات کی بات میں بہت سے آدمیوں کو مسلمان کرسکتے ہیں۔ برادری کا زور بڑی چیز ہے۔ انکو چاہئیے کہ نرمی و حکمت کے ساتھ اور کہیں ضرورت ہو تو برادری کا زور دکھا کر بغیر کسی زیادتی کے کمین قوموں کو مسلمان کریں۔

چوتھے نمبردار اور ذیلدار حضرات ہیں۔ انکا اثر بھی اشاعت اسلام کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اپنے اپنے علاقہ اور ذیل میں ذیلدار اور نمبردار خود مختار حاکم ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ اسلام کا حق ادا کرے۔ اور خصوصیت سے کمین قوموں کو مسلمان کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جائے۔

پانچویں بڑی ریاستوں کے عہدہ دار ہیں۔ وہ ایک تو حاکم ریاست کو اس دینی کام کی طرف وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہیں۔ اور دوسرے خود بھی اپنے زیر اثر لوگوں کو اسلامی دعوت پہنچائیں۔

ان پانچوں اقسام کے حضرات کو سب سے زیادہ اچھوت کمین قوموں کو مسلمان کرنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور انکے لئے اسلامی درسگاہیں قایم کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔

اے بھائیو! ہوشیار ہوجاؤ۔ تمہارے بھائیوں کو بیدین مرتد بنانا چاہتے ہیں اور اسلام تم سب کو پکار کر کہتا ہے۔ کہ اٹھو میرا حق ادا کرو۔ تاکہ قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے تمکو شرمندگی نہو۔

کاشتکاروں کے کام

زراعت پیشہ لوگوں کو کمین اور اچھوت قوموں سے ملنے اور ان سے کام لینے اور انکے ساتھ کام کرنے کا بہت موقع ہوتا ہے۔ ان پر فرض ہے کہ ادنےٰ ذات کے ہندوؤں انکو اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ اور انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دیں۔ اور جب وہ مسلمان ہوجائیں تو انکے ساتھ سچی برادرانہ ہمدردی کا برتاؤ کریں۔

اس پیشہ میں مالی باغبان اور ہر قسم کے زراعت پیشہ مزدور وغیرہ شامل ہیں علماء ومشائخ کو چاہیئے۔ کہ انلوگوں کو اسلامی عقائد سکھادیں۔ تاکہ یہ ہندوؤں کو اسلام کی تبلیغ کرسکیں۔ کہ عوام وغربا میں خدمتِ دین کا جوش سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

دستکاروں کے کام

دستکاروں کی جماعت بہت بڑی ہے۔ سونے۔ چاندی۔ لوہے۔ مٹی۔ لکڑی پتھر روئی۔ کپڑے۔ کاغذ کے کام کرنے والے اور مصور اور ہر قسم کے دستکار تمام شہروں اور قصبات اور دیہات میں پائے جاتے ہیں۔ علماء کو چاہیئے۔ کہ پہلے انکو اسلامی ضروریات وعقائد سے آگاہ کریں۔ اور پھر ان کو داعی اسلام بننے کی رغبت دلائیں۔ یہ لوگ بہت عمدگی اور سچے جوش سے اس خدمت کو ادا کریں گے۔

تاجروں کے کام

پروفیسر آرنلڈ نے لکھا ہے. اسلام مشائخ اور تاجروں نے پھیلایا تھا. اب وہ زمانہ ہے کہ تجار اپنے فرض سے غافل ہوگئے ہیں، اور جانتے بھی نہیں کہ انکے بزرگوں نے کیا کیا کام کیئے تھے. ضرورت ہے کہ وہ سب اپنے قدیمی فرض کو یاد کریں۔ اور دعوت اسلام کا کام از سرِ نو شروع کیا جائے۔

تھوک فروشوں کے پاس دور دور سے بیوپاری آتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ ہر بیوپاری کو اسلام کا پیغام پہنچائیں. خوردہ فروشوں کا تعلق عوام خریداروں سے ہوتا ہے۔ دوکان پر بیٹھے بیٹھے وہ دعوت اسلام کا کام کرسکتے ہیں۔ نہ پیسہ کا خرچ ہے نہ وقت کا مفت میں ثواب ملتا ہے۔ انکو چاہیئے کہ جب انکی دوکانوں پر ادنےٰ ذاتوں کے ہندو خریداری کے لئے آئیں تو خندہ پیشانی اور نرمی کے ساتھ انکو مسلمان ہوجانے کی ترغیب دلائیں۔ اسلامی مساوات کی خوبیاں انکو سنائیں۔

پھیری کرنیوالے دوکانداروں کو اس کا بڑا موقع ہے۔ وہ گھروں پر جاکر عورتوں کو اسلام کی خوبیاں سنا سکتے ہیں۔ اسلام انہیں سیاح تاجروں نے پھیلایا تھا۔ دلالی کا پیشہ بھی دعوتِ اسلام کے لئے مناسب ہے۔ جو لوگ دلال ہوتے ہیں انکو ہر دوکان پر جانا پڑتا ہے۔ چار باتیں بیوپار کی کریں تو ایک بات اسلام کی سنا دیں۔

ملازم پیشہ لوگوں کے کام

دفتروں کے اعلیٰ عہدہ دار اگر آریہ ہوں۔ تو وہ بڑے جوش سے کام کرتے ہیں مسلمان عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ آریوں کی طرح اپنے سچے مذہب کی اشاعت کا خیال رکھا کریں اور اپنے ماتحتوں کو اسلام کی رغبت دلانے کا انکو پورا موقع حاصل ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سب سے زیادہ اور بہت ہی مفید کام کرنیوالے پٹواری ہو سکتے ہیں۔ انکو ہر گاؤں میں جانیکا موقع ہوتا ہے۔ اگر وہ کمین اقوام کو اسلام کی دعوت پہنچائیں تو بڑا فائدہ ہوگا۔

پٹواریوں کی طرح قصبات اور دیہات کے پوسٹ ماسٹروں کو بھی دعوتِ اسلام میں آسانی ہے۔ جب کوئی غیر مسلم یا ادنے ذات کا ہندو ڈاک خانہ میں آئے اس سے وہ باتیں اسلام کی خوبیوں کی کرلینی چاہئیں۔ رفتہ رفتہ اثر ہو جائے گا۔

قصبات و دیہات کے پولیس افسر و سپاہی بھی نرمی اور محبت سے کمین ذاتوں کو مسلمان کرنا چاہیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نہری ملازمین کو بھی دیہات میں جانا پڑتا ہے۔ وہ بھی ادنے ذات کے لوگوں کو مسلمان کرنے کا کام کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اور کمپونڈر لوگوں کا عوام سے ہمیشہ تعلق رہتا ہے۔ انکو چاہیئے کہ اپنے زیر علاج مریضوں کی ایسی محبت سے تیمارداری کریں کہ انکو اسلامی محبت و مساوات کا عملی نمونہ نظر آجائے۔ اور اس حالت میں مسلمان ہونے کی رغبت دلائے۔

خفیہ پولیس کے آدمی اسلامی خبر رسانی کا کام بھی کر سکتے ہیں۔ دعوت اسلام کا فرض بھی انکو ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انکو جگہ جگہ جانا پڑتا ہے۔

کانوں، ملوں، اور کارخانوں کے وہ بڑے عہدہ دار جنکے ماتحت کچھ آدمی ہوں بہت کامیابی سے نئے مسلمان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مزدور عموماً ادنے ذات کے ہندو ہوتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان کرنے کی کوشش کریں تو ہزاروں ضرور مسلمان ہو سکتے ہیں۔

انگریزوں کے خانساماں اور بہرے۔ انگریزوں کے عیسائی نوکروں خصوصاً حلال خوروں کو مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔

ریلوے ملازمین کو بھی مسافروں میں تبلیغ اسلام کرنی چاہیئے۔ وہ بہت اچھا اور موثر کام کر سکتے ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یاد رہے

کہ مذکورہ اقسام میں جس قدر لوگوں کی تفصیل لکھی گئی ہے انکو کام کرنے میں قدم قدم پر ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں کی مزاحمت پیش آئے گی۔

بعض قوموں پر انکی ملازمت اور پیشہ و معاش پر حملہ کئے جائیں گے۔ اس واسطے دعوتِ اسلام کا کام نہایت احتیاط اور عقلمندی سے کرنا چاہیے کہ حریفوں کی ضرب سے حفاظت رہے۔ اور بالفرض کوئی نقصان پہونچ جائے۔ تو اسکو راہ خدا کا زخم تصور کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ مدد کریگا۔ اور خزانہ غیب سے روزی عطا فرمائے گا۔

کسی بات سے ڈرنا اور پست ہمت نہونا چاہیئے۔ کہ پہلے مسلمانوں نے تو اس میدان میں اپنی اور اپنے بال بچوں کی جانیں قربان کی ہیں۔ اور گھر بار برباد کرادئے ہیں۔ مسلمان تو ہر وقت مقام امتحان میں ہیں۔ اس کو کسی حال میں شکستہ خاطر نہونا چاہیئے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی امداد پر مستعد و کمربستہ رہیں۔

سیاسی لیڈران ایڈیٹران شعرا اور مصنفین

ان تمام حضرات کا کام دماغی و علمی ہے۔ خلافت کے لیڈروں کو یہ خیال چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ اشاعت و تبلیغ میں دخل دینگے تو ہندو ناراض ہو جائینگے کیونکہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ ۱۰ مارچ کو دہلی میں جلسہ ہوا جس میں ہندو مسلمان سکھ سب لوگ جمع تھے۔ ڈاکٹر انصاری صاحب نے اسکی صدارت فرمائی تھی۔ اس جلسہ میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب نے نہایت نرمی و سنجیدگی سے یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچانا میرا فرض ہے اور میں اس کام کی مدد کرنا ملکی اصول کے منافی نہیں سمجھتا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حکیم صاحب کی اس تقریر کے خلاف دیش بندھو صاحب نے نہایت سخت تقریر کی
اور سردار گوربخش سنگھ صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس ایک ہندو صاحب یہاں جلسہ میں
بیٹھے ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ میں ڈنڈے اور چھری سے کام لونگا یعنی مسلمانوں پر ڈنڈا اور چھری
چلاؤنگا ۔ اس پر سردار صاحب نے بہت افسوس کیا ۔ اور فرمایا کہ جب یہ خیالات پیدا ہوگئے ہوں
تو اتحاد کی کیا توقع ہو سکتی ہے ۔

بہر حال مسلمانوں کو چھری اور ڈنڈا چلانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ انکو تو اپنے
مسلمان بھائیوں کو ارتداد سے بچانا ۔ اور دوسرے اچھوت ہندوؤں کو مسلمان بنانا ہے ۔
انکو کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں ہے لیکن خواہ مخواہ لڑائی سر پر آجائے تو اسکو برداشت کرنا اور
میدان سے پیچھے نہ ہٹنا بھی مسلمانوں کی شان ہے ۔

خلافت کے لیڈروں کو چاہیئے ۔ کہ وہ اتحاد کو محفوظ رکھنے کی کوشش کے ساتھ ہی
اشاعت و حفاظت اسلام کا فرض بھی ادا کریں ۔ اور وہ یہ ہی کہ تبلیغ کے نظم کو ایک آئین
اور قاعدہ کے اندر لائیں ۔ تاکہ تمام ہندوستان کی خلافت کمیٹیاں تبلیغ کا کام کرنے
لگیں ۔

خلافت نے ایک خاص نظام عمل مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے ۔ خدا کے فضل سے اب
ترکوں کی اطمینان کی صورت حاصل ہوتی جاتی ہے ۔ اسوقت خلافت کمیٹیوں سے حفاظت
و اشاعت کا کام لینا چاہیئے ۔

جمعیتہ علماء کے اکثر افراد تو ادہر متوجہ ہو چکے ہیں ۔ مگر جس قدر باقی ہیں انکو بھی اس
ضرورت خاص کا فوراً خیال کرنا چاہیئے ۔

اشاعت اسلام اور سوراج

جو مسلمان کانگریس کے لیڈر یا کام کرنے والے ہیں ۔ ان کو سوراج کی تجویز اسی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تحریک سے پوری کرنی چاہیئے۔ اگر تمام اچھوت اقوام مسلمان ہو جائیں تو مسلمانوں کا پلہ ہندوؤں کے برابر ہو جائیگا۔ اور حصول سوراج کے وقت وہ ہندوؤں کے گلے میں چکی کا پاٹ نہ رہیں گے جنکو اٹھا کر ہندوؤں کو چلنا پڑے۔ بلکہ وہ خود اپنے پاؤں کے سہارے کھڑے ہو سکیں گے۔ ہندو ۲۲ کروڑ ہیں مسلمان صرف آٹھ کروڑ ہیں۔ اگر چھہ کروڑ اچھوت مسلمان ہو جائیں تو مسلمانوں کی تعداد چودہ کروڑ ہو جائے گی۔ اور پھر مسلمانوں میں اتنی کمزوری نہ ہوگی جو وہ ہندوؤں کے لئے بار خاطر ہوں۔ اسواسطے کانگریس کے مسلم لیڈروں کو سب سے زیادہ اچھوت ہندوؤں کو مسلمان کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔

انکا کام یہی ہے کہ اپنے اپنے علاقہ کی کانگریس کمیٹیوں کے ذریعہ ان اقوام کی رپورٹ تیار کرائیں۔ جہاں اشاعت اسلام کی ضرورت ہو۔ تاکہ داعیان اسلام وہاں جا کر کام کر سکیں۔ رپورٹ کے علاوہ انکو یہ بھی کرنا چاہیئے کہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف کوئی اشتعال غلط فہمی سے پیدا ہونے دیں۔

مسلم اخباروں اور رسالوں کا یہ فرض ہے۔ کہ مسلسل ایسے مضامین شائع کریں جن سے داعیان اسلام کو مالی و علمی تقویت پیدا ہو۔ اور قوم کا جوش واشاعت و تبلیغ قایم و برقرار رہے۔

شدھی نہ لکھو ارتداد لکھو

یہ بات سب سے زیادہ قابل اصلاح ہے۔ کہ مسلم اخبار آریوں کے لفظ شدھی کو استعمال نکیا کریں۔ اسکے عوض ارتداد یا مرتد لفظ مناسب اور درست ہے۔ کیونکہ شدھی کے معنی پاک ہو جانے کے ہیں۔ پس اگر مسلمان مرتد ہونے کو پاک ہونا اپنے قلم یا زبان سے ادا کرینگے تو سخت گناہ کا خمیازہ برداشت کرنا پڑیگا۔

مسلم پریس کے لئے یہ خیال بہت ضروری ہے۔ کہ موجود جوش ٹھنڈا نہ پڑ جائے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کو دوامی طور سے قایم رکھنے اور لیڈروں کو بیدار کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔
بڑی ضرورت ہے کہ مسلم شعرا بھی ادہر متوجہ ہوں۔ انکو آسان الفاظ میں ایسی نظمیں لکھنی چاہئیں جن میں عقاید اسلام یا نماز روزہ کے مسائل کا بیان ہو۔ اسلامی محاسن اخلاق کی جس قدر نظمیں موجود ہیں انکو از سرِ نو نئی ترتیب سے چھاپنا اور شائع کرنا ضروری ہے۔

اسلامی سانگ

ہندوؤں میں ڈرامہ کی طرز پر سانگ کا دستور ہے۔ سانگوں میں ہندوؤں کی لڑائیوں کے حالات اور دیگر اخلاقی واقعات قصوں کے پیرایہ میں دکھائے جاتے ہیں۔ دیہات میں ان سانگوں کا بڑا شوق ہے۔ بازار میں ملکان کی لڑائی کے نام سے ایک منظوم کتاب بکتی ہے۔ اسکو مسلم شعرا تک پہنچانا چاہئیے تاکہ وہ دیکھیں کہ جن ملکانہ راجپوتوں کو مرتد بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ انکے خیالات و حالات کیا ہیں اور انہیں بھی خیالات کی بنا پر اسلامی بہادری کے قصے اور اخلاقی واقعات سانگ کے طریق پر لکھے جائیں۔ سانگ کرنیوالے عموماً مسلمان ہیں۔ میرے علاقہ میں نصیر نام ایک مشہور سانگیہ رہتا ہے جسکے گانے اور ناچ کو ہزاروں ہندو اور مسلمان نہایت شوق سے دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اس سے میں نے یہ ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اگر ہم کو اسلامی سانگ لکھکر دئے جائیں تو آئندہ ہم اسلامی سانگ کیا کرینگے۔ ہندو سانگ چھوڑ دینگے اس نے یہ بھی کہا کہ سانگ کرنیوالے زیادہ تر مسلمان ہی ہیں۔ اور وہ بخوشی قومی خدمت کرنے کے لئے آمادہ اور تیار ہو جائیں گے۔

ممکن ہے حضرات علماء کو اس تجویز سے اختلاف ہو۔ مگر یہ درخواست میں نے ان لوگوں سے کی ہے۔ جو گانے بجانے اور سانگ کو ناجائز نہیں سمجھتے۔ اور میں بھی انہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں ہوں۔

مسلمان مصنفین کا بھی فرض اس موقع پر بہت اہم ہے۔ انکو سب کام چھوڑ کر بس اسی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ کہ تبلیغ اسلام کے طریقے کتابوں سے تلاش کر کر کے شائع کریں نہ صرف یہ ہی بلکہ ان مسلمانوں کی شجاعت کے کارنامے بھی مرتب کرنے چاہیئیں جن سے ہندو اچھوت متاثر ہو سکیں اور مسلمانوں کی معاشرت اور مساوات کی مثالیں لکھنی چاہیئیں، جو اچھوت اقوام کو سنائی جاسکیں۔ اور تحفظ اسلام کے لئے مسائل و عقائد کے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھنے چاہیئیں۔ جو مسلم اقوام میں بکثرت شائع کئے جائیں۔ غرض وقت آگیا ہے۔ کہ وہ اپنے دل و دماغ اور قوت و علم و مطالعہ کو ہمہ تن حفاظت و اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کر دیں۔ اور ثابت کر کے دکھا دیں۔ کہ مسلمانوں کا ہر طبقہ حفاظت و اشاعت اسلام میں مصروف ہو گیا ہے۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی اسٹیم سے جو مشین چل رہی ہے۔ اسکے سب پرزے پوری طرح اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔

ڈاکٹروں اور حکیموں کے کام

آزاد مطب کرنے والے حکیم اور ڈاکٹر حفاظت و اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہو جائیں تو اپنے اثر سے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ دیسی اطباء کا عوام پر بہت اثر ہوتا ہے۔ غیر مسلم اقوام بھی یونانی حکماء سے معالجہ کراتی ہیں۔ اشاعت اسلام کا جذبہ حکماء کے دلوں میں ہو تو وہ موقع مصلحت کا لحاظ رکھکر دینی خدمت بخوبی انجام دے سکتے ہیں

گانیوالوں کے کام

قوال ہر جگہ موجود ہیں۔ اور قوالی میں ہر قسم کی غیر مسلم قومیں شریک ہوتی ہیں۔ اگر قوال لوگ محاسن اسلام اور محاسن توحید کی غزلیں یاد کریں اور اشاعت اسلام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی نیت سے انکو گائیں تو اللہ تعالےٰ اثر پیدا کردیگا۔

ہر قسم کے گویوں اور باجے بجانے والوں کو آمادہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ہر مجلس میں ایک دو چیزیں اسلامی شان کی ضرور گایا کریں۔ گانے والی بازاری عورتوں کو بھی ایسی غزلیں یاد کرانا چاہیئں، جن میں محاسن اسلام کا ذکر ہو۔

ممکن ہے اسمیں علمار کو اعتراض ہو۔ اس واسطے خوش آواز مسلمانوں کی جماعتیں بنانی چاہیئیں جو جگہ بجگہ اس قسم کی غزلیں گاتے پھریں۔ ہندوستان میں گانے کی قوت بہت زیادہ وعظ و نصیحت سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔ گانیوالوں کو اس تحریک میں شریک کرنا میرے خیال میں بہت ہی ضروری ہے جو حضرات اس کو پسند نہ کریں میں انکو قائل کرنے کیلئے حجت کرنی نہیں چاہتا۔ میرے مخاطب صرف وہ حضرات ہیں جو اس مصلحت کو سمجھتے ہوں اور جنکو گانے سے احتیاط نہو۔

گداگروں کے کام

مسلمانوں میں گداگروں کی بہت کثرت ہے۔ قوم کو انکی اصلاح کرنی چاہتی ہے اصلاح تو جب ہوگی ہو جائے گی۔ اسوقت تو انکو کام کا آدمی بنانا چاہیئے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہر گداگر کو اشاعت اسلام کی ضرورت سمجھائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ اس طریقہ سے کام کر سکتا ہے۔

جو فقیر پیشہ ور بھکاری ہیں۔ انکو ایسی صدائیں یاد کرانی چاہیئں جن میں محاسن اسلام کا بیان ہو جو گا گا کر بھیک مانگتے ہیں انکو بھی اس قسم کی نظمیں یاد کرادی جائیں جن میں اسلام کی بزرگی کا ذکر ہو۔ اندھے بھیک مانگنے والے عموماً خوش آواز ہوتے ہیں ان کو خصوصیت سے ایسی غزلیں اور نظمیں یاد کرائی جائیں۔ کیونکہ انکی طرف عوام کو توجہ زیادہ ہوتی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مونڈچڑے فقیر وہ ہوتے ہیں جو اپنے جسم پر زخم لگاکر بھیک مانگتے ہیں۔ ان سے بھی کام لینا چاہیئے۔ چوڑیاں بجانے والے فقیر نظیر اکبر آبادی کی غزلیں پڑھا کرتے ہیں۔ اب انکو اسلامی نظمیں بھی یاد کرائی جائیں۔ جن گداگروں کو فرضی محتاج بننے کی مشق ہے۔ وہ خبر رسانی کا کام خوب کرسکتے ہیں۔ اور گداگر عورتیں بھی جو گھروں کے اندر جاسکتی ہیں۔ خبر رسانی کا کام اچھا کرسکتی ہیں۔

خبر رسانوں کے کام

اوپر خبر رسانوں کے لیئے مختصر ہدایات لکھدی گئی ہیں۔ اب مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ خبر رسانی کا محکمہ قایم ہوگیا تو مرکزی قوت مستحکم ہوجائے گی۔ اور یہ محکمہ صرف اشاعت اسلام کے لیئے ہی مفید نہ ہوگا۔ بلکہ ہر اسلامی تحریک کے واسطے یہ چیز نفع بخش ہوگی۔ مسلمانوں کو اس سے غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ ایسا نہو کہ مسلمان تجویز ہی کرتے رہیں۔ اور حریف اسکو کر کے دکھا دیں۔

قانون پیشہ حضرات

طبقات مسلمین کی تقسیم میں قانون پیشہ اصحاب کا ذکر رہ گیا ہے۔ حالانکہ یہ طبقہ قوم کا سب سے زیادہ ضروری حصہ ہے۔ خلافت وکانگریس کی تحریکوں میں اس جماعت نے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ اس طبقہ کو عوام سے رات دن سابقہ رہتا ہے۔ اس کو حفاظت واشاعت کا کام کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس گروہ سے تو یہ امید ہے کہ اشاعت وحفاظت کے نظم کو اپنے ہاتھ میں لے۔

منش بالک ودّیا شالے

اولادِ آدم کی درسگاہیں

انسان نے اپنی اپنی جماعتوں کے لئے مدرسے۔ اسکول اور کالج کھولدئے ہیں۔ مگر ہندوستان کی ادنےٰ ذاتوں کے لئے بہت کم لوگوں نے مدرسے جاری کئے ہیں چماروں۔ حلالخوروں۔ کنجروں۔ بھیلوں وغیرہ کے لئے بھی مکاتب اور مدارس کھولنے چاہئیں۔

میں نے منش بالک یا اولادِ آدم کا لفظ اس واسطے تجویز کیا ہے۔ کہ انسان کے دل سے چمار، حلال خور وغیرہ کی نفرت دور ہو۔ اگر مسلمان ہر آبادی میں ان کمین اقوام کے لئے درس خانے کھولدیں۔ تو سب سے بڑا ذریعہ اشاعت اسلام کا ہاتھ میں آجائے گا۔

میں خود اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں۔ یعنی سب سے پہلے میں ادنےٰ ذات والوں کے لئے مدرسہ جاری کرونگا۔ اس مدرسہ میں چماروں۔ حلالخوروں وغیرہ کے بچوں کو اپنے ساتھ رکھونگا۔ انکا کھانا پینا۔ رہنا سب میرے ساتھ ہوگا۔ خوراک اور لباس بھی انکو اپنے پاس سے دونگا۔ اگر مسلمانوں نے اس کام میں میری مدد کی تو نبھا ورنہ جس قدر خرچ کرنے کی مجھ میں گنجایش ہے۔ خود تمام بوجھ اُٹھاؤں گا اس کے علاوہ دو کام اور بھی پیش نظر ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمام ہندوستان کے مشائخ میں تحریک پیدا کردوں۔ کہ ہر خانقاہ میں اولادِ آدم کا ایک مدرسہ جاری ہو جاوے۔ جہاں صرف ادنےٰ ذات کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم دیجائے۔ اور دوسرے یہ کہ میں ایک ایسا مدرسہ بھی جاری کرنا چاہتا ہوں جس میں داعیانِ اسلام کو دعوت اور تبلیغ کی حکمتیں اور تدبیریں عملی طور سے سکھائی جائیں۔ مجھے امید ہے کہ معمولی طور پر چھ ماہ کے اندر اگر داعی پہلے سے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پڑھا لکھا ہو تو دعوت کے طریقے سیکھکر کام کے قابل ہو جائیگا۔ اس کے لئے بھی عام چندہ کی تحریک نہ کرونگا۔ صرف اُن ہی لوگوں سے لوں گا جو بِن مانگے دیں۔ اور جو میرے کام میں مداخلت نہ کریں۔ اور مجھکو حساب فہمی کے جنجال میں نہ ڈالیں۔

مجھے داعیان اسلام کے تیار کرنے اور ادنے اذات کے لڑکوں کو اپنے ساتھ رکھکر تعلیم دینے کا بہت زیادہ خیال ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ یہ بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ جن لوگوں کو میرے اس خیال سے اتفاق ہوا اور وہ زمین پر سونے اور معمولی غذا کھانے اور ہر قسم کی جفاکشی کو برداشت کرنے پر آمادہ ہوں۔ وہ مجھکو اطلاع دیں تاکہ میں اُن سے خط وکتابت کے ذریعہ شرائط طے کرکے اپنے پاس بلا لوں۔

یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ کہ میرے ساتھ مدرسہ داعیانِ اسلام میں وہی شخص رہ سکیگا۔ جو گائے کا گوشت کھانا چھوڑ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ شرط سب سے بڑی اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر کسی شخص کو اس جماعت میں شریک نہیں کیا جائے گا۔

اس جماعت کا نام اللہ والی جماعت ہوگا۔ اور اسکے ہر فرد کو اللہ والا کہا جائیگا

ختم کلام

آخر میں یہ عرض ہے کہ میں نے اوپر جس قدر حکمتیں اور تدبیریں لکھی ہیں وہ ایک معمولی عقل وعلم کے دماغ سے نکلی ہوئی تجاویز ہیں۔ یقیناً اس سے بہت زیادہ مفید صورتیں مجھ سے بڑے لوگوں کے دل ودماغ میں ہوں گی۔ اس واسطے میں اپنے ان خیالات مندرجہ رسالہ ہذا پر اصرار وضد نہیں کرونگا۔ بلکہ مسلمان جس طریقہ کو اشاعت وتبلیغ کے لئے متفقہ طور پر تجویز کریں گے۔ میں بھی اس کی تعمیل کرونگا۔

میری غرض اس تحریر سے محض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے دل ودماغ اور ذہن کو سوچنے اور طرز عمل مقرر کرنے کا ایک راستہ معلوم ہو جائے۔ نیز انکے ہر طبقہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں اشاعت وتبلیغ کا شوق پیدا ہوجائے۔

انسان کا کام محض سعی ہے۔ اس کا پورا کرنا پروردگار عالم کے قبضہ میں ہے اور وہی نیت اور ارادہ کا دیکھنے والا اور صراط مستقیم پر چلانے والا ہے۔ اور اس سے یہ آخری دعا ہے کہ الہی سیدھا راستہ دکھا جن پر تیرا انعام ہے۔ انکی راستہ پر چلا۔ اور جن سے تو ناراض ہے انکے راستہ سے بچا۔ انک سمیع الدعا۔ آمین۔

حسن نظامی۔ اللہ والا
یکم شعبان ۱۳۴۱ھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل دوم

فاطمی دعوت اسلام کی کرشمے

اس کتاب کا مقصد خواجہ صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمین عوام میں جو یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ اولاد بی بی فاطمہ دختر پیغمبر عرب نے تبلیغ اسلام کا کچھہ کام نہیں کیا۔ اسے دور کیا جاوے۔ خواجہ نظامی نے فاطمی دعوت اسلام کے طریقوں کو دیگر طریقوں پر ترجیح دی ہے۔ اور اس لئے اس کتاب کا فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ "چونکہ ہر مسلمان اسلام کا مشنری ہے" اس لئے مسلمانوں کو اپنے بزرگوں کے طریقۂ تبلیغ و اشاعت اسلام کا حال معلوم ہوگا۔ اور وہ اپنے کاموں میں ان مثالوں اور واقعات سے مدد حاصل کرینگے ... خانقاہوں کے مشائخ شریعت کے علماء اور سفر پیشہ سوداگر اور اہلکاران حکومت جن کو عوام سے سابقہ پڑتا ہے۔ اگر اسلامی دعوت کا فرض ادا کرنا چاہیں۔ تو ان میں سے ہر ایک داعی اسلام بن سکتا ہے۔ اور اس کو یہ کتاب بہت مدد دے سکتی ہے لفظ بنی فاطمہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ... بس میرا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہؑ کی اولاد میں ہوں یا انکی روحانی نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کے اعمال دعوت اسلام کو ایک جگہ جمع کر کے دکھلایا جاوے،،

روحانی نسل سے وہ اولاد مطلوب ہے۔ جو فاطمہ کو ہادی و پیشوا تصور کریں.... روحانی نسل بھی کروڑوں کی تعداد تک پہنچی ... اگرچہ حقیقتاً یہ سب لوگ رسولخدا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں لیکن مجازاً انکو حضرت علیؓ اور حضرت بی بی فاطمہؓ ہی کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔ (صفحہ ۱ سے ۴۴)

علاوہ سیدوں کی کل شیعہ جماعتیں۔ اور صوفیہ سلسلوں کے باقی بھی نظامی صاحب کی رائے میں بنی فاطمہ سمجھے جانے چاہئیں۔ صفحہ ۸ سے ۱۲ تک داعی اسلام کے اوصاف اور فرائض بیان کرکے صفحہ ۱۲ سے ۱۷ تک دعوت کی شرائط کا شمار کیا ہے۔ ہر شرائط دعوت پر ایک نظر ڈالتے ہوئے ہندوستان کے متعلق خاص طور پر عام ہدایتیں درج کی ہیں۔ اور اسی کے دوران میں بتلایا ہے کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے جو انجمنیں قایم ہوئی یا ہیں ان سے اتنا کام تبلیغ کا نہیں ہوا۔ جتنا کہ ان اسماعیلی فاطمی پیروں اور مرشدوں سے ہوا۔ جنھوں نے حکمت عملیوں سے غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں کھینچا۔ اس طرح پر صفحہ ۲۳ تک کتاب کو پہنچایا گیا ہے۔

اس کے بعد اس دعوے کا ثبوت قرآن شریف سے دیا گیا ہے۔ کہ صرف اسلام ہی دعوتی مذہب ہے۔ بودھ اور عیسائی مذہب والے بھی دعوت کرکے دوسروں کو اپنے اندر لیتے ہیں لیکن انکے ہاں پیغمبروں یا کتب آسمانی کا ایسا کوئی حکم موجود نہیں ہے جس سے دعوت عام کا ثبوت ملتا ہو۔ ساتھ ہی اسلام کو ہی عالمگیر مذہب بتلایا ہے۔ اس طرح صفحہ ۳۰ تک قرآنی حوالہ جات دینے کے بعد (جن میں کافروں کو مارنے۔ کاٹنے لوٹنے اور لونڈی۔ غلام بنانے کی ہدایتوں کو نہایتاً حذف کر دیا گیا ہے)۔ صفحہ ۳۰ کے دوسرے حصہ سے مسلمان بنانے کی اصلی غرض "سب آدمیوں میں مساوات اور برابری کا حق قایم کرنا" بتلا کر اس کا جمہور۔ فرانس اور امریکہ سے مقابلہ کرکے بھی اسلامی مساوات کو اونچا درجہ دیا ہے۔ مگر یہ بتلا دیا کہ اسلام میں مساوات کا دعویٰ وہ ہو کا وہ اسلام میں برابری کا درجہ اس کو دیا جاتا ہے۔ جو نہ صرف خدا کی وحدانیت ہی کا قایل ہو۔ بلکہ محمدؐ کو خدا کا رسول اور شفیع مانے۔ مگر فرانس کے جمہور میں کالے گورے کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کوئی تمیز نہیں ہے۔ اور ہندو مسلمان۔ عیسائی سب کا درجہ برابر ہے۔ اس حصہ میں صفحہ سے تک مسلمانوں کی اخوت داری کے واقعات بیان کئے ہیں۔ جن پر سے اگر مبالغہ کا پردہ ہٹا لیا جائے۔ تو صاف یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو محمدؐ کو رسول قبول کرے وہ تو بھائی اور بہشتی ہے اور باقی بنی نوع انسان کا فرادر جہنمی ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں روزانہ مدینہ بجنور کے اندراس کے بے تعصب لایق ایڈیٹر محمد کیٹ ہال کی اس تحریر پر کہ دائرہ اسلام سے باہر والے نیک مردوں کو بھی جنت نصیب ہوگی۔ مسلمان علماء کی طرف سے طوفان بے تمیزی اٹھایا گیا تھا۔ اور سب کافروں کے لئے جہنمی فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔

پہلا باب

(صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۱۰۸ تک)

باب اول۔ بی بی فاطمہ کے والد بزرگوار (محمدؐ صاحب) کی دعوت اسلام سے شروع کیا گیا ہے۔ نظامی صاحب لکھتے ہیں "گو آنحضرت صلعم بنی فاطمہ نہ تھے۔ مگر حضرات فاطمہ کے والد ضرور تھے۔ اس واسطے انکا ذکر میری کتاب کے مقصد سے باہر نہیں سمجھا جائیگا کہ بنی فاطمہ کی اصل بنیاد انہی کی ذات مبارک ہے"۔ یہ عجیب منطق ہے جس پر عمل کرنے سے شاید سب پیدا کرنے والے اپنی اولاد کی اولاد سمجھے جا سکیں گے۔

محمدؐ صاحب کی دعوتِ اسلام کے لئے مسٹر آرنلڈ کے پریچنگ آف دی اسلام سے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ کیونکہ یہی ایک صاحب ہیں جنہوں نے اسلام کی دعوت کا روشن پہلو ظاہر کیا ہے۔ لیکن انکی کتاب کے بھی وہ حصہ جات نظامی صاحب نے نظرانداز کر دئے ہیں۔ جہاں آرنلڈ صاحب کو مجبوراً محمدی جہادی سپرٹ کا اقبال کرنا پڑا ہے۔

خیر حصہ اول میں دوسرا ذکر بی بی فاطمہؓ کے شوہر (یعنی حضرت علیؓ) کی دعوتِ اسلام کا ہے۔ یعنی انکی مختصر سوانحعمری ہے۔ پھر اُن کی دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کا تذکرہ ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کے درمیان ہندوستان کی تعزیہ داری کی تعریف کے پل باندھ دئے ہیں۔ تعزیوں کے ذریعہ سے اسلام کا خاص ذکر صفحہ ۱۱۶ سے ۱۲۲ تک ہے۔ ہندوؤں کی ضعیف الاعتقادی سے کا فائدہ تعزیہ داری کے وقت خوب فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کو تو بڑے بہلے تمام دنیا کے عجائبات کے آگے سر جھکانا اور انکی دہلیز پوجنا ہے۔ نظامی صاحب بھی اس ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھانے کی مسلمانوں کو صلاح دیتے ہیں۔

تعزیہ داری از روئے شرح محمدی سنی مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ لیکن تعجب سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ سُنی بھی تعزیہ داری میں خاص حصہ لیتے ہیں اور اسکی وجہ سے ہی آئے دن ہندو مسلمانوں کے جھگڑے ہوتے ہیں۔ ملتان اور سہارنپور اور اجمیر وغیرہ میں تعزیوں پر ہندوؤں کو لوٹنے۔ مارڈالنے اور انکی عورتوں کی عصمت دری کرنے والے زیادہ تر سنی ہی تھے۔ جہانتک میں نے شیعہ شریف زادوں اور انکے ہندو دوستوں سے معلوم کیا ہے۔ شیعہ مسلمانوں کو تعزیہ داری کی بابت میں ہندوؤں سے کم جھگڑتے دیکھا گیا ہے۔ خواجہ حسن نظامی بھی اپنے آپکو اہلسنت ہی سے ظاہر کرتے ہیں لیکن تعزیہ داری کو بہترین ذریعہ تبلیغ واشاعت اسلام کا سمجھتے ہیں۔ اسکا باعث کیا ہے؟

تعزیہ داری کا جال

ہندوؤں کے لئے خطرناک ہے

نظامی صاحب جواب دیتے ہیں۔ غم حسینؓ کے رسوخ کی مثال دیکھنی ہو تو ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور دیہات کے محرم کے ایام میں دیکھا جائے کہ بڑے شہر میں ہزاروں اور ہر قصبہ میں سینکڑوں اور ہر گاؤں میں متعدد تازیے غم حسینؓ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی یادیں بنائے جاتے ہیں۔ سو غیر مسلم آدمیوں میں سے اسی آدمی لازمی طور سے غم حسینؑ کے مراسم میں شریک ہوتے ہیں۔ یعنی تازیئے بناتے ہیں۔ امام حسینؑ کے نام کی سبیلیں لگاتے ہیں۔ امام حسینؑ کے نام کی مٹھائیوں اور کھانوں پر نیازیں دلواتے ہیں۔ اور بچوں کو امام کے نام پر فقیر بناتے ہیں۔ انکی غلامی کی جھنجھی کوڑیاں کانوں میں ڈالتے ہیں۔ اور امام حسینؑ کا کوڑیا غلام بنانے پر فخر کرتے ہیں۔ مولا علیؓ اور امام حسینؑ کے نام کی بیڑیاں بچوں کے پیروں میں ڈالتے ہیں۔ اور اماموں کے نام کی چوٹیاں بچوں کے سروں پر رکھی جاتی ہیں۔ غرضکہ سو میں سے اسی غیر مسلم لوگ یعنی ہندو کیونکہ عیسائی وغیرہ تو تعزیہ داروں سے کوسوں دور رہتے ہیں۔) مسلمانوں سے کہیں زیادہ امام حسینؑ کی ماتم داری میں پوری سچائی اور پکے یقین اور عقیدے سے حصہ لیتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے راجہ بھی ہیں۔ ...... ہندوستان میں سب سے بڑا اور شاندار تعزیہ گوالیار کی ریاست میں بنایا جاتا ہے۔ جہاں غم حسینؑ کے مراسم میں لاکھوں روپیہ ریاست خرچ کرتی ہے۔ اور تمام سال تعزیہ تیار رہتا ہے۔.... آجکل کے زمانہ میں اس کے باوجود ہندو مسلمان رئیس انگریزی تعلیم کے سبب مذہبی اعتقاد سے بھی کمزور ہو گئے ہیں۔ مگر گوالیار اور تمام ہندو ریاستوں میں والیان ریاست کو دلی عقیدت سے یا محض مسلمان رعیت کی دلجوئی کے لئے دست بستہ ننگے پاؤں ادب سے حسینی نشان تعزیہ کے سامنے حاضر ہونا پڑتا ہے (صفحات ۱۱۹ و ۱۲۰)

اسجگہ ریاستوں کے فرمانرواؤں کی توجہ اس طرف دلانی ضروری ہے۔ کہ جہاں حیدرآباد دکن۔ بھوپال اور دیگر مسلمان ریاستوں میں ہندوؤں کو ہر طرح سے انکے دھرم سے گرانے کی کوشش ہوتی ہے۔ اور مسلمان بننے پر انکے ساتھ خاص رعایتیں کیجاتی ہیں۔ اور خاص انعام دئے جاتے ہیں۔ وہاں ہندو رئیس اپنے عمل سے اپنی ہندو رعایا کو مسلمان بننے کی رغبت دلاتے ہیں۔

خواجہ نظامی لکھتے ہیں:۔ "۱۳۱۵ھ میں ایک دفعہ میں نے شمار کیا تو صرف لکھنؤ میں گیارہ

تعزیہ ہندو اقوام کے تھے۔ (صفحہ ۱۲۱)

آخر اس تعزیہ داری کا راز کیا ہے۔ نظامی صاحب خود مانتے ہیں کہ "دو پختہ خیال کے مسلمان تعزیوں کو کاغذ اور بانس کا بت سمجھتے ہیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اکثر اعتبارات سے تعزیہ پرستی اور بت پرستی یکساں پائی جاتی ہے۔" پھر اس پرستی مسلمان لیڈر تک بھی اس قدر کیوں زور دیتے ہیں۔ اور برٹش حکام تک کو تعزیوں کے نام پر کیوں ڈراتے ہیں؟ نظامی صاحب کا جواب سنیئے۔ "ولیکن اس کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کہ ان سب برائیوں میں اشاعت اسلام کی ایک بھلائی پوشیدہ ہے۔ اگر سمجھدار لوگ اس سے کچھ کام لینا سیکھیں۔" (صفحہ ۱۲۱) خواجہ حسن نظامی کے اشارے کو ہندوستانی مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے۔ اور وے اس سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

تعزیہ داری کے فوائد اور اس کا ہندوؤں پر عالمگیر اثر بتلا کر خواجہ نظامی نے ان تمام فرقوں کا ذکر کیا ہے جو ہندوؤں کی رسوم کے ساتھ راضی نامہ کر کے حکمت عملی (یعنی دھوکہ دہی) سے ہندوؤں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ انہیں کا مختصر ذکر کرتے ہوئے مجھے بھی دکھلانا مقصود ہے۔ کہ کس طرح ہر ایک صوبہ اور اطراف کے ہندو اپنے بیخبر ہم مذہبیوں کو خواجہ حسن نظامی اور انکے دوستوں کے بچھائے جال سے بچا سکتے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کے مشایخ

(۱) پیر پگھارا۔ "جن کی طاقت سندھ میں بہت بڑی سمجھی جاتی ہے قادریہ سلسلے ہی کے مرید لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہر فرقہ کے ہزاروں آدمی پیر صاحب کو ذات الٰہی کا مظہر اور اوتار سمجھتے ہیں۔" اگر کوئی انکے برابر بیٹھ جائے یا ان سے مصافحہ کرے تو اسے واجب القتل سمجھتے ہیں۔ نظامی صاحب لکھتے ہیں۔ . . . . . پیر صاحب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے مکان کے دروازہ کا دیدار کرکے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ جتنے دھر قوم کے ؛
قبائل سندھ میں ہیں۔ ان میں سے اکثر نو مسلم ہیں۔ جن کو قادریہ مشائخ نے مسلمان کیا ہے۔
۔۔۔۔ ان سندھی قبائل کے رسم و رواج اور خیالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ پہلے زمانہ میں یہ ہندو ہوں گے۔ کیونکہ مسئلہ اوتار و بروز و حلول انکے عقائد میں
صاف صاف موجود ہے ؛؛

اگر ہندو اپنے پرانے ویدک آریہ دہرم کی مطابق اپنی اصلاح کریں۔ تو ان اور ایسے
ہی اور گمراہ بھائیوں کو جہادی انڈھ وشواسی مذہب سے واپس لانا کیا مشکل ہے؟
(۲) پیر جھنڈے والے مشہور ہیں۔ انکے بھائی پیر محبوب شاہ کا چرچا آجکل اخباروں
میں بہت کچھ ہو رہا ہے۔ جو خلافت کی تحریک میں دو سال کی قید کئے گئے تھے۔ یہ پیر صاحب
بھی قادریہ خاندان کے ہیں۔ اور سندھ میں انکی بڑی طاقت ہے۔ لاکھوں ہندو مسلمان
انکو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

(۳) حضرت وارث علی شاہ۔۔۔۔ ابھی حال میں دیوہ ضلع بارہ بنکی میں گذرے ہیں
۔۔۔۔۔ ہندوؤں کے موسمی حساب سے انکے ہاں عرس ہوتا تھا۔ اور بیشمار ہندو عورت
مرد ان کے مرید تھے جن میں بڑے بڑے تعلقہ دار۔ راجہ۔ بیرسٹر۔ جج وغیرہ بھی تھے۔۔۔
ہزاروں ہندو انکے اثر روحانی سے مسلمان ہوئے۔۔۔۔ علیگڈھ کے ایک ہندو وکیل
حاجی صاحب کے اثر صحبت ایسے مسلمان ہوئے۔ کہ سینکڑوں علماء و مشائخ کو انکے
زہد اور تقوے پر رشک تھا۔ (صفحہ ۱۲۵) آگے ذکر ہے کہ ایک لپسین کا اسید
لندن سے حاجی صاحب کی شہرت سنکر آیا تھا۔ اور انکی آنکھوں کو دیکھتے ہی سیراب
چلا گیا۔

سہروردیوں کے ذریعہ اشاعت اسلام

(۴) مخدوم حسین بخش صاحب۔۔۔۔ ملتان میں زیبانہ شان رکھتے ہیں۔۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور جب سندھ میں سفر کرتے ہیں تو انکی سواری کی دھوم دھام ایک بادشاہ کی طرح ہوتی ہے۔۔۔۔ ہزارہا باشندے بستیوں سے باہر نکلکر انکے دیدار کا انتظار کرنے لگتے ہیں۔ تلقین اسلام کا خاص فروغ انکو ہے،، (صفحہ ۱۲۷)

یہ مخدوم صاحب وہی ہیں۔ جنکی وجہ سے جناب حکیم محمد اجمل خاں صاحب اور شری یت پنڈت مدن موہن مالویہ جی ہندو مسلم ٹوٹے ہوئے اتحاد کو نہ جوڑ سکے

رفاعی سلسلہ کے ذریعہ سے اشاعت اسلام

(۵) حضرت سید احمد کبیر کی گائے ذبح کرنیکا دستور بعض مقامات پر ہے۔ جس دن یہ گائے ذبح ہوتی ہے۔ ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ اور کئی من کوئلے دہکائے جاتے ہیں۔ جن پر گائے کا گوشت بھونا جاتا ہے۔ اور سید صاحب کی نیاز دیکر کھایا جاتا ہے۔۔۔۔ میں نے سنا ہے۔ کہ جس عورت کے لڑکا ہونا ہو وہ گائے رسم ادا کرتی ہے۔ تو لڑکا ہو جاتا ہے۔ اور تعجب کا مقام ہے کہ ہندو عورتیں بھی اولاد کے لئے گائے ذبح کراتی ہیں۔ اور سید صاحب کی نیاز دلواتی ہیں،، (صفحہ ۱۲۸)

اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ ہندو عورتیں اولاد کے لئے "مُردے بھرے کی قبر" پوجتی ہیں۔ وہ سادے ٹلے پر ٹیکتی ہیں۔ جہالت میں ڈوب کر در در پر ٹھوکر کھاتی پھرتی ہیں۔ لیکن قصور کس کا ہے؟ ان مردوں کا جو نہ ان بیچاریوں کو ویدک دھرم کی تعلیم دیں۔ اور نہ ہی انکے توہمات کو دور کریں۔

اس کے بعد چار اور بزرگوں کا ذکر ہے۔ جن کی صوفیانہ تبلیغ سے ہزارہا مسلمان کے مسلمان بن گئے۔

(۶) حضرت مولینا شاہ طالب حسین صاحب فرخ آباد میں گذرے ہیں۔ یہ پہلے ہندو تھے

پھر بزرگوں کی محبت نے انکو اسلام کی طرف راغب کیا۔ یہانتک کہ وہ مسلمان ہوئے، اور ایسے اچھے مسلمان ہوئے کہ رفتہ رفتہ خود پیشوائے طریقت بنے ...... انکے ہاتھ پر بھی بہت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا" (صفحہ ۱۳۰)

(۷) سید مہر علی شاہ گولڑا (ضلع راولپنڈی) والے۔ سلسلہ قادریہ چشتیہ سے ہیں۔

(۸) حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتی بھی مشہور مبلغ اسلام تھے"

(۹) مولینا نوری داس مہاراج (مارہرہ ضلع ایٹہ کے قادریہ خانقاہ کے متولی ہیں مولانا نورالدین قاری نام ہے۔ مگر گویا ہندوؤں کے پھانسنے کے لئے ہندو نام رکھا ہے) ماٹونگہ بمبئی میں رہتے ہیں ..... اکثر ستار بجانے اور درد انگیز آواز میں گاتے ہیں۔ گیتا اور وید کی عبارتیں پڑھکر قرآن کی آیتوں سے مطابقت کرتے ہیں ..... ہزارہا ہندو عورت و مرد انکو گھیرے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے انگریزی تعلیم یافتہ مرہٹے اور پارسی انکے تلووں سے آنکھیں ملتے ہیں۔ غیر مسلم لوگوں میں انکی عقیدت زیادہ ہے مسلمان ان کے مذکورہ حالات کے سبب کم متوجہ ہوتے ہیں۔ متعدد برہمن انکے دروازہ پر دربانی کرتے ہیں اور انکو شیو کا اوتار سمجھتے ہیں۔ میں نے انکی ایک تصویر دیکھی۔ جو ایک برہمن نے شائع کی تھی۔ اور انگریزی میں انکے کچھ حالات بھی لکھے تھے۔ اس تصویر کے تین چہرے تھے۔ اور لکھا تھا کہ انکی بیخبری میں فوٹوگرافر نے تصویر ...... اس عجیب تصویر نے ان کی عقیدت اور عظمت کو ہندو اقوام میں بہت بڑھا دیا۔ اور وہ انکو اوتار ماننے لگیں" (صفحہ ۱۳۱)

سچ ہے ع "پیراں نمے پرند - مریدان مے پرانند"

برہمن دیوتا گیا کچھ نہیں کر گذرتے۔ پنجاب کے ایک مشہور ہندو پنڈت پچاس روپیہ ماہوار لیکر عیسی مسیح کی تعریف میں بھجن بنا پادریوں کو دیا کرتے تھے۔ جنم بھر مورتی پوجن کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دم بھرتے رہے۔ لیکن مرنے کے بعد جو انکا گرنتھ چھپا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پنڈت سے ناستک تھے۔

(۱۰) مولنا عبدالباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ والے کے بارے میں خواجہ جی لکھتے ہیں۔

...... آجکل ہندو اقوام ان سے بہت مانوس ہے۔ اگر وہ دعوت اسلام کا کام کو حکیمانہ انداز سے کرنا چاہیں۔ تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے حلقے کے غیر مسلم لوگوں میں انکا اثر اسقدر بڑھ گیا ہے۔ کہ وہ جو کچھ حکم دیں گے قبول کیا جائیگا۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ بقول مہاتما گاندہی۔ مولنا عبدالباری خدا کا سادہ بندہ ہے اور نظامی حکیمانہ انداز سے کوسوں دور اس کا ذکر مولنا موصوف کے کھلے خط کی پڑتال کے وقت آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ مولنا عبدالباری اب ہندوؤں کا بچہ بچہ خبردار ہو چکا ہے۔

(۱۱) حضرت مولانا سید شاہ مخلص الرحمان صاحب شیخ العارفین

میرزا کھیل علاقہ چاٹگام (بنگال) مین اقامت گزین تھے اُن کی نسبت نظامی صاحب لکھتے ہین کہ ایکمرتبہ منشی راحت علی پنشن یافتہ سب انسپکٹر پولیس اور بابو ہر کمار منصف سے "حقانیت اسلام نیز اِس مسلہ مین گفتگو ہوئی کہ مُردے جلانا بہتر ہے یا دفن کرنا...... اِس (ہندوؤں کی اطرف سے سترہ پنڈت مناظر کے لیے بلائے گئے حضرت سید نا شیخ العارفین اسلام کی طرف سے مناظر قرار پائے...... آپنے پنڈتوں سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ گھر کے کوڑے کرکٹ کو کیا کرتے ہین۔ انہوں نے جواب دیا کہ گھر سے باہر کرکے جلا دیتے ہین پھر آپنے پوچھا کہ آپ لوگ اپنے زر و جواہر کو کیا کرتے ہیں۔ پنڈتوں نے کہا کہ حفاظت سے گھروں میں رکھتے ہیں فرمایا بس یہی تو ایک رمز ہے۔ جو آپ ہی کی زبان سے ظاہر ہوگیا کہ آپ تو مردوں کو جلا دیتے ہین اور ہم اپنے مردوں کو زر و جواہر کی طرح دفن کرتے ہیں۔ یہ سنکر وہ سناٹے میں آگئے۔

...l Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لکھا ہے کہ منصف صاحب شیخ العارفین کے معتقد ہوگئے اور عوام ہندوؤں پر تو جو کچھ اثر ہوا ہوگا وہ ظاہر ہی ہے،، (صفحہ ۱۳۳)

پنڈت لوگ شاید بدھو خانہ سے پکڑ کر لائے گئے ہونگے۔ اور منصف صاحب کودوں دیکر پڑھے ہونگے۔ اور یا یہ خواجہ جی کی ساری آورد ہے۔ مسلمان گبھروں میں مردے تو نہیں گاڑتے۔ اور قبرستانوں کی بعض اوقات کتے وغیرہ بھی بے حرمتی کر دیتے ہیں۔ عیسائی اور مسلمانی مذہبی تواریخ سے ثابت ہے۔ دشمنوں نے اپنے مخالفوں کی قبروں کی کیسی بیحرمتی کی ہے۔ اگر گاڑنے کی رسم محمدیوں اور عیسائیوں میں رائج ہوتی تو مہدی کی قبر کی بے عزتی جنرل گرڈن کیوں کر سکتا۔ اور انگلینڈ کے زبردست مصلح کرام ویل کی قبر کی گستاخی کیوں کیجاتی؟ کوڑا کرکٹ تو باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ مگر ہندو مرتک شریر کو شمشان بھومی میں لیجاکر خوشبودار چیزوں کی اہوتیاں ڈالکر جلا دیتے ہیں۔ تاکہ مردہ کی سڑاند سے زندوں کو نقصان نہ پہونچے۔

نظامی جی نے اکثر جگہ ایسی ہی بے پر کی اڑائی ہے۔

(۱۲) **حضرت مولینا سید عبدالحی صاحب** سجادہ نشین حضرت شیخ العارفین کے فرزند ہیں۔ "ہندوؤں اور بدھ مذہب والوں میں ان کی کشش باطنی سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہتی ہے،، صفحہ ۱۳۴)

(۱۳) **شاہ علی حسین** ساکن کچھوچھہ ضلع فیض آباد

(۱۴) **مولانا عبدالقادر**۔

(۱۵) **مولینا عبدالمجید**۔ بدایونی قادری۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج کل خلافت اسلامیہ کی حمایت میں دلیرانہ کام کر رہے ہیں۔ اور غیر مسلم اقوام بھی مسلمانوں کی طرح انکی گرویدہ نظر آتی ہیں۔ اور سنا گیا ہے کہ لوگ انکے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے ہیں،،

خلافت اور کانگریس کی بدولت مولوی عبدالمجید صاحب کی بدایوں میں ہیناں کوئی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بن رہی ہے۔ جب ہندو مسلم اتحاد نصف النہار پر تھا۔ بدایونی فرنگی محل اور دیگر علماء نے پیٹ بھر کے ہندو و رضاکاران کانگریس اور خلافت کو مسلمان بنالیا۔ اور انکی سادہ دلی کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔

(۱۶) سید ابراہیم وارثی مرچکے۔ حضرت سید علی احمد صاحب سجادہ نشین ہیں اور ایک ماہوار رسالہ چلاتے ہیں۔

(۱۷) حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحب آسی۔ یہ بزرگ جونپور۔ غازیپور اور بنارس تین مقامات پر زیادہ رہتے تھے۔ ہزاروں انگریزی تعلیم یافتہ ان سے عقیدت رکھتے تھے،، انکا ایک عجیب معجزہ بیان کیا ہے۔ کہ ایک ہندو انکی صحبت میں آکر مسلمان ہونے اور کلمہ پڑھنے کو تیار ہو ا۔ مگر انہوں نے فرمایا اپنے مذہب کو برادری میں شہرت دینے سے کیا حاصل کہ اقرار تو محبوب سے ہی ہوتا ہے۔ اور محبوب کے اقرار پردہ میں ہوا کرتے ہیں،، (صفحہ ۱۳۷) مطلب یہ ہے کہ علانیہ مسلمان ہوگا تو لوگ وجہ پوچھیں گے۔ اور شاید کوئی آریہ سماجی عقیدہ ہلادے۔ اس لئے باطن میں مسلمان بنے رہو۔ اور مکاری سے ہندو برادریوں کے عمل کی پیروی کرتے جاؤ۔

نہ جانے اسطرح کے کتنے ہندو ہونگے۔ جن سے گھر والے دھوکے میں پڑے رہے ہونگے۔ بنارس کے سورگباسی پنڈت رام جس جسم لطیفیہ نماز پڑھتے رہے۔ اور ایسے ہی لالہ لاجپت رائے جی کے سورگباسی پتا لالہ رادھاکرشن جی۔

(۱۸) مولینا غیاث الدین قادری،، احمد آباد۔ گجرات کے قادریہ خانقاہ کے سجادہ نشین اور ذی علم اور معارف باطنی کا مخزن ہیں۔۔۔۔۔۔ میں نے اپنی آنکھ سے اس درگاہ میں آسیب زدہ غیر مسلم کو آتے۔ اور تندرست ہوتے دیکھا ہے (صفحہ ۱۳۶)

چشتیہ خاندان کے ذریعہ سے اشاعت اسلام

مشہور خواجہ معین الدین چشتی کا مزار اجمیر میں ہے۔ انہوں نے اپنے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دہلی میں مامور کیا۔ جس طرح گورو نانک کی فتح کا ذکر کسی مسلمان پیروں پر درج ہے اسی طرح روایت ہے کہ "جب حضرت خواجہ اجمیر میں آکر مقیم ہوئے قدرتی طور پر ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں کو انکا قیام ناگوار گذرا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان میں اور حضرت خواجہ صاحب میں باطنی کمالات کے ہتھیاروں میں مقابلہ ہوا جس میں ہندو جوگی اور فقرا مغلوب ہوئے۔ اور عاجز ہو کر انہوں نے اسلام قبول کیا" (صفحہ ۱۳۷)

کچھ ہی ہو خواجہ چشتی اجمیر میں جم گئے۔ اور انکا مزار صدیوں سے مسلمانوں کیلئے ہی جائے کشش نہ رہی بلکہ ہندوؤں پر بھی ان کا سکہ جم گیا۔ چشتیوں نے ہندوؤں کو قابو کرنے کے لئے جو حکمت عملیاں برتیں۔ انکا ذکر خالی از لطف نہ ہوگا۔ بلکہ موجودہ ہندوؤں کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔

(۱) چشتیوں نے گانے بجانے سے ہندوؤں کو قابو کرنا شروع کیا۔ ہر سال متعدد بار چشتی کی درگاہ کے میلے ہوتے ہیں۔ "خواجہ نظامی لکھتے ہیں "ہندوؤں کی تمام مراسم میں گانا شامل تھا۔ چشتی مشائخ نے اس نکتہ کو سمجھا۔ اور گانے کے رواج کو اپنی مجالس میں عمومیت دینی ضروری سمجھی۔" باوجود کثر مسلمانوں کے اعتراض کے وہ مستقل رہے۔ اور ہندوؤں کو انکے اثر صحبت نے اسلام کی طرف راغب کیا۔ میں نے خود اجمیر کے مزار اور دیگر صوفیوں کے مزاروں پر گانے پرست ہو کر لوگوں کو حال چڑھتے دیکھا۔ اور اسی طرح جاہلوں پر غیر معمولی اثر ملاحظہ میں آیا۔

(۲) ہندوؤں کو تیرتھ یاترا کے لئے جھنڈے لیکر جاتے دیکھکر انہوں نے بھی زیارت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رسم میں جھنڈا لیکر چلنے کا رواج جاری کیا۔ اسی کے متعلق چھڑیوں کا میلہ بھی شروع ہو گیا

(۳) قبر کا طواف بھی۔ ہندوؤں کے مورتی مندر کی پرکرمایں کی تقلید میں شروع ہو گیا،، کیونکہ مشائخ کو خیال تھا۔ کہ اگر وہ اسلامی طریقوں میں اپنی ہر قدیمی رسم کا قائمقام پائیں گے تو انکے دل اسلام سے برگشتہ نہ ہو سکیں گے،، (صفحہ ۱۴۳)

(۴) قبر پر پھولوں کا ڈھیر۔ یہ وہ بات تھی جس سے ادنیٰ سمجھ کے مسلمانوں پر خواجہ کی عظمت اور پاکیزگی کا اثر قائم ہوتا تھا،،

(۵) ہندوؤں کے تیرتھ اکثر ندیوں کے کنارے پر ہیں۔ اجمیر کے کوہستان میں دریا کہاں سے آتا؟ مزار کے پاس چشمہ کھود کر اسکا نام جھالرا رکھا۔ اسی طرح انا ساگر جھیل نہائی گئی۔

(۶) مشائخ کو معلوم تھا کہ تیرتھانوں میں بتوں کو غسل دیا جاتا ہے۔ اور غسل کا پانی اقوام ہندوستان بڑی عقیدت مندی سے بطور تبرک پیتے ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ کے مزار کا غسل جاری کیا۔ اور غسل کا پانی ان قوموں نے تبرک سمجھا،،

(۷) ہندو اقوام کو جنیؤ سے بہت محبت ہوتی ہے۔ اور وہ ایک سوتی ڈورا ہوتا ہے جسکو ہندو ہونے کی علامت کے طور پر پہنا جاتا ہے ...... مشائخ خواجہ کی بڑھی کے نام سے ایک سبز رنگ کا ڈورا ایجاد کیا۔ جس کو خواجہ کے مزار پر حاضر ہو کر زائرین گلے میں پہنتے تھے،،

(۸) خواجہ کا تلک۔ ہندوؤں میں ہر عقیدہ کا تلک یعنی ماتھے کا قشقہ علیحدہ صورت سے مقرر ہے ...... مشائخ نے جب اس رسم پر غور کیا۔ تو انہوں نے صاف صاف تو کوئی رسم اسکے قائمقام نہ بنائی۔ تاہم اس کے قریب قریب یہ کیا کہ حضرت خواجہ کے مزار پر آنے والے زائرین کے سر پر صندلی رنگ کے کپڑے باندھ دئے ...... نیز عرس کی آخری تاریخ بھی کو تمام زائرین کے کپڑوں پر زرد رنگ کے چھینٹے

Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھی دئے جاتے ہیں جنکو حاصل کرنیکے لئے بڑی کشمکش ہوتی تھی اور متعدد آدمی کچلے جاتے تھے "۔ (صفحہ ۱۴۶)

زرد رنگ کے چھینٹوں کا قصہ ہوبہو وہی ہے۔ جو گوکلے گوسائیوں کے مندروں میں کرشن جنم کی چھٹی منانے کے وقت ہوتا ہے۔ اسے دودھ کا نرد کہتے ہیں۔ یعنی کرشن جنم کے چھٹے دن درشن کرنے والوں پر دہی میں کیسر یا ہلدی ملا کر چھیڑکا جاتا ہے وہ کرشن جی کا پاخانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی کشمکش ہوتی ہے اور درشک کچلے بھی جاتے ہیں۔

خواجہ نظامی لکھتے ہیں، " یہ جس قدر مراسم مذکور ہوئے ہیں اب تک جاری ہیں۔ اور کسی رسم میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی ہے ... مجھکو نہ ان مراسم پر جرح قدح کا حق ہے۔ نہ جائز اور ضروری قرار دینے کا ... تاہم داعیان اسلام سے اتنا عرض کرنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جبتک مشایخ کے ان طریقوں کی مثل اشاعت اسلام کے طریقے اور قاعدے جاری نہ کئے جائیں گے یا مروجہ طریقوں پر زیادہ مستعدی اور دانشمندی سے عمل شروع ہوگا۔ اقوام ہند میں اشاعت اسلام کی کامیابی مشکوک رہیگی "۔ (صفحہ ۱۴۷)

اسکے بعد نظامی صاحب نے خواجہ کی کرامتوں کا ذکر کرکے انکی بڑی دیگوں درگاہ کے بلند دروازوں اور اونچی سیڑھیوں۔ بیشمار خیموں۔ اور چاندی کے کٹہروں وغیرہ کو عوام کے جذبات کو کشش کرنے کا ذریعہ بتلاکر انکا اشاعت اسلام میں بلندپایہ ثابت کیا ہے۔ اور خواجہ کی روحانی اولاد کے دعوت اسلام کا عام تذکرہ چھیڑا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام اطراف میں پھیل گئے تھے۔ اور جنکے جانشین ابتک موجود ہیں۔ اس چشتیہ سلسلہ میں صابریہ سلسلہ بھی نکلا ہے۔ جس کا مجمل حال درج کیا گیا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسمٰعیلی دعوت کے طریقے

اسمٰعیلیہ جماعت شیعہ فرقے کی ایک شاخ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق مصر کے خلیفہ تھے۔ انکے دو لڑکے تھے۔ بڑے کا نام اسمٰعیل اور چھوٹے کا نام موسیٰ کاظم والد نے بڑے کو شراب پینے کی وجہ سے یا کسی اور باعث خلافت وامامت سے خارج کرکے چھوٹے کو وراثت دی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسمٰعیل والد کی موت سے پہلے مرچکا تھا کچھ ہی ہو۔ شیعوں کی بڑی تعداد نے اسمٰعیل کو محروم از امامت ہونا تسلیم نہ کیا بعض نے تو یہانتک کہدیا کہ امام اسمٰعیل کی وفات ہوئی ہی نہیں۔ اسی اسمٰعیل کے صلبی اور روحانی اولاد نے اسمٰعیلی فرقوں کی بنیاد ڈالی۔

اسمٰعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ "خدا کا ایک جزو اماموں میں حلول کرتا ہے..... اسمٰعیلی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ قادر و مختار نہیں ہے۔ بلکہ جب وہ کسی چیز کو پسند کرتا ہے۔ تو وہ خود بخود اللہ کے اختیار کے بغیر موجود ہو جاتی ہے..... اللہ تعالےٰ صاحب ارادہ نہیں ہے..... امام کا حکم ہر ایما ندار مرد اور عورت پر لازم الاطاعت ہے خواہ مرضی کے موافق ہو یا خلاف ہو..... امام حضرت موسیٰ کی طرح اللہ تعالےٰ سے کلام کرسکتا ہے۔ امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضروری ہے..." (صفحات ۱۶۴ و ۱۶۵)

فرقہ اسمٰعیلیہ کی خصوصیت اس وجہ سے درج کردی گئی ہے۔ کہ سر آغا خان اس فرقہ کی ایک شاخ میں سے ہیں۔ اور امام حاضر سمجھے جاتے ہیں۔

صفحہ ۱۶۶ سے ۱۷۲ تک اسمٰعیلی دعوت کے نو مرحلوں کا ذکر ہے۔ جن سے معلوم ہوگا۔ ایک غیر مسلم کو مسلمان بنانے کے لئے کیسی حکمت عملیاں کام میں لائی جاتی تھیں۔

Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسمٰعیلی خاندان کے خلفا، مصر وغیرہ افریقی ممالک پر حکمران تھے۔ عیسوی گیارہویں صدی کے درمیانی حصہ میں مصر کا فاطمی خلیفہ مستنصر نے نزار کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اسوقت حشاشین (Assassins) کا مشہور شیخ حسن بن صباح خلیفہ کا مہمان تھا۔ اس نے نزار کا ساتھ دیا۔ برخلاف اس کے سپہ سالار بدر جمالی نے مستعلی کی حمایت کی۔ جو آخر کار خلیفہ بنگیا۔

اس وقت ہندوستان میں نزاریہ فرقہ کا امام سر آغا خان ہے۔ اور اسکے پیرو خوجے یا آغا خانی کہلاتے ہیں۔ امام مستعلی کے پیرو بوہرے کہلاتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ خوجے تو امام حاضر کے قائل ہیں۔ جو سر آغا خاں ہے۔ برخلاف اسکے بوہرے امام مخفی کی اطاعت کرتے ہیں۔

ان دونوں فرقوں میں ایک اور فرق بھی ہے۔ بوہروں کے پیر بے شر لوگ ہیں۔ جن کا کسی سے پرخاش نہیں۔ اور خود بوہرے بھی اسی حالت پر صابر ہیں۔ برخلاف اس کے فرقہ نزاریہ کے آغا خانی حسن بن صباح کی حکمت عملیوں میں حسب زمانہ اصلاح کر کے سام۔ دام۔ ڈنڈ اور بھید ان سب کا سہارا لیتے ہوئے تبلیغ اسلام کا کام انجام دے رہے ہیں۔

حسن نظامی صاحب نے فرقہ مستعلی کی ایک خصوصیت کو مانتے ہوئے کہ "انہوں نے نزاریوں کی طرح اصول نظام کو توڑ مروڑ کر غیر مسلموں کو حسب مذاق نہیں بنایا۔ اور بڑی سنجیدگی اور صفائی سے تعلیم اسلام اصلی صورت میں پیش کرتے رہے"۔ اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے جو کہ مستعلیوں نے عرصہ دراز سے اشاعت اسلام کا کام بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور معتقدین داعیان اسلام نے جس قدر ہندوؤں کو مسلمان بنا کر بوہرہ جماعت تیار کی تھی۔ ان میں اب کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کا باعث یہ ہے کہ خواجہ صاحب خود سیاست کو مذہب پر ترجیح دیتے

ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں "اسلام کے سیاسی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ تو نزاری سنتلیوں
سے بہت بڑھے ہوئے معلوم ہونگے کیونکہ انہوں نے بیشمار غیر مسلموں کو اسلامی
اقتدار کے نیچے جمع کر دیا۔"

آغا خانی فرقہ کی علیحدہ پڑتال

آغا خانی فرقہ سے آج ہندوؤں کا بڑا بھاری حصہ واقف ہو گیا ہے۔ حسن نظامی صاحب نے تو ابھی ساڑھے تین برس سے ہی عام ملانوں کی توجہ ہندوؤں کو حکمت عملی سے مسلمان بنانے کی طرف کھینچی ہے۔ اور ہر مسلمان کو داعی اسلام بنا دیا ہے لیکن آغا خانی تو مدت سے ہندو سماج کے اندر گھن کی طرح کام کر رہے تھے حسن نظامی کو بھی اپنی مشن میں کامیابی کیلئے سب سے پہلے سر آغا خان کی شرن ہی میں جانا پڑا۔ اس فرقہ نے جس قدر نقصان ویدک دھرمیوں کو پہنچایا اور پہنچا سکتا ہے اس کا اچھا ہندوؤں تک پہنچانے کیلئے ایک علیحدہ ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی۔ یہ جگہ اس کام کے لئے موزوں نہیں ہے۔ یہاں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے۔ کہ سر آغا خان کی مذہبی حکمت عملیوں کو سمجھنے کیلئے فرقہ نزار کے حشاشی شیخ حسن بن صباح اور انکے جانشینوں کی سفاکیوں کو جاننا ضروری ہے، اور اس کیلئے ایک علیحدہ دفتر چاہیئے۔ ان دونوں فرقوں (یعنی نزاریہ اور اسکے۔۔۔ حسن بن صباح کے مفصل حالات کو طشت از بام کرنا کتنا ضروری ہے۔ یہ نظامی صاحب کے ایک اشارہ سے ظاہر ہو جائیگا نظامی صاحب لکھتے ہیں "ممکن ہے اسمیں مبالغہ ہو۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ انہوں نے اپنے عقائد مخفی اور اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ حکمت عملی کا باقی نہیں چھوڑا۔ اور مسلمان فرقوں میں کوئی فرقہ ایسا نہیں مل سکتا جو جوش اور جانبازی اور سرفروشانہ سرگرمی میں نزاریوں کی برابری کر سکے۔ بلکہ شاید دنیا کے کسی مذہب والے نے اپنے خیالات کی اشاعت میں اتنی عمیق سعی نہ کی ہوگی اس گروہ میں ایسے عجیب و غریب دماغوں کے آدمی پیدا ہوئے جنہوں نے جنون

Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حد سے بھی گذر کر دعوت کا کام کیا۔ حسن بن صباح کے فدائیوں کی خونخواریاں کیسی ہی مذموم سمجھی جائیں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس سفاکی میں بھی انکی دعوت کا ایک نمونہ پایا جاتا ہے (۱۹۱۴ء ماہ صفر ۱۳۳۲ھ)

پرنامی پنتھ

پرنامی پنتھ کا حال آخر میں دیا ہے۔ اس پنتھ کا پورا حال آریہ سماج کی بدولت پہلے نکل چکا ہے۔ اور بہت سے ہندو انکے جال سے نکل چکے ہیں۔ انکی مذہبی کتاب کا نام کل جم سروپ ہے۔ عوام جسے قلم شریف کہتے ہیں۔ اس مت کے پیرو ظاہراً سب رسوم مذہبی ہندوؤں کی ادا کرتے ہیں مگر کرشن کا ہی روپ محمد کو مانتے ہیں۔ نماز روزہ رکھنے اور پانچ روپیہ سیکڑہ زکوٰۃ دینے میں چھوت چھات کے پیرو ہیں۔ مانس (گوشت) نہیں کھاتے۔ نام بھی نہیں لیتے۔ مگر اپنی کتاب قلزم سروپ کو سوائے مسلمان کے اور کسی کو نہیں دکھاتے۔

خاتمہ

خواجہ حسن نظامی نے مسلمانوں کے جملہ فرقے۔ مشائخ اور علماء سے تبلیغ اسلام میں زیادہ تر ساعی ہونے کی اپیل کی ہے۔ اور مضامین کتاب کی تشریح کی ہے۔ اس تشریح کے دوران میں یہ بتلانیکی کوشش کی ہے۔ کہ جو غیر مسلموں کے مراسم کا رواج مشائخ اور پیروں نے دیا ہے وہ مکاری پر مبنی نہ سمجھا جائے۔ خیر اسکی نسبت تو نظامی صاحب کے ناظرین خود رائے قایم کرینگے۔ مگر مجھے خاتمہ پر اپنے ہندو بھائیوں کو انکے خطروں سے خبردار کرنا اور ہندو مسلم اتحاد کے شیدائی مسلمان سیاسی لیڈروں کو انکے فرض سے آگاہ کرنا ہے۔

فاطمی دعوت اسلام کی پڑتال سے معلوم ہو گیا کہ ہندوؤنکو مسلمان بنا سکنے کیلئے کس طرح کے دام تذویر پھیلائے جاتے رہے ہیں اور جا رہے ہیں۔ ان سے رہائی کے لئے کچھ تدابیر ہیں جنہیں میں سادھنوں کے نام نامزد کرتا ہوں۔ میری سمجھ میں اس پھیلے ہوئے جال سے بچنے کے لئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حسب ذیل سادھن ضروری ہیں۔

(۱) اُدّھار ہندو آریہ دھرم کی تعلیم۔ عوام تو درکنار۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہندو بھی اپنے دھرم کے اصولوں سے محض ناواقف ہیں۔ آریہ سماج کی طرف سے ویدک دھرم کے اصولوں کا پرچار خوب ہو رہا ہے۔ چار پانچ لاکھ آریہ کیا کر سکتے ہیں جب کہ اس بائیس کروڑ سناتنی ہندوان سے بھڑکے رہتے ہیں۔ بھیج آریہ سماج کی تعلیم کو بھی فرقہ وارانہ کہتے ہیں مجھے کچھ بھی تامل نہیں ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ اپاسنا کے بھید بھاؤ کو تیاگ کر ایشور پوجا اور ورن آشرم دھرم کے اصولوں کا پرچار ودوان لوگ سا بہر و ایک پکشپات سے بری ہو کر کریں۔

(۲) ہندوستانی ریاستوں کو مسلمانی رواجوں کی پیروی اپنی مسلمان رعایا کی خاطر ابھی ترک کر دینی چاہئیں جیسے حیدرآباد اور بھوپال وغیرہ کی طرح وے غیر ہندو مذہبوں کیساتھ جبر و تعدی کا برتاؤ تو ہرگز کبھی نکریں لیکن اپنی عمل سے اپنی ہندو رعایا کو محمدی مت کی طرف راغب بھی نکر دیں۔ یہ کام پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ہز ہائینس مہاراجہ دربھنگہ۔ پریسیڈنٹ بھارت دھرم مہامنڈل اور سناتن دھرم کے سنیاسی اپدیشک بڑی عمدگی سے کر سکتے ہیں۔ میرا انوارودھ یورو ک لو یدن ہے کہ وے سب مہانوبھاو اپنے فرض کو پورا سمجھیں۔

(۳) تعزیہ داری کے ذریعہ سے ہندو دھرم کا بہت ناش ہو رہا ہے۔ ہندوؤں کو تعزیہ داری میں شرکت بالکل بند کر دینی چاہیئے۔ تعزیہ داری اسلام کی نافرمانی اور بدعتی ہے۔ اسکو سنی مسلمانوں نے محض ہندوؤں کے پھنسانے اور انکے ساتھ فساد کرنیکا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اس سے پرہیز ہندوؤں کو سب طرح کے خطروں سے بچائیگا۔

اس بارہ میں عورتوں کو سمجھانیکی زیادہ ضرورت ہے۔ قبروں۔ مڑھیوں۔ مسانوں وغیرہ کی پوجا تب تک دور ہو گی جبتک عورتوں کے لیے سچّے دھرم کی تعلیم شروع نہیں کیجائیگی۔ دادو دیال جی نے کیا اچھا کہا ہے

دادو دنیا باوری ؛ مڑھیاں پوجن اوت ؛ ؛ آپ موئے جگ چہانا گئے ہیں مانگیں پوت

اور یہاں تو معاملہ اور بھی بد ہے مسلمان پیروں کی جتنی قبریں ہیں وہ یا تو انکی ہیں جو اسلام کے لئے شہید ہو گئے ہیں یا جنہوں نے ہندوؤں کے سر کاٹکر غازی کا رتبہ حاصل کیا۔ ہندو عورتوں کو موٹی طور پر سمجھایا

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چار - کہ جو شخص ہندو کافروں کو مارتا مارتا مر گیا۔ اسمیں اگر کوئی طاقت اولاد دینے کی ہو بھی تو کیا وہ اس طاقت کو کافروں کے لیئے استعمال کریگا؟

ایک بہت بڑی رسم پنجاب میں ہے۔ موت پر مرے ہوئے کا سیاپا پنجاب کی کھترانیوں کی خصوصیت ہے۔ ہمارے پرانے آریہ یا ہندو گرنتھوں میں قطار باندھکر باقاعدہ چھاتی پیٹنے وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ہندوستان کے مشرقی حصہ میں بھی پنجاب کی کھترانیاں ہی اس سیاپے کی سنتھا کو سنبھالتی تھیں۔ پنجابی کھترانیوں نے سیاپا کن سے سیکھا ہے؟ بلا شبہ مسلمانوں سے۔ میں لڑکپن سے جوانی کے آغاز تک پنجاب سے باہر رہا جب ۱۹۱۸ء میں اپنی جنم بھومی میں گیا تو کیا دیکھا۔ کہ محرم کے دنوں میں ہندو کھتری برہمنوں کی لڑکیاں مسلمانوں کے کوٹھوں پر سیاپا سیکھ رہی ہیں۔ میں نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اسطرح پر مسلمانوں کے اثرات میں آ کے دن نوجوان لڑکیاں اکثر گھروں سے بھاگ جاتی ہیں۔ میں نے گناہ آلود رسم کو بند کرنے کی کوشش کی لیکن پورے طور سے کامیاب نہ ہوا۔ میری درخواست ہے کہ پنجاب میں یا دیگر صوبجات میں جہاں کہیں بھی ہندو لڑکیاں مسلمانوں کے گھر سیاپا سیکھنے جاتی ہوں۔ انہیں بند کر دیا جائے لیکن اس بد اثر سے بچنے کا پورا علاج یہ ہے۔ کہ سیاپے کا انسٹی ٹیوشن ہی توڑ دیا جائے۔ یہ رسم ادبار ہے باہر سے آئی ہوئی ہے۔ اسے ادھر ہی واپس کر دینا چاہیئے۔

(۴) مزاروں اور دیگر صوفی محفلوں میں شرکت بالکل بند کر دیجیے۔ اسکی جگہ اپنے دیو مندروں دھرم شالاؤں اور دیگر مذہبی جگہوں میں وحدانیت کے اصولی پرچار کے متعلق بھجن ہوا کریں اور ہری کیرتن کا سواد عوام کو چکھایا جاوے۔ ہندو مہا سبھا نے جو رامائن آدی کی کتھا کی ہدایت کی ہے اس کا بھی رواج دیا جائے۔

(۵) سینکڑوں ہندو بچے ہر روز تبرا یا دھوکہ سے انکے گھروں سے علیحدہ کیئے جاتے ہیں انکی حفاظت کا ذریعہ سنگھٹن و رکھشا کہاں تک رہینگی۔ اور کہاں تک بن سکتی ہیں۔ والدین سے محروم بچوں کے ساتھ انکے رشتہ دار بدسلوکیاں کرتے ہیں۔ اور وے بھاگ جاتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ ان بیکس بچوں کو اکثر اوقات انکے غرضمند رشتہ دار باہر نکال دیتے ہیں۔ جگہ جگہ ہندو پنچایتیں قائم

ہونی چاہئیں۔ جن سے ایسے بیکس بچے دادرسی مانگ سکیں۔ اسی طرح۔

(۶) سینکڑوں ہندو ودھوا (ہندوستان کے مختلف پرانتوں میں) روز صرف عیسائی اور مسلمان ہی نہیں ہو جاتیں بلکہ فاحشہ بنکر پیشہ کمانے لگ جاتی ہیں۔ ودھواؤں کے بچانے کے لئے ابھی متعدد شہروں میں ہندو رکشا دل بنے ہیں۔ مگر وہ بھی کہاں تک انہیں بچا سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایک سو گھروں سے نکلی ہوئی ودھواؤں میں سے جہاں دو تین عیسائیوں کے قبضہ میں آتی ہیں۔ اور ۱۷ یا ۱۸ مسلمانوں کے پنجوں میں پھنستی ہیں۔ وہاں ۸۰ فیصدی کے قریب بیوا (ویشیا) بنکر بھی محمدی مذہب میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور پھر ان میں سے فی زمانہ پانچ فیصدی ہی تو بچائی جا سکتی ہیں۔ یہ کوئی طریقہ انکے بچاؤ کا نہیں ہے۔ ودھوا دواہ سبھائیں بھی اس رکھشا کے کام میں مدد دے رہی ہیں لیکن انکی مدد بھی بہت محدود رہیگی جبتک کہ ہندو اپنی بد رسموں میں تبدیلی نکرینگے۔

ہندو بیواؤں کی اسوقت ناگفتہ بہ حالت ہے۔ زیادہ تر ایسی بیکس بیواؤں کو لنگے ہندو پڑوسیوں میں کوئی نکال لیتا ہے۔ اگر بدھوا دواہ کی رسم رائج ہو تو وہ ایکدوسرے کیساتھ بیاہ کر لیں مگر ہوتا یہ ہے کہ ہندو بد چلن آدمی ہندو بیواؤں کو نکالکر انکا ستی بھاؤ نشٹ کر دیتا ہے۔ اور یہ بیوائیں عموماً وہ ہوتی ہیں جو بالکپن میں رنڈاپے کے دکھ میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

ان سب مصیبتوں اور گناہوں کا ایک ہی کفارہ ہے۔ وہ یہ کہ بال بواہ یعنی صغیر سنی کی شادی کو بلکلیہ موقوف کر دیا جاوے اسطرح آئندہ کے پاپوں سے بچنا ہوگا ساتھ ہی بال ودھوا کے دواہ کا رواج برہمن سے لیکر شودر تک سے دور کر دیا جاوے۔ ایسا کرنے سے گذشتہ گناہوں سے نجات ہوگی ممکن ہے کہ اس پر دھرم کے نام پر شور مچایا جاوے۔ مگر یہ ساودھارن دھرم نہوگا یہ آپت کال کا دھرم ہے اور آپت کال میں معمولی مریادا کا النگھن لازمی ہو جاتا ہے ذیل میں بھارتورش کی بال ودھواؤں کی فہرست دیتا ہوں

صفر سے پانچ برس کی بیوائیں ۱۳۹ و ۱۵

۵ سال سے دس سال تک کی بیوائیں ۲۹۳ و ۱۰۰۲

۵ سال سے دس سال تک بیوائیں	۱و۰۳و۲۹۰۳
۱۰ " ۱۵ " "	۲و۷۹و۱۲۴
۱۵ " ۲۰ " "	۹و۱۷و۸۹۸
میزان	۹و۱۳و۳۵۴

یہ اعداد کیسے دردناک ہیں۔ تبلانے کی ضرورت نہیں۔ انہیں سے بمشکل ایک فیصدی بیوائیں غیر ہندوؤں کی ہونگی۔ باقی سب ہندو بیوا ہیں۔ سمرتیوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ بال ودھوا کو ودھوا نہیں کہہ سکتے۔ وہ بمنزلہ کنواری ہی کے ہے اور اس لیے اُس کا وِواہ پُنر وِواہ نہیں کہا جا سکتا۔ صغیر سنی کی شادی کو رواج دیکر ہندوؤں کی اونچی ذاتوں کے ظلم اور پاپ کا پرائشچت یہی ہے کہ جو بال ودھوائیں وِواہ کرنا چاہیں انکا جائز طریقہ پر وِواہ کر دیا جاوے گھر اپنا رکھیے اور چور نہ کسے آ کہیئے"۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے برخلاف شور مچانا بےمعنی ہے جبکہ خود ہندو سماج اپنے پیر میں آپ کلہاڑا مار رہا ہے۔

(۷) چھوت چھات کے بھوت نے ہندو سماج کا ناش کر دیا ہے۔ ساتوک بھوجن کا بیوہار کرو۔ شریر۔ من اور آتما کو شُدھ رکھو۔ یہ سب ٹھیک ہے لیکن انسانوں سے نفرت کہاں کا دھرم ہے؟ جب ماس کھانے اور شراب پینے والے ہندوؤں کے یہاں کا بھوجن کر لیتے ہو۔ اور میلے سے میلے براہمن کے ہاتھ کا کھانا کھا لیتے ہو تو صاف ستھرے سدا چاری مدیہ مانس تیاگی شودر سے یا جنکو تم اتی شودر کہتے ہو اُن سے پرہیز کے کیا معنی ہیں؟ اگر گوشت اور شراب کا استعمال کرنے والے ہندو یا آریہ سماجی کے گھر کا پکا اور پرساد ابھوجن تیاگ دو تب تو کچھ سمجھ میں بھی آ سکتا ہے۔ لیکن شودر کے پکائے ہوئے کھانے کو ممنوع اور کنو[illegible] براہمن کے چوکے میں پکائے ہوئے گوشت کو جائز سمجھنے والے دھرم دھوجیوں پر سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ گو ماس اہاری ہونے کے کارن مسلمانوں سے کھانے پینے میں پرہیز کرو۔ لیکن کیسا تعجب ہوتا ہے۔ جب دیکھا جاتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ گئو مانس کہا نیوالے مجاور کا چھوٹا ہوا پانی اور دم کیا ہوا کھانا تو ہندو عورتیں اپنی اولاد کو کھلا دیتی ہیں۔ اور خود استعمال کر لیتی ہیں۔ لیکن مدیہ مانس تیا گی سدا چارن جا رن سے چھونا پاپ سمجھتی ہیں۔ یہ بے انصافی کا برتاؤ جب تک دور نہیں ہوتا تب تک ان سازشوں کا شکار ہندو عوام ہوتے رہتے ہیں جنکا پردہ فاش کرنا اسوقت کی تحریر کا مقصد نہیں ہے۔

مسلمان سیاسی لیڈروں

سے ایک ہی التماس ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی ساری حکیمانہ ہدایتوں کو پڑھ جایئے اور سینہ پر ہاتھ رکھکر تبلائیے۔ کہ کیا یہی افضل طریقہ مسلمانی تبلیغ کا ہے۔ یہ طریقہ صاف طور پر اپنی تعداد بڑھانیکا ہے۔ اور اسلام کی سچی تعلیم سے بھی گرا ہوا ہے پھر اگر آپ ہندو مسلم اتحاد کو از سر نو قایم کر کے مستقل نبانا چاہتے ہیں۔ تو خواجہ حسن نظامی کی سازشوں سے نا اتفاقی کا اظہار فرماویں۔ اور جو لوگ انکا ساتھ دے رہے ہیں انکی قلعی بھی کھولدیں۔ آپ کے ایسا کرنے سے ہندوؤں کے اندر اطمینان کا دور پھیل جائیگا۔ اور اگر نظامی صاحب کے جواب میں ہندوؤں کی طرف سے بھی کوئی بے عنوانی شروع ہوگئی ہے۔ تو اسکو ہندو لیڈر فوراً دور کر سکیں گے۔ مسلمان عوام اسوقت علمار کی جماعت کے اس بھوت کے قابو میں آگئے ہیں۔ جب آپ لوگوں نے نوکرشاہی کے برخلاف کھڑا کیا تھا۔ اپنے کھڑے کئے بھوت کو آپ قابو نہیں کر سکیں گے۔ تو سوائے پچھتانے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل سوم

مولانا عبدالباری کا فتویٰ بابت قتل مرتد

میں نے اپنے پہلے نسخہ میں مولٰنا عبد الباری کے فتوے کا کچھ ذکر کیا تھا۔ اور انکے مسلمانوں کے نام کھلے خط میں سے کچھ معمولی اقتباس دئے تھے۔ وہ ذکر انکی کینہ ور اور ضرر رساں مستعدیوں کے انکشاف کے لئے کافی نہ تھا۔ اسکے بعد اس فتوے کے متعلق بہت کچھ چرچا رہا مہاتما گاندھی کے سامنے جب وہ تحریر پیش کی گئی۔ تو انہوں نے اسکو سمجھنے سے اپنے آپ کو قاصر بتلایا۔ اور مولٰنا سے اس کے بارہ میں پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ مہاتما گاندھی جی نے ۲۹ مئی ۱۹۲۴ء کے ینگ انڈیا میں لکھا ہے "مولٰنا عبد الباری کی نسبت ظاہر کیا گیا کہ وہ ہندوؤں کا مخالف مجذوب ہے مجھے انکی کچھ تحریریں دکھائی گئیں ہیں جنہیں میں سمجھا نہیں۔ میں نے انکے بارہ میں انہیں دینی عبد الباری کو تنگ بھی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا کا صاف دل بچہ ہے۔ میں نے اسمیں کوئی مکر نہیں پایا۔ وہ اکثر بلا سوچے بولدیتا ہے۔ اور اپنے بہتر سے بہتر دوستوں کو بھی حیران کر دیتا ہے۔ لیکن جیسا کہ وہ کریہ دزبون، باتوں کے کہنے میں تیار رہتا ہے۔ ویسا ہی وہ معافی مانگنے میں مستعد رہتا ہے۔ جو وہ کہتا ہے اس وقت کے لئے اسکا وہی مطلب ہوتا ہے۔ وہ اپنے غصہ میں ویسا ہی سچا ہے جیسا کہ معافی مانگنے میں سرگرم ہے۔ . . . پھر اپنے پیارے باری کے غصے اور معافی نامہ کی ایک مثال دیکر گاندھی جی لکھتے ہیں "میں مانتا ہوں کہ مولانا صاحب خطرناک

دوست بن سکتے ہیں لیکن میرا نقطہ یہ ہے کہ وہ دوست ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ایک بات کہیں۔ اور انکا مطلب دوسرا ہو .... میں ایسے دوست پر اپنی جان کے لئے بھی اعتماد کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ کبھی بھی اندھیرے میں چھری نہیں چلائینگے“

مولنا عبدالباری کے لئے مہاتماجی کا یہ اعلیٰ سرٹیفکیٹ پڑھکر انہیں ایک ہندو معجن نے لکھا ہے ”کیا آپ ہمیں یہ یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ مولنا عبدالباری ایسا ہی خدا کا صاف دل بچہ ہے۔ جیسا کہ آپ اسے ظاہر کر رہے ہیں۔ ممالک متحدہ میں ہم لوگوں نے تو انہیں۔ مغرور جھوٹا اور ناقابل اعتبار پایا ہے“ اسکے جواب میں مہاتماجی نے ۱۲ جون کے ”ینگ انڈیا“ کے صفحہ ۱۹۸ کے دوسرے کالم میں لکھا ہے ”میں ان لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر میں مولنا کو ایسا پاتا جیسا کہ وے کہتے ہیں۔ تو میں کبھی بھی ایسا کہنے میں دریغ نکرتا۔ جو کچھ زیادہ سے برخلاف انکے میں جانتا تھا۔ کہ وہ خطرناک دوست ہے میں نے اسے جھوٹا نہیں پایا......

آئیے مولنا عبدالباری کے کیے خط کی ملکر پڑتال کریں۔ تاکہ مہاتما گاندھی کے یقین کی اصلیت معلوم ہو جائے۔ اور سب سے پہلے میں اس تحریر کو لیتا ہوں۔ جس کی طرف مہاتماجی کی توجہ لالہ لاجپت رائے جی نے دلائی تھی۔ اور اس پمفلٹ کی جلد جو لالہ جی کو میں نے دی تھی۔ وہ ولایت انگلینڈ جاتے ہوئے مہاتماجی کی نذر کر گئے تھے۔

باری صاحب کی تحریر پر بحث

جس تحریر کی طرف لالہ لاجپت رائے جی نے مہاتما گاندھی کی توجہ دلائی تھی اور جسکی نسبت ۲۹ اپریل ۱۹۲۳ء کے دن بمقام (جوہو بمبئی) میں نے مہاتما گاندھی کو صاف الفاظ سے کہدیا تھا۔ کہ اگر مسلمان سیاسی لیڈر مولنا کے اس فتوی سے کھلے طور پر اختلاف رائے

نہ ظاہر کرینگے۔ تو ہندو مسلم نفاق زیادہ سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کرتا جائے گا۔ اسکو بجنسہٖ درج کر کے اور اس کی تائید میں جو کچھ مولٰنا عبدالباری صاحب نے مختلف اوقات میں لکھا ہے۔ انکا ہی بجنسہٖ اقتباس پیش کرکے ہیں مہاتماجی سے ایک ہی سوال کرونگا۔ اپنے پہلے خط کے صفحہ ۱ اپر باری صاحب لکھتے ہیں "وہ شخص جو مسلمانوں کو مرتد بنائے۔ اور خود مرتد ہو۔ ہمارا دوست کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اور ہم معاہدہ اسکے ساتھ کسی طرح نہیں کر سکتے۔ شردہانند جی نے ہماری ایک تحریر کا اپنی ایک تقریر میں حوالہ دیا ہے۔ کہ ہم نے کہا کہ سانپ اور بچھوؤں سے صلح ہو سکتی ہے۔ مگر مرتدین اور موئدین ارتداد سے صلح نہیں ہو سکتی" ہم اب بھی کہتے ہیں "ہمارا مذہب ہے کہ مرتد کہ مرتد دین اسلام کی جانب نہ لوٹے۔ تو مسلمان اسے قابل قتل سمجھیں گے۔ حنفیوں کے نزدیک عورت مرتدہ قتل نہ کیجائیگی۔ دیگر ائمہ اس کے قتل کے بھی قائل ہیں ان سے کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا"۔

مہاتماجی کہتے ہیں کہ اس تحریک کو وہ سمجھے نہیں۔ نہ سمجھنے کی بھی ایک ہی کہی۔ اگر مہاتماجی لالہ لاجپت رائے جی کی توجہ کھینچنے پر نہیں سمجھے۔ تو باری صاحب کے شاگرد رشید ان سے اتنے دن ملتے رہے ان سے ہی سمجھتے۔ یا پنڈت موتی لال نہرو سے اس کی پہیلی بجھوا لیتے۔ لیکن ان الفاظ میں کونسی فلاسفی بھری ہوئی پڑی ہے جسے مہاتماجی نہ سمجھ سکے ہوں۔

لیکن یہ ہی نہیں کہ مہاتماجی ان الفاظ کو سمجھے نہین۔ بلکہ ان کے بارے میں باری صاحب کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا۔ مہاتماجی کو تعجب ہوتا ہے کہ اُن پر مسلمانوں کے لحاظ کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ مگر وہ اِس بات کو نظرانداز کر دیتے ہین کہ اس کا باعث بھی وہ خود ہین۔ جو سخت الزام باری صاحب پر لگایا گیا تھا اُس کی بابت اُن سے پوچھا تک نہین۔ اور آریوں پر بغیر اُن سے ہمکلام ہوئے سخت سے سخت

الزام عاید کردینا اگر لحاظ ملاحظہ کا ثبوت نہیں ہے تو اور کیا ہوسکتا ہے۔
مگر مین سمجھا مہاتما جی باری صاحب کی عبارت کا مطلب تو سمجھ گئے۔ لیکن یہ اُن کی سمجھ
مین نہین آیا کہ یہ فتویٰ قرآن مجید کی تعلیم کیمطابق کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مہاتما جی کی رائے
مین قرآن اہنسا (نان وائیولنس) کی تعلیم دیتا ہے۔ دلی مین ۲۲ اگست کی صبح کو مجھ
ملنے پر مہاتما جی نے بتلایا کہ کسی مسلمان بھائی نے اُنہیں انگریزی مین خط بھیجا۔ جس مین
دعویٰ تھا کہ قتل مرتد کا حکم ٹھیک ہے اُس کا اردو ترجمہ مولانا عبدالباری کے
پاس بھیجا۔ اُن کا بڑا لمبا جواب آیا جسے مہاتما جی پھر نہ سمجھ سکے آپ نے پھر باری صاحب
سے مطلب پوچھا ہے۔

جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کے آخری ہفتہ بمبئی مین تقریر کرتے ہوئے مین نے مولانا عبدالباری
صاحب کا یہ اعلان پیش کر کے پوچھا تھا کہ جب سوراجیہ مل جائے گا۔ تو کیا فوجداری
کا کوئی قانون نافذ رہے گا یا نہیں؟ اور اگر رہے گا تو اُسمیں قتل عمد کے لیے کوئی سزا
مقرر ہوگی یا نہیں؟ اور اگر مقرر ہوگی تو کیا مسلمانوں کا مرتد کو قتل کرنا شیتناست
میں داخل ہوگا؟ اس پہ ایک مولوی صاحب نے زور سے کہا مولنا عبدالباری کے
پیرو آٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ ان پر جھوٹا الزام ہے۔ انہوں نے بذریعہ تار اس کی
تردید کردی ہے۔ میں نے محض کتاب پیش کرنے پر اکتفا کی۔ اسپر بمبئی کے اخبار "شوکت"
کے ایڈیٹر ملا خجندی نے باری صاحب کو خط لکھا جس کا جواب از طرف مولنا عبدالباری صاحب
۱۷ فروری سنہ ۱۹۲۴ء کے اخبار شوکت میں چھپا ہے۔۔ اس کے دوران میں باری صاحب
معاملہ کو صاف کرتے ہیں کیونکہ تردیدی تار انہوں نے اس خط کے بارے
میں دی تھی۔ جو ان کے نام سے کسی شخص نے کراچی (سندھ) کے اخبار
میں چھپوا دی تھی۔ اور جس کا انگریزی ترجمہ "کرانیکل بمبئی" میں چھپ گیا تھا۔
مرتد کو قتل کرنے والے اعلان کی تردید نہیں کی تھی۔ چنانچہ شوکت والے خط

میں باری صاحب لکھتے ہیں۔

جناب (یعنی مولوی خجندی) نے میری طرف سے ارشاد فرمایا ہے جس کی کھلم کھلا ذریعہ تار مولٰنا (میں نے) تردید کی ہے۔ اس سے ایک غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔ وہ یہ کہ شاید میں نے یہ جو ظاہر کیا ہے۔ کہ میں مرتد سے صلاح نہیں کر سکتا۔ اس کا حکم تو از روئے شریعت یہ ہے۔ کہ وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے۔ اس سے میں نے آبا کیا یا اس کی تردید کی۔ تو یہ غلط فہمی ہو"۔ یعنی وہ ذکر کسی دوسرے خط کی نسبت تھا۔ اس کی نسبت باری صاحب پھر یہ تاکید لکھتے ہیں!" میں نے اس مضمون کو لکھا۔ اور اب بھی مقر ہوں۔ میں نے اپنے نزدیک حق لکھا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ از روئے فقہ کوئی عالم اسکے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ میں کوئی امر مواعدۃً یا عذاعاً ایسا کروں جو صورت مصالحت ہے۔ تو وہ خارج از بحث ہے۔

آخری عبارت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ باری صاحب خدا کے صادق دل بچے نہیں ہیں۔ مصالحت کے لیئے وہ اس اصول کو بدل بھی سکتے ہیں۔ پھر اپنی سادگی اور صاف دلی کو زیادہ واضح کرنے کے لیئے لکھتے ہیں" ہاں یہ یقین ہے کہ مین نے کوئی فتویٰ دستخط نہیں کیا" میں نے اپنی تحریروں اور تقریروں مین باری صاحب کی تحریر کو استعارۃً فتویٰ ظاہر کیا تھا۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہ تھا کہ انہوں نے کسی خاص آدمی کی نسبت کوئی فتویٰ دستخط کیا ہو۔ کیا بغیر دستخط کے زبانی فتویٰ جاری نہیں ہو سکتا لیکن آگے جا کر صاف ہو گیا۔

"خصوصاً وہ جو کراچی کے اخبار سے کرانیکل نے نقل کیا تھا وہ مجھ پر سراسر بہتان ہے" کراچی والے خط کی مولانا باری نے تردید بھی کی تھی اور اُس سے میرا مطلب نہ تھا۔ جس فتوے کی نسبت میرا اشارہ تھا اُس کو دبی زبان سے یہاں بھی مان لیا ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پھر لکھتے ہیں "۔ ایسے ہی ہیں نے مرتد کو قتل کا حکم نہیں دیا یعنی کسی خاص آدمی کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ اُس کو قتل کرو) نہ ہم لوگوں میں سے ایسا کوئی حکم دے سکتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قتل مرتد سے قتل ملزم لازم آوے۔ (یعنی سرکار انگریزی مرتد کے قتل کرنے والے کو بھی پھانسی پر چڑھادے گی) تو ایسی صورت مین اخف الفرزین کو اختیار کیا جاویگا" یعنی دو خرابیوں میں سے چھوٹی خرابی کو قبول کیا جاویگا۔ اسکا صاف معنی یہ ہیں کہ انگریزی قاتل کو پھانسی دینے والا نہ بیٹھا ہو تو قتل مرتد کی اعانت کرنے مین مولانا عبد الباری صاحب کو تامل نہ ہوگا۔

پھر صاف طور پر لکھتے ہیں۔ "میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لایا ہوں جو حکم اُن کا ہے میرے نزدیک وہی انصاف اور وہی حریت حقیقت کے موافق ہے۔ مجھے اُس کے ظاہر کرنے مین کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مرتد قتل کردیا جاوے۔ خلیفہ اکبر نے قتال مرتدین پر اس قدر زور دیا کہ تمام مصالح پر عمل کرنے والے آخر مین موافق ہوگئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت علیؓ وغیرہ نے مرتد خواہ وہ یہودی یا نصرانی ہوگیا ہو یا مشرک زندیق وہ قتل کرواڈالنے پر اتفاق کیا۔

"اور اس مسئلہ مین آئمہ اربعہ مین سے کسی نے خلاف نہیں کہا ہے۔ اور سب سے آسان مذہب حنفیہ کا ہے۔ مین نے خود بعد اولہ پر غور کرنے کے جو امر اختیار کیا ہے وہ اصول حنفیہ کے موافق۔ مگر تصریحات فقہہ کے خلاف ہے۔ اس واسطے اگر مجھ سے فتویٰ دریافت کیا جاویگا۔ تو بوجہ اتباع قول مفتی بہ فقہا کے موافق فتویٰ دونگا۔ وہ یہ کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دیجاویگی۔ اس کے بعد وہ توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جاویگا۔ مگر مرتدہ قتل نہ کی جاویگی۔

۱۷ فروری ۱۹۲۶ء تک مولنا عبد الباری کی یہ رائے تھی۔ ابھی تک

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انہوں نے اس کی تردید نہیں کی پھر ہندو کو اگر مولٰنا عبدالباری کا فتوےٰ لرزاں کرتا ہے تو تعجب کی کونسی بات ہے۔

باری صاحب کی اس تعلیم پر اسوقت کے مسلمانوں کے بعض حلقوں میں کتنا اثر ہے۔ اس کا اندازہ میں نے کالی کٹ وغیرہ میں جاکر لگایا۔ ۱۹۲۱ کی شورش کے زمانہ میں ہزاروں ہندو جبراً مشرف بہ اسلام کئے گئے تھے۔ ان میں سے دو ہزار سے زیادہ بعد پرشچیت کرانے کے آریہ سماج نے انکی برادریوں میں شامل کرادئے لیکن مجھے معلوم ہوا کہ سات آٹھ سو ہندو (جن میں اچھوتوں کے علاوہ نائر بھی شامل ہیں) ابتک واپس نہیں آئے۔ ان میں سے دو تین نائر نو مسلم مجھے ملے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ اچھوت تو شاید مذہب کی طرف لوٹنا نہ چاہیں۔ لیکن نائر لوٹنا چاہتے ہیں۔ مگر مسلمان مولویوں کی دھمکی سے ڈرتے ہیں۔ انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ اگر اب مرتد ہوگئے۔ تو انکو قتل کردیا جائیگا جب میں نے انہیں یقین دلایا۔ کہ اس کی رکھشا ہوسکیگی۔ تو انہوں نے سر ہلایا اور کہا۔ مولیہ ہمکو سمندر میں چھپنے پر بھی نہ چھوڑینگے"۔

میں مسلمان سیاسی لیڈروں سے عموماً اور حکیم محمد اجمل خاں صاحب۔ ڈاکٹر مختار احمد انصاری۔ مولٰنا شوکت علی۔ مولانا محمد علی۔ مولٰنا ابو الکلام آزاد سے خصوصاً درخواست کرتا ہوں کہ وہ کھلے الفاظ میں بحوالہ قرآن وحدیث اعلان کردیں کہ قتل مرتد کا حکم حضرت محمد صاحب نے صرف جنگ کے لئے دیا تھا۔ اس وقت اس حکم کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر مولٰنا عبدالباری صاحب کی تحریر سے جو زہر پھیل چکا ہے۔ اس کا بھی انسداد ہوسکے گا۔ دہلی کی گذشتہ بقرعید پر فساد کے دوران میں ہندوؤں پر "کافر، کافر" کا نعرہ لگا کر ہی حملے کئے۔ اور ہندو و مندر کو ناپاک کرنا قصابوں نے بھی اپنا محمدی فرض اولا سمجھا۔ اس بار جہاں کہیں بھی مسلمانوں کی طرف سے فساد شروع ہوا۔ وہاں بغیر کسی اشتعال کے سب سے پہلے ہندوؤں

اور دیو مورتیوں کو بھرشٹ کیا گیا۔ او دکھیر علی! علی! کے نعروں سے کافروں کو قتل کیا گیا یہ سب نتیجہ مولانا عبدالباری کے فتوے کا ہے۔ اس کے برخلاف حکمت عملی سے جتنے ہندو بچے گائے کا گوشت کھلا کر اور ہر طرح سے اکیلے دکیلے کو دھمکا یا پھسلا کر مشرف بہ اسلام کئے جاتے ہیں۔ وہ سب مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی فاطمی دعوت اسلام اور اس کے ضمیمہ کی برکت ہے۔ پس جس حد تک باری صاحب صاف دل بچے ہیں۔ اسی حد تک نظامی صاحب پیچیدہ دل بچے ہیں۔

اگر نظر عمیق سے دیکھا جاوے تو ماننا پڑیگا۔ کہ جو نظارہ مسلمان جہلا کی طرف سے ہندو دیو مندروں کو بھرشٹ کرنے اور عام طور پر ہندوؤں کو قتل اور زخمی کرنیکا نصف درجن سے زیادہ مقامات میں امسال دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی تہ میں مولانا عبدالباری کا ہی یہ فتویٰ ہے۔ محمدی اخباروں کے ذریعہ سے گلستاں کی اس حکایت کی خاص طور پر اشاعت کی جارہی ہے۔ جو ایک حدیث کی بنیاد پر یہ تلقین کرتی ہے کہ پیدائش سے سب مسلمان ہیں۔ لیکن والدین کے اثرات سے یہودی۔ نصرانی یا مجوسی بن جاتے ہیں۔ اس حدیث میں جو لفظ فطرت آتا ہے۔ اس کے معنی مسلمان کیا جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ حسن نظامی اور باری صاحب سوائے مسلمانوں کے اور کسی کو حق تبلیغ کا نہیں سمجھتے۔ حسن نظامی کی رائے تو ’’داعی اسلام‘‘ کی نقل کے اندر دیکھیئے۔ مولانا عبدالباری کی رائے انکے کھلے خط کے اقتباسات سے دکھاتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ

تبلیغ اسلام کے لیے ہر ذریعہ

استعمال کرنے لئے وہ تیار ہیں اور کسی دوسرے مذہب والے کو حق تبلیغ دینا گوارا نہیں کر سکتے۔

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۱) میں تو سوائے دینِ حق اسلام کے کسی باطل دین کی دعوت کو کسی کا بھی حق نہیں سمجھتا ۔ ۔ ۔ ۔ ہنود و معاہدین سے میرا کوئی اسوقت تک عہد شکنی کا ارادہ نہیں جبتک کہ وہ خود شکنی نکریں ۔ مگر انکے وہ افراد جنہوں نے ارتداد کے فتنہ میں حصہ لیا ہے ۔ وہ من حیث الاشخاص حربی ہو گئے ۔ اور انکے احکام معاہد کے احکام نہیں رہے جبتک وہ اس امر کو نہیں چھوڑیں گے ۔ ۔ ۔ سانپ اور بچھو اگر ہمکو نہیں کاٹتے ہیں ۔ اور زہریلے ہیں تو ہمیں اختیار ہے کہ ہم انھیں نہ ماریں ۔ مگر مرتدین کے بارہ میں ہمکو اختیار نہیں ہے کہ ان سے مصالحت کریں ۔ ۔ ۔ (صفحات ۱۲ و ۱۳ ۔)

(۲) مذہب میں اتحاد کی صورت یہی ہے کہ تمام دنیا مسلمان ہو جائے ۔ خدا کرے وہ اتحاد ہو ۔ باقی رہا سیاسی اتحاد اسکو ہم نے اسی قدر دیکھ لیا ہے کہ وہ اتحاد مذہب کی رو سے جائز ہے ۔ (صفحہ ۳۸ سطر ۶ و ۷)

عیسائیوں سے صلح ہو سکتی ہے ۔ ہندوؤں اور یہودیوں سے ہم مصلحت کر سکتے ہیں بلکہ سانپ اور بچھوؤں سے بھی اتحاد ممکن ہے ۔ مگر مرتدین اور ارتداد کی کوشش کرنیوالوں سے مصالحت کسی طرح ممکن نہیں ہے ۔ یہ بلائے بے درماں رفتہ رفتہ ادھر کی طرف بڑھ رہی ہے ۔" (صفحہ ۴۴)

پادری صاحب بھول جاتے ہیں کہ عیسائی ایک سو برسوں سے ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کو بھی کرسچین یعنی مرتد بنا رہے ہیں ۔

(۴) مرتد اور موید ارتداد سے اور مجھ سے صلح نہیں ہو سکتی ہے ۔ یہ ناقابل تدارک امر ہے میں سوائے مسلم کے کسی کو اس کا حقدار نہیں سمجھتا ۔ کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور لوگوں کو دعوت دے ۔ اسواسطے کہ میں سوائے اسلام کے کسی مذہب کو قابل عمل اعتقاد نہیں کرتا ہوں ۔ مگر میں ایک منٹ کیلئے بھی اسکو پسند نہیں کر لوں تو اپنے ایمان میں مجھے شبہہ ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک ۔ چاہیے مسلمان عربی نسل ہو یا عجمی النسل یا ہندی نژاد کسی مسلمان کو مرتد کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ۔ بر امکانی طاقت سے ہمکو روکنا چاہیے ۔ اگر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ابنا نگر نگیے تو مسلم رہنا ہمارا معلوم ہے،، (صفحہ ۴۴۶)

اس وقت چھری - لاٹھی - شہوت پرستی - لالچ - فریب - غرضیکہ ہر امکانی حماقت سے اسلام کی ترقی کی تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہیں -

(۵) ہم کسی ایسے سوراج کو حاصل نہیں کر سکتے جسمیں ہمارا مقصد حاصل ہو - اور کسی ایسے اتحاد کے حامی نہیں ہیں جس سے ہمارے مذہب کو کوئی فائدہ نہو بلکہ نقصان ہو ہم مسجد پر اپنے مکان کو قربان کر سکتے ہیں - مگر مسجد و مکان دونوں کو ہندوستان پر قربان نہیں کر سکتے ... ہم سچے مسلمان ہیں - اور اسلام کے لئے ہر امر کر سکتے ہیں،، (صفحہ ۴۴۷)

(۶) ہم ارتداد کی تحریک کچلنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے - اور اس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں - میں کسی بدنامی سے نہیں ڈرتا ہوں - میں صاف عرض کرتا ہوں کہ ہر تحارب و عدو یہانتک کہ انگریزوں سے بھی صلح ہو سکتی ہے - بلکہ سانپ اور بچھوؤں سے صلح ہو سکتی ہے - لیکن مرتدین اور موئدین ارتداد سے صلح نہیں ہو سکتی ہے - حقیقۃً ہم ہندو مسلم اتحاد سے اس تحریک کو بالاتر سمجھتے ہیں - اور اسے اپنے دائرہ اتحاد سے ہمیشہ باہر سمجھتے ہیں - ہماری خواہش صرف یہی نہیں کہ مرتد پھر مسلمان ہو جائیں - بلکہ ہم تو تمام ہندوؤں کو مسلمان ہونیکی دعوت دیتے ہیں بلکہ عالم کو جو مسلمان نہیں ہیں - دعوت اسلام دیتے ہیں - اور کسی مذہب کی دعوت کو سننا نہیں چاہتے ہیں،، (صفحہ ۴۴۸)

کوکوناڈا کے خطبۂ صدارت میں مولانا محمد علی نے شکایت کی - کہ ہندو اصحاب اپنے دھرم کی دعوت دیگروں کو نہیں دیتے - حکیم محمد اجمل خاں اور ڈاکٹر انصاری نے پبلک جلسوں میں اقرار کیا کہ ہندوؤں کو ہندو ازم کی دعوت مسلمانوں کو دینے کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مسلمانوں کو دعوت اسلام دینے کا - مولانا ابو الکلام آزاد نے مجھ سے کہا کہ تیرہ سو برس کے خاندانی سید کو بھی اگر آریہ سماجی اپنے مذہب میں کھینچ لیں - تو وہ ان کا حق سمجھیں گے - مگر مولانا عبد الباری کا مذکورہ صدر دعویٰ ناظرین کے سامنے ہے - اس دعوے کی موجودگی

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں ہندو سماج کس طرح اطمینان کی نیند سو سکتا ہے جبکہ مسلمان اور ہندو لیڈروں کی طرف سے کہا گیا ہے۔ کہ مولانا عبد الباری کی کون مسلمان پرواہ کرتا ہے۔ اُن پر لکھنؤ میں کون اعتبار کرتا ہے۔؟ لیکن مسلمانوں کے اپنے مہاتما گاندھی جی انہیں "خدا کا صاف دل بندہ" اور سچا دشمن بتلا رہے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ سوائے چند فہمیدہ مسلمانوں کے۔ کروڑوں مسلمان مولانا باری اور ان کے ہمخیال علماء و مشائخ کے پیچھے بھیڑوں کی طرح اندھے وشواش کے ساتھ چل رہے ہیں۔ تب مہاتما گاندھی کے منظور نظر باری صاحب کی تحریروں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور جبتک انکا زہریلا اثر دور نہ ہو جائے ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد بالو پر سمجھی جائیگی۔

باری صاحب کی سچائی کا امتحان

لکھنؤ کے ایک نامہ نگار کے جواب میں مہاتما گاندھی لکھتے ہیں "میں نے اُسے (مولانا عبد الباری) کو جھوٹا نہیں پایا۔" آئیے۔ باری صاحب کی اپنی تحریر سے اس امر کا فیصلہ مہاتما گاندھی اور انکے نامہ نگار کے درمیان کر دیا جاوے۔!

جناب محمد علی صاحب پہلے مسٹر محمد علی کہلاتے تھے۔ یہ امر واقع ہے۔ کہ محمد علی صاحب عربی کے فاضل نہیں ہیں۔ میں انکے اقبال سے جانتا ہوں۔ کہ وہ اتنی فارسی بھی نہیں جانتے کہ ایک صحیح خط اس زبان میں لکھ سکیں۔ سال ۱۹۲۱ء کے اپریل میں محمد علی صاحب کے ایک خط کا چرچا ہوا تھا۔ جو بیان کیا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے ہز میجسٹی سلطان امیر کابل کو لکھا۔ مجھے بتلایا گیا تھا۔ کہ وہ خط سر تیج بہادر سپرو سے وائسرائے نے پڑھوایا تھا۔ میں نے اسکی نسبت اعلان کیا تھا۔ کہ گورنمنٹ اس خط کا عکس چھپوا دے تاکہ جمہور ہند کو فیصلہ کرنے کا موقع ملے۔ کہ وہ خط جعلی ہے یا اصلی اس کے بعد۔ محمد علی صاحب مجھے الہ آباد جاتے ہوئے ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ خط کس زبان

میں بیان کیا جاتا ہے ؟ - میں نے جواب دیا "فارسی میں" مولٰنا محمد علی نے جواب دیا " تب وہ خط ہرگز میرا نہیں ہو سکتا - کیونکہ مجھ میں فارسی میں خط لکھنے کی لیاقت نہیں ہے"

مسٹر محمد علی کی اس لیاقت پر جو انہیں مولٰنا عبد الباری صاحب کی طرف سے "مولٰنا" کا خطاب دیا گیا - لوگوں میں چمیگوئیاں ہونے لگیں - اس پر کان پور کے مدرسۂ الٰہیات کے جلسۂ تقسیم اسناد پر تقریر کرتے ہوئے مولٰنا عبد الباری صاحب نے اپنا ڈیفینس پیش کیا - وہ تقریر بجنسہٖ زیر بحث کھلے خط میں چھپ گئی ہے - اسکے صفحہ ۳۵ پر درج ہے -

بھائی مولٰنا محمد علی کو فرنگی محل سے جو سند "مولٰنا" کی ملی وہ اسی فرض تبلیغ کی انجام دہی کا شکریہ تھا - امرتسر (کانگریس) کے جلسہ میں جبکہ تمام سر برآوردہ ہند ولیڈر موجود تھے - ایک ایک کا نام لیکر انہوں نے تبلیغ اسلام کی یہانتک کہ وائسرائے کو اور بتوسط لارڈ چیمسفورڈ کے جارج پنجم کو بھی انہوں نے دعوتِ اسلام دی - یہ فرض اصلی علماء کا تھا - اس فرض کو جب اُنہوں نے اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیا تو ہمارے یہاں سے بھی اُن کو اعلیٰ خطاب اس منصب کا پیش کیا گیا"

یہ تھی وجہ مسٹر محمد علی کو مولٰنا محمد علی میں تبدیل کر دینے کی جیسے خدا کے صاف دل بچے باری صاحب کی یہ تحریر پڑھ کر حیرانی ہوگئی - امرتسر کانگریس کی استقبالیہ کمیٹی کا میں صدر تھا - ہر وقت ہر کام کے موقع پر موجود رہتا تھا - میرا نام لیکر تو کسی نے تبلیغ اسلام نہیں کی تھی - میں نے سمجھا کہ تو کب سے سر برآوردہ لیڈر بنا جو تجھ سے مخاطب ہو کر کیوں تبلیغ اسلام ہوتی ؟ میں نے صدر کانگریس امرتسر تیاگ مورتی پنڈت موتی لال جی نہرو سے پوچھا - زندہ دل پنڈت جی کھل کھلا کر ہنس دیے

کیا خبط ہو گیا ہے۔ جب باری صاحب کی تحریر کا حوالہ دیا تو بولے کہ ان سے محمد علی صاحب نے ایسی بات ہی کبھی نہیں کی۔ پھر ویش بندھو۔ چترنجن داس پنڈت نرسنگھ چنتامنی کیلکر شری ئیت وٹھل بھائی پٹیل کس کس لیڈر کا نام لکھوں غرضیکہ جس سے پوچھا نفی میں جواب ملا۔ تو میں نے مہاتما گاندھی جی سے پوچھا۔ جب ان کا جواب بھی نفی میں ملا تو میں نے مہاتما جی سے درخواست کی۔ کہ اگر مولنٰا محمد علی نے مولانا عبدالباری سے ایسا نہیں کہا۔ اور ممکن نہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ بناوٹ کر لی ہو تو انہیں اپنے پیر و مرشد مولنٰا عبدالباری فرنگی محل کی تردید چھپوا دینی چاہیئے۔ مہاتما جی کو یہ بات نہ جچی۔ جیسے کہ اور باتیں۔ انہیں اپنے منظور نظروں کے برخلاف نہیں جچا کرتیں۔ انہوں نے اس پر کچھ کارروائی نہیں کی نہ اب کرنیکو تیار معلوم ہوتے ہیں میں اب بھی کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ غلط ہے۔ کہ محمد علی صاحب نے مولنٰا عبدالباری سے کوئی ایسی گفتگو کی۔ تو اس امر کے اظہار کے بعد مولنٰا موصوف کی اس بدعملی کو طشت از بام کرنا چاہیئے۔ اور اگر محمد علی صاحب سے ایسی غلطی ہوئی ہے۔ تو انکو بھی واضح طور پر اس کا کفارہ کرنا چاہیئے۔ مگر مجھے یہی اطمینان ہے۔ کہ یہ سب باری صاحب کی کارستانی ہے۔

اور ایسی حرکت کا ان سے سرزد ہونا ناممکنات سے نہیں ہے۔ مہاتما گاندھی لکھتے ہیں میں نے اس (مولانا عبدالباری) میں کوئی مکر نہیں پایا۔ وہ اکثر بلا سوچے بول دیتا ہے۔ اور اپنے بہتر سے بہتر دوستوں کو بھی حیران کر دیتا ہے.... جو وہ کہتا ہے کہ اس وقت کے لئے اس کا وہی مطلب ہوتا ہے.... حاصل کلام یہ کہ مہاتما گاندھی باری صاحب کو صاف دل۔ جلد باز۔ دیوانہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میں نے انکے نسخے "کہلاخط"، کے اندر "دیوانہ بکار خویش ہوشیار"، پایا۔ اور انہیں اپنا الّو سیدھا کرنے میں چسپت و طاق محسوس کیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فتنہ ارتداد پر لکھتے ہوئے آپنے بائیس کروڑ ہندوؤں کو آریہ سماجیوں کے برخلاف بھڑکانے اور انہیں انکے مفاد سے گرانے کی کوشش کی ہے۔ اگر میرے ناظرین اس اقتباسات کو بغور پڑھیں گے جو میں آگے پیش کروں گا۔ تو انہیں معلوم ہوجائیگا۔ کہ آریہ سماجیوں کے برخلاف مہاتما گاندھی کے جذبات بھڑکانے کی تمہید کہاں سے شروع ہوئی۔ اگر یوں کہیں کہ اس بارے میں مولنا عبدالباری صاحب نے بھی نظامی صاحب کے نسخہ کی خوشہ چینی کی ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

سارا قصور آریہ سماج کے سر تھوپنے کی کوشش

اس امر کا اظہار کرتے ہوئے۔ کہ انگریز اس وقت مسلمانوں کو قربان کرنے میں ہی اپنا فائدہ سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں پر دوہرے حملہ کا ذکر کرکے باری صاحب لکھتے ہیں،،

"ہندو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان کے لئے اس وقت سے بہتر اپنے فوائد حاصل کرنے کے لئے کوئی دوسرا وقت نہیں ہوسکتا۔ ملک میں کثرت انکی ہے۔ ایک طرف سیاسی جماعت ہمارے سیاست دان افراد کو ہضم کر رہی ہے۔ اور دوسری طرف آریہ سماج مذہبی رنگ میں ہمارے بھائیوں کو خذب کر رہی ہے" (صفحہ ۳۰)

پھر ۱۹۱۶ء کے وقت مسلمانوں کی چوک بتلا کر (جسکی اصلیت میں نے ملیدہ مسلم کی کہانی میں بخوبی ظاہر کردی ہے) اور پنڈت مالویہ جی پر حکومت کے ساتھ جوڑ توڑ کا بہتان لگا کر لکھتے ہیں،،

(۲) ہنرد ھنانند نے ایما اور اشارہ سیاست سے پاکے میدان شدھی میں قدم ڈالدیا،، (صفحہ ۳) یہ اسی الزام کا اعادہ ہے جو نظامی صاحب نے زیادہ

CC-0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

واضح طور پر لگایا تھا۔

(۳۳) اب میری بدبختی سنئے۔ کہ میں نے مولاتیوں کو نہ صرف اپنی مجلسوں سے بے رخی سے نکالا۔ بلکہ عوام کو ان سے ایسا بیزار کر دیا۔ کہ اب ہمارے ان بھائیوں کو سوائے گوشۂ عافیت اور حکومت کے گہوارہ کے کہیں امان نہیں.....

یہ فتنہ ارتداد کچھ معمہ نہیں رہا ہے۔ شردھانند صاحب کے لیکچروں سے جو لکھنؤ میں ہوئے۔ جو عام دلچسپی کے ہر طبقے اور ہر مشرب کے ہندوؤں نے دکھائی ہے اور جس طرح انکی صدا پر لبیک کہی گئی ہے۔ وہ ہمارے لئے تازیانہ عبرت ہے........ ہندوستانی تہذیب کو جس شے نے سیلاب سے بچایا تھا۔ وہ یہی سناتن دہرمیوں کا اصول چھوت چھات اپنے مذہب کی روک تھام تھی۔ یہ پہلی سیڑہی ہے۔ میرے نزدیک آریہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ یہ آریوں کا اثر سناتن دہرمیوں میں آنا ان کی حفاظت کو توڑ دینے والا ہے۔ مگر یہ سب مسلمانوں کو فائدہ بخش اسی وقت ہوگا۔ جب وہ فائدہ اٹھانا چاہیں۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہوں" (صفحہ ۵۴ و ۵۵)

کیا شردہانند جی کا فعل ہندوؤں کا فعل ہے۔؟ جہاں تک ہندوؤں سے ہمکو معلوم ہوا ہے۔ وہ نہ تو ہندوؤں کے قایم مقام ہیں۔ نہ کسی بڑی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔۔ وہ اپنے کو آریہ کہتے ہیں۔ جن کی تعداد اب بھی بہت تھوڑی ہے...... اگر یہودی مسلمان ہوسکتے ہیں تو عیسائی اور یہودی اور مسلمان سب مسلمان کہے جاسکتے ہیں۔ تو آریہ بھی ہندو کہے جانے کے مستحق ہیں۔ (باری صاحب کو معلوم نہیں کہ اس وقت بودھ اور پارسی بھی اپنے آپ کو آریہ ہندو سمجھنے لگ گئے ہیں)۔ .... تمام مروجہ مذاہب کے مقابل وہ (آریہ) ایک جماعت قایم کر رہی ہے۔ جس کو میں لا مذہب جماعت کہہ سکتا ہوں

ہندوؤں سے بھی اتنے ہی وہ متغار ہیں۔ جتنے مسلمانوں سے (اس دعوی کی تصدیق کے لئے کاشی سے دیو ستہابتر لیجئے) .... دیکھنا یہ ہے کہ سناتن دہرمی اور جینی سب ملکر مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہین (اگر لڑنے سے آپ کی مراد بھٹکے ہوئے ہندو بھائیوں کو ہندو سماج مین واپس لانے سے ہے۔ تو سناتن دہرمی اور جینی ہر روز ہر جگہ کر رہے ہین) یا صرف سنرد ہانند جی اور اُن کی جماعت جیسا کہ تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ صرف آخر الذکر جماعت کے یہ کرشمے ہین۔ اور دوسرے فرقہ کے ہندو اور مسلمان اگر حصہ لے رہے ہین تو اُن کی یہ غلط فہمی ہے۔ یا کوئی محرک ہے جو اُن کو اپنے دہرم اور مذہب کے خلاف ابھار رہا ہے (صفحات ۱۵ اور ۱۶)

(۵) ہمارا فرض ہے ایک قلیل جماعت، آریہ کی تحریک جو سنگٹھن کے ذیل مین ہندو مسلم اتحاد کو فنا کرنا چاہتی ہے اُس کے دبانے کی پوری فکر کرین۔ اور دیگر ہندو اقوام سے اس بہتر کام مین مدد لین۔ ہم کو یقین ہے کہ وہ ضرور ہماری مدد کرین گے"۔ (صفحہ ۱۶) پھر دیر کیوں کر رہے ہیں۔ سناتن دہرم کے شنکراچاریوں سنیاسیوں اور ودوان پنڈتوں کی مدد لے کر فتنہٗ ارتداد کے قلعہ کو چکنا چور کر دیجئے۔

(۶) "آریہ سماج میرے نزدیک لامذہبی کا نام رکھ لیا گیا ہے۔ .... مجھکو اس وقت اُن کے مذہب کی تردید مقصود نہیں ہے۔ یہ بتانا ہے کہ مقصود اُن کا نہ تو توحید ہے نہ اطاعت آلہیٰ بلکہ مذاہب سمائیہ سے آزاد ہونا اور رسولوں سے انکار کرنا چاہتے ہین.... زمانہ مین دہریت کی ہوا چل رہی ہے۔ نام کو مذہب رکھکر دہریت کا لطف اٹھانے کی صورت آریہ سماج نیچریت لئے ہے" (صفحہ ۱۸)

(۷) مقابل ہمارے جماعت ہندوؤں کی نہ سمجھی جائے۔ بلکہ صرف آریہ کے وہی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اشخاص مقابل رکھے جائیں جنھوں نے پیام جنگ دیا ہے۔ اگر احتیاط سے کام لیا گیا تو ہندو مسلم اتحاد میں بھی متزلزل نہ ہوگا۔ اور فتنۂ ارتداد کا بھی انسداد ہو جائے گا۔" (صفحہ ۲۹)

ان اقتباسات پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ایک بات واضح ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ مولانا عبدالباری کے سر پر سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے کہاتے پیتے آریہ بھوت سوار رہتا ہے اور اسی کو وہ مسلمانوں کے لیئے ہوا بنانے چاہتے ہیں۔ اس سے آریوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔ الٹا محمدی جماعت کے اندر غیر ضروری کہلبلی مچ جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ جس طرح افغانستان کی مائیں اپنے بچوں کو ہری سنگھ نلوہ کا نام لیکر چپ کرایا کرتی تہیں۔ ہندوستان کی مسلمان دیویاں بھی آپ جیسوں کی بہکاوٹ میں آکر آریہ نام سے بچوں کو ڈرایا کریں۔

آریہ سماج کے پرانے مہربان

دکھائی دیتے ہیں۔ باری صاحب۔ چنانچہ مدرسہ الٰہیات کانپور میں تقریر کرتے ہوئے آپنے مسلمان والدین سے اپنی اولاد تبلیغ اسلام کے لیئے پیشکش کرنیکے واسطے اپیل کرتے ہوئے فرمایا "آپ لوگ اپنی ایسی اولادوں کو دیجیے کہ جن کی جسمانی حالت اچھی ہو۔ صحیح ہوں۔ ہشاش۔ بشاش ہوں۔ گروکل کے پہلوانوں سے مقابلہ کر سکیں۔ ابھی تک تو بیچارے علماء ہم ایسے چند قد و قامت کے ہیں کہ اگر بعض آریوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں تو تلاش کرنے کی ضرورت پڑ جائے (صفحہ ۱۴)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کے برخلاف مسلمان رؤسا کی سازش مدتوں سے گھتی جا رہی تھی۔ اسکا بھنڈا خود مولانا عبدالباری صفحہ ۶ ہم پر اسطرح پھوڑتے ہیں فتنۂ ارتداد اور اس کا خط ہمارے پیش نظر تہا۔ یادش بخیر جناب راجہ صاحب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

محمود آباد اور سر آغا خاں بالقابہم سے ہم سے قبل از جنگ یعنی سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے اس میں بارہا مکالمہ ہوا تہا مگر وکل کو ملاحظہ کرنے کی تاکید راجہ صاحب نے مجھ سے کی تھی میں اسپر مستعد بھی تہا۔ راجہ صاحب نے مجھ سے یہ بھی وعدہ ہوا تہا۔ کہ جن حضرات کا کام ہی اس خطرہ کا انسداد ہے اُنسے ملاقات کی جائے۔ یعنی مشایخ صوفیہ سے یہ بھی اُن کا اور میرا ارادہ تہا۔ بلکہ کیا عجب ہے کہ سر آغا خاں بھی شرکت فرماتے کہ ایک دورہ حضرات سجادہ نشیناں درگاہ اکابر اور مشائخ طریقت کو توجہ دلائی جائے اسکے لئے ہر دو صاحبان نے کافی مدد کا بھی وعدہ کیا تہا۔ یہی نہیں کہ ہمارے سب کے یہ خیالات پہلے تھے اور اب نہیں رہے۔ بلکہ سر آغا خاں کی توجہ اظہر من الشمس ہے اور سر راجہ محمود آباد کے خیالات مجھے معتبر حضرات سے معلوم ہوا ہے۔ پہلے کے ایسے ہی ہیں بلکہ جسقدر خطرہ بڑھ گیا ہے اُسی قدر اُن کی توجہ بھی زائد ہوگئی ہے۔ اب رہ گیا میں تو میں ان دونوں کیساتھ اپنا ذکر کرنا اپنی تعلی سمجھتا ہوں۔ تاہم عرض کرتا ہوں کہ اپنی بساط بھر میں بھی حاضر ہوں ؛۔

ناظرین حسن نظامی صاحب کی سر آغا خاں اور علماء و مشائخ اسلام کیساتھ رہی سرگوشیوں اور سجادہ نشینوں پیروں کیساتھ کانا پھوسیوں کو اگر مولانا عبید اللہ کی بہت پرانی سازش کیساتھ جوڑ دیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو سماج کی رکشا کے لیئے جو جدوجہد آریہ سماج نے کر رکھی تھی وہ متعصب مسلمانوں کے دلوں میں خار کیطرح چبھ رہی تھی۔ وے جانتے تھے کہ آریوں کی لگاتار ہے کوشش ہندو سماج کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں کامیاب ہوگی۔ اور پھر محمدی جماعت کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے جسطرح آغا خاں کو گپتیوں کو پھر ہندو میں تبدیل کرنا پڑا اُسی طرح اس گہری سازش کا بھی پردہ فاش ہوگیا۔ اب ہندو سماج کو پھر سے مورچہت کر دینا ان اصحاب کی طاقت سے باہر ہے ہندو اب سمجھ گئے ہیں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ اُن کا گھر لٹا جا رہا ہے۔

عیسائیوں نے ایک طرف اور مسلمانوں نے دوسری طرف اُنکے لخت جگروں کو مدتوں تک اُن سے علیحدہ کیا۔ اب بچھڑے ہوئے بھائیوں کو از سرِ نو گلے لگانا چاہیئے۔ اور جو چھینے جا رہے ہیں۔ اُن کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اگر سچ مچ مسلمان رؤسا، علماء، مشائخ اور سجادہ نشینوں کا جنگ آریوں سے ہی ہے تو ہر بقر عید اور محرم کے فساد مین ہندوؤں کے دیو مندروں کو کیوں بھرشٹ کیا جاتا ہے؟ ہندو دیویوں کی عصمت دری اور ہندو مرد و زن بچوں کو کیوں قتل کیا جاتا ہے؟ ہندو دُنیکے گھر ہی کیوں لوٹے جاتے ہین۔

آخری کلمے

(۱) خواجہ حسن نظامی نے مہاتما گاندھی کی تحریر مندرجہ اُن کے بیان مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۴ء (ینگ انڈیا) کو پڑھ کر داعی اسلام کے تیسرے ایڈیشن مین بہت سی نامناسب ہدایتین نکالدینے کا اظہار کرتے ہوئے اقرار کیا کہ مہاتما موصوف جو کچھ اُس کتاب سے نکالدینے کے لیئے اور کہین گے وہ بھی نکالدیئے جائین گے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب بذاتِ خود مہاتما گاندھی جی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور استدعا کی کہ مہاتما جی اُن کو اس بات کا سرٹیفکیٹ دیدین کہ اُن کی محرک وجہ خراب نہ تھی اُسوقت مہاتما جی کا مَون برت تہا۔ لیکن بعدہٗ ۲۶ جون کے ینگ انڈیا مین مہاتما جی نے لکھا۔ "باوجود خواجہ صاحب کے خراب محرک وجہ سے انکار کے وہ پمفلٹ جس کا اصل مین نے پڑھا اُس معنی کا اظہار کرتا ہے۔ جو مین نے اُس کے لیئے ہیں۔ جن مسلمان دوستوں کو مین نے وہ پمفلٹ دکھلایا۔ وے میری تعبیر کے ساتھ اتفاق کرتے ہین۔ اس لیئے یہ کافی نہیں ہے کہ میرے کہنے پر وہ میرے اشارے کیمطابق اپنے پمفلٹ کی ترمیم کر دین گے۔ اُن سے تقاضا اِس بات کا ہے وہ اپنے خیال کی غلطی کو خود دیکھین۔ اور قبول کرین کہ انہوں نے قابلِ اعتراض تدابیر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تبلیغ کی ہدایت دے کر واقعی اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ اُس لیئے اُن کو اسلام کی خوبیوں کی روشنی میں اُس پمفلٹ پر اصلاحی نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

مجھے معلوم ہوا کہ جب مہاتما گاندھی جی پچھلی دفعہ دہلی میں آئے تو ۲۰ ویں اگست کی رات کے وقت اُنسے نظامی صاحب پھر ملے اور اِس بات کے لیئے آمادگی ظاہر کی کہ اگر مہاتما گاندھی جی کہیں تو باقی سب جلدوں کو وہ جلا دیں گے۔ اثنائے گفتگو میں نے مہاتما جی سے کہا تھا کہ باقیماندہ جلدوں کے جلانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔" داعی اسلام" کا پہلا ایڈیشن ہاتھ میں لے کر جو لاکھوں مسلمان اُس کی تعمیل کر رہے ہیں اُنکے دل سے بُرائی تب دور ہوگی۔ جب خواجہ حسن نظامی صاحب اپنی غلطی کو تسلیم کریں۔ اور پہلی ہدایتوں کے اندر ترمیم کرتے ہوئے مسلمان عوام کو گمراہی کے گڑھے نکال دیں۔ اگر نظامی صاحب اپنے گناہ کا یہ کفارہ کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں تو پھر اُن کو خاموش ہو جانا چاہیئے۔ دین دار مسلمان خود بخود اُن کی غلطی کو طشت از بام کریں گے۔ اور اسلام کو اُن کے لگائے ہوئے کلنگ سے آزاد کرائیں گے۔ میں تو خواجہ صاحب کو یہی رائے دوں گا کہ وہ اپنی غلطی کو علانیہ طور پر تسلیم کر کے ہندو مسلم اتحاد کے راستہ سے ایک روڑا الگ کر دیں۔

(۲) مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محل سے میری استدعا ہے کہ لمبی چوڑی تفسیروں سے کنارہ کشی کر کے صاف الفاظ میں مسلمان جمہور کو سمجھاویں کہ اُن کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان دوسرے مذہب میں داخل ہے اُنہیں تین دن کی مہلت دے کر اگر وہ اسلام کی طرف نہ لوٹے تو مسلمان قتل کر دیا کریں۔ اگر بقول مہاتما گاندھی جی مولانا صاحب نے غصے میں آ کر اپنے دوستوں کو دقت میں ڈال دیا ہے تو اب مہاتما گاندھی کے ہی سرٹیفکٹ کے مطابق فوراً معافی مانگ کر اپنی بھول کا کفارہ کریں۔ اُن کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس وقت جو مناسب حرکتیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسلمان غنڈوں کی طرف سے عمل میں آکر اسلام کو بدنام کرا رہی ہین۔ جو خون ہو رہے ہین۔ مکان جل رہے ہین۔ دیو مندر ناپاک کئے جا رہے ہین اُن سب کے گناہ کا زیادہ نہیں تو آدھا پھل ضرور آپ کو بھگتنا پڑیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا منشا ہرگز یہ نہو گا کہ مسلمان مذکورہ صدر حرکتوں کے مرتکب ہوں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب آپ کے کلام کی ہی برکت ہے۔ یہاں ہندو مسلم کشیدگی دور ہو کر اتحاد کی قایمی کا ہی صرف سوال نہین ہے۔ یہاں سوال اسلام کے ماتھے سے یہ کلنگ کا ٹیکا مٹانیکا ہے جس کو آپ اسقدر پیار کرتے ہین۔ مہاتما جی پر آپ کو ابتک پورا اعتقاد ہے۔ تب اُس بزرگ ہستی کی پیروی کرتے ہوئے اپنی بھول کو کھلے دل سے قبول کیجیئے اور خدا کے صاف دل فرزند ہونے کا ثبوت دیجیئے۔

(۳) مسلمان سیاسی لیڈروں کا بھی فرض ہے کہ وے غیر مشتبہہ الفاظ مین اپنے ہندو بھائیوں کے اطمینان کے لیئے مولانا عبدالباری صاحب کی رائے سے اختلاف ظاہر کر دین۔ پھر اگر باری صاحب ادہر متوجہ بھی نہوں تو ہندو مسلم کشیدگی کی تلخی بہت کچھ دور ہو جائے گی۔

(۴) ہندو بھائیوں کو اُن کے موجودہ فرض سے میں اس تحریر کے دوران مین جگہ بہ جگہ تنبیہہ کر چکا ہوں۔ خاتمہ پر اُنہین صرف اسی قدر سمجھانا ہے کہ مسلمان ہی کیوں ویدک دہرم کے مطابق ساری دنیا کے دیگر مذاہب کے پیرو بھی سب ہمارے بھائی ہین۔ اُن مین جس کسی کے اندر کوئی مذہبی تعصب گھس کر اُنہیں بے سدہ کر دیتا ہے۔ وہ فعل اُن کا قابل نفرت ہے۔ لیکن انسان سب ہمارے بھائی ہین۔

وید مقدس مین تو یہاں تک ہدایت ہے کہ ہر ایک جاندار کو (انسان۔ حیوان وغیرہ سب) اپنا رفیق سمجھو۔ تب جو کچھ مصیبت تم پر بھائی کے اودّیا گرست ہونے کے باعث نازل ہو۔ اُسے شانتی اور ضبط سے برداشت کرو۔ گمراہ بھائی کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

راہ راست پر لانے کی غرض سے نہ کہ اُس سے بدلہ لینے کی غرض سے۔ اُس کو گناہ کرنے سے رو کو۔ مگر کسی بھی ترغیب میں پہنکر جواب ترکی بہ ترکی دینے کے لیئے تیار مت ہو جاؤ ۔

یہ جیسے کے ساتھ تیسے کا مسئلہ بڑا نازک ہے۔ کئی بھائیوں نے میرے سامنے اپنے دل کے پھپولے پھوڑ دیئے۔ اور کہا کہ ہندوؤں کو اُنہیں ہتیاروں سے کام لینا چاہیئے جن سے کہ کچھ جاہل اور متعصب آوارہ گرد مسلمان اسوقت کام لے رہے ہیں۔ مین نے ہر ایک بھائی کو ایک ہی جواب دیا اور وہ اس جگہ درج کر دیتا ہوں تاکہ اگر کوئی غصہ سے بہرا ہوا بھائی بھٹکنے لگے تو سنبھل جائے ۔

جواب یہ ہے۔ فرض کرو کہ ایک مخالف تمہاری بہو بیٹیوں کے سامنے ننگا ہوکر فحش گالیاں بکنے لگتا ہے کیا تم بھی اُس کی بہو بیٹیوں کے سامنے ننگے ہوکر فحش گالیاں بکنے لگ جاؤ گے؟۔

دوسری مثال۔ ایک مسلمان بدمعاش یہ خیال کرکے کہ اپنے ہندو برہمن ہمسایہ کی عورت کو بدکاری کے لیئے نکال کر وہ ہندو سماج کو داغ لگا دے گا۔ اُسے زبردستی اُٹھا کرلے جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ منھ کالا کرتا ہے۔ کیا اُس ہندو برہمن کو بھی اُس کا اُسیطرح سے جواب ترکی بہ ترکی دینا چاہیئے؟

دونوں تمثیلیں سُنکر میرے ہندو بھائی غور مین غرق ہو گئے۔ جو انسانی جامہ مین چھپا ہوا شیطان ایک پاک دامن دیوی کی عصمت دری کرتا ہے وہ خود پاپی بنتا ہے۔ اپنے آپ کو کلنکت کرتا ہے۔ اُس دیوی یا اُس کے پریوار یا اُس کی جماعت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا رہا۔

او! آریہ سنتان! آریہ ہندو دہرم کسی عقیدہ پر صرف ذہنی اعتقاد یا کسی خاص انسان پر ایمان لانے کا نام نہیں ہے۔ وہ سناتن دہرم ہے اور اس لیئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کی بُنیاد کرم کے انادی مسئلہ پر ہے۔ اپنے گورو اور اقتدار کو
سمجھو اور اپنے آچرنوں کی سریشٹتا سے ودہرمیوں کے فتح کرنے کی کوشش
کرو۔ بھگوان نے تمہیں چھ ہزار برسوں کی گراوٹ کے باوجود اب تک اس لئے
زندہ رکھا ہے کہ تم برہمچریہ۔ اہنسا۔ ستیہ اور نیائے کے عامل ہو کر کرم کرتے
ہوئے اور پہلے پہل کی یاچنا تیاگتے ہوئے سنسار کو بھر سے

تپ اور سوارتھ تیاگ

کا سبق پڑھا سکو۔ سنیاسی کا تم سے یہی انرودھ ہے۔ اور اگر تم اپنے
پرانے گورو کو یاد کر کے اس دہرم یگیہ میں شریک ہونے کے لیے تیار ہو گئے
تو ویدک سنیاسی اور سچے براہمن تمہاری رہنمائی کے لیے پرماتما کی پریرنا
سے آن کھڑے ہوں گے ہ

شردھانند سنیاسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اندھا اعتقاد اور خفیہ جہاد

دیباچہ

ہندو سماج کے اندر اسوقت اپنے سنگٹھن کا خیال زوروں پر ہے۔ ہندوؤں کے دُلفہیم اور دُور اندیش طبقے کے اندر یہ خواہش مضبوطی سے کام کر رہی ہے کہ جو اخراج کا دروازہ تعصب مذہبی کے باعث اُن کے بزرگوں نے کھول رکھا تھا۔ اوسکی حفاظت کیجائے اور جو داخلہ کے دروازہ میں سات تالے لگا کر اوسکے آگے پکی دیوار چن دیگئی تھی اوسکو گرا کر تالے کھولدئیے جائیں۔ مگر اندھے وشواس کی غلامی میں ہندو قوم نے اپنی قدرتی آزادی کو بالکل بھلا دیا ہے۔ ہندو اونچی ذاتوں کا اپنے بھائیوں کے ساتھ انسانیت سے گرا ہوا سلوک ان کو غیر مذاہب کے اندر دھکیل دیتا ہے اور پھر وہاں جاکر تجربہ سے ایسے تبدیل مذہب کرنیوالوں کی آنکھیں کُھلتی ہیں اور وے محسوس کرتے ہیں کہ

اب پچھتائے کا ہوت ہے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

اس رسالہ میں اُن خطرناک نتائج کا انکشاف کیا گیا ہے جو ایکمرتبہ محمدی مذہب کے دائرہ میں جانے سے ہندوؤں کے لئے مہلک منہ پھیلائے کھڑے ہیں اور دوسری طرف یہ دکھلایا گیا ہے کہ جن اونچی ذات کا غرور کرنیوالوں کی بدولت لاکھوں ہندو بھائی سچے دھرم کی سیدھی سڑک سے گمراہ ہو جاتے ہیں اونکا پاپ ہی ایسے بھائیوں کی گردن پر ہی رہیگا۔

شردھانند سنیاسی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوم

فصل اوّل

سیمیٹک مذاہب کی خصوصیت

تمہید اندھے اعتقاد یا کور ایمان نے دنیا میں جسقدر کہرام مچایا ہے اسقدر کھلے شاہی جنگ وجدال اور نمایاں مذہبی تعصبات کے حصے میں نہیں آیا۔ اعتقاد سچا اعتقاد (سنسکرت "شردّھا"۔ انگریزی فیتھ Faith) دہرم کی روح رواں ہے۔ بغیر شردّھا کے انسان دہرم کے میدان میں ایک قدم بھی آگے نہیں رکھہ سکتا۔ مگر اسی شردھا کا ناجائز استعمال انسانی جماعت کو دہرم کے گہرے گڑہے میں دھکیل دیتا ہے نفس یا خود پرستی ہے۔ اگر دیگر انسانوں کو اپنے قابو کرنے میں کامیاب ہو جائے تو مردم پرستی کی بنیاد ڈالدیتی ہے۔

دنیا کے بعض مشہور پیغمبروں نے دیگر انسانوں کو دہوکے میں ڈالنے سے پہلے اپنے آپ کو دہوکہ میں ڈالا۔ اور پھر اپنے اوپر اون کا اسقدر اعتقاد جماکہ کمزور دل جاہل دنیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کبھی اپنے پیچھے چلانے میں وے کامیاب ہوئے اور ایسا پیچھے چلایا کہ ان کے پیروں نے اپنا جسم اور دماغ اور جان و مال سب کچھ اپنے گرو یا پیر یا پیغمبر کے حوالے کر دیا۔

اسمیں شک نہیں کہ سچے و بارک رہبروں نے کبھی بھی انسان کو دھوکا نہیں دیا انھوں نے عوام کی کمزوریوں اور جذبات کا فائدہ اُٹھا کر اُن کے دماغوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ ان سب کو آزادی کی طرف لے جانے کے لیئے مائل ہوئے اور سچ مچ اون کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علم حق کی روشنی میں پہونچایا لیکن ایسے سچے رہبر بہت کم ہوئے ہیں اور پھر اون کے اس جہان فانی سے کوچ کرنے پر اون کے چیلوں نے عوام کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کیونکہ انسانوں کی کمزوریوں کا فائدہ بے اصولے ہوشیار آدمی ہمیشہ سے اوٹھاتے چلے آئے ہیں۔

دوگانہ تہذیب میں فرق

جہاں تک تواریخی کتابوں اور علم ادب کے لنسخون نیز مشاہدات سے پتہ لگتا ہے۔ دنیا میں انسانی جماعت کو دو بڑے حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی۔ (۱) آرین اور (۲) سیمٹیک۔ جس قدر مذاہب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں وے سب ایک یا دوسری تہذیب کی شاخیں ہیں آرین تہذیب میں سب سے پرانا ویدک دہرم۔ پارسی۔ بودھ۔ جین۔ پورانک ہندومت اور ان کی تمام شاخیں۔ سیمٹیک تہذیب کے پرانے نیچے تو اسوقت مفقود ہو چکے ہیں۔ لیکن یہودی عیسائی۔ محمدی مذہب ابتک زندہ ہیں اور ان کی بھی متعدد شاخیں ہیں جن کا مطالعہ بڑا ہی دلچسپ ہو سکتا ہے۔

آرین مذہب میں بھی اندھ وشواس یعنی اندھے اعتقاد کا راج رہ چکا ہے۔ اور تہذیب کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اب بھی ہے۔ لیکن اس اندھے وشواس کا نتیجہ لوٹ مار۔ قتل اور غارتگری عموماً نہیں ہوتا رہا۔ مگر جب سے محمدی مذہب کے ذریعہ سے سیمٹیک تہذیب کا ورود ہندوستان میں ہوا۔ تب سے آرین اور سیمیٹک تہذیب کے سمجھوتے سے یہاں پر بھی لوٹ مار مذہب کا ایک انگ بنگیا۔

ٹھگوں کا خونخوار فرقہ اسی راضی نامہ کا نتیجہ تہا۔ ٹھگ لوگ کالی کے اپاسک تھے کالی پوجا کا آغاز بھی مسلمانوں کی بادشاہت کے ساتھ ہوا ہے اور کالکا پوران بھی اُسی زمانے کی تصنیف ہے۔ یہ سنیکرت کے فاضل مسٹر کول بروک (Colebrooke) نے بھی مانا ہے۔ اون کی رائے ہے کہ جو تنتر اور پوران محمدی زمانہ میں تصنیف ہوے اون میں کالی پر انسانی قربانی کی بھینٹ چڑہانے کا ذکر آتا ہے کالی۔ درگا۔ وغیرہ کا ذکر ویدوں میں کہیں نہیں ہوسکتا۔

آرین اندھ وشواس کا نتیجہ

آرین اندھ وشواس کی جستجو کے لیئے جب ہم محمدی زمانے سے پہلے کے پورانوں کے اندر داخل ہوتے ہیں تو وہاں "تن اور دھن گوروجی کے ارپن" کا مسئلہ تو ملتا ہے۔ گورو بھگتی میں اپنے من کو بھی ارپن کر دینے کا پتہ تو چلتا ہے لیکن گورو کے حکم کی تعمیل میں قتل کرنیکی ہدایت کہیں نہیں ملتی اور نہ کہیں ایسی تمثیل ملتی ہے جہاں گورو نے چیلے کو دوسرے کے قتل کے لیئے اپنی اچھا شکتی سے پریرت کیا ہو۔ ایسی تمثیلیں اگر کہیں ملتی ہیں تو ہندوستان کے اندر محمدیوں کے داخلہ کے بعد۔ آریہ مذاہب میں اہنسا پرم دھرم سمجھا جاتا رہا ہے۔ ویدوں پر جو اشومیدھ اور نرمیدھ کے ذریعہ سے حیوانوں اور انسانوں کو قتل کر کے انکی بھینٹ چڑہانے کا کلنک مڑہا جاتا ہے۔ اسکی نسبت یورپین سنسکرت دانوں کا بھی یہ خیال ہے کہ وید منتروں کی یہ تعبیر پرانی نہیں ہے۔ بلکہ محمدی یورش کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے بعد کے تصنیف کیئے ہوئے پرانوں کے عالموں کی نئی تعبیر کا نتیجہ ہے۔ انکی رائے میں ویدک زمانہ کے اندر اشومیدھ یگیہ میں چھ سو پالتو اور جنگلی جانور معہ چڑیوں مچھلیوں اور کرموں کے کھمبوں میں باندھے جاتے تھے اور کچھ منتر پڑھکر انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اسی طرح نرمیدھ یگیہ میں ۱۸۵ مختلف اقسام کے آدمی گیارہ کھمبوں میں باندھ کر نارائن یگیہ کے منتر پڑھے جاتے اور پھر ہون کے پیچھے وے سب چھوڑ دیئے جاتے تھے۔

آرین تہذیب کے اہنسا دھرم کا پورا نشوونما۔ بدھ اور جین متوں کے اندر اب تک دکھائی دیتا ہے اور اس لیئے اُس تہذیب سے نکلے ہوئے سمپر دائنوں اور مذاہب میں وشواس کا ظہور بھی ہنسا سے رہت ضعیف الاعتقادیوں کی شکل میں ہوتا ہے۔

سیمیٹک اندھے اعتقاد کے خطرناک نتائج

لیکن سیمیٹک مذاہب کی بنیاد ہی تشدد کے اوپر رکھی گئی ہے۔ وہاں علم کے شجر کا پھل کھاتے ہی آدم او حوا بہشت سے نکالے جاکر زمین پر پٹکے گئے۔ بھائی نے بھائی کا خون پینا شروع کر دیا۔ جانور مار کر جب ہونے گئے تب اون کی خوشبو سے خداوند یہوواہ خوش ہوئے اور اس خوشی میں اُس نے اقرار کیا کہ آئندہ کبھی طوفان کے ذریعہ سے انسان کو تباہ نہ کرے گا وغیرہ وغیرہ۔

پرانا عہد نامہ سارا کشت وخون کی کہانیوں سے پُر ہے۔ اُنیس سو برس سے زیادہ گذرے کہ آخر کار جب ایک برہمچاری کا ظہور ہوا۔ اور اوس نے جانوروں کو مار کر قربان کرنے کی رسم کو دور کیا۔ اُس نے نفس کشی کا سبق یہودی قوم کو سکھانے کی کوشش کی۔ ایسا کیوں ہوا۔ کیا اس پر سیمیٹک تہذیب کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اثر نہ تھا؟ اتہاس بتلاتا ہے کہ بودھ مذہب کے پرچارکوں کی فلسطین میں قایم کی
کی ہوئی ایسینوں کی سبھا کے اپدیشک جان نے بودھ ابھیشیک کا پرچار
بپتسمہ کے نام سے کیا۔ وہ بپتسمہ پہلے پہل عیسٰے نے لیا اور وہ مسیح بنا اور اسلئے
اُسکے پرچار کے اندر کچھ دھرم کو پرد ہانتا ملی

لیکن سیمیٹک مذاہب کے پیرو اہنسا دھرم کے راز کو سمجھنے کے لایق نہ تھے
اس لئے جب مسیح کی تعلیم پر پال کی سیمیٹک تفسیر کا خول چڑھ گیا تو پھر سے وہی پرانی
یہودی خونخوار اسپرٹ کا ظہور ہوا۔ عرب کے بدوں میں اور اُن کے گرد و نواح کے
شام وغیرہ ممالک کے اندر عیسائیت پر بھی وہی ہنسا کا بھاؤ غالب آگیا۔ اور
جب عیسائیت نے وحدانیت سے گر کر عوام کے اخلاق کو بھی گرانا شروع
کر دیا تب محمد صاحب نے اپنی آواز اوس کے برخلاف اوٹھائی لیکن
بت پرستی اور شرک کی جڑ کاٹنے کے لیے اُنہوں نے بجائے آرین روحانی
ہتھیار کے مادی ہتھیاروں کا استعمال کیا اور اپنے پیروں کو رحیم اور
پاک پروردگار کے نام پر حیوانوں کی قربانی اور انسانوں کے قتل اور غارتگری
کا سبق پڑھایا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب حضرت محمد صاحب کی وفات کے بعد وہ شخصی روشنی
دور ہو گئی۔ جس نے جاہل عربوں کو گناہ آلودہ زندگی سے نجات دلانے کے لئے اپنا
پرتو ڈالا تھا۔ اُسوقت اندھے اعتقاد کی لہر میں بہہ کر ضعیف الاعتقادی نے خطرناک
قتل اور غارتگری کی صورت اختیار کی اور محمدیوں کے دو فرقے ہو گئے۔ جو لوگ
الصدیق ابوبکر کی خلافت کے قائل ہوئے وے سنی کہلائے۔ اور اُنہوں
نے قتل اور غارت گری کا کھلا راستہ اختیار کیا۔ اُن کے ایک ہاتھ میں
قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار رہی۔ محمد صاحب نے جبر کو ناجائز

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قرار دیا تھا۔ خلیفہ اکبر نے اُسے مباح قرار دیا۔ اور اُن کے بعد الفاروق عمر اور عثمان تک برابر اسی پر عامل رہے۔ حضرت علی نرم مزاج اور بہادر تھے وہ بزدل اور ظالم نہ تھے۔ اگر اُن کی زندگی وفا کرتی تو شاید اسلام کی تواریخ ہی بدل جاتی۔ مگر سیمیٹک قوموں کی قسمت (جو اُن کے افعال کا نتیجہ تھی) ایسی نہ تھی کہ وہ خوں ریزی اور غارت گری سے نجات پاتے۔ اور اس لیے خلافت معاویہ کے حصہ میں آئی۔

علی کے پیرو شیعہ نام سے مشہور ہوئے۔ اُن میں بھی آگے چلکر دو فرقے ہو گئے جو ظاہری اور باطنی کے نام سے مشہور ہوئے۔ میں اِن میں سے باطنیوں کی نسبت تفصیل کے ساتھ اس جگہ لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر قبل اِسکے کہ اُن کا اِتہاس شروع کروں یہ بتلانا ضروری ہے کہ کس طرح ان میں تفریق ہو گئی۔

شیعوں سے سنیوں کی تمیز

سُنّی تو جو کچھ کرتے ہیں علانیہ کرتے ہیں۔ ان کی تبلیغ اور دعوت بھی کھلی کھلی ہوتی ہے۔ جناب محمد صاحب سے جب سوال ہوا کہ اگر پیغامبر ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ اُن کا جواب تھا کہ پہلے پیغمبروں نے جو معجزے دکھلائے اُس پر تم نے کب اعتبار کیا؟ اس لیئے میرے پاس معجزہ صرف وہ وحی ہے جو مجھپر اُترتی ہے۔ خلیفہ اکبر نے حکم دیا کہ کافروں کے سامنے کلمہ پیش کرو " نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اللہ کے اور محمد اُس کا پیغمبر ہے" اگر قبول کریں چھوڑ دو ورنہ تہ تیغ کردو یا ان سے جزیہ وصول کرو" چنانچہ آجکل سنیوں کے قایمقام مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی نے صاف طور پر اعلان کر دیا ہے " ہمارا مذہب ہے کہ مرتد اسلام کی طرف نہ آئے تو وہ مسلمانوں کے لیئے واجب القتل ہے۔ حنفیوں میں عورت مرتدہ قتل نہ کیجائیگی دیگر ائمہ اِسکے قتل کے بھی قائل ہیں "

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(دیکھو مولانا عبدالباری کا مسلمانوں کے نام کھلا خط صفحہ ۱۱) اسی مضمون کی تائید کرتے ہوے۔ اخبار "شوکت" بمبئی کی اشاعت مورخہ ۱۷ ار فروری ۱۹۲۴ء میں باری صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ میں خدا اور رسول پر ایمان لایا ہوں جو حکم اُن کا ہے میرے نزدیک وہی انصاف اور وہی حریت حقیقی کے موافق ہے مجھے اُسکے ظاہر کرنے میں کچھہ رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مرتد قتل کر دیا جائے۔ خلیفہ اکبر نے قتال مرتد پر اس قدر زور دیا کہ تمام مصالح پر عمل کرنیوالے آخر میں موافق ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علی وغیرہ نے خواہ وہ مرتد یہودی نصرانی ہو گیا ہو۔ یا شرک یا زندیق وہ قتل کروا ڈالنے پر اتفاق کیا ہے۔ اور اِس مسئلہ پر ائمہ اربعہ میں سے کسی نے خلاف نہیں کیا۔ اور سب سے آسان مذہب حنفیہ کا ہے۔ میں نے خود لبعد ادلہ پر غور کرنے کے جو امر اختیار کیا ہے وہ اصول حنفیہ کے موافق مگر تصریحات فقہاء کے خلاف ہے۔ اِسواسطے اگر فتوے مجھ سے دریافت کیا جاویگا تو بوجہ اتباع قول مفتی فقہا کے فتوے دونگا۔ وہ یہ ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دی جاوے گی۔ اِس کے بعد وہ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جاویگا"

سُنی مسلمانوں کے عقیدے سے زیادہ تر صاف اظہار اور کسی نے نہیں کیا۔ اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ جب دیکھا جاتا ہے کہ گذشتہ ایک سال سے مولانا عبدالباری کا دعویٰ مسلمانان ہند کے سامنے ہے اور اُسکی تردید کرنیکا کسی قابل قدر عالم سیاسی مسلمان لیڈر کو حوصلہ نہیں ہوا۔ ایک محمد مارماڈیوک پکھتال صاحب نے اِسکی یہ تعبیر کی تھی کہ یہ حکم ان ایام جنگ کے لئے تھا جو پیغمبر کی زندگی میں ہوے۔ مگر اس کی اور کسی طرف

سے تصدیق نہیں ہوئی۔ اور اُس تعبیر کا موجودہ حالت پر کوئی اثر ہی نہیں ہو سکتا۔
مولانا عبدالباری صاحب کا قول ہے کہ فتنۂ ارتداد کی وجہ سے موئد
مرتدین سب حربی ہو گئے۔

گذشتہ ستمبر میں جو ملاپ کانفرنس دہلی میں بیٹھی تھی اس میں بھی سوال ہندوؤں کی طرف سے اُٹھایا گیا تھا کہ مرتد کا حشر کیا ہوگا۔ اس پر مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علماء ہند نے کہا تھا کہ قتل مرتد کا مسئلہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا اطلاق ہندوستان پر نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں حکومت اسلامی نہیں ہے۔ مگر مولانا عبدالباری صاحب کا تار لکھنؤ سے آیا۔ جس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

کانفرنس نے جو اپنے رزولیوشن میں تبدیل مذہب کرنیوالوں کو سزایا تصدیق سے بری کیا ہے وہ نہ صرف اسلام کے برخلاف ہے بلکہ شریعت اسلام کی ہتک ہے۔ اگر اصلی اتحاد مقصود ہے تو اسکی نظر ثانی ہونی چاہیے۔ ہم ہندوستان میں مرتد کو قتل نہیں کر سکتے جیسا کہ کابل میں کیا گیا۔ مگر کوئی مناسب سزا ضرور مقرر ہونی چاہیے جیسی کہ بھوپال میں ہے۔ ہمیں تمام ہندوستان کو دائرہ اسلام میں لانے کی تمام ممکن ذرائع سے کوشش کرنی چاہیئے"

اس برقی پیغام کے ذریعہ سے مولانا عبدالباری صاحب ہندوستان میں تو قتل مرتد کا مطالبہ نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنے سے قاتل مسلمان کو پھانسی ہو سکتی ہے۔ لیکن بھوپال کی تقلید میں مرتد اور موئد ارتداد کے لیئے قید کی سزا کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تب صاف ظاہر ہے کہ مولانا عبدالباری اور اُن کے ساتھی سوراجیہ ملنے پر ضرور قتل مرتد کا مطالبہ کرینگے"۔ دوسرا اشارہ کابل کی طرف ہے

اُسکی مفصل کیفیت ذیل کے اقتباس سے ظاہر ہوگی

کابل میں نعمت اللہ خاں احمدی کی سنگساری

روح فرسا نظارہ

قادیان ۱۵ ستمبر۔ مولوی نعمت اللہ خاں کے کابل میں سنگسار کئے جانیکے متعلق مزید حالات معلوم ہوئے ہیں۔ آغاز جولائی ہی میں نعمت اللہ خاں کو کابل کے سرکاری ملاؤں کی کونسل میں طلب کیا گیا تہا اور اُسکے فرقہ احمدیہ پر قایم رہنے کی نسبت سوالات کئے گئے اور پھر انہیں رخصت کر دیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر اسی کونسل میں انہیں طلب کیا گیا۔ اس مرتبہ یہ کونسل بحیثیت ایک عدالت کے اجلاس کر رہی تھی۔ یہ اجلاس ۱۱ اگست کو ہوا۔ نعمت اللہ خان سے دریافت کیا گیا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ کی نسبت تم کیا اعتقاد رکھتے ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ میں انہیں مسیح اور مہدی خیال کرتا ہوں۔ جن کے زمین پر آنیکا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور انہیں نبی مانتا ہوں ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت احمد حضرت محمد کے خادم تھے قرآن مجید کا قانون اب تک رائج الوقت ہے۔ اسکے بعد حضرت عیسٰی کی نسبت سوال کیا گیا۔ جواب میں آپ نے کہا کہ حضرت عیسٰی مر چکے تھے۔ جسمانی طور پر زندہ ہو کر مسیح کا دنیا میں آنا ایک گمراہ کن عقیدہ ہے۔ آپ نے کہا حضرت مرزا غلام احمد نے جس قدر دعوے کئے اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے میں اُسپر ایمان رکھتا ہوں۔

اس بیان کے بعد عدالت نے آپ کو احمدی مان لیا۔ اور اسی لئے دین حق کا منکر قرار دیا اور اسی جرح میں سزائے موت کا فتوےٰ سنا دیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۸ار اگست کو نعمت اللہ خاں کو عدالت اپیل میں لایا گیا۔ جس میں پھر اُس کا بیان لیا گیا۔ اس عدالت میں یہ بھی سوال کیا گیا کہ پرانے مسلمان علماء کا کیا خیال ہے نعمت اللہ خاں نے جواب میں کہا کہ وہ علماء جو مسیح کے جسمانی طور پر دنیا میں آنے کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اسکے بعد عدالت اپیل نے بھی عدالت ماتحت کا فیصلہ تصدیق کیا۔ اسکے بعد یہ مقدمہ کابل کے ہائی کورٹ کے روبرو پیش ہوا۔ اس عدالت نے فیصلہ کی تصدیق کرتے ہوئے اتنا اور اضافہ کر دیا۔ کہ **نعمت اللہ خان کو جم غفیر کی موجودگی میں سنگسار کیا جائے۔**

اسکے بعد ۳۱۔ اگست کو پولیس نعمت اللہ خاں کو کابل کے کوچہ و بازار میں تشہیر کرنے کیلئے لے گئی۔ اور سب کے سامنے یہ اعلان کیا کہ اس شخص کو منکرِ دین ہونے کے باعث سنگسار کیا جائیگا۔ کابل کے عام باشندوں کو اس کے قتل کا تماشہ دیکھنا چاہیئے۔ اسی روز شام کو نعمت اللہ خاں کو ایک چھاؤنی کے کھلے میدان میں لیگئے اس بیچارے کو جبراً کمر تک زمین میں گاڑ کر کھڑا کیا گیا۔

کابل کے سب سے بڑے مولوی نے پہلا پتھر مارا

بس پھر تو چاروں طرف سے مسلمانوں نے مظلوم پر پتھروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ وہ پتھروں کے ایک بڑے ڈھیر کے نیچے دب گیا۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ نعمت اللہ خاں سے بار بار کہا گیا کہ اپنا ایمان چھوڑ دے۔ لیکن اُسنے ہر لمحہ یہی کہا کہ میرا احمدی ایمان ڈگنے والا نہیں ہے۔ یہ ساری کیفیت کابل کے اخبار حقیقت مورخہ صفر ۶ر نمبر ۱۱ سے لیگئی ہے

پشاور کے ۶ر ستمبر کے تار میں درج ہے کہ سنگسار کئے جانے سے پیشتر ایک مہینہ تک نعمت اللہ خاں کو جیلخانہ میں طرح طرح کی اذیت دیگئی پرائیویٹ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اطلاعوں سے معلوم ہوا ہے کہ

نعمت اللہ خاں مرتے دم تک خوش و خرم تھا

سنگسار کیئے جانے سے پیشتر اُس نے آخری نماز کی التجا کی تھی جو منظور کیگئی

مظلوم کی لاش ابھی تک اُن پتھروں کے ڈھیر میں دفن ہے اور اس پر سرکاری پہرا لگا ہوا ہے۔ اس کے والد نے اسکی لاش باضابطہ دفن کرنے کے لیئے مانگی تھی لیکن اس سے بھی انکار کردیا گیا۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ آخری فتوے پر خود امیر صاحب کی اپنے ہاتھ کی تصدیق موجود ہے۔ مذکورہ بالا حادثہ کے بعد یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ قادیان سے مئی سنہ ۱۹۲۱ء میں محمد طرزی صاحب کو ایک چٹھی روانہ کیگئی۔ اس کا سرکاری جواب اس مہینہ میں وصول ہوا تھا اس میں صاف لکھا تھا کہ مثل دیگر رعایا کے احمدی بھی ہز مجسٹی کی رعایا سمجھے جاتے ہیں۔ افغانستان میں انہیں بھی وہی امن اور آزادی حاصل ہے جو اوروں کو حاصل ہے۔ جاعت احمدیہ پر ایمان رکھنے کے باعث انہیں کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں دیجائیگی۔

احمدی مسلمان افغان سرکار کے راج میں نہایت امن سے بغیر کسی خوف وخطر کے رہ سکتے ہیں اور اُن کے ساتھ امیر صاحب کی دیگر وفادار رعایا جیسا سلوک کیا جائیگا۔ اِس چٹھی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکے روانہ کرنے سے پیشتر امیر افغانستان سے صلاح ومشورہ لیا گیا تھا اور اُن کی رضامندی لیکر یہ چٹھی ارسال کیگئی تھی۔

قادیان سے تار

جب مولوی نعمت اللہ خان کو گرفتار کیا گیا تو قادیان سے پرولسٹ کا تار بھیجا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اُس کی طرف توجہ تک نہ دی۔ اور نہ ہی جواب دیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان حالات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ نعمت اللہ خاں کو صرف احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا ہے اور افغان گورنمنٹ کا یہ فعل نہ صرف غیر منصفانہ ہے بلکہ خلاف انسانیت ہے۔

اخبار پاؤنیر کا خیال ہے کہ امیر صاحب نے مولوی نعمت اللہ خان کو سنگسار کرنے میں دقیانوسی خیالات کے مسلمانوں کو خوش کرنا ملحوظ رکھا ہے۔

قادیانی کی سنگساری اور علمائے دیوبند کا فتوے

دیوبند۔ ۱۵ر صفر۔ مرکزی جماعت دارالعلوم دیوبند نے حسب ذیل مضمون کا برقی پیغام اعلیحضرت امیر امان اللہ خان غازی خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔

مرکزی جماعت دارالعلوم دیوبند دلی مسرت واطمینان کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ اعلیحضرت امیر غازی نے ایک مرتد پر حسب ذیل قواعد شرعیہ حد و تعزیری جاری کر کے امیر شہید رحمۃ اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل اور خلفائے راشدین کے مبارک عہد اور ملوک عادلہ اسلام کے طریق کو زندہ کیا ہے۔ یہ ایک فیصلہ ہے جس سے ہندوستان کی فضا میں جب کہ ایسے وقت قادیانی رہزن نام نہاد مذہبی آزادی کی آڑ لیکر غارت گری میں مصروف تھے سکون و اطمینان پیدا کر دیا ہے۔ اور جو نہایت قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

جماعت علماء دیوبند کمال وثوق اور ناقابل زوال تیقن کے ساتھ عرض کرتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امیر غازی کا فیصلہ بالکل حق اور شریعت غرا کے موافق ہے۔ دعوئے نبوت وانکار نبوت ختم توہین انبیاء علیہم السلام اور قطعیات شرعیہ کے انکار اور تاویل باطل کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایسا شخص مرتد ہے اور مرتد کی سزا اگر وہ توبہ نہ کرے بجز قتل کے نہیں ہے۔ خلفائے راشدین نے مرتدین اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زنادقہ کے ساتھ یہی عمل کیا ہے۔ ملوک اسلام نے حدود قصاص کے اجرا میں اپنے بیگانوں کی تمیز نہیں کی۔ اپنی اولاد پر بھی حدود قصاص جاری کیئے ہیں۔ جس طرح غیروں پر حدود قصاص کا اجرا عالم اور نزول برکات اور شوکت اسلام کا ضامن ہے۔ تمام غیر مسلم اقوام کی اس قدر ممتاز آزادانہ زندگی کے باوجود جواُن کو زیر سایہ دولت علیہ افغانیہ حاصل ہے۔ ایک مرتد کے معاملہ میں ایسا قاطع اور ناطق فیصلہ اعلیٰحضرت امیر غازی ایداللہ کی کمال دیانت اور اسلام شناسی کو ظاہر کرتا ہے۔ گویا اعلیحضرت کے فعل نے کافرین اور مرتدین کے احکام کا فرق دنیا پر ظاہر کردیا ہے۔

تاریخ اسلام میں بہت سے مدعیان نبوت کا وجود ملتا ہے۔ لیکن کسی زمانے میں بھی اِن کے ساتھ مراعات اور رواداری کا معاملہ نہیں کیا گیا۔ اور اسی شرعی اصول کے مطابق علما دیوبند کے ہر طبقہ نے مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکاروں کو خارج از اسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔ اعلیحضرت امیر غازی اپنے اس غیر متزلزل اتباع شریعت پر صد ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں اور یہی وہ ایک امر ہے جو ہم کو دولت خداداد کی ترقی اور استحکام اور ملت افغانیہ کے عروج کی غیبی بشارت سناتا ہے۔ ایک ایسے خالص اور مطابق شریعت فیصلہ کے خلاف قادیانیوں کی صدائے احتجاج کرنا بالکل بے سود مضحکہ انگیز اور اُن کی باطل پرستی کے جرم کو اور زیادہ شدید کرنیوالا ہے۔ اور اُن کا نعمت اللہ کے اس قدر اصرار تمرد اور جمود کو استقلال اور اثبات سے تعبیر کرنا بالکل یہودیوں کے قلوبنا غلف کہنے کے مشابہ ہے۔ جس کا جواب بل طبع اللہ علیھا بکفرھم سے ہی مشابہ ہو سکتا ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

نعمت اللہ کو سنگسار کرنیکا حکم منصفانہ تھا

جمعیۃ العلماء کا امیر کابل کو تار

حسب ذیل برقی پیغام جمعیۃ العلماء ہند کی جانب سے ہز مجسٹی حضرت غازی امیر امان اللہ خان صاحب خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ کو روانہ کیا گیا۔

ہز مجسٹی اعلیحضرت امیر غازی خلد اللہ ملکہ، وسلطنتہ کے نعمت اللہ قادیانی کو سنگسار کرانے پر قادیانیوں نے خلاف اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپیگنڈا اور الزامات کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔ بدنصیبی سے ہندوستان کا یہ نوزائیدہ گروہ جس طرح مقدس مذہب اسلام کے لئے خطرناک ہے۔ اسی طرح سیاست اسلامیہ ہندوستان کے لئے بھی اسکا وجود ایک خطرناک رہزن ہے۔ گذشتہ مدعیان نبوت کے سلسلہ میں قادیانی مدعی نبوت کا بدترین اضافہ کرکے اس گروہ نے ہندوستان میں اسلام کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد اب ملت افغانیہ کو تختہ مشق بنانا چاہا

جمعیۃ علماء ہند اس ناپاک سعی کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اعلیحضرت کے اس حکم کو جو عدالت شرعیہ کے متفقہ فیصلہ پر مبنی تھا حق و انصاف پر مبنی سمجھتی ہے۔ ملت افغانیہ تو خیر شریعت حقہ قایم رکھنے کے لئے ہمیشہ سے ممتاز رہی ہے اور ان کی یہ روش ہمیشہ سے مسلمانان عالم کے لئے مایہ صد افتخار ہے۔

قادیانیوں کا غیر مسلم طاقتوں کو امیر غازی کے خلاف اُبھارنا شرعی قانون اخلاقی اعتبارات سے سخت قابل نفرین حرکت ہے کیونکہ دنیا سے کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حکومت مستقلہ افغانستان کی سیاسیات شرعیہ داخلیہ میں کوئی مداخلت کرے۔

(ناظم جمعیۃ العلماء ہند)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

علمائے لاہور کا پیغام

امیر کابل کے نام

بتاریخ ۲۸ صفر ۱۳۴۳ھ علمائے لاہور مسجد وزیر خان مرحوم میں صبح ۸ بجے بعد درس قرآن مجید جمع ہوئے اور مندرجہ ذیل مضمون کا تار بخدمت امیر امان اللہ خان صاحب غازی اید اللہ بنصرہ والی دولت خداداد افغانستان روانہ کرنا تجویز فرمایا۔ اور آج مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۴۳ھ کو تار مذکور روانہ کیا گیا۔

ہم علمائے حنفیہ تاجدار دولت مستقلہ افغانستان خلداللہ سلطنتہ کے اس فیصلہ مبارک کو نہایت ہی پسندیدگی اور استحسان سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے ازراہ اتباع شریعت اور اسلام پسندی۔ فرقہ ضالہ مرتدہ مرزائیہ قادیانہ کے ایک فرد مسمیٰ نعمت اللہ کو بوجہ مبلغ ہونے تحریک احمدیہ قادیانیہ کے سنگسار فرمایا۔ ہم بصمیم قلب فرمانروائے کابل کے لئے دست بدعا ہیں کہ انہوں نے حدود شرعیہ کو اجرا فرما کر مسلمان عالم کو بالعموم اور حنفیوں کو بالخصوص مرہون منت فرمایا۔

(۱) مولانا مولوی سید ابو محمد۔ محمد دیدار علی شاہ صاحب خطیب مسجد وزیر خان مرحوم (۲) مولانا مولوی اصغر علی صاحب رومی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ (۳) مولانا مولوی احمد یحییٰ صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج و مسجد شاہی لاہور (۴) مولانا مولوی غلام مرشد صاحب اول مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ (۵) مولانا مولوی محمد عمر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ (۶) مولانا محمد یار صاحب خطیب مسجد طلائی لاہور (۷) مولانا مولوی شاہ رسول صاحب۔ (۸) مولانا مولوی محمد مظہر صاحب متولی خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور۔ (۹) مولانا مولوی حافظ جمال الدین صاحب (۱۰) مولانا مولوی غلام جان صاحب مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ (۱۱) مولانا مولوی قمر الدین صاحب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۱۲) مولانا مولوی حبیب نواز صاحب مدرسہ نعمانیہ لاہور

دستخط:- ابوالبرکات سید احمد خلف الرشید مولانا مولوی سید ابو محمد۔ محمد دیدار علی شاہ صاحب حزب المناف مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور۔ (زمیندار)

ہندوستان کی پڑوسی اسلامی ریاست میں کس قسم کی خونخوار مذہبی سپرٹ کام کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ اوپر کے اقتباسات سے بخوبی روشن ہے۔ ایک مثال اور لیجئے۔

کابل میں ایک اور وحشیانہ سزا

ایک ہندو زمین میں گاڑ کر ہلاک کیا گیا

آج سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں عام طور پر یہ خیال پھیلایا جا رہا تھا کہ افغانستان کا موجودہ فرمانروا بڑا آزاد خیال انسان ہے وہ ہر معاملہ میں بڑی رواداری سے کام لیتا ہے۔ ہندو مسلمان سکھ غرضیکہ اپنی رعایا کے ہر فرد کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔ اس کے عہد میں کسی کو تکلیف نہیں دیجاتی۔ لیکن پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر چھپی تھی کہ جس سے امیر امان اللہ خان کی رواداری اور آزاد خیالی پر کافی سے زیادہ روشنی پڑتی ہے۔ آپ نے نعمت اللہ خان ایک احمدی مسلمان کو عام مسلمانوں سے مختلف عقیدہ رکھنے کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس حکم کا صاف مطلب یہی ہے کہ افغانستان میں رعایا کو ضمیر کی آزادی حاصل نہیں ہے" ایک ہندو کو زمین میں گاڑ کر نیزوں سے بھالوں سے مارا گیا۔ نعمت اللہ خاں احمدی تو مسلمان تھا۔ اب ایک ہندو کی داستان غم سنیے۔ سنا جاتا ہے کہ حکم چند نامی ایک ہندو کا کسی مسلمان خاتون کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ساتھ ناجائز تعلق تھا وقت پاکر یہ راز فاش ہو گیا۔ معاملہ عدالت کے سامنے گیا عدالت نے حکم دیا کہ حکم چند تم بڑی عبرت ناک سزا کے مستحق ہو۔ بہتر ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ کیونکہ اس خوفناک سزا سے صرف حلقۂ اسلام میں داخل ہو کر بچ سکتے ہو۔ حکم چند نے اس گری ہوئی حالت میں بھی اپنے ہندو دھرم کو چھوڑ کر مسلمان ہونا قبول نہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے زمین پر گاڑ کر بیدردی سے اور سنگدلی کے ساتھ نیزوں اور بھالوں سے مار دیا گیا۔ یہ تو تصویر کا ایک رُخ ہے اب دوسرا ملاحظہ فرمائیے۔ (ہندو لاہور)

مہاتما گاندھی اُس سازش یا تنظیم کا پتہ لگانا چاہتے ہیں جو ابھی سنبھل دہلی اور گلبرگہ وغیرہ کے قتال کفار اور غارت گری بتخانہ ہا کے تحت میں کام کر رہی ہے۔ اُس تنظیم یا سازش کا انسانی مجمع خواہ کچھ ہی ہو اور کسی خاص مرکز سے متن کو بلا رہا ہو۔ لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ مسلمان عوام کو بھڑکانے اور خود صحیح سلامت بیٹھے ہوئے جاہل فرقے کو گمراہ کر کے اُن کی بربادی کا اگر کوئی آلہ اُس مرکزی تنظیم کے ہاتھوں میں ہے تو وہ مولانا عبدالباری صاحب کا ہی فتوے ہے۔ پھر بھی جو حرکت علانیہ کی جاتی ہے اسکا انسداد بھی آسان ہے۔ اگر غیر مسلم جماعتیں ایک دفعہ خبردار ہو جائیں تو اسلام کے اس حملے سے اپنی حفاظت کر سکتی ہیں۔ لیکن شیعوں میں ایک ایسا فرقہ ہے جسکا سارا کام خفیہ طور پر ہوتا ہے۔ اُس نے لاکھوں ہندوؤں کو خفیہ طور محمدی اور ہندو مذاہب کی کھچڑی تعلیم دیکر انہیں اپنے مذہب سے منحرف بنا چھوڑا ہے۔ ان کا طریقہ تبلیغ بہت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ آریہ دھرم کے پرچارکوں کو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جہان دین دار سُنّی مسلمانان ہند کو اس سازش سے خبردار کیا جاوے جو ہندوستان کی غیر مسلم جماعتوں سے اُن کی جماعت کو غیر متحد

بنا رہی ہے وہاں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ جن نام نہاد مسلمانی جماعتوں کی خفیہ سازشوں کا انکشاف خواجہ حسن نظامی دہلوی سے اتفاقاً ہوگیا ہے اُن کی اصلیت کو بھی ظاہر کرکے مسلم اور غیر مسلم دونوں قسموں کی جماعتوں کو اُس کے زہریلے اثرات اثرات سے بچانے کی کوشش کیجائے۔

شیعوں کے دونوں فرقوں کا خلاصہ

شیعوں کے دو فرقے کب سے اور کیسے ہوئے؟ اسکے متعلق میں آغا خانی مبلغ کا بیان سب سے پہلے دیتا ہوں۔ سر آغا خاں بالقابہم کے خاص مبلغ مولا سلیم وارثی صاحب اپنے رسالہ موسومہ بہ "اظہار حقیقت" ص۲ میں لکھتے ہیں "بے سردار فوج بیکار ہے" "بے یار مٹی نزار ہے۔ بے بادشاہ رعایا بیکس ہے۔ بے روح جسم بے بس ہے دفتر اسلام پارہ پارہ ہے۔ بے امام خلقت آوارہ ہے" اور امام حاضر سر آغا خاں کو بتلایا۔ ان کو امامت کس طرح پہونچی اسکا اظہار اسطرح کیا ہے

وہ اسماعیلی دو گروہ نزاری اور مستعلی..... شیعان علی میں سے ضرور ہیں کہ بعد شیعان علی یا تو بنی فاطمہ کہتے تھے یا محبین حضرت مولا علی علیہ السلام کو..... ...شیعہ کا کچھ حصہ بعد ایک گروہ ہوگیا جن میں تبرا اور بعض فشویات مل گئے جن کے مقابل دوسرا گروہ خوارجہ اور تیسرا گروہ اہلسنت والجماعت کہلایا۔ پھر ان میں جنگ و جدل تو تو میں میں شروع ہوئی۔ شیعان علی ان فسادوں سے الگ تھلگ گوشہ نشین طبقہ تھا۔ اُن کی نرم پالیسی (آگے اس ظاہرا نرم پالیسی کا اظہار ہوگا۔ مولف) اور علحدگی ہی کا نتیجہ ہوا کہ ادہر خوارجہ دشمن ہوگئے اُدہر یہ رسمی شیعہ۔ ان دشمنوں کے سخت ترین مظالم نے اُن فاطمین صلح پسند شیعان علی کو گمنام تبلیغ میں چھپا دیا۔ اسماء صالحین کی محبت میں گروہ شیعہ اور شیعان علی کا برابر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حصہ تھا۔ لیکن جسطرح گروہ شیعہ نے بارہ اماموں کے بعد امامت کا خاتمہ کر دیا یا
امام کو غائب مان لیا یا پوشیدگی کی نقاب اوڑھا دی فاطمین نے آج تک امامت
کو قایم رکھا اور بارہ اماموں پر امامت کا خاتمہ نہیں کیا۔" (صفحہ ۹) فاطمی شیعہ یعنی اسمٰعیلی
یا نزاری یا آغا خانی آپ کو غیر اثنا عشری کہتے ہیں اور دیگروں کو اثنا عشری کہتے
ہیں۔ وارثی صاحب نے دونوں فرقوں کی مردم شماری کی توضیح کر کے امام اسمٰعیل
تک پہونچایا اور وہاں سے دونوں فرقوں کی علیحدگی بتلا کر پھر اپنی جماعت کا سلسلہ
امامت سر آغا خان تک پہونچایا۔ چونکہ اُن کا بیان صاف نہیں ہے اور اسی
بیان کو خواجہ حسن نظامی نے عام فہم عبارت میں ادا کیا ہے اسی لیئے ان کی فاطمی دعوت
اسلام سے اس حصہ کو اخذ کیا جاتا ہے۔

"اسمٰعیلیہ جماعت شیعہ فرقہ کی ایک شاخ ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ
کے بڑے صاحبزادے کا نام اسمٰعیل تھا اور چھوٹے کا موسیٰ کاظم۔ حضرت امام جعفر
صادق نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد وہ امام ہونگے۔

خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی تاریخ دلکشا کے حوالہ سے تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے
کہ حضرت اسمٰعیل نے ایک دفعہ شراب پی لی تھی۔ اسوجہ سے امام جعفر صادقؑ نے
ولیعہدی سے معزول کر دیا اور حضرت موسیٰ کاظم کے لیئے ولیعہدی کی نص (وصیت)
کر دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسمٰعیل نے شراب نہیں پی۔ بلکہ وہ
اپنے والد کے سامنے ہجرت کر گئے۔"

"حضرت اسمٰعیل کی وفات مدینہ میں ہوئی اور سنہ ۱۳۳ ہجری میں .... دفن
ہوئے۔ ......"

"بہرحال حضرت اسمٰعیل کے متعلق مختلف قایم ہوگئے۔ ایک کہتا تھا کہ معزول کرنیکا
حق نہ تھا اور حضرت اسمٰعیل کی امامت کے سامنے حضرت موسیٰ کاظم کی امامت

کسی طرح جائز نہیں ہوسکتی " (صفحہ ۱۶۱)

دوسرے اسمٰعیل کے بیٹے محمد کا حق بتلاتے تھے۔ تیسرے حضرت اسمٰعیل کی وفات کے ہی قائل نہ تھے اور انہیں زندہ اور اُن کی امامت قایم سمجھتے تھے جو تھے موسیٰ کاظم کی امامت کو تسلیم کرتے تھے۔

یعنی جو تھے اثنا عشری کہلائے اور باقی جنہوں نے حضرت اسمٰعیل کی امامت کو ایک یا دوسری طرح تسلیم کیا اسمٰعیلی کہلائے۔ اس کے بعد پھر مولانا سلیم دارنی کے اظہار حقیقت ص۲ سے مدد لیتا ہوں۔ حضرت اسمٰعیل نے دس برس امامت کرنے کے بعد اپنے صاحبزادے " دمی کو امام مقرر کیا...... دمی کے بعد سے طاہر تک سلسلۂ امامت بلا نزاع قایم رہا حضرت طاہر کے دو صاحبزادے ہوئے مستعلی اور مستنصر یہ دونوں صاحبزادے بھی دو ماؤں سے تھے مستنصر بڑے تھے اور مستعلی چھوٹے۔ گو مستنصر امام مقرر ہو چکے تھے۔ لیکن مستعلی کو اُن کے رشتہ دار سپہ سالار نے جبراً تخت قاہرہ پر بٹھا دیا مستنصر کے پیروں کو سپہ سالار نے کتنے ہی ظلم کئے۔ لیکن مستنصر باللہ کی امامت قایم رہی۔

"مستنصر سے نزار امام ہوئے اور مستعلی سے عامر تخت نشین ہوئے ...... عامر کے اخلاق اچھے نہ تھے"، عامر نے وزیر کے قتل کا ارادہ کیا ہی تھا کہ نزاریوں نے عامر کو قتل کر ڈالا۔ عامر کا لڑکا حمل میں تھا۔ جب پیدا ہوا اسکا نام طیّب رکھا گیا رکھا گیا کچھ عرصہ کے بعد یہ صاحبزادے غائب ہو گئے اور یہی غائب ابھی تک موجود ہیں جن کا ظہور ہونیوالا ہے (ایسا ایک فریق اسمٰعیلی کا اعتقاد ہے اور انہیں کے پیرو ہندوستان کے بوہرے ہیں۔ مولف) اُدھر حضرت مستنصر باللہ سے نزار امام ہوئے چونکہ مستعلیوں کی وجہ سے حضرت نزار کی جان خطرے میں تھی حسن بن صباح وغیرہ باوفا کے ساتھ حضرت نزار...... الگزنڈریہ کی طرف چلے گئے مستعلیوں نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

الگزنڈریہ پر چڑھائی کی۔ حاکم الگزنڈریہ مارا گیا۔ حضرت نزار قیدیوں کی شکل میں مصر لائے گئے۔ اور ہادی اپنے صاحبزادے کو امامت سپرد کر کے رحلت فرمائی حسن بن صباح مستعلیوں کے مظالم سے تنگ آکر ہادی کو لیکر نکلے۔ الموت آباد کیا۔ آخر تک الموت تمام ظاہر نزاریوں کا مسکن گاہ رہا۔ نزاریوں میں آج تک سلسلہ امامت قایم ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام ایران۔ قندھار سندھ وغیرہ ہوتے ہوئے بمبئی تشریف لائے یہ بزرگ حضرت امام زماں سر سلطان محمد شاہ المعروف بہ آغا خان ..... کے جدامجد ہیں۔ درمیان میں ایک دو واسطے کے بعد جناب نامدار آغا خان صاحب نزاریوں کے امام مانے جاتے ہیں۔" (صفحات ۱۳-۱۴)

نزاریوں کے داعی باوفا حسن بن صباح سے لیکر اس فرقہ باطنی کے اب تک کے حالات بیان کرنا اس سلسلہ کا پہلا مقصد ہے۔

فصل دوم

حشاشین کی تواریخ

حسن بن صباح کا زمانہ

فرقہ نزاریہ حال مشہور آغا خانی کے طریقہ تبلیغ کی کہانی حسن بن صباح کی سوانحعمری سے ہی شروع کرنی مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کس مپرسی میں پڑے ہوئے گمنام فرقہ کو جہان میں حسن بن صباح نے ہی شیطان کی طرح مشہور کر دیا۔ اِس بیان کے لیے مسلمان مورخوں نے جس باغ کی خوشہ چینی کی ہے۔ اُسی باغبان سے مدد لونگا۔ اس باغبان کا نام "شیوالبٹر جوزف وان ہیمر" تہا۔ جس نے سلطنت عثمانیہ کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by

تواریخ کی الجھنوں کو سلجھانے کے سوائے فرقہ نزاریہ کی تواریخ کو ترتیب دینے کے لئے عربی. فارسی اور ترکی زبانوں کی ۳۵+ اصل کتابوں کا بغور مطالعہ کیا۔ اور واقعات کی تصدیق کے لیئے خود فا   اور رود بار کے کوہساروں کی بادیہ پیمائی کی۔ اس کی تحقیقات اور تفتیش کا نتیجہ The history of the Assasins ہے جس کا انگریزی زبان میں اوسولڈ چارلس و وڈ۔ ایم ۔ ڈی نے ترجمہ کرکے سنہ ۱۸۳۵ء میں چھپوایا تھا۔

حسن بن صباح کی سوانح عمری شروع کرنے سے پہلے وان ہیمر نے اسمٰعیلیوں دعوت اسلام کے طریقے اور اُن کی تبلیغ کی سیلئے جو خفیہ درسگاہ مقرر تھی اُسکا ذکر کیا ہے۔ اسمٰعیلی مذہب چونکہ اندرونی سازشوں اور رازداری کے طریقہ سے قایم ہوا ہوا تھا۔ لہذا اُسکے پیرو اپنے رموز صرف اُسی شخص پر ظاہر کیا کرتے تھے جو اُن کا ہم عقیدہ ہو۔ اور اُن کی جماعت میں شریک ہو جاوے۔ اسی مذہبی رازداری کی ضرورت سے سب سے پہلے ایک بہت بڑا (Lodge) قصر. افریقہ کے شہر قیروان میں قایم ہوا اور چند روز بعد جب مصر کا شہر قاہرہ فاطمیوں کا دارالخلافہ قرار پایا تو وہ لاج بھی قیروان سے منتقل ہوکر قاہرہ میں آ گیا۔ اس لاج کے پریسیڈنٹ کا لقب "داعی الدعات" جو فری میسنوں کے گرینڈ ماسٹر کا قایم مقام تھا۔ مگر اس فاطمی گرینڈ ماسٹر کے اختیارات بہت ہی زیادہ وسیع تھے۔ اس لاج میں ہر ہفتہ دو صحبتیں ہوتی تھیں جن مین صرف وہی لوگ شریک ہو سکتے تھے جو اپنے درجے کے لحاظ سے مجاز ہوں۔ ان جلسوں میں پوری رازداری سے کام لیا جاتا تھا اور انہیں صحبتوں میں داعی الدعات بادشاہ یا خلیفہ سے ملکر اپنے رموز کے متعلق وعظ کیا کرتا تھا۔ علامہ مقریزی کا بیان ہے کہ اس لاج کے پہلے سات ہی درجے تھے مگر قاہرہ میں رہنے کے بعد نو ڈگریاں ہوگئیں جن کو لوگ حاصل کرکے اپنے مدارج

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں ترقی کرتے۔

پہلے درجہ میں نئے شریک جلسہ کے سامنے قرآنی مذہب کی دشواریاں اور دین اسلام کے متعلق مختلف قسم کے شبہات اور شکوک پیش کیے جاتے تھے۔ اور وہ اس وضع پر کہ نئے مرید کے دل میں اصلی رموز کے حل کرنے ان دشواریوں کے مٹانے اور شبہات کو دور کرنے کا بیتابانہ شوق پیدا ہو۔ تب چند معمولی اصول مذہب اسمٰعیلیہ اس پر ظاہر کیے جاتے اور اس سے عہد لیا جاتا کہ اپنے معلم یا داعی کی ہر بات کو بے عذر اور بغیر کسی حجت و تکرار کے تسلیم کر لیگا۔

دوسرے درجہ میں مسئلہ امامت حل کیا جاتا اور وہ رموز ربانی بتائے جاتے جو امامت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

تیسرے درجہ میں مذہب اسمٰعیلی کے خاص عقائد بتائے جاتے اور اس امر کی تعلیم ہوتی کہ اماموں کا شمار سات ہے۔ اور اسمٰعیل بن جعفر صادق سب سے بڑے امام تھے۔

چوتھے درجہ میں بہت بڑا اور اہم راز بتایا جاتا تھا کہ ابتدائے تخلیق عالم سے اس وقت تک صرف ناموس الٰہی یعنی صاحب شریعت پیغمبر ظاہر ہوئے ہیں اُن میں سے ہر ایک نے سابق پیغمبر کی شریعت میں ضروری ترمیم کی۔ اِن ساتوں پیغمبروں میں معجزنما قوت بیانیہ تھی۔ اس لیئے کہ اونہوں نے زور شور سے علی رؤس الاشہاد احکام ربانی ظاہر کر دیئے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک خاموش پیغمبر بھی تھا کہ بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے اپنے ساتھ والے پیغمبر کو مضبوط کرے۔ وہ سات ناموس الٰہی یہ تھے۔ آدمؑ ۔ نوحؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ موسیٰؑ ۔ مسیحؑ ۔ محمدؐ ۔ اور اسمٰعیل بن جعفر صادق۔ اور اُن کے ساتھ والے خاموش پیغمبر حسب ذیل تھے۔

شیثؑ ۔ سام ۔ اسمٰعیلؑ ۔ ہارونؑ ۔ شمعونؑ ۔ علیؓ ابن ابی طالب اور محمد بن اسمٰعیل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بن جعفر صادق۔

پانچویں درجہ کی یہ تعلیم تھی کہ ہر خاموش پیغمبر نے ترویج دین کے لیئے اپنی طرف سے بارہ داعی مقرر کیئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلایا جاتا تھا کہ برکت و فضیلت کے لحاظ سے سات کا عدد بارہ کے عدد سے بڑھا ہوا ہے۔ پانچ نیچے کی ڈگریاں تھیں جن کی تعلیم میں عقائد اسمٰعیلیہ بتانے کے ساتھ کوشش اس امر کی کی جاتی تھی کہ مرید کے دل میں اپنے نقیبوں اور داعیوں کی بہت زیادہ وقعت پیدا ہو جائے۔ اور آنکھیں بند کر کے ہر امر میں اپنے معلموں کی تقلید کرنے لگے۔ ان سے اوپر کی ڈگریوں میں ان سے زیادہ اہم رموز بتائے جاتے۔

چھٹے درجہ میں یہ امر ذہن نشین کیا جاتا کہ احکام شرعی فلسفہ اور عقل کے تابع ہیں۔ یعنی شرعی فلسفہ پر حاکم نہیں بلکہ فلسفہ شرع پر حاکم ہے۔

ساتویں درجہ میں اصوات کے رموز اور اُن کے قائمقام حرفوں کی قوت بتائی جاتی تھی یا یوں کہنا چاہیئے کہ علم جعفر کی تعلیم ہوتی تھی۔ جس میں اصوات اور حروف کی قوت سے بڑا کام لیا گیا ہے۔ اس فن کو وہ ایک بہت بڑا رمز ربانی تصور کرتے تھے۔

آٹھویں درجہ میں حرکات و افعال انسانی کا باہمی اتحاد بتایا جاتا تھا۔ اور نویں درجہ میں یہ آخری سبق تھا کہ یقین کسی چیز کا نہ کرنا چاہیئے اور جرأت ہر امر میں اور ہر کام کے لیئے ضروری ہے۔

الغرض جن واقعات کا آگے بیان ہوگا اُن کے زمانہ میں مصر کے اندر بہت بڑا اسمٰعیلی راج قایم تھا اور اپنے نقیبوں اور داعیوں کو ترویج اسمعیلیہ کے لیئے اطراف عالم میں پھیلا رہا تھا۔ یہ داعی دور دراز ملکوں میں جا کے چپکے ہی چپکے لوگوں پر اپنا اثر ڈالتے تھے۔ اور اسمٰعیلیوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حسن بن صباح کون تھے؟

اِس حسن کی نسبت اربابِ تواریخ میں یہ بات مشہور ہے کہ اُسکا نسب محمد بن صباح جری سے ملتا ہے۔ مگر خواجہ نظام الملک کے وصایا میں اِس امر کی تردید کی ہے اور کہا ہے۔ کہ جب میں نیشاپور میں طالب علمی کو آیا تو لوگوں سے حسن بیان کرتا تھا کہ میں نسل عرب سے ہوں۔ خاندان صباح جری سے میرا باپ یمن سے کوفہ میں آیا۔ کوفہ سے قم میں اور قم سے رے میں آرہا تھا۔ مگر اہل خراسان خصوصاً اہل طوس کہتے ہیں کہ یہ قول اُسکا نہیں ہے۔ اس صحیح کے اسلاف اِس ملک کے کسان تھے۔

خواجہ نظام الملک نے اپنا وصایا میں حسن کی عیاری اور غداری کی طویل طویل داستان لکھی ہے اور اِس امر میں اسکے سخت شاکی ہیں اور اُسکے باپ کا نام علی کہتے ہیں۔ اور اُسکا بھی عقیدہ فاسد اور خباثت طینت کو بیان کرتے ہیں۔ کہ علی رے کا باشندہ تھا۔ ابو مسلم حاکم رے ایک دیندار شخص تھا۔ اس لیے علی سے نفرت کرتا تھا۔ علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے اپنے عقیدہ کی صفائی ظاہر کرتا اور قسمیں کھاتا۔ اُسی زمانہ نیشاپور میں امام موفق لعمر زاید از ستر سال طلباء کو درس دیا کرتے تھے اور اُن کے درس کی یہ برکت تھی کہ اُن کے یہاں کے طالب علم غالباً کسی نہ کسی مرتبہ کو پہنچ جاتے تھے۔ حسن کے باپ نے کہ اسمٰعیلی المذہب تھا۔ اپنی طرف سے مسلمانوں کی اس بدظنی کو دور کرنے کے لیئے حسن کو نیشاپور لیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس میں داخل کیا۔ اِس کے ساتھ ہی دو اور طالبعلم داخل ہوے جن میں سے ایک کا نام عمر تھا جو آخر کار ایک مشہور شاعر عمر خیام کے نام سے مشہور ہوئے اور دوسرے کا نام بھی حسن تھا۔ جو آخر کار شاہ الپ ارسلاں کے وزیر اعظم بنکر نظام الملک طوسی کے نام سے مدت تک جاہ و جلال کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ ان تینوں کا آپسمیں یہ معاہدہ ہوگیا کہ تم سے جو شخص

مرتبہ امارت کو پہنچے اُسکی دولت تینوں میں علی البدیہہ مشترک سمجھی جائے۔ خواجہ نظام الملک
جب الپ ارسلان کے وزیراعظم مقرر ہو گئے تو عمر خیام اُن سے ملے۔ خواجہ نے اس کا
معقول بندوبست کر دیا۔ عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علوم کے پھیلانے میں
مشغول ہو گئے۔ حسن بن صباح کے ساتھ الپ ارسلاں کے عہد میں تو کوئی
سلوک نہ ہوا۔ لیکن جب سلطان ملک شاہ تخت نشین ہوئے تو اُس سے نظام الملک
نے حسن کو ملا دیا۔ جس نے سلطان کے مزاج میں بہت دخل پیدا کر لیا۔ سلطان نے
ایک روز خواجہ نظام الملک طوسی سے پوچھا بھلا کتنے دنوں میں تمام ملک کے جمع خرچ
کا حساب مرتپ کر لو گے۔ خواجہ نے کہا دو برس میں۔ سلطان نے کہا یہ مدت بہت
زیادہ ہے۔ حسن نے سلطان سے وعدہ کیا کہ یہ خدمت کو فدوی چالیس دن
میں انجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ حسن بن صباح اس کام پر معمور ہوا اور سارا حساب
طے کر کے پیش کرنے کے لیئے لے گیا۔ حسن کے نوکر پاس یہ دفتر تھا اور وہ دربار
سے باہر لیئے کھڑا تھا۔ خواجہ نے وہ کاغذات دیکھنے کے بہانہ سے لے کر
زمین پر ڈال دیئے۔ تمام کاغذات پریشان ہو گئے۔ نوکر نے اُن کو جمع کر کے
رکھ لیا اور حسن سے یہ بات نہ کہی۔ حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے
لگا تو اُن کو بالکل ابتر پایا۔ حسن سے جب سلطان نے سوال کیئے تو ہاں ہوں کرنے
لگا۔ سلطان نے ملول ہو کر فرمایا کہ تعلل کا کیا سبب ہے۔ نظام الملک نے
عرض کیا کہ واقف کار لوگ جس کام کی دو برس کی مہلت چاہتے ہیں۔ اُن کو ایک
ناواقف چالیس روز میں کیسے پورا کر سکتا ہے۔ سلطان حسن سے ناخوش ہو گیا
اور حسن چھپکر رو دبار کو چلا گیا۔ اوپر کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں حسن
کی ذہانت اور لیاقت کمال کی تھی وہاں وہ اپنے مربی کا غلام حلقہ بگوش نہیں بن سکتا تھا کیونکہ
اُسکے دماغ کے اندر وہ زبردست خیالات چکر کاٹ رہے تھے جنہوں نے اُسے آخرکار تا جداروں

کھنپانے والا اور دنیا میں ایک تہلکہ مچا دینے والا سردار بنا دیا۔

رود بار سے اصفہان کو گیا۔ اور وہاں کے رئیس ابوفضل کے یہاں چھپ رہا جبکی طبیعت پر قابو پاکر اُسے اپنا گرویدہ بنا لیا ایک دن ملک شاہ اور اُسکے وزیر کے متعلق اپنی ساری داستان سنا کر اُسکے خاتمہ پر کہا کہ اگر میرے پاس دل سوز دوست ہوں جو میرے حکم کی تعمیل کریں تو فی الفور ترک اور کسان (یعنی سلطان اور اسکے وزیر) کی طاقت کو پلٹا دوں۔

ان خیالات کے اظہار پر رئیس ابوفضل نے اُسے دیوانہ سمجھا۔ کیونکہ اتنے بڑے جلیل القدر سلطان کے مقابلہ میں دو نفوس کیا کر سکتے ہیں۔ رئیس ابوفضل نے بوقت طعام حسن کے سامنے کھانے پینے کی چیزوں میں کیسر کی آمیزش سے بنی ہوئی اشیا رکھیں جن سے مراد یہ تھی کہ اس کا دماغ درست ہو جائے۔ حسن اس اشارہ کو سمجھ گیا اور کوچ کی تیاری کر دی۔ پھر امیر فضل نے اپنی فصاحت سے بہت کوشش حسن کو ٹھیرانے کے لئے کی مگر اُسکی ایک نہ پیش گئی۔ اور حسن وہاں سے جلدی مصر کو چلا گیا اور اسی جگہ حسن کی عظمت کی بنا پڑی۔

اسمٰعیلی خلافت کا پہلا شیخ الجبل

مصر میں پہنچنے سے پہلے جس طرح حسن بن صباح کے خیالات میں تبدیلی ہوئی اسکا حال حسن کے الفاظ میں میر اخوند اور تقویم التاریخ میں درج ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بارہ اماموں پر اعتقاد رکھتا تھا جیسا کہ آبائی اعتقاد چلا آیا تھا گویا وہ "فرقہ امامیہ" میں سے تھا۔ پھر امیر داراب سے بات چیت میں فرقہ اسمٰعیلیہ کا حال معلوم ہوا اثر تو اسکے دل پر بہت ہوا۔ لیکن علانیہ تبدیل تبدیل خیالات کے اظہار کا حوصلہ نہ تھا۔ پھر بیمار ہونے پر یہ منت مانی کہ اگر خداوند تعالیٰ شفا بخشے تو اسمٰعیلی ہو جاؤنگا۔ چنانچہ صحت پائی ابونجم سراج سے اسمٰعیلیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے سارے اصول سمجھے۔ اور بوپیرمون نامی داعی کے ذریعہ فاطمی خلیفہ سے بیعت کرنی چاہی اور شیخ عبدالملک کے مقام رے میں پہونچا۔ اُن سے داعی کا عہدہ حاصل کیا۔ اور اُن کے فرمان کے مطابق خلیفہ امام مستنصر کی بیعت کے لیئے مصر چلا گیا

حسن بن صباح کی علمیت کا شہرہ پہلے ہی مصر میں ہو چکا تھا۔ اور خلیفہ مستنصر کو ایسے بے بہا انسانی جواہر کی دستیابی پر بڑی خوشی ہوئی داعی الدعات کو مع دیگر معززین کے حسن کی پیشوائی کے لیئے بھیجا۔ حسن کو شہر کے درمیان ایک محل میں رہائش دیگئی اور اُسے دولت و عزت سے مالا مال کر دیا گیا۔ حسن اٹھارہ مہینے قاہرہ میں رہا اور اس عرصہ اسکا اسقدر اقتدار بڑھا کہ لوگوں میں اس کا وزیر اعظم بننے کا چرچا ہونے لگا۔ مگر مصر کے سپہ سالار امیر جیوش بدر جمالی سے حسن کی بگڑ گئی وجہ یہ تھی کہ اُسوقت خلیفہ نے نزار کو ولیعہد قرار دیا تھا۔ جس کے حق میں حسن نے آواز اُٹھائی لیکن بدر جمالی مستعلی کا جانب دار تھا۔ سپہ سالار نے اپنی دشمنی کے اظہار کے لیئے اور بھی طریقے استعمال کیئے لیکن آخر کار خلیفہ کو مجبور کیا کہ حسن کو قلعہ دمیاط میں قید کر دے۔ اسی موقع پر شہر کا ایک زبردست قلعہ گر گیا لوگوں نے اُسے حسن کے حق میں معجزہ سمجھا۔ تب اُسکے دشمنوں نے اُسے ایک افریقہ کے روانہ ہونے والے جہاز میں رخصت کر دیا۔ جہاز ہوا کے طوفان میں پھنس گیا اور سارے جہازیوں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ لیکن حسن مطمئن دیکھا گیا۔ وجہ پوچھنے پر اُسنے کہا کہ سیدنا نے وعدہ کیا ہے کہ مجھپر کوئی آفت نہ آویگی۔ سمندر کی لہریں بند ہوگئیں اور مطلع صاف ہو گیا۔ جہاز کے کل مسافر حسن کے معتقد ہو گئے۔ جہاز افریقہ روانہ کیا گیا تھا۔ لیکن حسن کے ستارہ نے اسکی یاوری کی اور ہوا کا بہاؤ جہاز کو عوض شام کی طرف لے گیا۔ حسن جہاز سے اُتر کر حلب کو روانہ ہوا۔ وہاں سے بغداد۔ قہستان۔ اصفہان۔ یزد۔ اور کرمان کی سیر کرتا ہوا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ اصفہان لوٹ آیا۔ وہاں چار ماہ اور قہستان میں تین ماہ رہکر اُس نے تین برس تک دمشق میں بود و باش اختیار کی اور گرد و نواح میں بے شمار معتقد بنائے۔ روضتہ الصفار میں لکھا ہے کہ اسمٰعیلیہ حسن کو بے نا کہتے ہیں حسن نے رودبار پہنچنے سے پہلے کچھ اپنے آدمی الموت کو بھیجے۔ تاکہ وہاں کی رعایا کو مذہب نزار کی طرف دعوت کریں حسین قائنین ایک داعی کی کوشش سے رعایا الموت اسمٰعیلی مذہب میں داخل ہوگئی۔ سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے مہدی علوی یہاں کا حکمران تھا جو بظاہر اسمٰعیلیہ کی طرفداری کرتا تھا اور باطن میں اُن کے مخالف تھا۔ جب مہدی نے دیکھا کہ اسمٰعیلیہ نے یہاں تک قوت پیدا کرلی ہے کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہے تو ایک دن شب کے وقت فریب سے سارے اسمٰعیلیہ کو قلعہ سے نکال دیا اور کہا کہ قلعہ سلطان کا ہے غیر کا اسمیں کیا کام ہے۔ اسمٰعیلیہ اور مہدی میں باہم گفتگو ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ مہدی نے سب کو قلعے میں واپس بلا لیا۔ اب اسمٰعیلیہ اس سے ہوشیار رہنے لگے۔ بلکہ ایک شب مہدی کی غفلت میں حسن کو قلعہ پر بلا لیا۔ یہ واقعہ چہارشنبہ ۶ر ماہ رجب ۴۸۳ھ کا ہے۔ حسن نے مہدی کے ساتھ بڑی چال چلی۔ اُس نے کہا کہ میں یہاں کی زمین اپنی عبادت اور سکونت کے لیے مفت لینا نہیں چاہتا بہتر ہے کہ چرسہ بھر زمین تین ہزار دینار میں فروخت کردو۔ مہدی راضی ہوگیا۔ حسن نے اس چرسہ کے باریک تسمہ کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس بچھوا دیئے اور اُس کی قیمت ادا کرنے کے لیے ایک رقعہ رئیس مظفر حاکم کردکوں کے نام لکھدیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

"رئیس مظفر مہدی بن علی کو قلعہ الموت کی قیمت کے تین ہزار دینار ادا کردو۔ رسول اور اُس کی آل سلامت ہے۔ ہمارے لیئے اعلیٰ حاکم خداوند تعالیٰ بس ہے" اسطرح میر مہدی کو نکال کر حسن بن صباح قلعہ الموت کا مالک بنگیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مہدی کو یقین نہیں آیا تھا کہ رئیس مظفر جو سلطنت سلجوک کا ایک مشہور نائب ہے۔ حسن جیسے آوارہ گرد سیاح کی بات کی پرواہ کریگا۔ لیکن اُسے وہ رقعہ پیش کیا تو رئیس مظفر نے فوراً تین ہزار دینار مہدی کو ادا کر دیئے۔ اصل بات یہ تھی کہ مدت سے رئیس مظفر خفیہ طور پر اسمٰعیلی بن چکا تھا۔ اور حسن بن صباح کا پکاّ چیلہ ہو گیا تھا۔

کتاب اصفہانی بہجۃ العالم میں جہارت خان بیان کرتا ہے کہ رودبار قزوین کے شمال میں چھ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اُس میں پچاس قلعہ موجود ہیں جن میں سے بہتر قلعہ الموت ہے۔ یہ قلعہ اسمٰعیلیہ کا دار الملک تھا اور اقلیم چہارم میں داخل ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ برہان قاطع میں یہ لکھی ہے "الموت۔ الف اور لام کے فتحوں سے جبروت کے وزن پر قلعہ کا نام ہے ..... اس قلعہ کو نہایت بلند ہونے کی وجہ سے آلہ اموت کہا کرتے تھے۔ جسکے لفظی معنی عقاب کا گھونسلا ہے ..... عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے۔ اسلیئے بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا نام ہی آلہ اموت مقرر کیا گیا۔ جو کثرت استعمال سے الموت ہو گیا۔ اس نام کے حروف سے رع د بحساب جمبل، جمع کیئے جائیں تو حسن بن صباح کی اس قلعہ میں داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے ۴۸۳ھ

۴۸۳ھ تک، قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضہ میں آگئے مذہب نزاریہ کو بڑی رونق حاصل ہوئی۔ حسن نے اس مذہب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

نزاریہ فرقہ کے مقلدوں کو حشاشین کا لقب ملا تھا اور حسن بن صباح اور اُس کے جانشین شیخ الجبل کہے جاتے تھے۔ اب تک اسمٰعیلیوں کے داعی اور رفیق ہی ہوتے تھے۔ لیکن قلعہ الموت کو مضبوط بنانے اور اُسکے اندر سب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سامان ٹھیک کر کے دیوارسنگین کی بنیاد ڈالنے کے بعد حسن بن صباح نے اپنے مذہب کی خاص طور پر اشاعت کا انتظام شروع کیا۔ یہاں بقول آغا خانیوں کے نزار کا لڑکا ہادی حسن بن صباح کے ساتھ آیا اور یہاں ہی اسکی رہائش کا انتظام ہوا۔ وہ اور اُس کے ورثا تو امام کہلاتے رہے اور حسن بن صباح اور اُس کے جانشین شیخ الجبل کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور اُنہوں نے داعی اور رفیقوں کے ساتھ فدائیوں کا ایک گروہ بھی پیدا کیا اور انہیں کی وجہ سے اس فرقہ کا نام حشاشین مشہور ہوا اور جب صلیب کی مذہبی جنگ میں شامل ہونے والے عیسائی حکمرانوں نے اِن فدائیوں کو خنجر کے ذریعہ سے خفیہ قتل عام کرتے دیکھا تو اُن کا نام اساسن Assasin رکھا Assasin اُس قاتل کو کہتے ہیں۔ جو خفیہ طور پر قتل کر ڈالے۔ چنانچہ انگریزی جملہ ڈکشنریوں میں اس لفظ کا مخرج حشاشین کو ہی لکھا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم میں ہے کہ حسن جو سیدنا شیخ الجبل کہلاتا تھا اُسے دوسرے درجہ پر داعی تھے۔ جو اُن تینوں ضلعوں پر حکومت کرتے تھے جن پر حسن بن صباح کا قبضہ تھا اُن کے ماتحت عام داعی تھے جو پورے طور پر خفیہ اصولوں سے واقف تھے اور اُن کو پھیلاتے۔ چوتھے درجہ پر رفیق تھے۔ اور یہی ترقی پاکر داعی کے رتبہ کو پہنچ جاتے تھے پانچواں درجہ فدائیوں کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور انہیں میں کسی کو قتل کرنے یا کسی اور سخت ضرورت کے لیئے منتخب کیا جاتا تھا۔ جن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تھی تو فدائی کو حشیش پلائی جاتی تھی۔ جو بھنگ کے پتوں سے بنتی تھی اور اسی وجہ سے ان کو حشاشین کہنے لگے۔ اور بہت ہی تھوڑے سے تغیر سے یہ لفظ اساسین ہو گیا اور یورپ کی کل زبانوں میں موجود ہے۔ اساسین کا معنی یورپین زبانوں میں اُس قاتل کا ہے جو گھات سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مار ڈالے"۔ جوقت فدائی اس بیہوشی کیحالت میں شیخ کے نہایت خوبصورت باغ میں چھوڑ دیئے جاتے تھے تو انکو یقین دلایا جاتا تھا کہ جنت کا باغ شیخ کی مہربانی سے ملسکتا ہے۔ اور ان کو اسکے احکام کی تعمیل کی ترغیب دیجاتی تھی چھٹے درجہ کے لوگ لاصق تھے جس کا ترجمہ نوآموز اور مبتدی ہے۔ اور ساتویں درجہ عوام تھے۔

اس گروہ حشاشین نے بڑی بڑی سختیاں کی تھیں۔ دو صدی تک اطراف وجوانب میں تہلکہ ڈالدیا تھا۔ بڑے بڑے آدمیوں کو جو شیخ سے مخالفت رکھتے یا اُسکی مذہبی تبلیغ کے برخلاف بولتے انہوں نے مار ڈالا۔ سب سے اول خواجہ حسن نظام الملک وزیر اعظم سلطان ملک شاہ کو قتل کیا پھر اسکے بیٹے کو خنجر سے ہلاک کیا۔ سلجوق سلطان ملک شاہ کا زہر سے مرنا بھی انہیں کی سازش سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ فدائی ممالک میں پھیل گئے تھے۔ اب بھی اُنکے چھوٹے چھوٹے گروہ ملک شام کے پہاڑوں میں موجود ہیں جو علما، فرقہ اسمٰعلیہ کے خلاف تھے اُنکو بین بین کر ان فدائیوں نے ہر ایک طرح کے گھات سے قتل کر ڈالا کسی کو شاگرد بنکر مار ڈالتے کسی کو خدمتگار بنکر قتل کر ڈالتے۔ اسلئے ہر ایک مذہب کے علما ان سے ڈرنے لگے۔ اور حسن کے خلاف منہ سے کوئی لفظ نکالنا بند کر دیا۔ فدائیوں کا یہ حال تھا کہ جب سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی تباہی کیلئے کئی بار سپاہ بھیجی تو حسن نے اُسکے نوکر کو جو نہایت مقرب تھا اور حسن کا عقیدتمند تھا حکم دیا کہ جب سلطان سوتا ہو تو اسکے سرہانے ایک چھری زمین میں گاڑ دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ جب سلطان بیدار ہوا تو اسکے دلمیں اس بات سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسن نے کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آپ سے محبت نہ ہوتی تو وہ چھری جو زمین سخت میں گڑوائی گئی تھی آپکے سینہ نرم میں گڑوائی جاتی۔ اس پر سلطان نے حسن سے صلح کر لی۔ اور اسی وجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا۔ حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین نامی کو حسین قائنی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا میں مروا ڈالا۔ اور دوسرے بیٹے کو شراب نوشی کی علت میں مروا دیا۔ گویا اُس نے اپنی امت کے روبرو ایک ہیبتناک درخشاں مثال اس بات کی رکھی کہ سیدنا کی نافرمانی کا ایسا حشر ہوتا ہے۔ بتاریخ ۶ ربیع الثانی سنہ ۵

مطابق سنہ ۱۱۲۴ء کو حسن بن صباح کا انتقال ہو گیا۔ گویا ۳۵ برس تک خون کی ندیاں بہانے کے بعد حسن بن صباح نے آرام کے ساتھ اپنی جان موت کے حوالہ کی۔

جس وقت حسن بن صباح نے ستر برس کی عمر میں وفات پائی اُس وقت اُسکے داعی خراسان اور شام کی حدود تک برابر اُسکے باطنی مذہب کی اشاعت کر چکے تھے۔ تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ اور لاکھوں دیندار مسلمانوں کے رہبر علماء اور فضلاء اپنی گدّی پر بیٹھے اس کے فدائیوں کے خوف سے کانپتے رہتے تھے جب سے الموت کے قلعہ میں وہ جاگزیں ہوا تب سے ۳۵ برس کے عرصہ میں صرف دو مرتبہ قلعہ کے مورچوں کے چبوترے پر آیا۔ باقی ایام اُس نے ایک ہی جگہ جم کر گذارے جس طرح وہ ایک ہی قصر میں جما تھا اُسی طرح سے اُس کا من بھی ایک ہی خیال میں مست تھا یعنی یہ کہ اُسکا باطنی مذہب ساری دنیا میں پھیل جائے اور اسکے لئے جسقدر خون خرابہ کرنے اور جتنی بادشاہوں میں انقلاب لانے کی ضرورت ہو وہ پایہ تکمیل کو پہنچ جاویں۔ اُس نے فدائیوں کے لئے قانون بنا اور ایک ہی مرکز میں بیٹھے ہوئے سینکڑوں کوس تک اپنے قلم کے زور سے خنجر چلوائے جہاں اُسکے فرقہ نزاریہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی فکر میں اُس وقت کی سلمانی بادشاہتیں وہاں حسن بن صباح کے فدائی بادشاہوں وزیروں عالموں اور عام آدمیوں کے خون کے پیاسے خنجر بغل میں لئے پھرتے تھے۔

نزاریوں کا فردوس بریں

حسن بن صباح نے اپنے فدائیوں سے خونخواری کے کام کرانے کیلئے جو بہشت بنایا ہوا تھا اُس کا پتہ یورپ کی دنیا کو پہلے پہل سیاح مارکو پولو نے دیا ہے۔ پہلے لوگ اُس بیان کو اعتبار کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ لیکن جب اسکی تصدیق عربی مصنفوں نے بھی کی تب اُنمیں کوئی شبہہ باقی نہ رہا۔ مارکو پولو کا بیان اُس مصنوعی بہشت کے بارہ میں اس طرح پر ہے۔

فارس اور اسیریا دونوں کے مرکزی حصوں میں (یعنی قلعہ الموت اور قلعہ مصیبت میں) بڑی اونچی دیواروں اور باغات سے گھری ہوئی جگہیں تھیں جو سچ مچ مشرق کے بہشت کا نمونہ تھیں اُنمیں پھولوں کی کیاریاں پھلدار درختوں کے جھنڈ تھے جنمیں نہریں بہتی تھیں پانی۔ واٹر کنل

اور سبزہ زاروں کے قدم قدم پر پانی کے بلبلے اُڑ رہے تھے۔ گلاب اور انگوروں کی کنجیں عشرت کے سامانوں سے مرصع کمرے معہ چینی گلدستہ دان چمنیں فارس کے غالیچے اور یونان کے قیمتی کپڑے بچھے ہوئے تھے۔ جہاں سونے چاندی اور بلّور کی طشتریوں پر انہیں دھاتوں کے شراب منیے کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔ کالی آنکھوں والی خوش آئند کنواری لڑکیاں اور خوبصورت لڑکے جنکے بدن ویسے ہی نرم تھے جیسے نرم گدیلوں اور تکیوں پر وے آرام کر رہے تھے طائران خوش الحان کی چہچہاہٹ اور مترنم چنگ کیساتھ حوروں کا سُریلا گانا ہر دل کے ولولہ کیساتھ ایک سماں باندھ دیتے تھے۔ ہر در و دیوار سے سرور اشتیاق اور شہوت پرستی ٹپک رہی تھی۔ جو جوان آدمی اپنی جسمانی طاقت اور قوت ارادی کے لحاظ سے لائق سمجھا جاتا تھا اُسے حشاشین کی فدائی خدمت کیلئے چُن کر داعی الدعات کیساتھ بات چیت کیلئے دسترخوان پر شامل کیا جاتا تھا تب اُسکو حشیش کا پیالہ پلا کر بیہوش کر دیا جاتا اور باغ میں پہنچا دیا جاتا۔ جاگنے پر وہ سمجھتا کہ میں سچ مچ بہشت میں پہنچ گیا بہشت کے جسقدر مزے رسول اللہ نے اقرار کئے ہیں جب اُنکا حظ اُٹھا لیتا اور چھلکتے ہوئے شراب کے پیالوں اور حوروں کی آنکھوں کا شکار ہو کر جب وہ ناطاقت ہو کر بیہوش ہو جاتا تب وہ پھر شیخ کے سامنے لایا جاتا۔ جہاں کچھ گھنٹوں کے پیچھے وہ اپنے آپکو شیخ کے قدموں میں پاتا شیخ اُس کو یقین دلاتا کہ اُس کا جسم یہیں پڑا رہا اور اُس کی روح نے ہی بہشت کی سیر کی ہے۔ جہاں اُسکو اُس مزہ کا احساس ہی ہوا ہے جو شیخ کی فرمانبرداری اور اعتقاد کی خدمت کے بعد اُسے واقعی نصیب ہوگا اس کا ایسا اثر ہوتا کہ اُس نوجوان سے جو کچھ بھی کشت و خون کا کام کرانے کیلئے حکم ہوتا تو وہ اُسکی دل و جان سے تعمیل کرتا حضرت محمد صاحب نے "قرآن میں جو اقرار مومنوں سے کیا ہے اور جسے بہت لوگ خالی اور بے معنی دعاوی قرار دیتے تھے اُس فدائی نے واقعی محسوس کیا۔

اس بہشتی تمنا میں نزاریوں نے جو خون خرابے کئے اُن سے اس وقت کے مسلمان بھی انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب اپنی فاطمی دعوت اسلام کے صفحہ ۹۴ اور ۹۵ پر لکھتے ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسلمان فرقوں میں کوئی ایسا فرقہ نہیں مل سکتا جو جوش جانبازی اور سرفروشانہ سرگرمی میں نزاریوں کی برابری کر سکے۔ بلکہ دنیا کے کسی مذہب والے نے اپنے خیالات کی اشاعت میں اتنی عمیق سعی نہ کی ہوگی۔ اس گروہ میں ایسے ایسے عجیب و غریب مادہ کے آدمی پیدا ہوئے جنہوں نے جنون کی حد سے بھی گذر کر دعوت کا کام کیا۔ حسن بن صباح کے فدائیوں کی خونخواریاں کیسی ہی مذموم سمجھی جائیں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اسکی سفاکی میں بھی دعوت کا ایک ولولہ پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر انہوں نے ہر قوم کے ہر عقائد کو خلط ملط کر کے دکھانے اور اُن کو اسلامی عقائد سے مانوس کرنے کی تدبیریں کیں تو گو اس میں ایک قسم کا مغالطہ پایا جاتا ہے۔ تاہم دعوت کی حکمت عملی پر اس سے روشنی پڑتی ہے۔

یہاں صرف اس قدر دکھلانا مقصود ہے کہ حسن بن صباح کا طریقہ تبلیغ اسوقت تک برابر سلسلہ وار چلا آیا ہے۔ اسمیں فرق ہوا ہے تو صرف ملک زمانہ اور حالت کی ضرورت کے مطابق۔ جب آغا خانیوں کی دعوت کے طریقوں کی پڑتال ہوگی اس وقت معلوم ہوگا کہ حسن بن صباح کی قائم کی ہوئی فدائی سپرٹ ابتک اسی طرح کام کر رہی ہے۔ مگر اس کا موقع بہت آگے چلکر آئیگا۔

دوسرا شیخ الجبل کیا بزرگ اُمیہ

جب حسن بن صباح کو اپنی موت کا گمان ہوا تو اُس نے اپنے مقتول داعی کیا بزرگ اُمیہ کو اپنا جانشین قرار دیا۔ حسن کے بعد کیا بزرگ نے چودہ برس تک نزاریہ فرقہ کو چلایا۔ لیکن اُسی اصول پر جو اُس کا شیخ جاری کر گیا تھا۔ اُس کے فدائی بھی ویسا ہی کہرام مچاتے رہے۔ ایک مرتبہ بہت سے حکمرانوں نے مل کر الموت کے فتنہ کا خاتمہ کرنا چاہا۔ اور سلطان سنجر کے جانشین سلطان محمود نے اُس مہم میں اپنی ساری قوت صرف کر دی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے قلعہ الموت پر قبضہ بھی کر لیا۔ مگر پھر نزاریوں نے اُن کو محروم کر دیا۔ انہیں دنوں ابو ہاشم فاطمی نے شہر گیلان میں دعویٰ امامت کیا تھا۔ اس پر فوج کشی کر کے کیا بزرگ نے انہیں لپسا کیا اور بڑے ظلم سے اُن کو جلا دیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود بھی نزاریوں کی سازش سے ہی جاں بحق ہوئے اور تب فدائیوں نے کوئن پر حملہ کر کے دو سو گھوڑے چھین لئے۔ ایک سو ترک مالوں کو قتل کرنے کے بعد بیس شہریوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ شہزادہ خوارزم نے محمود کے جانشین سلطان مسعود سے اسمٰعیلیوں کے نیست و نابود کرنے کا مشورہ کیا۔ اِس سے خوش ہو کر سلطان مسعود نے شہزادہ خوارزم کے حوالے برکن شاہ شکاری کا علاقہ کر دیا۔ برکن شاہ بھاگ کر قلعہ الموت کے شیخ کے پاس چلا گیا۔ حالانکہ وہ نزاریوں کا دشمن رہ چکا تھا۔ تاہم شیخ کیا بزرگ نے اُسے خوش آمدید کہا۔ شہزادہ خوارزم نے شیخ الجبل کو کہلا بھیجا کہ برکن شاہ تمہارا دشمن تھا اور میں دوست رہا۔ اُس کو میرے حوالے کر دو۔ جواب مِلا کہ یہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن میں اپنے آوردوں کو اُن کے دشمنوں کے حوالہ نہیں کیا کرتا۔ اِس طرح برخوارزم شاہ اور شیخ کیا بزرگ میں باہم نقیض بڑھ گیا۔ شام کا قلعہ بنیاس اُن کا مرکز تھا اور گرد و نواح کے بہت سے قلعے اُن کے قبضہ میں آگئے۔ اِس جگہ کئی فرمانرواؤں نے اُن پر حملے کئے۔ لیکن ان کی حکمت عملی کے سامنے کسی کی ایک پیش نہ گئی۔ اس شیخ الجبل کے عہد حکومت میں یورپین عیسائیوں نے یروشلم پر حملہ کیا۔ اُن جنگجوؤں نے ان فدائیوں سے اپنے بیچ کے جھگڑوں میں مدد لی اور پھر انہیں کی تقلید میں اپنے عیسائی فرقے قائم کئے۔ جن کے قائم مقام آخر کار جیسوئٹ (gesuit) فرقہ کے رومن کیتھولک عیسائیوں نے خفیہ مظالم کی دھوم مچا دی۔ الموت کی طرح قلعہ بنیاس بھی نزاریوں کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ مگر پھر نزاریوں کے قبضہ میں آگیا۔

کیا بزرگ کے عہد حکومت میں فدائیوں نے بہت سے نامور شخصوں کو اپنے خنجر کا شکار کیا۔ پہلے قاسم الدولت الشکور لبودش حاکم موصل پر آمدہ فدائیوں نے

خنجر سے حملہ کر دیا جو درویشوں کی شکل بنائے پہنچ گئے تھے۔ وہ زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے ان قاتلوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن قبل اس کے کہ اس کے محافظ پہنچیں ایک کاری زخم لگ گیا۔ اور وہ جاں بحق ہوا۔ حملہ آور قاتلوں میں سے سات تو اُسی وقت مارے گئے ایک بچ گیا۔ اس کی والدہ یہ سمجھ کر کہ شیخ پر قربان ہو کر بہشت میں گیا۔ اچھی پوشاک اور زیور پہن کر خوشیاں منانے لگی۔ لیکن جب اپنے لڑکے کو زندہ دیکھا تو مارے رنج کے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے اور اپنا منہ کالا کر لیا اس وجہ پر کہ اُس کے لڑکے کو شہادت کا درجہ نہ ملا۔ یہ نتیجہ حسن بن صباح کی تعلیم کا تھا۔

سلطان سنجر کے وزیر معین الدین کے ہاں ایک فدائی سائیس بن گیا۔ اور ایک دن جب وزیر گھوڑے پر تھا تب گھوڑے کی شرارت پر اُسے ٹھیک کرنے کے بہانے وزیر کے بدن میں خنجر بھونک دی۔ پھر تفنفین کے لڑکے لُستی کو خنجر سے ختم کیا۔ اُس کے لڑکے شمس الملک کو سازش سے مروا ڈالا۔ ابو سعید حادی حسن بن ابو القاسم رئیس اصفہان سید دولت شاہ اور رئیس تبریز اور اُن کے سوائے صدہا اُن کے مصاحبوں کا خاتمہ نزاریوں نے کیا۔ ان کے خون خوار خنجر کے نیچے جہاں ایسے شریف اور بزرگ لیٹے ہوئے وہاں مصر کے خلیفہ امر بیاکم اللہ ابو علی منصور بھی انہیں کے خنجر کا شکار بنا۔ اس کے بعد جب مترصد خلیفہ ہوا تو سترہ سال کی حکومت کے بعد اُس کا بھی کام فدائیوں نے ہی تمام کیا۔ اور اُس کے ناک اور کان کاٹ کر اُس کی لاش کی بے حرمتی کی۔ کیا بزرگ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے محمد کو جانشین بنا دیا۔

کیا محمد بن کیا بزرگ

کیا بزرگ کی موت پر اُس کا بیٹا محمد نزاریوں کا شیخ بنا۔ گویا اس وقت سے ہی باپ کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جانشین بیٹا ہونے لگا۔ اس فرقہ کے خاتمہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ کیا بزرگ کے مرنے پر اسمٰعیلیوں کے دشمنوں نے گھی کے چراغ جلائے۔ مگر محمد نزار یوں کے مسند نشین ہونے سے تھوڑے عرصہ بعد خلیفہ مسترشد کے جانشین خلیفہ رشید کے قتل کئے جانے پر سارے ایشیا کی سلطنتوں میں کھلبلی مچ گیا۔ رشید نے تخت نشین ہوتے ہی بغداد سے اسمٰعیلیوں کی نیست و نابودی کے لئے فوج جمع کی اور حملہ کی تیاری کر رہا تھا کہ چار فدائی اس کی اردلی فوج میں مل گئے۔ اور اس کے خیمہ میں گھس کر خنجروں سے اسے قتل کر دیا۔ اسی جگہ پر اس کی قبر بنائی گئی۔ اس خبر کو سن کر الموت میں خوب جشن منائے گئے اور دعوتیں دی گئیں۔ سات دنوں تک ڈھول نے ایشیائی سنی مسلمانوں کے دل ہلا دیے۔ اور سب کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ عباسیہ خلفاء پر ایسا خوف طاری ہوا کہ انہوں نے اپنے محلات سے باہر نکلنا بند کر دیا۔ نزاریہ رفیق اور فدائی ایشیا کے بر اعظم میں پھیل گئے اور بہت سے نئے قلعہ جات ان کے قبضہ میں آئے۔ کوئی مالک سے چھین لیا کسی نے معمولی قیمت کو ہی بھاگتے بھوت کی لنگوٹی سمجھا۔

ایک طرف تو سنیوں کے ساتھ یہ سلوک اور دوسری طرف باطنیوں پر عملاً یہ اسلام کے تمام بیرونی فرائض سختی سے لازمی کر دیئے گئے۔ اس لئے عوام کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ خنجر کا وار کدھر سے آتا ہے۔ شیخ الجبل اپنے نام پر اپنی مذہبی حکومت کا دعویٰ نہیں کرتا تھا۔ بلکہ سب کچھ خفیہ امام کے نام پر کیا جاتا تھا۔ جس کے مستقبل ورود کی خبر دی گئی تھی۔ ان کے اصلی اندرونی عقیدوں پر بیرونی شریعت کا خول چڑھا تھا۔

سلطان سنجر نے اپنا ایلچی عقائد اسمٰعیلی کے دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ اُسے بتلایا گیا کہ ہم خدا کی وحدانیت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور اسی کو صحیح عقل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سمجھتے ہیں۔ جو اُس کے کلام (قرآن) اور رسول کے احکام کے موافق ہو۔ ہم اُن کی پوری تعمیل کرتے ہیں جیسے کہ وہ قرآن شریف میں دیے گئے ہیں۔ پیدائش دنیا اور آخرت۔ جزا و سزا۔ اور قیامت پر اسی طرح اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ رسول نے سکھایا ہے۔ اس پر اعتقاد ضروری ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ خدا کے احکام پر رائے زنی کرے۔ یا اُن کا ایک حرف بھی تبدیل کرے۔ یہ ہمارے فرقے کے بنیادی اصول ہیں۔ اور اگر سلطان اُن پر اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ اپنے علماء کو ہمارے ساتھ مناظرے کے لئے بھیجدے"

کیا محمد کی لیاقت حسن بن صباح یا کیا بزرگ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے عوام میں اُس کی وہ عزت نہ رہی۔ مگر اُس کا بیٹا حسن بالیاقت اور عالم فاضل سمجھا جاتا تھا۔ لوگوں نے اپنی اطاعت اُس کیطرف رجوع کی۔ اور اُس نے اس کا فائدہ اٹھا کر یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ جس آنیوالے امام کی نسبت پیشگوئیاں ہو چکی ہیں وہ خود ہی ہے۔ شیخ الجبل کیا محمد کو یہ ناگوار گذرا۔ اور اُس نے حسب ذیل فتویٰ صادر کیا۔

"حسن میرا بیٹا ہے اور میں امام نہیں ہوں۔ بلکہ امام کا پیشرو ہوں۔ جو شخص اس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے وہ کافر ہے"۔ شیخ کا نیچہ گھر پر ہی مضبوط پڑا اور اس نے اپنے بیٹے کے دو سو پچاس پیروؤں کو قتل کر ڈالا اور اتنوں کو ہی جلاوطن کر دیا۔ حسن ایسا گھبرایا کہ اُس نے اپنے پیروؤں کے عقاید کی تردید اور اپنے باپ کے عقاید کی تائید میں رسالہ لکھا۔ اور اس طرح مکاری سے اُس نے اپنی جان بچائی۔ لیکن چونکہ وہ خلوت میں شراب پیتا اور ممنوعات کا عامل تھا اس لئے اُس کے باقی پیروؤں نے آنے والے امام کے نشانات اسمیں محسوس کئے۔

اسی عرصہ میں فاطمی خلافت کا خاتمہ۔ یوسف صلاح الدین (مشہور صلاح الدین) نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے قاہرہ دارالخلافتہ مصر میں کردیا - اور اس ملک کو بھی خلیفتہ المستنصر بامراللہ کے
ماتحت کردیا - اور اسی طرح نزاریوں کی اُمیدوں پر پانی پھیر دیا -

حسن ثانی ولد کیا محمدؐ

حسن اول بن صباح نے فرقہ حشاشین کی بنیاد ڈالی
اور اُسے حسن ثانی نے صاف طور پر دنیا کے سا
بے خوف وخطر رکھ دیا - اپنے والد کا انتقال پاتے ہی حسن ثانی کھُل کھیلا اور اس
نے مکاری کا برقعہ اُتار ڈالا - اور نہ صرف سب ممنوعات کو اپنے ہی لئے جائز رکھا
بلکہ اپنے سب پیروان کے لئے بھی مباح قرار دیا ۔ سنہ ۵۵۹ ہجری کے ماہ رمضان
میں حسن ثانی کے فرمان سے رودبار کے باشندے قلعہ الموت میں جمع کئے
گئے - منڈ کے اوپر قبلہ کے رُخ ایک ممبر رکھا گیا - اور اس کے چاروں
طرف سفید - سُرخ - زرد - اور سبز رنگ کے چار جھنڈے کھڑے گئے گئے
تاریخ ۱۷ رمضان کو اس کے گرد لوگ جمع ہوئے - حسن ممبر پر چڑھا اور بہیے
مشتبہ فقروں سے انہیں حیرانی میں ڈال دیا کہ خلیفہ مصر کی طرف سے
اس کے پاس ایک شخص مُراسلہ لایا ہے جو سب اسمعیلیوں کو خطاب کیا گیا
ہے - اُس کی رُو سے رحم اور معافی کے دروازے اُن سب کیلئے کھُل گئے ہیں جو
میری پیروی کریں گے - اُس میں سے جو خاص طور پر ممتاز ہوں گے اُن کے لئے
شریعت کے فرائض ڈھیلے کردئے گئے ہیں - اور اُنہیں سب قسم کی ممنوعات
اور احکام سے بری کردیا گیا - اور میرے ذریعہ سے اب آخرت کا دن تمہارے
نزدیک آگیا ہے - اتنا کہہ کر اُس نے عربی میں خطبہ پڑہنا شروع کیا - جو بیان
کیا گیا کہ خلیفہ کی طرف سے آیا ہے - تب ایک شخص نے اُس کا ترجمہ سنانا شروع
کیا - جو اس طرح تھا - حسن بن بزرگ امیہ ہمارا خلیفہ اور داعی اور شاہد ہے
سب جو ہمارے معتقد ہیں روحانی اور دنیاوی طور پر اس (حسن ثانی) کی

اطاعت کریں اور اُسے ملہم سمجھ کر اُس کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور اُس کی ممانعت کے باہر نہ جاویں بلکہ اُس کے احکام کو ہمارے احکام ہی سمجھیں۔ اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ خداوند نے سب پر رحم کیا ہے۔ اور اُن کو اللہ اکبر تک پہنچا دیا ہے۔

حسن ممبر سے اتر آیا۔ دسترخوان بچھ گئے۔ اور اُس نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ افطار کریں اور تمام طرح سے عیش عشرت میں مشغول ہو جائیں۔ کیونکہ آج امام ظاہر ہوا۔ اور یہی قیامت کا دن ہے۔ اُسی دن سے اسمٰعیلیوں کو ملحد اور کافر کہا جانے لگا۔ جس طرح دیگر مسلمان اپنا سن رسول کی ہجرت کے دن سے شروع کرتے تھے۔ اُن لوگوں نے ۱۷ رمضان سے شمار کرنا شروع کیا۔ اور جس طرح رسول کے نام پر صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے۔ ویسے ہی حسن ثانی کے نام پر بھی پڑھی جانے لگی۔

الموت کے دروازہ پر یہ لکھا کہ خدائے دو جہاں کی برکت سے شریعت کے بندڈھیلے کر دئے گئے اُس پر صلوٰۃ ہو۔ یہ فرمان اسمٰعیلیوں کے تمام عقیدتمندوں میں پھیلایا گیا۔ اور ممنوعات کی زنجیریں کٹ جانیکی خوشخبری دی گئی اور خطبوں میں حسن ثانی کا نام بطور امام کے پڑھا جانے لگا۔

ایک خامی تھی جسے اپنا حق مضبوط کرنے کے لئے حسن نے پختہ کر لیا تھا ضروری تھا کہ اپنا سلسلہ فاطمی خلیفہ کے ساتھ قائم کرے۔ چنانچہ یہ قصہ بیان کیا گیا۔ کہ نزارین خلیفہ مستنصر باللہ کا ایک چھوٹا بچہ خود حسن بن صباح کے عہد میں قلعہ الموت کے نیچے آکر سکونت پذیر ہو گیا تھا جس کے حال سے سوائے حسن کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ اس نزاری الاصل سیدزادے نے جس کا نام ہادی تھا یہاں شادی کی۔ اور اُس کے گھر اتفاقاً اُسی روز بیٹا ہوا جس روز

محمد بن گیا بزرگ کی بی بی کا وضع حمل ہوا اور دونوں لڑکے پوشیدہ ہی پوشیدہ بدل لئے گئے - لہذا حسن در اصل کیا محمد کا بیٹا نہیں - بلکہ نزار کا پوتا ہے - اسی باعث اس کے فرقہ کا نام نزاریہ مشہور ہوا - اور حسن ثانی کو قایم القیامت کہنے لگے - اور اسی دن سے جہاں کھلے بندوں شراب خواری اور حرام کاری کا عمل ہونے لگا وہاں خنجر بھی دن کی روشنی میں بھونکے جانے لگے -

نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں حرام کاری پھیلانے والا حسن ثانی اپنے سالے کے خنجر سے راہی ملک عدم ہوا -

محمد ثانی بن حسن ثانی

حسن ثانی کے قتل کئے جانے پر اس کا بیٹا محمد ثانی شیخ الجبل کی مسند پر بیٹھا - اس کا پہلا کام یہ تھا اپنے باپ کے قاتل حسن تنویر کو معہ اس کے تمام عزیز و اقارب (مرد و عورت) کے جلاد کی کلہاڑی سے قتل کرا دیا - اور اپنے باپ کے جہنمی راستہ کو نہ چھوڑا - وہ خود بڑا فلسفہ داں اور عالم تھا" اور "ہمچو من دیگرے نیست" کے مسلہ کا قائل تھا - اس کا باپ چار برس حکومت کر کے مارا گیا - مگر محمد ثانی ۴۴ برس تک اپنے جہنمی عقائد کی تبلیغ کرتا رہا - اس کے زمانہ میں امام فخر الدین مرزائی بڑے فاضل استاد مقام رے میں - شریعت کی تعلیم دیا کرتے تھے - ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ خفیہ طور پر اسمٰعیلی ہیں - انہوں نے اس الزام سے اپنے آپ کو بری کرنے کے لئے ممبر پر چڑھ کر اسمٰعیلیوں کی برائی کرنی شروع کی - شیخ محمد ثانی کو جب یہ خبر ملی تو اس نے مناسب ہدایت دیکر اپنے ایک فدائی کو رے میں بھیجدیا - وہ فدائی شریعت کا طالب علم بن کر امام کے یہاں پڑھتا رہا - سات مہینہ کے بعد جب امام کا نوکر اس کے لئے طعام للنے گیا تو فدائی نے امام فخر الدین رازی کو اکیلا پاکر کوٹھڑی کا کواڑ بند کر دیا - اور امام کو زمین پر گرا کر خنجر کھینچ اسکی چھاتی پر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چڑھ بیٹھا۔ امام نے وجہ پوچھی۔ "فدائی۔ تیرے دل اور انتڑیوں کو نکال لینے کے لئے شیخ یہ کیوں؟ فدائی۔ اس لئے کہ تو نے ممبر پر اسمٰعیلیوں کی برائی کی ہے۔ امام نے منت سماجت کی کہ اس کی جان بخشی جاوے۔ اور اقرار کیا کہ پھر کبھی فرقہ سمعیلیہ کی برائی نہ کریگا۔ فدائی بولا "اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو پھر تو وہی کام کرے گا اور کج بحثیوں سے اپنی قسم سے نکل جانیکی کوشش کریگا" امام نے پکا اقرار کیا۔ تب فدائی نے کہا "مجھے تیرے قتل کا حکم نہ تھا۔ ورنہ میں کب کا تعمیل حکم کر چکا ہوتا۔ محمد ثانی بن حسن ثانی تجھے سلام بھیجتا ہے اور تجھے اپنے قلعہ میں دعوت دیتا ہے۔ وہاں تجھے بیحد اختیارات ملیں گے۔ اور ہم لوگ ایمانداری سے تیری غلامی کریں گے۔ امام نے عذر معذرت کی۔ اور آیندہ نیک چلنی کا وعدہ کیا۔ اس پر فدائی نے اپنی پیٹی میں سے تین سو دینار طلائی نکال کر دئے اور کہا کہ یہ سالانہ پنشن ہے جو بغیر کہے ملا کرے گی۔ اور دو پوشاک"۔ فدائی یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ اور پھر امام فخرالدین نے کبھی ایک کلمہ بھی نزاریوں کے برخلاف نہ کہا۔ اسی شیخ کے عہد میں کئی بار فدائیوں نے صلاح الدین اعظم کو مارڈالنے کے لئے خفیہ حملے کئے پہلے الپو کے کیمپ میں تین فدائیوں نے خنجروں سے حملہ کیا۔ مگر تینوں کاٹ ڈالے گئے۔ اور سلطان بچ گیا۔ پھر اس کے امیروں وغیرہ پر حملے ہوئے اور بارہا فدائی مارے گئے۔ پھر ایک قلعہ کے محاصرہ کے وقت سلطان صلاح الدین پر فدائیوں نے حملہ کیا۔ پہلے ایک نے خنجر سے حملہ کیا۔ صلاح الدین نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اُسے کاٹ ڈالا۔ اسی وقت دوسرا تیسرا اور چوتھا حملہ آور ہوا جنہیں فوجوں نے کاٹ ڈالا۔ اس پے درپے بیخوف حملہ کو دیکھ کر سلطان گھبرا گیا۔ اور خیمہ میں جا کر فوج کو ہٹا لیا۔ آخر کار جب صلاح الدین نے اقرار کیا کہ وہ ان پر چڑھائی نہ کرے گا۔ تو شیخ الجبل نے وعدہ کیا کہ اس کے بعد کوئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فدائی اُس پر حملہ نہ کریگا۔ چنانچہ اس کے بعد تیرہ برس تک سلطان پر کوئی حملہ نہ ہوا۔

انہیں ایام میں عیسائیوں نے تیسری لڑائی یروشلم کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے کی تھی۔ اس وقت عیسائی بادشاہوں نے ایک دوسرے کے دشمن مروانے کے لئے فدائیوں سے مدد لی۔ اور ان سے ہی سبق حاصل کر کے عیسائیوں کا وہ خونخوار فرقہ پیدا ہوا جس کے جانشین آخرکار عیسائی جیسوئٹ (Jesuits) ہوئے

مسلم مورخوں کی نسبت شاید یہ کہا جائے کہ فرقہ اسمعلیہ کے برخلاف ہونیکے باعث اُنہوں نے ان لوگوں کو بعض باتوں میں تعصب سے مطعون کیا ہے۔ لیکن بے تعصب بیرونی شہادت ایسی ملتی ہے جس سے ان واقعات کی تائید ہوتی ہے محمد ثانی کے عہد حکومت میں جو صلیبی آئے تھے۔ ان میں سے بشپ ولیم اور بشپ جمیس نے نزاریوں کا بیان لکھا ہے۔ یہ دونوں ٹائر (Tyre) اور (Acca) کے لاٹ پادری تھے۔ اُنہوں نے لکھا ہے۔

پیشتر ازیں اساسین (حشاشین) محمدی شریعت کے پورے پابند تھے لیکن ایک عالم اور فہیم گرینڈ ماسٹر (شیخ) نے جو کہ مسیحی مسلوں اور انجیلی تعلیم سے بخوبی واقف تھا۔ محمد کی فرمائی ہوئی نماز کو بند کر دیا۔ روزہ کو بند کر دیا۔ اور بلاتمیز ہر ایک کو شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے کی اجازت دیدی۔ ان کے مذہب کا اصل اصول یہ ہے کہ اپنے شیخ کے حکم کی آنکھ بند کر کے تعمیل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے حیات ابدی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ خداوند اور مالک جو کہ عام طور پر شیخ کہلاتا ہے عراق اعجمی میں رہتا ہے۔ وہاں نوجوان آدمی باطنی مسلوں اور عیسائیوں کی تعلیم پاتے اور مختلف زبانیں سیکھتے ہیں۔ تب خنجر سے مسلح کر کے ساری دنیا میں پھیلاوئے جاتے ہیں۔ تاکہ عیسائیوں اور محمدیوں کو بلاتمیز قتل کریں جس کے محرک

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جذبات۔ نفرت۔ عداوتِ فرقہ۔ مسرت دوستاں یا اُمید انعام خاص ہوتے ہیں۔ جو اپنے فرض کی ادائیگی میں جان دیدیں۔ انہیں مرتبہ شہادت ملکر بہشت میں زیادہ عیش بھوگنا ملتا ہے۔ اور اُن کے رشتہ داروں کو انعام و اکرام سے بھر دیا جاتا ہے۔ اور اگر غلام ہیں تو انہیں آزاد کر دیا جاتا ہے۔ ان ذلیل نوجوانوں نے دنیا میں تہلکہ مچا رہا ہے۔ یہ خوشی کے ساتھ قتل کرنے کے لئے اپنے بھائیوں کی خانقاہوں سے نکل کر خونخوار احکام کی تعمیل کے لئے جاتے ہیں۔ مختلف شکلوں کے بہروپ بنا کر کبھی درویش اور کبھی سوداگر کا بھیس بدل کر اس طرح مختلف شکلوں میں ہوشیاری اور احتیاط سے چلتے ہیں کہ ان کے مخالف ان کے خنجر سے بچ نہیں سکتے۔ رذیل اور ذلیل لوگ ان سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ حشاشین اُن پر حملہ کرنا کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ لیکن بڑے آدمیوں اور شہزادوں بادشاہوں کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ بڑی رقم دیکر اپنی رہائی کرا دیں یا ہمیشہ مسلح رہکر محافظوں کی حفاظت میں برابر لرزاں زندگی بسر کریں۔

رشید الدین سنان شام میں حشاشین کا شیخ تھا۔ اُس کے جانشینی کے وقت میں ہنری کاونٹ آف شمپین قلعہ نزار کے پاس سے گذر رہا تھا۔ شیخ نے اُس کو معہ اُس کے ہمراہیوں کے دعوت دی۔ شیخ نے اُسے اپنے بہت سے قلعوں میں گھمایا۔ اور پھر ایک بڑے قلعہ میں لے گیا۔ جس کے برج بہت اونچے تھے۔ ان پر سفید پوش پہرہ دار کھڑے تھے جو فدائی تھے۔ شیخ نے کونٹ سے کہا کہ یہ لوگ بہ نسبت عیسائی بادشاہوں کے ملازموں کے میری زیادہ اطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ نے اُن میں سے دو کو اشارہ دیا اور وے ایک دم برج کی چھت سے کود کر قلعہ کے نیچے پاش پاش ہو گئے۔ حیرت زدہ کاونٹ کو شیخ نے کہا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو اسی طرح میرا حکم پاتے ہی قربان ہونے کو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ب تیار ہیں"۔ کاؤنٹ نے کہا کہ اُس کی تسلی ہوگئی ہے اور صاف ہے کہ اس کے حکم کی ایسی تعمیل کرنیوالا اور کوئی نہیں ہے۔ وقت رخصت شیخ نے کہا کہ انہیں کے ذریعہ سے ہمارے فرقہ کے دشمن نیست ونابود کئے جاتے ہیں۔

حسن بن صباح کی ایک کہانی مشہور ہے۔ سلجوک بادشاہ جلال الدین ملک شاہ نے حسن بن صباح کے پاس ایک ایلچی بھیجا۔ جس کے ذریعہ سے اس نے شیخ سے وفاداری اور نمک حلالی کا مطالبہ کیا۔ حسن بن صباح نے ایک فدائی کو بلاکر کہا "مرجا" فدائی اسی وقت اپنے چھری مار کر مر گیا۔ دوسرے کو کہا "اس فصیل سے کود جا"۔ اسی لمحہ وہ کودا اور پتھروں سے ٹکرا کر چکنا چور ہوگیا۔ ایلچی کانپ گیا۔ حسن نے کہا "اس طرح ستر ہزار نمک حلال رعیت میرے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔ تیرے آقا کے لئے یہی میرا جواب ہے۔

جلال الدین حسن سوم بن محمد ثانی

چوالیس[۴۴] برس تک جارو نطرف خونخواری اور جہنمی عیش وعشرت پھیلا کر محمد ثانی قدرتی موت مرا اور اس کا بیٹا جلال الدین حسن سوئم شیخ الجبل کی گدی پر بیٹھا۔ یہ ۵۸۲ھ میں پیدا ہوا۔ اور برسر حکومت آنے کے وقت پچیس سال کا ہوچکا تھا۔ شریعت محمدی کی کھلم کھلا خلاف ورزی سے نقصانات کا مشاہدہ کرکے اپنے باپ کی حیات میں ہی اس نے کھلے طور پر مخالفت کی۔ اور باپ بیٹے کے درمیان باہمی بے اعتباری پیدا ہوگئی محمد ثانی کا باپ حسن ثانی اپنے رشتہ دار کے خنجر سے ہلاک ہوا تھا۔ اور حسن اول اپنے دونوں بیٹوں کو قتل کروا چکا تھا۔ اور محمد ثانی کی نسبت بھی اشتباہ ہے۔ کہ اپنے بیٹے حسن سوم کی سازش سے زہر دیکر مروا دیا گیا۔ مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جلال الدین حسن نے برسر حکومت آتے ہی سچے مذہب کی شریعت کو پھر
سے جاری کردیا۔ اُس نے اپنے باپ دادا کے کل نامناسب احکام کو منسوخ کردیا۔
مسجدونکا بنوانا شروع کردیا۔ اذان کا رواج پھر سے جاری کیا۔ جمعہ کی جماعتیں
از سر نو جاری کیں۔ اس نے قرآن کے حافظ امام۔ مبلّغ۔ علماء۔ مشائخ کو جمع کیا
ان کو انعام واکرام سے سرفراز کرکے نئے تعمیر شدہ مدرسوں۔ مسجدوں اور خانقاہوں
کے سجادہ نشین ومتولی مقرر کئے۔ اس نے بادشاہوں اور خلیفۃ الاسلام کے
پاس پیغام بھیجے۔ اور علما کی طرف سے اُسے نومسلم کا خطاب دیا گیا۔ قزوین کے
علمار کو بلاکر ان کے سامنے کچھ کتب جلادیں۔ جن کا مصنف حسن بن صباح کو
بتلایا۔ اور اپنے فرقہ کے موجد کے برخلاف فتوٰی کفر جاری کرکے شریعت کا پابند
مشہور ہوگیا۔ اپنی والدہ اور بیوی کو حج مکہ شریف کے لئے بھیجا۔ اور کاروانسرائے
پل۔ حمام۔ اسپتال۔ مدرسے وغیرہ بناکر بڑی شہرت حاصل کی۔ اس کے ذریعہ
سے اُس کے خزانہ میں بیحد دولت بھی اکٹھی ہوگئی۔

اس موقعہ پر خوارزم شاہ اور خلیفہ بغداد کی لڑائی چل رہی تھی۔ کہ چنگیز خان
نے چڑھائی اور آفت کی طرح اسلامی سلطنتوں پر آدھمکا۔ جلال الدین حسن سوم
سوم نے خفیہ طور پر ایلچی بھیجکر چنگیز خان کو راضی کرلیا۔ مگر عام طور پر جلال الدین حسن
سوم کی نیت کی نسبت شبہہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بجائے حسن بن صباح
کی تصانیف کو جلانے کے شاید شریعت اسلام کی کتابیں جلادیں۔

جلال الدین حسن سوئم بارہ برس برسر حکومت رہنے کے بعد مر گیا۔ اس
کی نسبت بھی خیال ہے کہ اُسے زہر دیا گیا۔

علاؤالدین محمد سوئم بن جلال حسن سوئم

علاؤالدین کی عمر نو برس
کی تھی جب باپ کے مرنے پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ شیخ بنا۔ مستورات کی بادشاہت ہوگئی۔ اور لڑکے کیطرف سے خونخوار احکام جاری ہونے لگ گئے۔ جلال الدین سے پہلے کے رائج تمام ممنوعات کا از سر نو آغاز ہوگیا۔ خنجر اسی طرح سے زمین کو سرخ کرنے لگ گئے۔ نماز روزہ اور شریعت سب اڑ گئے۔ شراب اور حرام کاری کا پھر تسلط ہوا۔ اپنی حکومت کے پانچویں سال یعنی چودہ برس کی عمر میں اپنے طبیبوں کے مشورے بغیر اس لڑکے نے خون نکلوایا خون زیادہ نکلا اور وہ ہمیشہ کے لئے مالیخولیا میں مبتلا ہوگیا۔ شیخ جمال الدین گلی کی بہت عزت کرتا تھا۔ سالانہ پانچسو دینار اُن کی نذر بھی کرتا تھا کسوان کے باشندوں نے شیخ سے پوچھا کہ کافر سے روپیہ کیوں لیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ جب اماموں نے کافروں کے قتل اور ضبطی اُن کے مال کی مباح قرار دی ہے تو ان کے مال کا کیوں نہ استعمال کروں۔ علاؤالدین نے گفتگو سُنی تو کہا کہ اگر شیخ کسوان کے باشندہ نہ ہوتے تو وہاں کے باشندوں کے گلوں میں مٹی کی بوریاں بھروا کر لٹکواتا۔ ایک بار کسی نوکر نے علاؤالدین کو شیخ جمال الدین کا خط دیا حکم ہوا کہ اس کے پانچسو دُرّے لگائے جاویں۔ اور کہا ارے بیوقوف جب میں شراب پیئے تھا۔ اُس وقت شیخ کا خط کیوں دیا۔ جب عقل کے بعد مجھکو ہوش آتا۔ تب دینا چاہیے تھا۔

ریاضی کے اُستاد حکیم نصیر الدین طوسی کی بھی علاؤالدین بہت عزت کرتا تھا۔ سلطان جلال الدین منکبر باد شاہ خوارزم کے عہد میں ارخاں حاکم نیشاپور مقرر ہوا۔ اس کے پاس نائب نے شیخ اجل کا ایلچی کمال الدین یہ پیغام لیکر گیا کہ آپ ہمارے علاقہ میں لوٹ مار نہ کریں۔ ارخان کے نائب نے جواب دیا کہ میں حشاشین کے خنجر کی پرواہ نہیں کرتا۔ سلطان منکبرنی کمپنی میں اترا ہوا تھا۔ ارخان کو استراباد کے باہر ہی فدائیوں نے حملہ کرکے مار ڈالا۔ خون آلودہ خنجر ہاتھ میں لئے اپنے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیخ علاؤالدین کا نعرہ لگاتے ہوئے اُس کے جلال کا شور مچایا۔ وزیر شرف الملک
کو ڈھونڈھنے کے واسطے ایوان میں گئے تو وہ غیر حاضر تھا۔ اُس کے ایک نوکر
کو زخمی کرکے اپنی موجودگی کا ثبوت دیا۔ اور وزیر کے مکان پر ایک خنجر گاڑ گئے
لوٹتے ہوئے شہریوں نے انہیں کاٹ ڈالا۔ لیکن وزیر دہل گیا۔ اور جب اسمٰعیلی ایلچی
بدرالدین احمد نے قلعہ دمغان کی واپسی اور اسمٰعیلی ممالک کی غارتگری کو بند کرنے کی
زبان دی اور بمقابلہ تیس ہزار دینار سالانہ قلعہ دمغان کو اسمٰعیلیوں کے حوالہ
کر دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان چلا گیا۔ اور شیخ الجبل کا ایلچی وزیر کے پاس رہا
ایک دن جب بڑی دعوت میں شراب کا دور خوب چل چکا تو اسمٰعیلی ایلچی
نے کہا کہ سلطان کے اردلیوں جنگی افسروں اور خدمتگاروں میں بھی بہت سے
اسمٰعیلی ہیں۔ وزیر نے ایلچی سے استدعا کی کہ اُسے وے اسمٰعیلی دکھائے جاویں
اور اپنا رومال دیکر کہا کہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچیگا۔ اسمٰعیلی ایلچی کا اشارہ پاتے
ہی بادشاہ کے پانچ گہرے رازدار آگے بڑھے۔ ان میں سے ایک نے جو ہندوستانی
تھا کہا کہ فلاں فلاں گھنٹے میں تمہیں بغیر پہنے اور بغیر کسی کے دیکھے قتل کر سکتا تھا
مگر بغیر اپنے افسر کے حکم کے میں نے ایسا نہ کیا۔

وزیر خوفزدہ اور خصوصاً شراب کے نشہ میں مست ہونیکے باعث کپڑے
اتار محض کرتہ پہنے اُن پانچوں کے قدموں پر گر پڑا۔ اور اُن کی ہی جان کی قسم
دی کہ اس کو نہ ماریں۔ اور اقرار کیا کہ آئندہ وہ بجائے سلطان منکبرنی کے
شیخ علاؤالدین کا صادق غلام بن جائیگا۔ جب سلطان نے وزیر کی اُس
بزدلی کا حال سُنا تو حکم بھیجا کہ پانچوں اسمٰعیلیوں کو زندہ جلا دیا جائے
جس کی تعمیل وزیر شرف الملک کو طوعاً و کرہاً کرنی پڑی۔ سلطان عراق کو
چلا گیا۔ اور وزیر نے عبدالفتح نسادی کے یہاں پناہ لی۔ لیکن لوٹ سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیخ کا ایلچی پھر آیا۔ اور اُس نے شیخ علاؤ الدین کی طرف سے یہ کہا تو نے پانچ اسمعیلی
جلا دئے ہیں۔ ایک ایک کے بجائے دس دس ہزار دینار ہرجانہ ادا کر" وزیر نے
گھبرا کر ایلچی کو قاعدے سے ٹھہرایا۔ اور اپنے سکریٹری ابوالفتح نساوی کو حکم دیا کہ
ایک دستاویز تیار کرے جس کی رو سے تین ہزار دینار جو سلطان کو الموت سے
قلعہ دمغان کے بدلے ملنے چاہئیں۔ اُن کو معاف کرنے کے علاوہ دس ہزار دینار
سالانہ اسمعیلیوں کو دیا جایا کرے گا۔ علاؤ الدین نے اپنا بہت کچھ علاج کرایا۔
مگر افاقہ نہ ہوا۔ علاؤ الدین کے کئی لڑکے تھے۔ اس نے بڑے لڑکے رکن الدین کو
ولیعہد بنایا۔ جب رکن الدین بڑا ہوا تو اسمعیلی اس کے فاتر العقل والد کی بجائے اُسکی
متابعت زیادہ کرنے لگے۔ اس پر خفا ہو کر علاؤ الدین نے اپنے ایک اور لڑکے
کو ولیعہد قرار دیا۔ جسکی اُس کے پیروں نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ علاؤ الدین اپنے
باپ کی دھمکی کے خوف سے ایک زبردست قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ حسن والی
مازندراں کو علاؤ الدین کے قتل کے لئے منتخب کیا گیا۔ کیونکہ وہ علاؤ الدین کا مفعول
رہ چکا تھا۔ جب شراب پی کر علاؤ الدین سویا ہوا تھا۔ اس وقت رکن الدین کے حکم
کے مطابق حسن والی مازندران نے اس کو نشانہ تیر بنا کر مار ڈالا۔ قاتل کو باوجود
کہ وہ خود مع اپنے بال بچوں کے قتل کیا گیا۔ اور ان کی لاشیں جلا دی گئیں۔

چنگیز خان تو رودبار کوہستان فارس سے ادھر ادھر ہی حملہ کر کے چلا گیا تھا۔
مگر ششہ ہجری کے درمیان جب سبت رشی تُلا راشی میں تھے یہ پیشنگوئی کی گئی
تھی کہ دنیا کا خاتمہ ہونیوالا ہے۔ اُسی زمانہ میں چنگیز خاں کا پوتا منگو خاں آندھی
کی طرح سارے ایشیا میں گھوم گیا۔ اور خلافت وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ گیا
قدرتی مظہر تو سوائے بارش کے ایسا کوئی نہ ہوا کہ قیامت کا ثبوت دے لیکن مغلوں
کی یورش نے سچ مچ آفت برپا کر دی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شیخ رکن الدین خورشاہ
آخر داعی الداعات

میں نے حشاشین کی تواریخ کا بغور مطالعہ کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جہاں ہر ایک شیخ الجبل اپنے فدائیوں سے خونخوار کام لیتا تھا۔ وہاں مضبوط دل شیخ کے زمانہ میں کشت وخون کا کام اُس کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس لئے اس کے اندر کچھ نظام رہتا تھا۔ لیکن کمزور دل شیخ کے وقت میں فدائیوں کی خونخواریاں تہلکہ مچادیتی تھیں۔ ایک دنیاوی فرمانروا دوسرے کو قتل کرانے کے لئے انہیں استعمال کرتا۔ اور زر نقد کی بڑی رقموں کے لالچ میں۔ یہ لوگ مسلمان اور عیسائی میں کچھ بھی تمیز نہیں کرتے۔ چنانچہ شیخ رکن الدین خورشاہ کے مسند پر بیٹھتے ہی فدائیوں کی اُسی طرح چڑھ مچی جیسی کہ علاؤالدین کے وقت میں تھی۔ ان کی خونخواریوں اور غارتگریوں سے اور تو اور خلیفہ بغداد (جسکی مطابعت حسن سوم نے اختیار کر دی تھی) کا علاقہ بھی نہ بچ سکا۔

مغل منگو خاں کے عہد میں اُس کے بھائی کبلی خان اور ہلاکو خاں نے فارس اور چین کی فتوحات مکمل کر لی تھیں۔ اُن میں سے چونکہ ہلاکو خان کی فوج نے حشاشین کے قلعہ جات کو برباد کر دیا تھا۔ اور خلیفہ بغداد کے تخت کو خاک میں ملا دیا تھا۔ اس لئے اُس کی اس مہم کا بیان کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کرنیکی ضرورت ہوگی۔ خلیفہ بغداد نے منگو خاں کے سپہ سالار کے پاس شکایت بھیجی کہ حشاشین اس کے علاقہ میں بڑی بڑی خونخواریاں کرتے ہیں۔ اس لئے خان اُن کی سرزنش کرے۔ اس کے ساتھ ہی قصبہ کسوان کے قاضی مفتی نے بھی انکی شکایت کی۔ منگو خاں نے ایک جرار لشکر جمع کر کے ہلاکو خان کے سپرد کیا۔ اور چلتے ہوئے اُسے ہدایت کی "میں تجھے سواروں کا بڑا دستہ اور زبردست فوج دیکر توران سے ایران کیطرف بھیج رہا ہوں۔ جو عالیشان بادشاہوں کا مرکز ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تیرا فرض ہوگا کہ بڑی چھوٹی سب باتوں میں چنگیز خاں کے اشاعت دے قانون اور قاعدوں پر عمل کرے۔ دریائے نیل کے علاقہ جات پر قبضہ کر لے فرمانبردار اور مطیع لوگوں کو انعام واکرام سے اپنے گرد جمع کرنا لیکن باغیوں اور سرکشوں کو مع زن و بچہ کے بربادی اور حقارت کی خاک میں پامال کر ڈالنا۔ جب حشاشین سے نپٹ چکنا تب عراق کی فتح شروع کرنا۔ اگر خلیفہ بغداد بخوشی تیری خدمت میں حاضر ہو جائے تب اُسے کوئی نقصان نہ پہنچانا لیکن اگر وہ انکار کرے تو دوسروں کا سا برتاؤ اس کے ساتھ ہوگا۔" ہلاکو نے اپنی فوج کے ساتھ چینی گولہ اندازوں کو بھی لے لیا۔ یورپین قوموں سے مدت پہلے چینیوں نے ہندوستان سے بارود کا استعمال سیکھا ہوا تھا۔ رمضان ۶۵۲ھ میں ہلاکو نے اپنا لشکر چلایا۔ خراسانی سرداروں نے سب سے پہلے اطاعت قبول کی۔ ہلاکو نے اعلان کر دیا کہ جو اس کے ساتھ ہو کر مدد کریں گے۔ انہیں انعام واکرام ملیں گے اور جو غفلت کرینگے انہیں تاخت وتاراج کر دیا جاویگا۔ تب روم اور سلجوق شاہ فارس۔ اور عطا بیگ سعد والی عراق اور آذربائیجان و کردستان۔ شیرواں کے سفیروں نے پہنچکر اپنے مالکوں کی طرف سے خاں کی فرمانبرداری قبول کی۔ اس کے بعد ہلاکو نے دریائے آکسس (Oxus) کو پار کر کے شیر کے شکار کو ذریعہ تفریح بنایا۔ یہاں موسم سرما گذار کر بسنت کے آغاز میں شیرخاں سے توان میں پہنچا۔ جہاں ہلاکو کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ اس لئے اپنے سالار کتوکنیاں کو کوہستان کی فتح کے لئے بھیجکر خود فردوسی وغیرہ کے جائے سکن طوس میں مقیم ہوا۔ وہاں سے آگے چلا۔ شیخ الموت رکن الدین خرشاہ کے برادر نصیر الدین کے پاس اپنا سفیر بنا کر شہزادہ شمس الدین کرت کو بھیجا۔ نصیر الدین بہت بوڑھا تھا۔ لیکن وہ فوراً ہلاکو خاں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جہاں اسکی بہت

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عزت افزائی کی گئی۔ خرقان میں لوٹ کر اُس نے پھر رکن الدین خورشاہ کو فرمانبرداری
قبول کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ رکن الدین اگر خود چلا جاتا تو اُس کے ساتھ بہت اچھا سلوک
ہوتا۔ لیکن اُس نے مشہور نجومی نصیر الدین طوسی کی صلاح سے (جو
علاؤالدین کے زمانہ سے خلیفہ بغداد سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ اور علاؤالدین
کو خلیفہ بغداد سے بدلہ دلانے کے لئے زور دیا کرتا تھا) ہلاکو خاں کے سالار سین الدین
کے پاس فرمانبرداری کا ایک وفد بھیج دیا۔ سالار نے جواب بھیجا کہ ہلاکو خاں کا ڈیرا
نزدیک ہی پڑا ہے وہاں جا کر فرمانبرداری کی قسم لے لو۔ بہت سے پیغاموں کے آنے
جانے کے بعد یہ طے ہوا کہ رکن الدین اپنے بھائی شہنشاہ کو سالار کے ساتھ بھیجدے
چنانچہ اُس کے ساتھ سالار نے اپنا لڑکا ہلاکو خاں کے لشکر میں بھیجدیا اور
خود لشکر سمیت الموت پر حملہ کیا۔ جس کا مقابلہ شیخ الجبل کے فدائیوں نے
ایسا سر توڑ کیا کہ حملہ آور پسپا ہو کر نیچے قصبات کو جلانے اور تہ تیغ کرنے لگ
گئے۔ ادھر جب شہنشاہ برادر رکن الدین ہلاکو کے لشکر میں پہنچا تو ہلاکو نے شیخ
کو مزید پیغام بھیجا۔ کہ چونکہ رکن الدین نے اپنے بھائی کو ہمارے حضور میں بھیجدیا ہے۔
اس لئے ہم اس کے باپ اور اُس کے معتقدین کے گناہ کو معاف کرتے ہیں اور
چونکہ اُس نے اپنے تھوڑے دور حکومت میں خود کوئی جرم نہیں کیا۔ اس لئے وہ
اپنے قلعہ جات کو مسمار کر کے ہمارے حضور میں حاضر آوے۔ اس کے بعد پھر کو ہدایت
ہوئی کہ رودبار کے علاقہ کی بربادی معطل کر دیوے۔ اس حکم کے پہنچتے ہی رکن الدین
نے قلعہ الموت کے کچھ برج مسمار کر کے اپنے ایک ماتحت داعی الدعات صدر الدین
سنگی کو بھیجدیا۔ جس نے ہلاکو خاں کو پیغام دیا کہ شیخ نے قلعے مسمار کرنے شروع کر دیئے
ہیں۔ لیکن خاں کے خوف سے کانپ رہا ہے۔ اس لئے حاضری کے
لئے ایک سال کی مہلت چاہتا ہے۔ ہلاکو خاں نے صدر الدین کو واپس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھیجا۔ اور رکن الدین کو کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری فرمانبرداری سچی ہے تو حال
رتعہ کو اپنے علاقہ کی حفاظت سپرد کر کے میرے پاس ملنے آؤ۔ رکن الدین
کو نجومی نصیرالدین طوسی نے پھر صلاح دیدی۔ اور اس نے جانے میں
لیت ولال کی۔ جب خشاشین کے سب قلعہ جات پر ہلاکو خاں کا جھنڈا
لہرانے لگا۔ تب رکن الدین گھبرایا۔ پھر بھی محض اپنے لڑکے کو بھیجنے
پر آمادہ ہوا۔ اور بجائے اپنے شہزادہ کے ایک غلام کے لڑکے کو ہلاکو کے
ایلچی کے ساتھ کر دیا۔ اور درخواست کی کہ اُس کا بھائی اس کے بدلہ واپس کیا جائے
ہلاکو اس بے ایمانی کو تاڑ گیا۔ اور غلام کے لڑکے کو واپس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا بہت
صغیر سن ہے۔ اگر شہنشاہ کا کوئی بڑا بھائی ہے تو اُسے قبول کر کے شہنشاہ کو
لوٹا دیا جائیگا۔ پھر ہلاکو نے شہنشاہ کو واپس کرتے ہوئے تاکید کی اپنے بھائی
رکن الدین کو کہدے کہ قلعہ مسمار کر کے میرے پاس حاضر ہو جائے۔ اگر وہ نہ آیا تو
خدائے لایزال ہی نتیجہ کو جانتا ہے۔ رکن الدین کو بد صلاح کار نجومی نصیرالدین
طوسی ملا ہوا تھا۔ اُس کی صلاح سے رکن الدین پھر بھی نہ گیا۔ اور نورالدین طوسی
کے ساتھ اپنے دوسرے بھائی ایران شاہ اور بیٹے کیا شاہ کو معہ مصاحبین کے
بھیجدیا۔ اور عرض کی کہ اب لشکر ہٹا لیجئے۔ نورالدین طوسی نے ہلاکو خاں کو صلاح
دی کہ یہ شرط قبول نہ کرے۔ آخر کار قلعہ ہلاکو خاں کے سپرد ہوا۔ اور رکن الدین
معہ اپنے وزراء اور مصاحبین کے ہلاکو خاں کے لشکر میں چلا گیا۔ گو ہلاکو نے اُسے
خرچ وغیرہ کے لئے کافی مشاہرہ دیا۔ لیکن اُس کے حکم سے رودبار کے چالیس سے
زیادہ قلعے زمین کے برابر کر دئے گئے۔ الموت کا قلعہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر کار
رکن الدین کے خود جا کر حکم دینے پر باشندگان نے اپنا مال زن و بچہ لیجانے کے لئے
تیس دن کی مہلت چاہی جو دی گئی۔ اس کے بعد قلعہ لوٹا گیا اور سطح زمین سے ملا دیا گیا

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رکن الدین بہت ہی ذلیل اور خوار ہا۔ ایک مغل رذیل لڑکی سے آشنائی کر بیٹھا۔ اور آخر کار منگو خاں کی ملاقات کو گیا۔ جہاں باریابی نہ ہوئی اور راستہ میں ہی قتل کر دیا گیا۔ منگو خاں نے حکم دیا کہ حشاشین کا نام و نشان تک مٹا دیا جاوے۔ اور اُن کے زن و بچہ سب قتل کر دیئے جاویں۔ تب رکن الدین کے زن و بچے و رشتہ دار پہلے قتل کئے گئے۔ خراساں کے حاکم نے بارہ سو ہزاری قیدیوں کو کھڑا کر کے بلا تمیز عمر و غیرہ قتل کر ڈالا۔ سپاہ سارے رودبار اور کوہستان میں پھیل گئی۔ اور حشاشین کا قتل عام ہونے لگا۔ جہاں کہیں اسمٰعیلی دیکھا جاتا اُسے دو زانو کر کے سر قلم کر دیا جاتا۔ کیا بزرگ اسد کا سارا خاندان تہ تیغ کیا گیا۔ جو بیج دو صدیوں تک بو یا جا کر اُگتا رہا وہ اب کٹائی کے قابل ہو گیا تھا۔ جو فصل حشاشین (قاتلوں) کے خنجر سے جوتی بوئی گئی تھی وہ مغل کی تلوار سے کاٹی گئی۔ ہلاکو خاں کے اس مہم ہلاکت کے ستر برس بعد تک کوہستان میں اسمٰعیلی چھپے ہوئے اپنی ہیبت پھیلاتے رہے۔ ہلاکو کے آٹھویں جانشین ابوسعید بہادر تک اُن کا شہرہ رہا۔

اُس نے دیکھا کہ تین چوتھائی صدی گذرنے پر بھی کوہستان والے سخت دل کے اندر اسلام نے گھر نہیں کیا۔ بلکہ اسمٰعیلی عقائد کی اشاعت موجود ہے۔ ابوسعید بہادر علم دوست تھا۔ اس نے سات علمار کا وفد اُن میں تبلیغ کیلئے بھیجا۔ جونہی انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اسمٰعیلی چونک اٹھے۔ اور مارنے دوڑے علمار چھپ گئے۔ جب لوگ منتشر ہو گئے تو پھر اذان شروع کر دی۔ اور جب لوگ جمع ہونے لگے تو پھر ایک زودبان میں چھپ گئے۔ آہستہ آہستہ اس کا اثر ہوتا گیا۔ لیکن مدت تک بلدۂ علم میں اسمٰعیلیوں کا ظہور کہیں کہیں ہو جایا کرتا تھا۔

مگر اُس وقت بھی اسمٰعیلی فدائی موجود تھے۔ مصر کے سلطان محمود نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

امیر کرہ سنگر کو مروانے کے لئے تیس خنجر بردار فدائی بھیجے تھے۔ انہوں نے کئی دیگر امیروں پر بھی حملے کئے جس سے اُن کی ہیبت طاری ہوگئی۔ سلطان محمد معری نے بغداد میں بھی فدائی بھیجے۔ اُن میں سے ایک نے گورنر بغداد پر خنجر سے حملہ کردیا اور خنجر بھونکتے وقت کہا۔ "سلطان نزار کے نام پر" اور فوراً غائب ہوگیا۔ اصرار سے اُن فدائیوں کا پتہ لگاکر اپنے ہاں نوکر رکھنا چاہا۔ لیکن سوائے ایک کے سب خودکشی کرگئے۔ لیکن سنیوں کے قابو نہ آئے ۔

ابوسعید کے تین پشتوں پیچھے جبکہ کوہستان دایرہ اسلام میں لوٹا ہوا سمجھا جاتا تھا۔ سلطان شاہ رخ نے علامہ جلالی کو واسطے تحقیقات مذہبی حالات اپنی سلطنت کے بھیجا۔ جلالی نے اٹھارہ مہینوں تک دورہ کرکے نتیجہ یہ نکالا کہ گو ظاہراً سب جگہ اسلام کی اشاعت ہے۔ لیکن خفیہ طور پر اسمٰعیلیوں کے عقائد اسوقت تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے خنجر کو ہاتھ سے رکھ دیا تھا۔ لیکن مکاری اور ہوشیاری سے شاہی درباروں میں شامل ہوکر زیادہ تر وزرا اور مصاحبین سلطنت کو اسمٰعیلی بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس وقت بھی فارس اور شام میں اسمٰعیلی ہیں۔ لیکن اُن میں حشاشین کی خونخواریوں نے حکمت عملی سے تبادلہ کرلیا ہے۔ اور اُن کا عقیدہ شیعہ اور علیائیت کی آمیزش ہے۔ "شیوالیر جوزف وان ہیمر" نے اپنی کتاب عیسوی انیسویں صدی کے پہلے چوتھائی حصہ میں لکھی تھی جس کا ترجمہ سنہ ۱۸۳۵ء میں شائع ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ فارس کے اسمٰعیلی اپنا امام اس شخص کو سمجھتے ہیں جو علاقہ قوم کے موضع کہک میں سکونت گزیں ہے۔ وہ اسمٰعیل بن جعفر الصدیق سے اپنا شجرہ نسب ملاتے ہیں۔ اُن کے عقیدہ کے مطابق امام خدا کا اوتار ہوتا ہے۔ اس لئے اُس میں معجزہ دکھلانے کی طاقت ہوتی ہے۔ اور اسمٰعیلی جو ہندوستان تک پھیلے ہوئے ہیں دریائے گنگ اور سندھ تک

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عقیدت چڑھا کر اس سے برکت حاصل کرنے آتے ہیں۔ کوہستان کے کچھ قلعوں میں ابتک
اُن کی آبادی ہے۔ اور وہاں وہ حسینی فرقہ کے نام سے مشہور ہیں تمام کے اسمٰعیلی
مسقط کے شیخ کے معتقد ہیں۔ ظاہر میں یہ اسلام کی شریعت کے کٹر پابند
دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن باطن میں وہ علیؑ کے خدا کا اوتار ہونے کے قائل
ہیں۔ اور روشنی ابدی کو دنیا کی پیدائش کا وسیلہ مانتے ہیں۔ اور حسن
دوم (جس نے شرع کی پابندی اڑا دی تھی) کے ہم مذہب اُس کے داعی الدعات
شیخ رشید الدین کو خدا کا آخری اوتار سمجھتے ہیں۔ یہاں "شیو الپیروان ہمیر" سے
جو مدد ملنی تھی مل چکی۔ اس کے بعد ہندوستان کے اسمٰعیلیوں کی تواریخ کے
اندر تفتیش کرنی لازمی ہے۔ اس کے لئے میں نے کتاب "مذاہب الاسلام"
مؤلفہ ومصنفہ مولانا نجم الغنی صاحب رامپوری کی چھان بین کی۔ اور اُن کے
دیئے ہوئے حوالہ جات کی اصل کتابوں سے مطابقت کی۔ اور انہیں عموماً صحیح
پایا اس لئے ہندوستان میں اسمٰعیلیوں کی داستان انہیں کی تصنیف سے
شروع کی جاتی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فصل سوم

ہندوستان میں فرقہ اسمٰعیلیہ

"قلائد الجواہر فی احوال الجواہر" میں لکھا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین کی کوشش سے ملک مصر سے مذہب عبدویہ اکھڑ گیا۔ تو اکثر مرد ان اسمٰعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر خیبے بمبئی میں رہے۔ کیوں کہ وہاں شہر خار میں قدیم سے اُن کا داعی موجود تھا۔۔۔۔ اب گجرات۔ دکن۔ مالوہ۔ کوکن راجپوتانہ میں بوہرے نام سے مشہور ہیں۔ ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے۔ کہ بوہار ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں۔ اور بوہیر کے معنی تاجر کے ہیں اور بوہرے تجار کے معنی ہیں اس لفظ کی جمع ہے۔ چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اس لئے بوہرے کہلاتی ہے۔۔۔۔ ان کے داعی سابق میں احمد آباد۔ برہان پور اور اُجین میں رہتے تھے۔ اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں۔ اور دس لاکھ روپے کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے ان کو پہنچتا ہے۔ امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرتے ہیں۔ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ اس زمانہ سے قریب تین سو برس پیشتر ایک فاضل مُلّا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔۔۔۔ بوہرے دراصل ہندو تھے۔ اور کسی قدر ہندوؤں کے رسم و رواج اور عقیدے پر اب تک چلتے ہیں صفحہ ۲۱۹

(۱) بوہروں کا بیان

مولانا نجم الدین نے مختلف اقسام کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ بوہرے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اصل میں ہندو تھے - اور عیسی کی تیرہویں اور چودھویں صدی میں مسلمان بنائے گئے - روایت ہے کہ مصر کے خلیفہ مستنصر باللہ نے عبداللہ اور احمد نامی دو اشخاص کو یمن کے داعیان کے پاس بھیجا - اور حکم دیا کہ انہیں ہندوستان بھیجا جاوے - وہ دونوں چلکر پہلے کھمبات کے ساحل پر اترے - وہاں کا راجہ بت پرست اور اسلام کا سخت دشمن تھا - اور جو مسلمان ہاتھ لگتا اُسے قتل کرا دیتا - شیخ عبداللہ یمن سے زبان ہندی سیکھ کر آئے اور کھمبات کے ساحل پر اترے اُن کو بھی اپنی جان کا اندیشہ تھا - خوف و رجا کی حالت میں رہے - اور ساحل کے باغوں میں چھپ رہے - ایک روز کھیتوں کی طرف سے گذر ہوا - ایک آدمی معہ اپنی جورو کے کام کر رہا تھا - عبداللہ اُس کے پاس گئے - اور پانی دریافت کیا تاکہ پوئیں - جواب دیا کہ پانی تو اس کنوئیں میں تھا - لیکن چند روز ہوئے کہ خشک ہو گیا ہے - عبداللہ نے کہا کہ مجھے وہ کنواں دکھاؤ کہ کہاں ہے - ان دونوں نے کہا وہ کنواں یہ ہے - کیا کرو گے - تم اُس میں پانی پھر نکال لا سکتے ہو - عبداللہ نے جواب دیا بلکہ اللہ ہر شے پر قادر ہے - ... اگر خدا تعالیٰ اس وقت اس کنوئیں کے پانی سے تم پر اپنا احسان کرے تو اس وقت تم دونوں مسلمان ہو جاؤ گے - اور میرے رب پر ایمان لاؤ گے - دونوں بولے ہاں ... بس عبداللہ کنوئیں میں اترے اور اُس کی تہاہ میں ایک نیزہ جو اُن کے ہاتھ میں تھا گاڑ دیا - پانی کا سوت جاری ہو گیا عبداللہ باہر نکل آئے اور پانی کنوئیں میں اُبلنے لگا - یہاں تک کہ بھر گیا - اور وہ دونوں عورت و مرد یہ حال دیکھ کر مسلمان ہو گئے عبداللہ انہیں نو مسلموں کے پاس ٹھہر گئے - اور وے ان کی خدمت کرنے لگے - مرد کا نام کاکا کیلا اور عورت کا نام کاکا کیلی تھا - کاکا کیلا نے صلاح دی کہ اگر سارے ہندوستان کو مسلمان بنانا ہے تو پہلے کسی راجہ کو مشرف باسلام کرو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن اس کے لئے پہلے وزیر کو چیلہ بنانے کی ضرورت ہوگی۔ کمبات کے راجہ کا وزیر بہارمل تھا۔ اور وہ ایک پجاری پر عقیدت رکھتے تھے۔ عبداللہ کمبات میں پہنچے۔ اور پوجاری کے مندر تک چلے گئے۔ وہ لڑکوں کو پڑھا رہا تھا۔ گکّو۔ کہلو وغیرہ۔ عبداللہ نے ٹوکا کر پڑھانے ایک حرف ہو اور بولتے چار حرف۔ یہ عجیب حیرانی ہے۔ پوجاری خود حیران ہوا۔ اور علم حق کا خواہاں ہوا۔ خلوت میں عبداللہ صاحب بولے۔ "تم ہندی میں لکھتے ہو ایک حرف کاک اور پڑھتے ہو چار حرف۔ گکّو وہ تین کاف ہیں اور بعد اُن کے واؤ۔ پس اُنہیں ہر دو کاف ہر دو اصل روحانی کی مثال ہیں اور وہ دونوں ایک جنس سے ہیں اور وہ عقل ہے۔ اور تیسرا کاف اور واؤ ہر دو اصل جسمانی کی مثال ہیں اور دونوں کے درمیان ایک جہت سے فاصلہ ہے۔ اور ہر ایک ہر دو اصل میں سے ایک متحرک ہے اور دوسرا ساکن۔ اور وہ دلیل اس بات کی ہے کہ ایک دونوں میں سے مفید۔ اور دوسرا مستفید ہے۔ اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔" اس اوّل جلول دلیل سے متاثر ہوکر کو دوں دیکر پڑھا ہوا پنڈت خفیہ مسلمان ہوگیا۔ اور عبداللہ کو مدد دینے لگا۔ پھر پنڈت بہارمل وزیر کو بت پرستی سے نفرت دلائی اور اُسے بھی مسلمان بنالیا۔ بہارمل مومن مخلص ہوگیا۔ اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔ . . . . پنڈت کے پاس ٹھہر کر عبداللہ سے خفیہ آداب دین اسلام . . . . سیکھا کرتا تھا۔" راجہ کے ایک خدمت گار نے راجہ صاحب کو خبر کردی۔ اور اُس نے بہارمل کو نماز پڑھتے جا پکڑا۔ دریافت پر بہارمل نے بہانہ کیا کہ میں جو جھک رہا تھا ایک سانپ کی تلاش میں تھا جو صندوق کے نیچے سے چلا گیا۔" راجہ نے اس صندوق کے نیچے سانپ کو

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈھونڈھنے کا حکم دیا۔ یکایک اس کے نیچے سے ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا۔ راجہ نے بہار بل کی بات کو سچ جانا۔ اور خجل خور جھوٹے پڑے "۔ اس کے بعد عبداللہ کی ایک چالاکی کا ذکر ہے۔ مورتی ہاتھی کی چاروں طرف مقناطیس کے تھر کے باعث ہوا میں کھڑی تھی ایک ایک مقناطیسی پتھر ہٹا کر ہاتھی کے بر آرام کے بہانے سے لٹوا دئے۔ راجہ کے پاس پھر ان کی چالاکی کی مخبری ہوئی راجہ نے اُن کی گرفتاری کو لشکری بھیجے۔ عبداللہ آیتیں پڑھنے لگا لشکری وہیں کھڑے رہ گئے۔ پھر راجہ ساری فوج لے کر چلا۔ اور جب عبداللہ کے قریب پہنچا تو "پاؤں اُسی جگہ جم گئے۔ اور اُن میں آگ بھڑک اُٹھی"۔ پھر کیا تھا راجہ نے توبہ کی۔ عبداللہ نے کہا اگر تمہارا بت میری پوجا کرنے لگ جائے تو تم اسلام لاکر میرے دین میں داخل ہو جاؤ گے۔ راجہ نے ہاں میں جواب دیا۔ عبداللہ نے "بت کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ او! ملعون اٹھ۔ اور میرا ڈول لیکر جا تالاب سے پانی بھر لا۔ اور جلد لوٹ کر آ۔ پس یک بیک بحکم خدا وہ بت کھڑا ہوا اور جواب دیا لبیک سعدیک اور ڈول لے کر تالاب پر گیا۔ اور اس میں تمام پانی جسقدر تالاب میں تھا بھر لایا۔ اور تالاب کو خالی چھوڑ دیا کہ مچھلیاں تڑپنے لگیں۔ اور ڈول بھر کر عبداللہ کے پاس لاکر رکھ دیا"۔ پھر حکم دے کر پانی تالاب میں چھوڑوادیا کہ مچھلیاں بچ گئیں۔ پھر کیا تھا "شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے۔ جس قدر برہمن مسلمان ہوئے اُن کے زنار ایک من سے زیادہ وزن میں تھے۔ پھر تو جگہ بہ جگہ لوگ مسلمان ہونے لگے۔ اور عبداللہ سے شاگرد اور شاگرد برابر پیر اور امام بنتے رہے۔

کیا آج عبداللہ سا پہونچا ہوا کوئی مسلمان نہیں ہے؟ خواجہ حسن نظامی معجزوں کا دعوی کرتے اور مباحلے کے مدعی ہیں۔ اور مولانا عبدالباری قتل مرتد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کا حکم لگاتے ہیں۔ کیوں نہیں ایسے معجزے کرتے کہ بجائے ہندوؤں کے دیو مندر
توڑنے اور باجہ اور آرتی وقت خون خرابہ کرانیکے کوئی ایسا معجزہ دکھاتے
جس سے ہندوستان کے سارے ہندو۔ سکھ۔ عیسائی اور پارسی وغیرہ خودبخود
مسلمان ہو جائیں۔ اور خواجہ اور مولانا کے ہم مذہب خون خرابہ کرنے سے
بچ جائیں۔

"کھمبات اور گجرات میں اسلام کی اشاعت کی اور بھی مختلف کہانیاں
ہیں جن میں معجزات کا بہت بڑا دخل ہے۔ ان قصہ جات پر مختلف مصنفوں کی
رائیوں کا اجماع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کچھ بھی ہو گجرات میں اسلام حکمت عملی
سے پھیلا ہے۔

"بوہرے مذہب میں سے مستعلویہ ہیں۔ اور مستعلیہ میں سے طیبیہ
ہیں۔ اور جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل
ہیں۔ اور وہ چار یہ ہیں" عبد اللہ۔ احمد۔ حسین۔ اور طیب۔ اور عبد اللہ
مہدی کا سلسلہ امام جعفر صادق سے ملاتے ہیں۔

"بوہروں کے علماء کسی سے مناظرہ نہیں کرتے۔ خاصکر مذہبی مناظرہ
سے بالکل بچتے ہیں۔ نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی
کتاب غیر مذہب والے کو دکھاتے ہیں۔ اس بات میں اُن کا عہد ہے اور
مجھکو جو کچھ انتخاب مجالس سفینہ وغیرہ کا ملا ہے وہ ایک بڑی تدبیر کے ساتھ
اودے پور میواڑ میں داؤدیہ بوہروں کے ہاتھ سے لگا ہے۔ کیونکہ یہاں
یہی گروہ رہتا ہے۔

جس قصبہ یا شہر میں بوہرہ رہتے ہیں وہاں انکی تمام جماعت ایک محلہ
میں سکونت رکھتی ہے۔ دوسرے مذہب والے کو اس میں جگہ نہیں دیتے...

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنی شادی غمی میں سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہیں دیتے اپنی
ہی قوم میں بیاہ شادی کرتے ہیں۔ اور ناچ رنگ وغیرہ نہیں کرتے۔ کسی
غیر مذہب والے مسلمانوں میں سے بیٹی نہ لیتے ہیں نہ دیتے ہیں۔ بوہرے
باوجودیکہ ہندوؤں سے سخت پرہیز رکھتے ہیں۔ مگر ابتک ان میں کچھ باتیں
ہندوؤں کی باقی ہیں۔ مثلاً اُن کے یہاں مستورات کے پردہ کا رواج نہیں ہے۔
باہر بےحجاب پھرتی ہیں؟ لہنگے پہنتی ہیں۔ یہ لوگ سود علانیہ لیتے دیتے ہیں۔ اور
دیوالی میں جگمگھٹ کی رات کو ہندوؤں سے زیادہ خوشی اور سامان روشنی کا
کرتے ہیں۔ اسی شب حساب کتاب کی نئی بہیاں شروع کرتے ہیں۔۔۔ ہندی
مہینوں اور تاریخوں کے اعتبار سے حساب کتاب رکھتے ہیں۔۔۔ مسجد میں عورتوں
کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہیں۔ نماز تین وقت پڑھتے ہیں۔ (یہ شاید
تین کال کی سندھیا کی یادگار ہے۔ مؤلف)۔۔۔ سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور
کے موافق اور زکوٰۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے۔ (صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱)

بوہروں میں داعی کی طرف سے ہر گاؤں میں ایک شخص زکوٰۃ وصول کرنے
کے لئے مقرر رہتا ہے۔ جسے عامل و قاضی کہتے ہیں۔ زکوٰۃ۔ گندم یا جو یا جوارے
یا مویز کی شکل میں وصول کیا جاتا ہے۔ اگر نہ ہو تو نقد وصول کرتے ہیں (شاید
اسی کی تقلید میں سکھ گوروؤں نے مسند مقرر کئے تھے۔ مؤلف) ۱۵ برس سے
کم عمر والے سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جاتی۔ دیگر مسلمانوں سے ان کے روزے
کے دن بھی مختلف اور عید کا دن بھی مختلف۔ حج کے لئے جاتے ہیں لیکن
دو روز قبل ہی حج کے رسوم ادا کر لیتے ہیں۔ لیکن کسی پر راز ظاہر نہیں کرتے۔ "تاریخ
مالوہ میں لکھا ہے کہ اگر اس قوم کی عورت نے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر
نے خفیہ یا بخبر روپیہ اُس کے دوپٹہ میں باندھ دیئے۔ جب عورت نے روپیہ دیکھے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معلوم کیا کہ شوہر نے اُسے طلاق دیدی ہے۔ وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی ہے"

مرنے کے بعد قبر میں مردے کے ساتھ ایک صحیفہ رکھا جاتا ہے۔ اُس میں رسول خلفاء انبیا کے نام لے کر اور داعی تک پہنچا کر مردہ کی روح کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

بوہروں کے فرقے داؤدیہ۔ سلیمانیہ۔ علیہ۔ ناگوشی۔ آخری ملا عبدالحسین کے چلے ہیں۔ داؤدیہ بوہروں نے ملا عبدالحسین سے بحث کر کے مار کٹائی بھی کی مگر آخر وہ امام کی طرف سے ثابت ہو ہی گئے۔ اور انہیں بھی پیرو مل گئے۔ جعفریہ پیرواں جعفر ساکن پٹنہ۔

بوہروں کے عجیب عقائد ہیں۔ وہ بھی مہدی موعود کے منتظر ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ تک ہر ایک پیغمبر کے لئے ایک مقیم ہوتا تھا۔ اور ایک وصی بھی ہوتا تھا۔ اور اُس کے زمانہ میں نبوت میں الٰہیہ اور دین کے حدود ہوا کرتے تھے حضرت آدمؑ کے مقیم ہنبہ تھے اور اُن کے وصی ہابیل تھے۔ حضرت نوحؑ کے مقیم ہود تھے۔ اور وصی سام۔ حضرت ابراہیمؑ کے مقیم صالح تھے اور وصی اسمٰعیل حضرت موسیٰؑ کے مقیم آوا اور وصی ہارون تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے مقیم خزیمہ اور وصی شمعون تھے۔

مختصر یہ کہ اسمٰعیلوں میں سے فرقہ بوہرہ بالکل بے شر اور شریف آدمی ہیں اپنے داعی کو پچیس لاکھ سالانہ تک بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ لیکن علانیہ خفیہ جہاد سے اپنے فرقہ کو بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ مجھے اکثر بمبئی اور گجرات میں و نیز سفر میں ان لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اگرچہ وحدانیت سے پُرویدک دہرم کے اصول ان لوگوں کو سمجھائے جائیں تو اُمید ہے کہ ان میں بہت اپنے پرانے سناتن دہرم کی شرن آکر شانتی اور آنند لابھ کر سکتے ہیں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خوجوں کا بیان (۲)

خوجوں کا فرقہ نزاریہ سے سیدہا تعلق رکھتا ہے۔ شیخ الجبل حسن دوم جس نے شریعت محمدی کی سب پابندیاں توڑ دی تھیں اپنے آپ کو حضرت نزار کے فرزند ہادی کا بیٹا ظاہر کیا تھا۔ گویا خشاشین کا شیخ۔ اُس کے بعد حضرت نزار کا جانشین اور امام سمجھا جانا چاہیے۔ دکھلایا جا چکا ہے کہ شیخ کیا محمدؐ کے لڑکے کے ساتھ اس کی تبدیلی کرلی گئی تھی۔ بلکہ یہاں تک بھی روایت ہے کہ شاید ہادی نے کیا محمد کی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہو کر حسن دوم کو پیدا کیا تھا۔ بہرصورت اگر آغا خاں اپنے آپ امام نزار کے سلسلہ میں سمجھتے ہیں تو وہ بلا شبہ تو دوبارہ کے خشاشین کے جانشین ہیں۔

مولانا محمد نجم الغنی خاں نے اپنے رسالہ "مذاہب اسلام" طبع سوم میں عقیدہ نزاریہ کی بابت لکھا ہے "نزاریہ کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے۔ اور زمانہ غیر متناعی ہے۔ اور ارواح تناسخ کرتی ہیں اور معاد جسمانی کا انتظار کرتے ہیں۔ جنت اور دوزخ کے بھی منکر ہیں۔ کہتے ہیں معاد روحانی ہے۔ اور بہشت دوزخ معنوی چیز ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اس کی موت ہے۔ (گویا قیامت قرآنی کے قائل نہیں ہیں) اور ملاحدہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ ثابت نہیں ہوتا پس ایمان باللہ کو عقل واجب نہیں کرتی۔ اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی دریافت ہو سکتی ہے بلکہ شروع سے جانی جاتی ہیں۔ (صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳)

سائیکلوپیڈیا آف انڈیا کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۳۵ میں حالات حیدرآباد کے ضمن میں لکھا ہے کہ خوجوں کو ایران میں ہلاکو خاں نے مارا تو وہ اسوقت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھاگ کر ہندوستان میں آئے - اور امپیریئل گزٹیئر آف انڈیا تالیف ہنٹر جلد سوم صفحہ ۵۲ مطبوعہ ۱۸۸۵ء میں لکھا ہے کہ خوجے ہندوؤں میں سے ایمان لائے ہیں - اور ان لوگوں نے آغا خاں کو اسمٰعیلی خاندان کا امام اور اپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا ہے - اور آغا خان گویا اساسین (جس کی اصل حشیشین ہے اور یہ حسن صباح چری کا گروہ ہے) کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں - اس فقرے سے کہ آغا خان گویا حشیشین کے قائم مقام بات ثابت ہوتی ہے کہ آغا خان خاندان نزاریہ میں سے ہیں نہ مستعلویہ میں سے - یہ وجہ ہے جو مستعلویہ کی روش پر ہیں - آغا خاں کی امامت سے منکر ہیں - اور بوہروں کے ملاجی جن کا مقام سورت میں ہے اور آغا خاں میں یہ فرق ہے کہ آغا خان خود اسمٰعیلی نسل سے ہونیکی وجہ سے اپنے متبعوں کے نزدیک امام ہیں - اور بوہروں کے ملاجی داعی ہیں امام نہیں"

(صفحہ ۵۶)

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا حال زیادہ تر "مسٹر ٹی ڈبلیو - آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام" سے لینا میں نے مناسب سمجھا ہے - وجہ یہ کہ خواجہ حسن نظامی سے کٹر داعی اسلام نے بھی اپنی فاطمی دعوت اسلام میں جگہ بہ جگہ انہیں کے حوالہ دئے ہیں - آرنلڈ نے ہندوستان میں اشاعت تبلیغ اسلام کا ذکر اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵۴ سے ۲۹۳ تک کیا ہے - اس میں تبلیغ کے لئے دونوں طرح کے جہادوں کا ذکر ہے - علانیہ جہاد کے ضمن میں مصنف محمود غزنوی - تیمور - محمد غوری - فیروز تغلق - علاؤالدین خلجی - اکبر - اورنگزیب اور ٹیپو سلطان کے کارنامے دینے کے لئے مجبور ہو گیا ہے - ان کے مفصل بیان کا یہ موقع نہیں ہے - ہاں خفیہ جہاد کا ذکر جو انہوں نے کیا ہے اس کی کسی قدر تفصیل میں بیان جانے کی ضرورت ہے -

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر اِس بیان میں بھی ایک بات صاف معلوم ہوتی ہے۔ کوہستان رود بار اور عرضِ شام کی خونخوار قوموں کے اندر خفیہ جہاد کے لئے خنجر کے استعمال کی ضرورت تھی۔ کیونکہ سیمٹیک قوموں کا خاصہ ہی کشت و خون رہا ہے۔ لیکن ہندوستان میں آریہ قوم کے ساتھ واسطہ پڑا۔ جن پر خفیہ جہاد کے دیگر ذرائع بہت جلد اثر پذیر ہوتے تھے۔ یعنی سام۔ دام اور بھید یہاں ڈنڈ کی کچھ ضرورت نہ تھی۔

ہندوستان میں پہلے اسمٰعیلی مبلغ

روایت ہے کہ علامہ عبدالقادر جیلانی کی نسل میں سے سید یوسف الدین تھے۔ جن کو خواب میں ہدایت تبلیغ ہوئی۔ اور بغداد سے سیدھے سندھ میں آئے۔ سنہ ۱۴۲۲ء سے دس برس کے عرصہ تک اُنہوں نے کام کیا۔ اور ہندوؤں کے ۷۰۰ گھر مسلمان بنائے۔ اُس کے بعد پیر صدرالدین اسمٰعیلی داعی سنہ ۱۴۳۰ء میں پہنچے۔ انہوں نے اپنا ایک ہندو نام رکھا۔ اور ہندوؤں کے مذہب کی مناسبت سے ایک کتاب بنائی جس کا نام (دساوتار) (یعنی دس اوتار) رکھا۔ اس کتاب میں حضرت کو دسواں اوتار مانا تھا۔ خوجوں نے اس کتاب کو ابتدا سے ہی بطور آسمانی کتاب کے مانا۔ اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ (اس کتاب کا مفصل حال آگے دیا جائیگا) اور اسی طرح بہت سے دستورات میں اس کو پڑھتے ہیں۔ ... سب سے پہلے پیر صدرالدین کے مرید اضلاعِ سندھ کے گاؤں اور قصبوں میں ہوئے اور سا اُنہوں نے کچھ میں بھی جا کے اسلام پھیلایا۔ اور وہاں سے اُن کے اصول جنوب کی طرف گجرات اور بمبئی تک پھیل گئے۔ پیر صدرالدین پہلے اسلامی مشنری نہیں ہیں جو ہندوستان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں آئے۔ بلکہ ان سے چند صدی پہلے اسمٰعیلیوں میں سے ایک شخص الموت سے بھیجا گیا تھا۔ اور یہ گجرات میں پہنچا۔ وہاں سِدھ راج کی حکومت تھی۔ اس اسمٰعیلی نے اپنا ہندو نام رکھا۔ اور مسلمانوں سے کہا کہ میرا اصلی نام سعادت ہے۔ اس شخص نے کُنبی کہار اور کوری ادنیٰ قسم کے ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ مگر ہم جو آگے چل کر ایک مقدمہ کے کاغذات سے پیر کے حالات پر مزید روشنی ڈالیں گے ان سے یہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان میں سب سے پہلے خوجوں کے اسمٰعیلی بنانے کے لئے پیر صدرالدین ہی آئے تھے۔ اور یہ مضمون خود سلطان محمد شاہ آغاخاں کے بیان سے ماخوذ ہوگا۔ صفحہ ۳۵۵ و ۳۵۶

قلعہ الموت کے شکست ہونے اور خور شاہ کے ہلاکو خان سے تہ تیغ کئے جانے کے بعد آغاخاں کے اجداد مشرقی حصہ ایران میں آباد ہو گئے۔ ایران میں سکونت اختیار کرنے کے بعد عرصہ دراز تک آغاخاں کے اسلاف کے خاندان کے تاریخی حالات کا پتہ نہیں لگتا۔ ان میں جو پہلا شخص نامور ہوا وہ مرزا ابوالحسن خاں قمی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص سلاطین زندیہ کے عہد سے آغا محمد شاہ کے سلطنت ایران حاصل کر لینے تک کرماں کا حاکم رہا۔ مرزا ابوالحسن کے انتقال کے بعد ان کے فرزند شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم میں رہنے لگے اس لئے محلاتی مشہور ہوئے۔ شاہ خلیل اللہ امام جعفر صادق کی اولاد میں ہونیکی وجہ سے فرقہ اسمٰعیلیہ میں نہایت واجب التعظیم اور امام سمجھے جاتے تھے۔ ان کے پاس اسمٰعیلیہ فرقہ کے ہزاروں آدمی ایران ۔ توران۔ بلکہ ہندوستان تک کے آتے اور زکوٰۃ بے شمار پہنچاتے تھے۔ یہ اعلیٰ درجہ کے امیرانہ ٹھاٹ سے رہتے تھے پھر یزد کو چلے گئے۔ وہاں دو برس رہنے پائے تھے کہ اتفاق سے ایک دن انکے کارندوں اور خادموں سے ایک دوکان کا جھگڑا ہو گیا۔ اس لئے نواب مرزا جعفر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صدر الممالک سے شکایت کی۔ نواب نے شاہ خلیل اللہ کے آدمیوں کو سزا کے لئے طلب کیا۔ وہ شاہ خلیل اللہ کی حویلی میں چھپ گئے۔ مرزا جعفر نے اُن کی گرفتاری میں اصرار کیا۔ شاہ حسین کے انکار پر فوج بھیجی گئی۔ اندر سے اسمٰعیلیوں نے مقابلہ کیا۔ نواب کے آدمی کواڑ توڑ کر گھس گئے اور شاہ خلیل اللہ مع بہت سے اسمٰعیلیوں کے مارے گئے۔ فتح علی شاہ" بادشاہ فارس نے بلاکر حاکم یزد اور اُس کے ماتحت کو رسوا کیا۔ اور خلیل شاہ کے پسر حسن علی شاہ کو پاس بلواکر بہت تسلی و تشفی کی اور اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کردیا۔ فتح علی شاہ کی وفات کے بعد محمد شاہ کے (ایران) کے تخت پر جانشین ہونے میں جھگڑا پیدا ہوا۔ اُس وقت حسن علی شاہ کرمان کا عذر فرو کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ اور اُس بلوے کی بیخ کنی میں کامیاب ہوئے۔ اس صلہ میں اُن کو صوبہ مذکور کی گورنری کا عہدہ مفوض ہوا۔ اور دو برس تک اس عہدے پر رہے۔ پھر محمد شاہ نے انہیں وہاں سے علیحدہ کرکے اپنے پاس بلایا۔ بادشاہ کے پاس تو نہ گئے قلعہ بم میں متحصن ہو گئے۔ نواب فریدوں مرزا گورنر فارس کی سفارش سے اُن کا قصور معاف ہوا۔ اور محلات کے حاکم مقرر کئے گئے۔ حسن علی شاہ کے پاس چونکہ دولت و ثروت اور معتقد کی کثرت تھی اس لئے سلطنت کیطرف سے اُن کے خیالات اچھے نہیں رہتے تھے۔

۱۸۵۷ء میں محمد شاہ نے اثنائے سفر عراق بختی علی خان کو شاہزادہ فرخ سیر مرزا والئی ہمدان کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ حسن علی کو یہ توہم ہوا کہ یہ میری گرفتاری کے لئے ممور کیا گیا ہے۔ اس لئے کوہستان بزاق میں چلے گئے۔ حسن علی شاہ کے باپ کے وقت کے اور خود اُن کے زمانہ کے بھی بہت سے آدمی اُن کے مرید کرماں میں ... تمام اسمٰعیلیہ اُن کی جان نثاری کو موجود تھے۔ حیدرآباد سندھ اور بندر عباس میں بھی اُن کے بہت سے ماننے والے تھے ... مکہ معظمہ کی روانگی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا حکم حاصل کیا۔ پھر جعلی احکام سلطنت کی جانب سے اس مضمون کے تیار کر کے کہ
کرمان کی حکومت حسن علی شاہ کو دی گئی اپنے دوستوں کے پاس بھیجے۔۔۔
اور خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور نجد کے بندر گاہوں کو عبور کر کے
کرمان پہنچنے کا تہیہ کیا۔ جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئی تو بہمن مرزا بہاؤ الدولہ حاکم
یزد اور فضل علیخاں حاکم کرمان کے نام حسن علی شاہ کی گرفتاری کے لئے احکام
صادر ہوئے۔۔۔۔ حسن علی شاہ نے اور بابک کو فتح کیا۔" پھر بھائی
کو سیر جان پر قبضہ کرنے بھیجا۔ وہ گھیر لیا گیا۔ حسن علی شاہ مدد کو پہنچے اور
شکست کھا کر بھاگ گئے۔ پھر اسفندقہ پر قبضہ کر کے رسد جمع کی۔ پھر وہاں فضل علی
خاں نے ان کو شکست دی وہ پھر فرار ہو گئے۔ اور سرویوں میں فوج جمع
کرتے رہے۔ اور موسم بہار آتے ہی پھر کرمان کی فتح کے لئے تیار ہوئے۔
تب حسن علی شاہ سے جو مقابلہ پر آیا اسی کو شکست دی اور پھر قلعہ
مشیز میں بڑے استحکام کے ساتھ رہے۔ فضل علی خاں نے وہیں حملہ
کے لئے کوچ کر دیا۔ حسن علی شاہ ایسے گھبرائے کہ خبر سنتے ہی بھاگ گئے
فضل علی خاں نے تعقب کیا اور بلوچستان کی حد پر انہیں جا گھیرا دو
تہائی آدمی حسن علی شاہ کے مارے گئے۔ اور وہ خود سب سامان چھوڑ کر
بھاگ گئے۔ اور دشمن نے ان پر قبضہ کر لیا۔ حسن علی شاہ قندھار ہوتے ہوئے
سندھ میں داخل ہوئے۔

" حسن علی شاہ کی کچھ جائداد ہندوستان میں تھی۔ ان کے آنے سے
ہندوستان کے طرفدار بہت خوش ہوئے۔ یہ نہایت نمودی لیاقت و
فراست کے آدمی تھے۔ انہیں یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایرانیوں اور
انگلستانیوں کے اصول اور برتاؤ میں کس قدر فرق ہے۔ ان کو برٹش انتظام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے موانست ہوئی - اور انہوں نے جلد اس کا ثبوت دیا - اول افغانی جنگ اور سندھ کی لڑائی میں (جو ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک رہی) قیمتی خدمات انجام دی ہیں اور جنرل سر چارلس نیپیر صاحب سے ملاقات کر کے اُن کے ساتھ سندھ کی جنگ وجدل میں شریک رہے - اور جو سرحدی جرگے اُن کی سرغنائی تسلیم کرتے تھے اُن پر اپنا اثر ڈالا گویا اپنے مسلمان بھائیوں کی تباہی کا باعث ہوئے مؤلف) اس کے بعد انہوں نے بمبئی اور پونہ میں بود و باش اختیار کی۔ اور گورنمنٹ سے اُن کو پنشن ملی - اور ہز ہائینس خطاب عطا ہوا - اور اُن کو دربار فارس سے آغا خاں خطاب ملا تھا - جو اُن کے اور اُن کی اولاد کے ساتھ لگایا جاتا ہے - امامت سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے - جب ۱۸۸۰ء میں آغا حسن علی شاہ نے جو اسی برس کی عمر میں انتقال کیا تو اُن کے بڑے بیٹے آغا علی شاہ اُن کے جانشین ہوئے - یہ سر جیمس فرگیوسن صاحب کے عہد گورنری (بمبئی) میں اُن کی مجلس آئین وقوانین کے ممبر مقرر ہوئے - انہوں نے ۱۸۸۵ء میں قضا کی - وہ صرف چار برس اسمٰعیلیہ (نزاریہ) فرقہ کے مقتدار رہے - انہوں نے انتقال سے ایک سال قبل اپنے خلف الرشید سلطان محمد شاہ کے سامنے گلو کو جو اُن کا فارس کا ترجمان تھا گنان (۶ ۱۱۱) پڑھنے کا حکم دیا - اس کا مطلب یہ تھا کہ خوجے شیعہ امامیہ اسمٰعیلیہ کے مذہب میں آ گئے ہیں - اور اسلام شاہ اس زمانہ کے امام بتلائے گئے تھے - اور اُن کی گدی کے جانشین کو ہمیشہ امام سمجھنا چاہیے اور اُس کو بخوشی دسواں (آمدنی کا دسواں حصہ) نذر کرنا چاہیے - آغا علی شاہ نے اپنی زندگی میں سلطان محمد شاہ کو احمد آباد کے قریب لکھود میں اپنے مرنے سے ایک ماہ پہلے اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا -

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ رسم اسطرح ادا ہوئی کہ جماعت خانہ میں اُن کو لے گئے اور اُن کو تخت پر بٹھلا کر جماعت کو حکم دیا کہ اُن کے ہاتھ چومیں۔ دس برس کی عمر میں سلطان محمد شاہ آغا خاں کو موروثی ذمہ داری ملی۔ اُن کی والدہ ایرانی فلاسفر نظام الدولہ کی دختر ہیں۔ جو نہایت عقیل وفہیم ہیں۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ اگر مناسب طور پر۔ اعلیٰ درجہ معمور کرنا منظور ہے تو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیجائے۔ عربی فارسی کی کتابیں تو یہ دیکھہ چکے تھے، لیکن اُن کے انگلش کے اتالیقوں نے ان میں مغربی خیالات کو بڑی ترقی دی۔ انگلش کے عمدہ عمدہ مصنفوں کے پڑھنے کا انہیں شوق ہو گیا۔ اسی وجہ سے ان کا انگلش زبان کا لب ولہجہ بہت درست ہے

سنہ ۱۸۹۷ء میں آغا خاں نے اپنے چچا آغا خاں جنگی کی بیٹی سے شادی کی آغا خاں جنگی کو اثنا ے حج میں اُن کے مخالفوں نے مار ڈالا سنہ ۱۸۹۶ء میں آغا خاں کو سی ایس آئی کا خطاب ملا۔ اور وہ یورپ کی سیر کو گئے اور ایوان ونڈزر میں ملکہ وکٹوریہ کی بجا آوری آداب کا شرف حاصل ہوا۔ ایڈورڈ ہفتم اس وقت ولیعہد برطانیہ اعظم کے تھے آغا خاں اُن کے روبرو پیش ہوے اور رفتہ رفتہ یہ ملاقات دوستی کی حد تک پہنچ گئی۔

آغا خاں جب سے یورپ کی سیر کو گئے تب سے اُن کے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے۔ جو لوگ اُن کے پیروُں سے جدا ہو گئے وہ اثنا عشری خوجوں کے نام سے موسوم ہوے۔ اس علحدگی کا خاص باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِن لوگوں نے اس مذہب کو عمل کے قابل اور آغا خان کو مذہبی سرغنائی کے لائق نہیں سمجھا۔ جدید فرقہ نے اپنی ایک مسجد بالا میں متصل سموئل اسٹریٹ میں افتتاح کی اور لوکل اخبارات میں اسکو شائع کرادیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں جب آغا خان کے

Digitized by eGangotri

ذالیس بمبئی میں داخلے کی خبر گرم ہوئی تو ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کی صبح کو یہ بات بہر مشتہر ہوگئی۔ جب آغا خان بمبئی میں داخل ہوئے تو اُن کے پیروان کو بدلہ لینے کا موقع ملا۔ مسجد کا ایک متولی جب مسجد سے نکلکر اپنے گھر کو جارہا تھا تو اُس پر حملہ کیا گیا اور اُسکے سر و سینہ اور چہرہ پر چھریاں ماری گئیں جس سے وہ بیجان ہوکر گرا۔ اِسکے بعد اُنھوں نے لال جی سنجن اور قاسم نان جی مہاتی دوسرے متولیوں پر حملہ کیا اور اُن کو شدید مجروح کیا۔ اِس پر ۱۸ مارچ کو آغا خان نے اپنے پیرؤں کو جمع کرکے اُن پر سخت جھاڑ ڈالی اور پنتھ سے خارج کر دینے کی دھمکی دی اور آیندہ کے لیئے ایسی نازیبا حرکات سے باز آنیکا فرمان جاری کیا۔ نزاریہ فدائیوں نے تو وہ عمل کیا جو اُن کو قلعہ الموت سے ورثہ میں ملا تھا حشاشین کی سفاکیوں اور اُن کے خنجر آبدار کے کرشموں کو وے پڑھ چکے تھے لیکن اُن کو کیا معلوم تھا کہ اُن کے امام آغا خان یورپ سے نیا سبق سیکھ کر آئے ہیں اور اپنے ہندوستانی آباؤ اجداد کی پیروی میں اُنھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے سام دام ڈانڈ اور بھید سے کام لینے کو کافی سمجھکر ونڈ (یعنی قتل مرتد) کو ہمیشہ کے لیئے خیر بادی کہدی ہے۔

آغا خانی لوگ حشاشین کے بدنام فرقہ کے تعلق سے بچنے کے لیئے ظاہر کیا کرتے ہیں کہ اُن سے اِن کا کوئی واسطہ نہیں۔ لیکن ان کی مشہور کتاب گنان ایک حد سے ظاہر ہے کہ خدا کا مقام الموت تھا اور وہاں سے آیا ہے (دیکھو بھاگ ۲ صفحہ ۵۵ سطر ۱۵) پھر کتاب سندھیا کے صفحہ ۳۸ سطر ۷ سے ۹ تک لکھا ہے کہ خدا گڑھ الموت سے آئے ہیں اور اپنی جگہ ہم کو دکھائی ہے

اگست سنہ ۱۹۰۲ء میں جب بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے تاجپوشی کا جشن لندن

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں کیا - تو اُس موقع پر آغا خاں بھی ہندوستان سے بلا لیے گئے - اور اِس تاجپوشی کے اعزاز میں ۲۶ ور جون سنہ مذکور کو جی سی - ایس آئی - کا خطاب عطا ہوا جرمن مغربی افریقہ میں سر آغا خاں نے عمدہ خدمات کیں اور لوگوں کو اُس کام پر رضامند کیا جس کو وہ ابتداً ناپسند کرتے تھے - شہنشاہ جرمن نے اِن خدمات کے صلہ میں آغا خاں کو تمغہ " اسٹار آف پروشیا " عطا کیا - سر آغا خاں کی اُن مقلدین کے دلوں میں کیسی عزت ہے اِسکا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُن کی پیشوائی شہنشاہوں کی طرح ہوتی ہے -

خوجوں کے عقائد وغیرہ کی تفصیل

" حاجی بی بی بیوہ مسعود شاہ نے آغا سلطان محمد شاہ پر بمبئی کی عدالت عالیہ میں بحیثیت دختر آغا جنگی شاہ (چچا آغا خاں) سنہ ۱۹۰۸ ع مطابق سنہ ۱۳۲۶ ھ میں دعویٰ دائر کیا کہ وہ مشترکہ خاندانی جائداد کی جو ہندوستان اور الشیائے کوچک میں ہے اور جس کی مالیت دو کروڑ روپیہ کی ہے حصہ دار ہے - اور مدعیہ نے حسب قانون شرع محمدی فقہ اثنا عشری اپنا حق طلب کیا اور مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا کہ وہ اسمٰعیلیہ شیعہ امامیہ ہیں - جن کے عورتوں کو ترکہ ملنے کا اجرا نہیں ہے اس مقدمہ کے ضمن میں اس فرقہ کی بہت سی تاریخی و مذہبی باتیں مختلف پیشیوں میں خود آغا خان اور اون کے متبعوں نے بیان کیں جن میں سے کچھ مناسب موقع یہاں لکھے جاتے ہیں -

" خوجوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آغا خاں فرقہ اسمٰعیلیہ کے امام ہیں اور اُن میں ہر ایک امام اپنے پیشرو اماموں کے سلسلہ کے ذریعہ سے حضرت علی کی روشنی حاصل کرتا ہے اور اُن سب ائمہ کا سلسلہ حضرت علی تک پہنچتا ہے - اماموں میں

آغا سلطان محمد شاہ کا نمبر ۴۸ واں ہے...... مشرقی افریقہ والے آغا خاں کو جبکہ وہ وہاں جاتے ہیں روپیہ دیتے ہیں یا اُن کے حکم سے اُن کے ساہو کاروں کو بھیج دیتے ہیں۔ یہ خیال کرنا غلط ہے کہ آغا خان کو نذریں قرآن کی ہدایت کے موافق دیجاتی ہیں جو کہ سیّدوں اور غربا اور مسافروں وغیرہ کو دینے کا حکم دیتا ہے خوجے اپنی آمدنی میں سے دسواں حصہ آغا خاں کو دیتے ہیں اور اُس نذر کو دسوتن بولتے ہیں۔ گنان میں اسکی ہدایت ہے۔ یہ خوجوں کا فرض ہے کہ اپنے امام کو نذر دیں۔ گنان میں بہت سے بیانات ہیں جو کہ اسبات کی صلاح اپنے معتقدوں کو دیتے ہیں۔ یہ لوگ جو اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ آغا خاں کو دیتے ہیں تو وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے امام کو نذر دیں تو وہ اس جہان میں سرسبز ہونے اور صلہ حاصل کرنے کے علاوہ دوسرے جہان میں بھی نجات حاصل کرینگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آغا خان کو اسلئے دی جاتی ہے کہ ڈاکٹروں اور وکیلوں کی فیس ادا کریں بلکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دینے والے کو ڈاکٹروں اور وکیلوں کے متعلق نقصان سے بری رکھیں اور اُن کو بیمار نہ ہونے دینگے (لیکن تعجب ہے کہ اس بار انگلینڈ میں سخت بیمار ہو کر آغا خان نے ڈاکٹروں کو معقول فیس دی۔ اور گذشتہ سال گھوڑ دوڑ کے متعلق ایک مقدمہ میں باوجود لایق وکیل کو بھاری فیس دینے کے بعد بھی ناکامیاب رہے مولف) آغا خاں کو گو خدا نہیں سمجھتے یا خدا کی طرح پرستش نہیں کرتے۔ لیکن اُن کو دنیا میں خدا کا قایمقام تصور کرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۶۷ سے ۳۶۹ تک)

خوجے آغا خاں کو خدا کا اوتار سمجھتے ہیں۔ اس کے لیئے میں ایک شمشی بھائی کے قلم سے نکلے ہوئے رسالہ میں سے آغا خانیوں کی مذہبی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کتابوں کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

ہند و بھائی دہرم کے پیچھے لڑکر مارے گئے کئی مارے خوف کے مسلمان ہو گئے کئی اپنے دہرم کو وشیش سمجھکر مسلمان نہ ہوئے کئی اپنی جان بچانے کی خاطر مسلمان فقیروں کو ماننے لگ گئے جو آجتک رواج چلا آتا ہے کئی ہندو سخی سرور علاقہ ڈیرہ غازی خاں کو۔ اور کئی سید مٹھا جموں والے کو اور کئی شاہ سکندر ضلع جہلم والے کو۔ اور کئی بہاء الحق ملتان والے کو مانتے ہیں۔ اور کئی خانقاہوں پر مسلمانوں کو دیکھکر چڑہاوے چڑہاون اور سلام بھرنے لگ گئے تھے۔ اُسی وقت شمس دین فقیر ویدانتی ہوا تھا۔ شمس دین کی موجودگی میں کوئی ہندو اُن کا مرید نہ ہوا تھا۔ جب پرلوک سدہار گئے۔ اُن کے پیچھے ہندو بھائی مارے خوف کے اُن کو ماننے لگ گئے۔ لیکن زیادہ جہیور او ٹھٹھیارے و سنار و تھوڑے کہتری دیکھا دیکھی اپنی جان بچانے کی خاطر شمس دین کے مرید کہلانے لگ پڑے تاکہ مسلمان لوگ سختی نہ کریں اُس کے پیچھے شمس دین کے پوتے دورہ کرتے تھے جو شمس دین کے مرید کہلاتے تھے۔ اُن کو بجھہ بیتھا شکت ویدیا کرتے تھے۔ اُسوقت شمسی مت کا کوئی پستک ہمارے دیس میں نہ تھا۔ جیسا کہ اب بھی موجودہ ملتان و ضلع جہنگ علاقہ چنیوٹ و ضلع شاہ پور و ضلع کوہاٹ میں ہندو شمس دین کے مرید کہلاتے ہیں۔ وہ بھی سیدوں کو پچھلے رواج کے بموجب کچھ ویدیا کرتے تھے تھے۔ مگر شمسی مت کی پستکوں کو نہیں جانتے۔ پہلے پہل شمسی مت کے پستک اس طرح بنائے گئے تھے۔ جب شمس دین کے پوتا نے ہندوستان علاقہ گجرات میں رہنے کے سبب ہندؤں کے پران و پستکوں کی اچھی طرح واقفیت کر لی۔ جب یہ مسلمانی راج اربا تو ہندو ہم کو ماننا چھوڑ دیں گے۔ اسواسطے

صدرے دین نے اسلام شاہ سے مل کر دلیل باندھی کہ پُستک ہندوؤں کو قابو
رکھنے کے لیئے بنائیں - اوتار پرمیشور کے آدسے شروع کریں اور آخر اوتار
آپ کو بنائیں گے - چاروں ویدوں کو علیحدہ علیحدہ ملنا لکھیں تاکہ اس سے
اتھروید کی جگہ قرآن حدیث تشیحہ کرائیں - اس ملک میں بہت مدت سے مہا
بھارت کے بدھ سے پیچھے پران پُستکوں کا رواج پھیلا ہوا ہے - اسواسطے
اوتاروں پر نشیحہ ہو رہی تھی - ویدوں کو بھی آدی پُستک مانتے تھے تینتیس ۳۳ کرور
دیوتاؤں کو بھی مکت ہوئے سمجھتے تھے - جس طرح عیسائیوں نے اپنے عیسی
مسیح پر ہندوں کو نشیحہ کرانے کے واسطے ہندوں کی پُستکوں جیسی اپنی
پُستکوں کے نام رکھدیئے ہیں - جیسے منگل سماچار اور سندر پرانی
کتھا - دان اُتے دان - دہرم پُستک کا سار - گرو گیان - جیسی کرنی ویسی بھرنی گیتا
کی پوتھی - عیسی ہنہ کلنگ کی موت گرو پریچھا - عیادت مکتاولی - اسی طرح
صدر دین و حسن کبیر دین و امام شاہ وغیرہ نے ہندوؤں کے پُستکوں جیسے انکے
پُستکوں کے نام رکھدیئے ہیں - جیسے دس اوتارہ - بدھ کتھا - کرم کتھا
دہرو کتھا - اُنکست مول گورتری (भव नी) ہنہ کلنکی گیتا - پانڈوں کی بیل
ست بچن - سندھیا - ارجن گیتا - اراودہ - دنین - گائیتری - ہستنا پوری
سوگنان اکٹھا کر کے غلام حسین کھوجی بمبئی والے نے بیر باندھ دیا - ان پُستکوں
میں اسطرح لکھنا شروع کیا - سرشٹی کے آد سے اخیر تک چار کلپ ہیں - آد
سے لیکر وشنو تک تین کلپ گزر چکے تھے - یعنی جانکہ - فائیلہ - عارضہ
ان کے بیچ - رگ - یجر - سام وید مانے جاتے تھے - لڑکے کے کپڑوں سمیت پیدا
ہوا کرتے تھے - چوتھے خلیفہ کلپ میں اتھروید ماننا چاہیے - گویا صدر دین وغیرہ
نے کلپوں کی عاربائیوں جتنی مجھی - ان تینوں کلپوں میں پرمیشور کے اوتار یہ لکھدے ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں - سرتی اونیاد - الکھہ - نام - نیل - انیل - سن - سان - نان - گنان - نور - تیج - جل - کمر - آدہ - بدھ - جاگ - تنو - پریم تنو - چوتھے غلیفہ کلپ میں پرانوں کے انسار آد - وشنو کو پرگٹ اوتار لکھا - وشنو سے جتنے دوکردیئے وشنو کو پرمیشور کا اوتار لکھا - برہما کو وشنو کا گرو لکھدیا - وشنو سے کرتا یگ کے اوتار کو اسطرح لکھنے شروع کیئے - گپت اوتار - سرن اُنیاد عاد - اُبھیا گت یعاد - سرہی - ہو - قنو - دہرم کیول - انیا ڈ - اترا - ہرتیک - پُرورداہ - اَنت اتیت - پریم رکھہ - کرتا یگ میں پرگھٹ اوتار - مچھ - سری مچھ کی ماتا - سنکھاُتی پتا - پریم رکھہ - گرمان وہاتا - شکتی چنڈ کا دیوی - ہستنا پور سے مچھ نے دوارکا میں جاکر دینت سنکھاسر کو مارا - پھر مچھ کے آگے گپت اوتار لکھے مناپق اجا سیرا وگرسین - اچھا اُت برسیت - وسوامتر - لکُتر - پرویر - پرگٹ اوتار کورم - سری کورم کی ماتا کملاوتی - پتا پرویر - گرو ایکار کھہ - شکتی اجنا دیوی منو ور سے لمبا سر میں کورم میں دینت مدوکٹیک کو مارا - پھر کورم کے آگے گپت اوتار لکھے - نسر مائیت دکھیائیت - پرجاپت - اوگرسین - قدیم دوہیل تیسرا پرگٹ اوتار - دراہ سری دراہ کی ماتا - پدماوتی - پتا دوہیل پور کھہ گرو سیلمانند - شکتی ببکا دیوی - بگ پور نگری سے مان سردور میں دیرہ نے دینت مور کو مارا - پھر ویراہ کے آگے گپت اوتار لکھے - کیشو کھتریاں - دینش آس - اناڈ - نس - خلیت - گوتم - آنت - ہرتیک - چوتھا پرگٹ اوتار **نرسنگ** سری نرسنگ کی ماتا چندراوتی پتا ہرتیگ گردا مرتیج - شکتی سمیا دیوی کشمیر سر ملتان میں نرسنگ تھم سے پیدا ہوکر دینٹ کو مارا - اُس وقت رگ وید مانا جاتا تھا - اُس کے مطابق کرتا یگ میں جیوں کے آداگون میں

پینتیس پھیرے ہوتے تھے - پرش کے سامنے بیٹھنے سے استری کو ار دہارن

by eGangotri

ہوتا تھا۔

آٹھ سو تینتیس ۸۳۳ برس چار مہینے بالک پیٹ میں رہتا تھا۔ ایک لاکھ برس منش کی عمر ہوتی تھی۔ گرخانہ دو سو چھتر ہوتا تھا۔ یگ میں ہاتھی کو مار کر پھر جیواتے تھے۔ سونے کی مہر گھٹ پاٹھ پینے والے دیتے تھے۔ سونے کے برتنوں میں گھٹ پاٹھ ہوتا تھا۔ جاپ شنو دیو جپتے تھے۔ اکادشی ایتوار ہی اکھنڈ درت رکھتے تھے۔

ساڑھے انیس (۱۹½) دسوے دھرم ہوتا تھا۔ آدھا (½) دسوا پاپ ہوتا تھا۔ مردے کو جنگل میں چھوڑ آتے تھے۔ دسوند اوتاروں کو دیتے تھے۔ پندرہ کروڑ منش نیم والے تھے۔ اُس میں سے پانچ کروڑ کبھی نرگ میں گئے اور پانچ کروڑ اواگون میں گئے اور پانچ کروڑ راجہ پرہلاد بھگت کے ساتھ مکت ہوئے پھر نرسنگ کے آگے تریتا یگ کے گپت اوتار لکھے ہیں۔ مناتق۔ رنیک کیشو ودن۔ کیشور کھ۔ تریتا یگ میں پرگٹ اوتار دھمن۔ سری دھمن کی ماتا لیناوتی پتا کشورکھ۔ گرو ہولوچن۔ شکتی کوئیلان دیوی۔ دھمن نے ون ہتھنی یعنی جوناگڈھ سے کوٹیلاپور پاٹن ڈینٹ راجہ بل کو مارا پھر دھمن کے آگے گپت اوتار لکھے۔ مان دہاتا۔ پرہمی جانے۔ آسرین۔ جم لگن۔ چھوان پرگٹ اوتار پرس رام سری پرس رام کی ماتا رنگاوتی پتا جم لگن گرو اکاس ہمب شکتی ترجا بھوانی موج پور سے پٹنہ میں پرس رام نے ڈینٹ سہنسر بہو کو مارا۔ پھر پرس رام کے آگے اوتار لکھے ہیں۔ رگ۔ تگ جبیات۔ تلکھ علیف اجے پال۔ دسرت ساتواں پرگٹ اوتار رامچندر۔ سری رام چندر کی ماتا کشلیاوتی۔ پتا دسرتھ۔ گرو لکھمن۔ شکتی سیتا ستی۔ اجودھیا پوری نگری سے لنکا میں رامچندر نے ڈینٹ راون کو مارا۔ اُسوقت یجروید۔ مانا جاتا تھا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مانا جاتا تھا اُس کے مطابق جیووں کے آواگون کے پچیس پھیرے ہوتے تھے۔ استری پرش کے دیکھنے سے استری کو اردہان ہوتا تیس برس چار مہینے بالک پیٹ میں رہتا تھا۔ دس ہزار برس منش کی عمر ہوتی تھی گرو خانہ چھتر ہوتا تھا۔ یگ میں گھوڑے کو مار کر پھر جیواتے تھے۔ چاندی کے برتنوں میں گھٹ پاٹھ ہوتا تھا۔ گھوڑے کا مکھ چاندی کا روپیہ گھٹ پاٹھ پڑھنے والے دیتے تھے۔ جاپ نوز دیو جپتے تھے۔ چودس منگواری اکھنڈ ورت رکھتے تھے۔ پندرہ وسوے دھرم پانچ حصّے پاپ ہوتا تھا۔ مردے کو جل میں ڈال دیتے تھے۔ دسوندا وتاروں کو دیتے تھے۔ اکیس کروڑ منش نیم والے ہوتے تھے اُن میں سے سات کروڑ بکھی زگ گئے اور سات کروڑ آواگون میں گئے اور سات کروڑ راجہ ہرچند کے ساتھ مکت ہوئے۔ پھر رامچندر کے آگے دواپر یگ کے گپت اوتار لکھے۔ پدم۔ جیوودن ویرپال۔ واس دیو۔ دواپر یگ کا آٹھواں پرگٹ اوتار کرشن - سری کرشن کی ماتا دیوکی۔ پتا واسُدیو۔ گرو وید ویاس۔ شکتی رانی رکمنی۔ گوکل سے متھرا میں جاکر کرشن نے ڈیٹنٹ کنس کو مارا۔ پھر کرشن کے آگے گپت اوتار لکھے۔ پریکھیت۔ جنمیجا۔ سیوستان بدھ استان - ویر وچھراج۔ ناتواں پرگٹ اوتار بدھ ۹۔ سری بدھ کی ماتا رتناولی پتا ویر وچھراج گرو ہنسراج شکتی پرتیا دیوی۔ اوجین پور سے کل کھیتر میں جاکر بدھ نے ڈیٹنٹ دُریودھن کو مارا۔ اُسوقت سام وید مانا جاتا تھا۔ اُسوقت میں دواپر یگ میں جیوؤں کو آواگون کے سولہ پھیرے ہوتے تھے۔ استری پرش کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملانے سے استری کو حمل ہوتا تھا۔ آٹھ برس چار مہینے پندرہ دن بالک پیٹ میں رہتا تھا۔ ایک ہزار برس منش کی عمر ہوتی تھی۔ یگوں میں گائے کو مار کر پھر جیواتے تھے۔ تانبے کے برتنوں میں گھٹ پاٹھ ہوتا تھا۔ گائے کا مکھ تانبہ

کے پیسے گھٹ پاٹھ پینے والے دیتے تھے۔ جاپ سدا دیو نپ چلتے تھے۔ اما دس مواہی اکھنڈ ورت رکھتے تھے۔ پانچ دسواں پندرہ وسوا پاپ ہوتا تھا مردے کو جلاتے تھے۔ ستائیس کروڑ منش نیم والے تھے اُن میں نو کروڑ بھی نرک میں گئے اور نو کروڑ اواگون میں گئے۔ نو کروڑ راجہ یدھشٹر کے ساتھ مکت ہوئے۔ پھر بدھ کے گپت اوتار لکھے۔ شیث۔ سام۔ ملکان۔ اسلام۔ ڑان۔ صافان عدنان۔ ماحد۔ نزار۔ مالک پھرے۔ لوئے۔ قائیب۔ مرئے۔ کلاب۔ کوسی عبدالمطلب۔ ابوطالب۔ ولی کلنگ کا دسواں برگٹ اوتار یا علی۔ سری یا علی کی ماتا حضرت بی بی فاطمہ۔ پتا۔ ابوطالب ولی۔ گرو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شکتی بی بی فاطمہ جنت خاتون طاہرہ۔ دلیش کلہ پوری سے ملتان میں ڈیرہ لگائیگا۔ دلی اور ملتان کے درمیان یا علی ڈینت کلنگ کو ماریگا۔ یا علی کو دشمن مُلجم مصری نے مار ڈالا تھا۔ اسواسطے صدر دین نے اسلام شاہ موجودہ کو وشنو کی جوت بنانے کے واسطے یا علی کا کرسی نامہ لکھا۔ آپ صدر دین برہما کی جوت بننے کے محمدؐ کا کرسی نامہ لکھا۔

وشنو کی جوت یعنی پرپشو

(۱) حق مولانا شاہ علی

(۲) حق مولانا شاہ حسین

(۳) حق مولانا شاہ زین العابدین

(۴) حق مولانا شاہ محمد باقر

(۵) حق مولانا شاہ جعفر صادق

(۶) حق مولانا شاہ اسمٰعیل۔

برہما کی جوت یعنی پرپشور کے گرو

(۱) پیر نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) پیر امام حسن۔

(۳) پیر قاسم شاہ۔

(۴) پیر جعفر شاہ۔

(۵) پیر زین العابدین۔

(۶) پیر امیر احمدؐ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

(۷) حق مولانا شاہ محمد بن اسمٰعیل۔	(۷) پیر ست گرنور
(۸) حق مولانا شاہ وفا احمد	(۸) پیر اندر امام الدین
(۹) حق مولانا شاہ تقی احمد	(۹) پیر محمد منسوب
(۱۰) حق مولانا شاہ زری عبدل	(۱۰) پیر غالب دین
(۱۱) حق مولانا شاہ مہدی محمد۔	(۱۱) پیر عبدالمجید
(۱۲) حق مولانا شاہ قایم	(۱۲) پیر مستنصر باللہ
(۱۳) حق مولانا شاہ منصور	(۱۳) پیر احمد ہادی
(۱۴) حق مولانا شاہ موعض	(۱۴) پیر ہاشم شاہ
(۱۵) حق مولانا شاہ عزیز	(۱۵) پیر محمد شاہ
(۱۶) حق مولانا شاہ حاکم ابو علی	(۱۶) پیر محمد شاہ
(۱۷) حق مولانا شاہ ظاہر علی	(۱۷) پیر محب دین
(۱۸) حق مولانا شاہ مستنصر باللہ	(۱۸) پیر خالق دین
(۱۹) حق مولانا شاہ نزار	(۱۹) پیر عبدالمومنین
(۲۰) حق مولانا شاہ حادی	(۲۰) پیر اسلام دین
(۲۱) حق مولانا شاہ مہدی	(۲۱) پیر صلح دین
(۲۲) حق مولانا شاہ قہر	(۲۲) پیر صلاح دین
(۲۳) حق مولانا شاہ اللہ ذکریا اسلام	(۲۳) پیر شمس دین
(۲۴) حق مولانا شاہ اللہ محمد	(۲۴) پیر نصیر الدین
(۲۵) حق مولانا شاہ جلال الدین حسن	(۲۵) پیر شہاب الدین
(۲۶) حق مولانا شاہ علاؤالدین محمد	(۲۶) پیر صدر الدین
(۲۷) حق مولانا شاہ رکن الدین خراسانی	

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲۸) حق مولانا شاہ شمس الدین محمد

(۲۹) حق مولانا شاہ قاسم شاہ

(۳۰) حق مولانا شاہ اسلام شاہ

سری اسلام شاہ کی ماتا بی بی فاطمہ پتا قاسم گرو پیر صدر الدین استری فاطمہ ڈیلم دیس قہق پوری نگری سے ملتان میں آکے وِنٹ کلنگے کو ماریگا - اتھر ب وید مینا جاند اسی اُس کے انوسار کلجگ میں جیووں کے آواگون کے پھیرے - استری پر بکڑ کر مل متھن کرتے تان استری کو اردہان رہ جاتا دس مہینے بالک پیٹ میں رہتا ایک سو برس منش کی آربلا ہوتی یگ میں بکرے کو مار کر پھر اُٹھاتے مٹی کے برتنوں میں گھٹ پاٹھ ہوتا - بکرے کا مکھ دان گھٹ پاٹھ پڑھنے والے دیتے - ۳۶ کروڑ منش نیم والے تھے - جس سے ۱۲ کروڑ کنبھی نرگ میں گیئے - اور ۱۲ - کروڑ آوا گون میں گئے - اور باقی ۱۲ کروڑ صدرالدین کے ساتھ مُکت ہوئے - آگے واسطے یہ طریقہ رکھدیا جو گدی نشین ہووہ وشنو کی جوت کہلایا کرے - جو منتری (یعنی وزیر ہو) وہ برہما کی جوت کہلایا کرے - برہما تے وشنو جیسے سندھیا میں لکھا ہے محمد علی کی اٹھائیسویں پیڑھی - جیسا کہ موجودہ آغا سلطان محمد شاہ ہے

(۳۰) حق مولانا شاہ اسلام شاہ

(۳۱) حق مولانا شاہ حسن سربلا

(۳۲) حق مولانا شاہ عبدالسلام

(۳۳) حق مولانا شاہ عبدالسلام

(۳۴) حق مولانا شاہ غالب مرزا

(۳۵) حق مولانا شاہ بوذر علی

(۲۷) پیر حسن کبیرالدین

(۲۸) پیر تاج الدین

(۲۹) پیر پند یار جوانمردی

(۳۰) پیر حیدر علی

(۳۱) پیر علاؤالدین

(۳۲) پیر قاسم شاہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۳۶) حق مولانا شاہ مراد مرزا۔
(۳۷) حق مولانا شاہ ذوالفقار علی
(۳۸) حق مولانا شاہ نورالدین علی
(۳۹) حق مولانا شاہ خلیل اللہ
(۴۰) حق مولانا شاہ نظار
(۴۱) حق مولانا شاہ سعید علی
(۴۲) حق مولانا شاہ حسن علی۔
(۴۳) حق مولانا شاہ قاسم علی
(۴۴) حق مولانا شاہ ابوالحسن علی۔
(۴۵) حق مولانا شاہ خلیل اللہ
(۴۶) حق مولانا آغا حسن علی۔
(۴۷) حق مولانا شاہ آغا علی شاہ
(۴۸) حق مولانا شاہ آغا سلطان محمد شاہ

(۳۳) پیر نصیر محمد
(۳۴) پیر بابا آغا حسن شاہ
(۳۵) پیر محمد ضمان
(۳۶) پیر آغا عزیز
(۳۷) پیر محراب بیگ
(۳۸) پیر علی اکبر بیگ
(۳۹) پیر آغا علی اصغر بیگ
(۴۰) پیر مرزا شاہ حسن علی
(۴۱) پیر مرزا شاہ قاسم علی
(۴۲) پیر ابوالحسن علی
(۴۳) پیر مرزا محمد باقر
(۴۴) پیر ماتا سرکار سلامت
(۴۵) پیر آغا حسن علی
(۴۶) پیر آغا علی شاہ
(۴۷) پیر خلیل اللہ
(۴۸) پیر ابوالحسن علی
(۴۹) پیر آغا سلطان محمد شاہ

اب مقدمہ آغا خاں میں اُن کے چند گواہوں سے جو سوالات کیئے گئے اُن کے جواب دیئے جاتے ہیں جو بلحاظ تعلق آغا خانی مذہب بڑے دلچسپ ہیں۔

"حاضر امام (اس کی جگہ محض ہند و فرقوں نے بھی وقت گورو کا لو ہا مانا ہے جیسے رو پڑ کے باوا لبشنداس کا مت) ۱۹-۲۱-۲۳- رمضان کو نماز پڑھاتے ہیں

نہ ہم بارہ اماموں کی زیارت نہیں پڑھتے۔ علی خدا ہے۔ علی کے پہلے دس اوتار ہوئے۔ ہم نمازوں میں کبھی نہیں پڑھتے۔ کوئی توجہ حج کرنے اور کاظمین اور سامرہ کو نہیں گیا۔ قرآن کو میں نہیں مانتا جب قرآن نازل ہوا میں موجود نہ تھا۔ (سوال) قرآن کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مذہبی کتب جانتے ہو۔ (جواب) جس کی ہو گی وہ جانے۔ (سوال) تم مسلمان ہو۔ (جواب) ہاں مگر دوسرے فرقے کے۔ (سوال) قرآن پر عمل کرتے ہو۔ (جواب) نہیں (سوال) لاالہ الااللہ کو مانتے ہو (جواب) ہاں ہمارے مذہب میں بھی ایسا ہے۔ نماز سال بھر میں دو بار پڑھتے ہیں۔ نمازیں یوں نہیں ہوتیں کہ وہاں حاضر امام نہیں تو علی دسویں اوتار ہیں محمد اُن کے پیغمبر تھے۔ علاوہ ان وجوہات کے محض اور سوالات کے جوابات میں حضرت علی خدا ظاہر کیئے گئے ہیں اور آغا سلطان محمد شاہ کو اُن کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ ۳۰ اگست ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں بھی یہ بیان درج ہے۔ اور ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء کے ٹائمز آف انڈیا میں ذرا تفصیل سے چھپا ہے'' (صفحہ ۳۶۹ و ۳۷۰)

اس امر کے ثبوت میں کہ آغا خانی امام یا پیر اور خدا ایک ہیں اُن کی اپنی کتابوں میں اقتباس پیش کیئے جا سکتے ہیں۔

(۱) گنان ایک صد بھاگ صفحہ ۴۹ سطر ۶ و ۷ میں خدا کہتا ہے کہ ایک ہی نور سے میں اور پیر پیدا ہوئے۔

(۲) کتاب گنان ایک صد بھاگ ۲ صفحہ ۱۷ سطر ۴ و ۵ میں لکھا ہے کہ کہ خدا کی ذات اسمٰعیل گور تہکلنکی ہے۔

(۳) کتاب گنان۔ ایک صد بھاگ ۲ صفحہ ۹ سطر ۶ سے پیکرا انک میں لکھا ہے۔ کہ علی اور محمد دونوں نے کمر سے تلوار باندھ کر سارے جہان میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پھرائی اور سوا لاکھہ راجاوں کو قتل کیا اور ہندوں کو قتل کیا۔

(۴) کتاب گنان ایک صد بھاگ اول صفحہ ۹۲ (۲۰ و ۲۱ پاٹھ ۳۰ میں خدا کہتا ہے کہ جو پڑھا دسوندہ مجھکو دیگا۔ اُسکو کوئی مصیبت اور بیماری نہ لگے گے۔

(۵) موسن - چہاونی صفحہ ۱۲ و ۱۳ میں لکھا ہے کہ حضرت علی پیدا تو ہوئے مگر سات یوم تک آنکھیں بند رکھیں اور دودہ وغیرہ نہیں پیا۔ جب حضرت محمد نے آن کر سلام کیا تب آنکھیں کہولیں اور سلام کا جواب دیا۔ اُسوقت حضرت علی نے منہ کہول کر سب دنیا اور چار کتابوں کا احوال اور سب راز بتا دیئے یہ دیکھکر حضرت محمد نے حضرت علی کی والدہ کو مبارک دی کہ یہ بچہ خدا ہے جو دائمی ہے - پہلے حضرت محمد نے دیدار کر کے پھر عام مریدوں کو بتلایا کہ جو اسکو پہچانے گا وہ مکتی پاکر بہشت جاویگا - نبی محمدؐ نے خدمت کی اور شکریہ ادا کر کے فرمایا کہ میں نے دیکھا خدا کو اور شناخت کر لیا۔ اس میں ذرا شک نہ لائی آسمان سے ملائک بھی اُترے اور حضرت سے دریافت کیا۔ کہ حضرت نے کیا دیکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ انہوں نے معجزہ دیکھا ہے - حضرت علی کے منہ میں۔ اور منہ دیکھتے ہی تمام دنیا کے بھید اور راز معلوم کر لیئے۔ فرشتہ نے حضرت سے کہا۔ ہم کو بھی بتلاؤ - چنانچہ حضرت محمد نے فرشتہ کو بھی دکھایا۔ فرشتہ نے دیکھکر کہا کہ خدا و ندرا کار ہے (کیسے خوش قسمت تھے محمد صاحب اور فرشتہ کہ مادی آنکھوں سے نرا کار خدا کو دیکھا)

(۶) کتاب موسن چہتاونی صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے - جو کوئی حضرت علی کو خدا اور حضرت محمد کو پیر مانے گا اُس کا ایمان خدا درست رکھیگا۔ خدا علی کلجگ میں پہنچکر اُن کا ایمان رکھتا ہوا آخرت کے روز اُن کو نجات دیوے گا۔ حضرت محمد نے کہا۔ سنو علی پروردگار! تمہارے حکم پر چلونگا۔ تم میرے مہربان دنیا کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بخشنے والے ہو۔

زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب پھر مولانا نجم الغنی خاں صاحب کے مذاہب الاسلام سے اقتباسات پیش کیئے جاتے ہیں۔

دس اوتار سے مراد یہ ہے کہ خدا نے دس جسم اختیار کیئے تھے۔ اور گواہ نے یہ بھی کہا کہ میں علی اللہ سے یہ بھی سمجھتا ہوں کہ علی میں خدا کا نور ہے۔ گواہ پھر کہا کہ اسکا سبب ہم کیوں دس اوتار کی عزت کرتے ہیں یہ ہے کہ ان میں دسواں اوتار بھی شامل ہے جس میں ہم مانتے ہیں اور - کیونکہ ان کو پیر صدرالدین نے لکھا ہے آغا حسن علی (دادا سر آغا خان) کی نسبت کہا کہ وہ امام تھے - لیکن دنیا کے دوسرے حصص میں وہ پیر بھی کہلاتے تھے اور گنان میں لکھا ہے کہ حاضر امام کے پیشکش میں کسی کو حصہ دار نہ بنایا جائے (گویا مدعا علیہ کا کوئی حق جائداد میں نہیں ہے بولف) ان کے ہاں دعا میں تمام اماموں کے نام پڑھے جاتے ہیں اور تمام پیروں کے نام نہیں جاتے۔ لیکن چند کے نام دہرائے جاتے ہیں۔

رو مسٹر حجا بھائی جان محمد سوداگر و شریف بمبئی نے کہا ۔۔۔۔۔۔

عدالت کے سوال پر گواہ نے کہا کہ تمام معتقدین جب کہ حاضر امام کا نام آتا ہے سجدہ کرتے ہیں۔ جب کہ ان کا حاضر امام آتا ہے جھکتے ہیں۔ گواہ نے پھر تل سفرہ کی رسم بیان کی جو کھانے کی چند چیزوں کا نیلام ہے۔ جس کے لیئے جماعت خانہ کے ممبر بولی دیتے ہیں اور جو کہ بڑی بڑی قیمتوں کو خریدی جاتی ہیں۔ جو کہ اُن کی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں آغا خان کے لیئے خریدی جاتی ہیں۔ کربلا کی خاک (جس کے ساتھ شفا کی صفت اس عقیدہ سے لگائی ہے کہ اُس کی برکت کے اثر سے بیماریاں دور ہوتی ہیں) کے ساتھ ملا ہوا پانی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

معتقدین کو دیا جاتا ہے جو کہ اُس کے عوض اپنے حاضر امام کو ثواب حاصل کرنے
کے لیئے روپیہ دیتے ہیں۔ .... یہ لوگ خاندان کے کسی دوسرے شخص کو سوائے آغاخاں
کے متبرک نہیں سمجھتے۔ ...... ۲۳ ر رمضان کو ایک رسم ہوتی ہے جس سے خوجوں
کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہ وہ دن ہے جس میں اپنے گناہوں کا افسوس کرتے ہیں
آغاخان کے چلے جانے پر دسا لوتار پڑھتے ہیں، اس رات حاضر امام کا ہاتھ نہیں چوما جاتا، کیونکہ
یہ ماتم کی رات ہے۔

خوجوں میں پیر بھی ہوتا ہے۔ پیر کا کام یہ ہے کہ امام کی عدم موجودگی میں اُس کی
نیابت کرے اور لوگوں کو امامی اسمٰعیلی بنائے۔ آغا سلطان محمد شاہ کا بیان ہے۔ کہ
میرے وقت میں کوئی پیر نہیں (اسلیئے شجرہ نسب میں ۴۸ ویں پیر کے بعد امام اور پیر
ایک ہی درج ہے ...... حاضر امام پیر کو مقرر کرتا ہے۔

علی جی کا مندر

۹۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے پیلیہ جنار میں مندرج ہے کہ پیر صدرالدین نے ہندوستان میں اکثر ہندو
قوموں کے عقائد معلوم کر کے دعوےٰ کیا کہ کرشن جی کے جس اوتار کا انتظار ہے وہ عرب میں
ظاہر ہو گیا۔ حضرت علی کرشن جی کے اوتار تھے۔ اور میں اُن کا نائب ہوں۔ یہ دعوےٰ
ہندوؤں کے رسم و رواج اور مذہبی جذبات کی رعایت رکھکر پیش کیا گیا تھا
دیسی زبانوں میں صوفیانہ اور موحدانہ بھجن جن میں خدا اور رسول اور علی کی تعریف
اور صوفیانہ نصائح تھے، تصنیف کیئے گیئے۔ اور ہر علاقہ میں داعیوں اور مکھیوں
کے ذریعہ سے پھیلائے گئے۔ اور پوشیدہ طور پر علاقہ میں علی جی کے مندر قایم
کیئے گیئے۔ جن میں علی جی کے پوجاری اور بھگت جمع ہوئے۔ اور داعیوں
سے توحید الٰہی اور نعت رسول اور علیؑ کے بھجن سنتے تھے۔
بعض مندروں میں علی جی کی فرضی تصویریں بھی رکھی گئیں۔ تاکہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہندوں کو اپنے قدیمی بتوں سے کوئی واسطہ دتعلق و میلان باقی نہ رہے اور ہمہ تن علی جی کے بھگت بن جائیں۔ جب اس میں کامیابی ہوئی اور لاکھوں آدمی اس خفیہ مذہب میں شریک ہو گئے تو رفتہ رفتہ اُن کے خیالات کو اسلامی عقائد کیطرف مائل کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں جذب ہونے لگے اور یہ سب پوشیدہ اور خفیہ عمل درآمد ہوا اور ہوتا ہے۔ کیا مجال کہ کسی غیر مسلم کو ذرا بھی خبر ہو جائے۔ جو اس طریقہ پر داخل ہوتا ہے۔ ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ کسی کے سامنے اپنے عقائد کے بھید ظاہر نہیں کرتا۔ آجکل اس جماعت کے پیشوا آغا سلطان محمد شاہ (موجودہ سر آغا خان) ہیں لاکھوں ہندو اُن کو کرشن کا اوتار یعنی مظہر سمجھتے ہیں۔

گپتی فرقہ

آغا خان اول کے پوتوں میں سید امام الدین ثانی ایک شخص گدی نشین خاندان سے جدا ہو کر احمد آباد میں چلے آئے اور یہاں اُنہوں نے اپنا علیحدہ مشن قایم کیا۔ امام الدین جن کو پیر امام شاہ کہا جاتا ہے۔ اول تو علم سنسکرت حاصل کرتے رہے اور مدت تک جوگیوں اور ہندو فقیروں میں رہ کر ویدانت کے طریقے حاصل کیے۔ اس کے بعد کام شروع کیا۔ کہتے ہیں ایک دفعہ ہندوؤں کی ایک جماعت کاشی کے تیرتھ کو جا رہی تھی۔ امام شاہ نے اُن کو روکا اور کہا کہ تیرتھ تو خود تمہارے دل میں موجود ہے۔ اُس کے بعد ویدانت کے طریقہ سے ایک تقریر کی جس میں باوجود ذات باری اور انسانی ہستی کے تعلقات کا بیان کیا۔ ہندو امام شاہ کی دل آویز صوفیانہ باتوں میں ایسے محو ہوئے کہ وہ دن وہیں بسر کیا اور سفر چھوڑ دیا۔ رات کو ان سب نے خواب میں کاشی کا جاترا (مراد یاترا یعنی سفر ہے) کیا۔ اور ایسی بہتر سے یاترا ہوئی کہ وہ صبح بیدار ہو کر شاہ صاحب کے قدموں میں

گر پڑے اور چیلا بنانے کی خواہش کی " (صفحہ جات ۱۷۳ و ۲۰۴)

اس جگہ مولف کو اپنی جنم بھومی کی ایک کہانی یاد آئی ہے - میرے جائے ولادت قصبہ تلون سے شہر جالندھر کی طرف جاتے ہوئے قصبہ نورمحل میں راستہ پر ایک قبر ہے - پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ صاحب تیلی کا مزار ہے - میں نے سمجھا کہ شاید کوئی صاحب نام کا تیلی ہوگا - جس سے معجزے منسوب کئے گئے ہونگے - لیکن آخر اپنے قصبہ کے اُستاد میاں نور علی شاہ صاحب سے معلوم ہوا کہ - شاہ فتح علی کا بگاڑا - صاحب تیلی ہے - شاہ صاحب کی نسبت روایت مشہور ہے کہ وہ حسن پرست تھے - اور ایک خوبصورت کھتری کا لڑکا اُن کی خدمت میں روز جایا کرتا تھا - اُس کا خاندان گنگا اشنان کے لئے ہردوار کو تیار ہوا - لڑکا شاہ صاحب سے رخصت لینے گیا - اُنہوں نے کہا کہ یہیں رہ! تجھے یہیں گنگا اشنان کرادینگے - چنانچہ اس نے ایسا کیا کہ گھر والوں سے چھپکر نورمحل میں رہ گیا - جس دن نہان کا پرب تھا - شاہ صاحب نے اُسے کنوئیں میں اُتار کر حکم دیا کہ آنکھیں بند کرلیوے - آدھ گھنٹہ کے پیچھے اُس نے آنکھیں کھولیں اور اوپر کھینچ لیا گیا - اُس نے بیان کیا کہ وہ گنگا اشنان کر آیا - اور جب اُس کے خاندان والے گھر لوٹ کر آئے تو اُنہوں نے اپنے سے بیان کیا کہ اُس لڑکے کو اُنہوں نے نہان کے وقت ہر کی پیڑی پر دیکھا تھا اِس ضعیف الاعتقادیوں کے شکار بدقسمت ملک میں ایسے معجزے ہندو اور سکھ فقیروں کے بھی بیشمار سننے میں آتے ہیں - جہاں ایک پوری اور آدھ سیر حلوے کی کڑاہی پر چدّر ڈال کر بھائی جی اور باوا جی نے ہزار بارہ سو کی سنگت کو سیر کرکے سلا دیا ہو عیسیٰ کی مچھلی اور چند روٹیوں سے سینکڑوں خلقت کی شکم پوری کا معجزہ ان روایات سے کچھ بڑھکر نہیں ہے مطلب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے کہ جس ملک کے باشندوں کے جیسے گن کرم ہوں اُسی کے مطابق تبلیغ کا کام ہوا کرتا ہے۔ خونخوار انسانی جماعتوں میں خنجر آبدار کا معجزہ ہی تبلیغ کا کام دیتا ہے۔ مگر نرم دل آبادیوں میں مکاری اور دھوکا وہی سے وہی کام نکل آتا ہے۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ لیکن تھا حسب حال۔ اب قصہ آگے یوں چلتا ہے۔

"شاہ صاحب نے ان کی بیعت لی اور حسب ذیل تعلیم دی۔ خدا کو ایک مانو اُس کے رسول محمد پر ایمان لاؤ۔ علی کو کرشن کا اوتار سمجھو۔ اور امام شاہ کو نائب علی یقین کرو۔ اپنے عقائد کو چھپاؤ اور گپتی رہو۔ لباس ہندوانہ رکھو۔ رسم و رواج قدیم پر قایم رہو گوشت مت کھاؤ۔ نام مت بدلو۔ پانچ وقت کی نماز تمکو ضرور نہیں صرف یہ چاہیے کہ اُن وقتوں لاالہ الا اللہ الحمدللہ اللہ اکبر قل ہو اللہ کا وظیفہ چپکے چپکے پڑھ لیا کرو۔ وضو نہ کرو ورنہ تم پر شبہہ کیا جائیگا۔ اسکے بدلے غسل کیا کرو۔ روزے رمضان میں نہ رکھو لوگ شک کریں گے۔ رجب کے مہینہ میں یہ فرض ادا کیا کرو۔ زکوٰۃ تم پر یہ ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ پیر گرو امام شاہ کو دیا کرو۔ چنانچہ ان سب احکام کی تعمیل کیگئی۔ اور گپتی لوگوں کی تعداد بڑھنے لگی اُسوقت امام شاہ نے ایک کتاب لکھی جسکا نام ست ونتے ہے یعنی سچا کلام یا کلام الحق۔ یہ گجراتی زبان میں مثنوی مولانا روم کی طرز پر ہے جس کے شروع میں ہے ؎

پہلا سرجن ہارو دکھانو
اُسکو چیت کچھہ شک نہ آنو

یعنی اول خالقِ کائنات کی حمد کرو۔ اور اُسکی عبادت و یاد میں شک و شبہہ نہ لاؤ۔ امام شاہ کے نائب ہندوانہ لباس میں ست دینی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

بھجن گاتے پھرتے ہیں اور لوگوں کو علیؑ کے پنتھ میں داخل کرتے ہیں۔ اُنہوں نے جگہ جگہ
.... علیؑ کے مندر بنائے جہاں گپتی لوگ جمع ہو کر دعائیں کرتے اور بھجن سنتے
ہیں۔ گپتی لوگوں میں جب کوئی مر جاتا ہے۔ تو وہ جلایا جاتا ہے۔ مگر

اوس کی ایک اونگلی یا عضو کاٹ کر پیر کے زیر سایہ دفن کرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۷۳)

شمسی مت

آغاخان کو معتقدوں کی ایک جماعت کثیر ہندوؤں کا پردہ اپنے اوپر رکھتی ہے۔ یہ آغاخانی ہندو شمسی کہلاتے ہیں۔ یہ گروہ پیر شمس الدین کی طرف منسوب ہے۔ گجرانوالہ۔ راولپنڈی ملتان۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ڈیرہ غازیخاں اور بعض دوسرے اضلاع میں شمسیوں کی تعداد بہت ہے۔ یہ سنار۔ اور جھیور۔ قوم کے لوگ زیادہ تر ہیں۔ ان کی مذہبی کتاب کے مجموعہ کا نام اتھروید ہے۔ یہ لوگ آغاخان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں۔ اور ہشل اوتار کے ان کا ادب واحترام کرتے ہیں شمسی ہندوؤں کا فرقہ اپنے اور دیگر ہندو بھائیوں سے بالکل علیحدہ ہے ان لوگوں کے نام ہندوؤں کے سے ہیں اور ان کے گوتر۔ اور ذات کے نام بھی ویسے ہی ہیں مگر طرز معاشرت میں کسیقدر تبدیلی ہوگئی ہے۔ یہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ شادی کا نام نکاح ہے جس کو اُن کا خاص پروہت انجام دیتا ہے۔ یہ لوگ ذبیحہ کے علاوہ اور کسی قسم کا گوشت نہیں کھاتے اور منشی اشیا سے بالکل محترز ہیں۔ مرید ہونے کے وقت چھینٹے کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں اُن کا پیر منہ پر پانی چھڑکتا ہے اور اسمیں کچھہ مرید کو نذرانہ دینا پڑتا ہے۔ جس کی تعداد شاید پانچ روپیہ تک ہے۔ اسکے علاوہ اور کئی مراسم ہیں جس میں کچھہ نہ کچھہ مرید کو چڑھانا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پڑتا ہے۔ سب سے بڑی رسم وڈی ریت ہے جس میں پچہتر ڈرو پے دیئے جاتے ہیں۔ عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اور رات کو سندھیا کرتے ہیں (ہندوؤں کی تریکال سندھیا۔ مولف) یہ لوگ جب اپنے مرشد سے ملاقات کرتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ضرور نذرانہ دیتے ہیں۔ جن مقامات میں شمسی ہندو آباد ہیں وہاں ایک جماعت خانہ ہوتا ہے جہاں تمام مرید اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ جمع کر دیتے ہیں، اور مکھیا اور کامری جو جو اس کے محافظ ہوتے ہیں اس رقم کو براہ راست اپنے مرشد کے پاس روانہ کر دیتے ہیں۔ اسمیں میت کی خیراتی اشیاء بھی مجتمع رہتی ہیں اور نیلام کے بعد ان کی قیمت روانہ کیجاتی ہے۔ وجہ تسمیہ شمسی کی یہ ہے کہ پیر شمس الدین تبریزی کے مرید میں جو اسمٰعیلی امامی تھے (صفحہ ۱۳۱)

پرگھٹی بننے کا وقت

"آخر گپتوں کو بھی کھلم کھلا اسلام کی طرف کھینچا گیا۔ اور اُن میں سے سب علانیہ مسلمان ہونے لگے۔ جو گپتی ظاہر مسلمان ہوتا تو اس کا جنیو پیر کو دیا جاتا (گویا گپتی برابر جنیو پہنتے۔ مولف) اور یہ اُس کو پرگھٹی (ظاہر) اور مومن یا شیخ کا خطاب دیتا تھا۔ آجکل پیر کی درگاہ میں ظاہری مسلمان ہونیوالوں کے جنیوؤں کا ایک بہت بڑا انبار لگا ہوا ہے۔ جو یادگار کے طور پر بحفاظت رکھا جاتا ہے۔ گپتیوں میں اسوقت پانچ چھ لاکھ ہندو شریک ہیں۔ جن میں برہمن۔ چھتری۔ مرہٹہ۔ بنیا۔ ستراوت۔ کنبی چمار بھنگی سب ہی قومیں ہیں اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب پرگھٹی ہیں جو علانیہ مسلمان ہو گئے ہیں اور علی کے نام پر فدا ہیں۔ (صفحہ ۲)

فاطمی دعوت اسلام کے صفحہ ۱۹۵ پر حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں۔

میرے سوال کے جواب میں کہ کسطرح آغا خانی ایک دوسرے کو پہچان سکتے ہیں کہ ایک آدمی یا علی مدد کہتا ہے اور دوسرا مولا علی مدد کہکر جواب دیتا ہے اِس سے شناخت ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں اسمٰعیلی خوجوں کی تعداد بے شمار ہے۔۔۔۔ اِس کے علاوہ ایک گپتی فرقہ ہے جن کو فی الحال ہدایت کی جاتی ہے۔" پھر صفحہ ۲۰۰ پر لکھا ہے " جدید تحقیقات کے بموجب آغا خانی گپتیوں کی تعداد ہندوستان میں دس لاکھ سے زیادہ ہے اور پرگھٹی اس سے کچھ کم ہیں۔" پھر صفحہ ۲۰۱ پر " چند سال ہوئے آریہ سماج نے اِن کو پھر ہندو بنانے کی کوشش کی۔ تو سر آغا خاں نے اپنے پنجابی داعیوں کو حکم دیدیا کہ ان لوگوں کے نام اسلامی رکھدئے جائیں۔ اور اُن کو پورا مسلمان کریا جائے اور جو شخص اس میں تامل کرے اوسکو جماعت میں نہ رکھا جاوے۔ اس حکم کو حاصل ہوتے ہی اُن تمام ہندوؤں نے اپنے نام مسلمانوں کی طرح رکھ لیئے اور مسلمان ہو گئے۔ اور اخبارات میں اس کا اعلان کردیا آریہ سماج کی کوشش بالکل بیکار رہ گئی۔" یہ حسن نظامی صاحب کا حسن ظن ہے، لیکن اصل بات یہ ہے کہ جہاں پنجاب میں بہت سے شمسی آغا خانی خفیہ جہاد کے شکار ہونے سے بچ گیئے۔ وہاں خاص گجرات میں (جہاں آغا خانیوں کا گڑھ ہے) اسوقت بھی ہزاروں گمراہ ہندو سر آغا خاں کے بچھائے ہوئے جال سے نکل رہے ہیں پنجاب میں مہاشئے پربھودیال جی زرگر ملتان اور مہاشئے رادھا کشن جی پشاوری آغا خانی مت کی اصلیت کے طشت از بام کرنے میں اپنی تصانیف کے ذریعہ بڑا بھاری کام کیا اور اب پھر موقعہ ہے کہ بغیر اخباروں میں شور مچائے ہوئے آریہ ویدک دھرم کے پرچارک اِس خفیہ جہاد کی اصلیت کا پردہ فاش کرتے ہوئے آریہ ستان کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسکا شکار ہونے سے بچالیں۔

آغاخانی عقائد اُن کے چیلوں کی زبانی

مولانا سلیم وارثی اپنی کتاب اظہار حقیقت ۱۹۲۱ میں بہت سے معاملات کو صاف کرنے کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ اُن کا کسی قدر اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ صوبہ گجرات کے ہندوؤں میں توہم پرستی کا زیادہ زور ہے اُسکے اندر اندھا دھند شوائش پھیلانے والے سر آغا خاں بزرگ اور وہ ذات شریف خود ہوئے ہیں۔

(۱) " حاصل کلام کہ صوفیہ اور نزاری ایک ڈگر در راستہ پر جارہے ہیں ان میں اُن میں بال برابر فرق نہیں۔ صوفیہ کوشش الیقین ومرات ذات حقیقت واحدہ میں دیکھتے ہیں۔ وعالم انسانی سے عالم رحمانی حاصل کرتے ہیں۔ اس مقیاس جسم کا نام مرشد رکھتے ہیں۔ نزاری بھی تو اذن میں مرات اور حقیقت میں جسم مثالی کے پیرو ہیں در صورت مخصوصہ کو امام کہتے ہیں (صفحہ ۲۵) نقصہ مختصر یہ کہ صوفیہ خواہ کچھ ہی ہوں مگر نزاری یعنی آغاخانی مردم پرست ہیں اور اسلئے انکا مت وحدانیت سے کوسوں دُور ہے۔

(۲) نزاری جزا۔ سزا، جنت، دوزخ، حور وغلمان، حوض کوثر سب کے قائل ہیں۔ مگر مضحکہ خیز اُن تعینات کے جو کلیلہ دمنہ کی طرح مُلّا لوگ ممبروں پر بیان کرتے ہیں قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ سب تعینات مثالی ہیں۔ جو رب العزت نے بیان فرمائے ہیں۔ جسمیں قسم قسم کے آرام ہوں گے۔ جنت میں اللہ تعالےٰ نے جو وعدے کئے ہیں سب سچے۔ مگر ہم کو معلوم نہیں کہ ہماری ہستی وہاں کیا ہوگی۔ اور وہ اشیاء جنکا وعدہ کیا گیا کیا کیا ہونگی۔ بہرحال

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دنیا میں جو نعمتیں خدائے بزرگ و برتر نے باوجود ہماری سیہ کاری کے ہم کو دے رکھی ہیں اُن سے لاکھوں حصہ عمدہ اور بہترین انعام کی شکل میں ہوں گے ..... یہ تو نزاریوں کی جنت ہے۔

اب دوسرا فوٹو جنت کا جو دنیا میں کھینچا ہوا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ لمبے لمبے کھجوروں کے درخت سیب و انار قطار در قطار۔ کچھ ریحان کی کیاریاں۔ کچھ سبزہ زار۔ ایک دودھ کا لبالب حوض۔ ایک شہد کا دریا ناپید اکنار۔ اس میں بکریوں بھیڑوں کا گلہ۔ اونٹ دنبے بے شمار۔ کوثر پر ہر شخص مست و پرخمار۔ یہ سپیاری باغ نزاریوں کو پسند نہیں ہے۔ وہ شراب پاک وہ الوان رومی۔ وہ معیشت دائمی وہ دیدار محبوب کردگار نہ معلوم کیا ہے اور کیونکر ہے۔ اسکا یقین بلا دیکھے کون کہہ سکتا ہے"
(صفحہ جات ۴۹ و ۵۰)

لیکن اُس بہشت کا دکھانیوالا کون ہے؟ آگے چلکر ذکر آئیگا کہ اُسکا دکھانیوالا سر آغا خان ہے، اور اسی لیئے تن من دھن سب اُسپر ارپن کرنا چاہیئے۔ اصل میں دیکھیں تو جیسا پرگھٹی مسلمانوں یعنی سُنیوں کا بہشت محض خیالی ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے۔ ؎

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اُسی طرح گپتی مسلمانوں یعنی آغاخانیوں کا بہشت محض دہو کا واستعارہ ہے جو امام کے لیئے مریدوں کے پھانسنے کے کام میں آتا ہے۔ وگرنہ شاعر کا یہ کہنا ٹھیک ہے۔ کہ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را باکسے کارے نباشد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پس رشی دیانند نے جو سورگ کے ارتھ سکھ و شیش اور نرک کے ارتھ دکھ وشیش کیئے ہیں وہی ٹھیک ہیں۔

(۳) اسمٰعیلی نزاریوں کے مختصر عقائید بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"خدا کی اطاعت اس امید پر کرنا کہ وہ خوش ہو جاوے۔ اس لیئے کہ ہم اوس کی رضا جوئی کے لیئے آئے ہیں۔ خدا کے انعامات اُس کی اطاعت کا نتیجہ ہیں۔ طلب انعام حرام ہے۔ (یہ ایسا خیال، پیر امام الدین نے شاید بھگوت گیتا سے لیا تھا مولف) انسان خدا کی معرفت کے لیئے پیدا ہوا ہے، دین اسلام قدیم ہے۔ (اگر اسلام کے معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالےٰ کی رضا جوئی کے آگے سر جھکانا تب تو اسلام کا مخرج وید مقدس ہی اور اس پر صوفی اکبر کا وہ شعر صادق آتا ہے جہاں اُسنے کہا ہے۔ ؎

من ز قرآن مغز را بر داشتیم
استخواں پیش سگاں انداختیم

لیکن یہاں تو آگے چلکر گل ہی اور کھلتا ہے مولف) نہ معلوم کتنے آدم آج تک پیدا ہوئے اور ہر آدم کے لیئے یہی دین تھا (اس کا راز آگے کھلتا ہے مولف) آدمؑ کو خدا نے اپنا نائب اپنا خلیفہ اپنا امام اپنے نور سے مزین کر کے بھیجا۔ آدمؑ کا نور سب کائنات کے لیئے مشعل ہے۔ جو امین اور امام بن کر آتا ہے۔ خدا ایک ہے، وحدہٗ لاشریک ہے، بے مثل ہے، خدا کے سب رسول سچے پاک معصوم ہیں۔ (ملاحظہ ہو کہ امام تو اُس نور سے مزین ہے جو آدم کا حصہ ہوا اور گویا وہ امام خود آدم ہے۔ لیکن رسول محض پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ خدا کے نور کا حصہ نہیں ہوتے۔ مولف) رسول مقبول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی خاتم الانبیا ہیں۔ نبی بضرورت آتا ہے۔ امام

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہمیشہ رہتا ہے۔ امام دنیا کا آفتاب ہے۔ جب وہ ہوگا دنیا ہوگی۔ وہ ظاہر ہے
اسلیئے عالم ظاہر ہے۔ امامت منتقل آدمؑ سے ہوئی (گویا آدمؑ کی نا فرمانی اور
اُس کے باغ عدن سے گرنے وغیرہ کا قصہ محض فسانہ ہے مولف) اور بلا واسطہ
غیر جناب مولا علی علیہ السلام کو ملی۔ ائمہ سب معصوم ہیں۔ امامت جناب مولا علی
سے منتقل ہوتے ہوتے آج تک موجود ہے۔ اور دنیائے اسلام کے امام حضور
نامدار امام الزمان سید سلطان محمد شاہ المعروف بہ آغا خان صاحب ہیں (صفحہ جات
۵۹ و ۶۰)

اوپر کے اقتباس کو غور سے پڑھنا چاہیے۔ رسول یا نبی بضرورت آتا ہے۔
چنانچہ جب خدا کے احکام دنیا کو سمجھانے کی ضرورت ہوئی تو محمدؐ صاحب تشریف
لائے۔ لیکن خدا کا نور امام ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ سر آغا خاں کی امامت
کا شجرۂ نسب وشنو بھگوان کے ساتھ ملا ہوا کتاب گنان سے پہلے دیا جا چکا ہے
اُسے پھر غور سے پڑھنا چاہیئے۔

(۴) امام کا حکم ہر ایمان دار مرد و عورت پر لازم الاطاعت ہے۔ بندوں کو مرضی
الٰہی پر زندہ رہنا کامیابی کا ذریعہ ہے اور مرضی الٰہی کے لیئے اُن کے پاس کوئی وقت
نہیں۔ قرآن شریف میں یا اہل کتاب انبیاء مرسلین کے احکامات ٹوٹ پھوٹ
کر وسیع حجت کے ساتھ آگئے ہیں۔ جسکو نبی مرسل صلعم نے ہم تک پہونچایا۔ جو کچھ
اصل کتاب میں نہیں مگر اُس کے استفہام میں اہل دنیا نے اسقدر تصادم مچا دیا
ہے جہاں عقل کچھ کام نہیں کرتی۔ ہمیں ضرورت ہے کہ اُسکا سمجھانے والا ایسا
شخص ہو جو غلطی سے پاک ہوتا۔ اور جس کی کتاب اوسکی مرضی کے مطابق
سمجھا سکتا۔ وہ عقل جو دنیا میں واقعی عقلمندی کی عقل کہلاتی ہے
علم دین اور قرآن پاک کے لیئے ہم مفید نہیں سمجھتے۔ اس لیئے کہ عقل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اچھی ہو اور اچھے آدمی کی ہو۔ اُس میں خطا ممکن ہے۔ جہاں خطا ممکن ہو ہمیں تسکین ہونا محال ہے۔ معصوم صرف امام ہے۔ (یہاں رسول کی معصومیت بھی اُڑ گئی۔ مولف) اور ہم امام سے تمام ضروریات کو حل کرتے ہیں۔ امام کا حکم ہمارے لئے خدا کا حکم ہے۔ اور ہر ایمان دار مومن پر فرض ہے۔ خواہ وہ عورت ہو یا مرد کہ کسی بلا دلیل کے امام کا حکم قبول کرتے۔ ذات امام واجب الوجود ہے۔ ...... کسی وقت خدا سے جدا نہیں ہوتا (گھوڑ دوڑ میں حصہ لیتے اُس کے متعلق مقدمات ہارتے اور صدہا بیماریوں کے شکار ہوتے ہوئے بھی۔ سر آغا خاں خدا سے جدا نہیں رہتے۔ مولف) ...... جب امام خدا کے سامنے اور خدا امام کے سامنے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ پھر کلام نہ ہونا کون سی عقل ہے۔ جو موسیٰ کو کبھی نصیب ہو وہ اگر زید کو ہر وقت ہر آن ہر ادا میں نصیب ہو وہ متکلم کیوں نہ ہو گا (صفحہ جات ۶۱ و ۶۲ و ۶۳)

اس کا بھی فیصلہ گپتی اور پرگھٹی مسلمان آپس میں کرلیں کہ آیا آغا خاں کے نہ رہنے سے دنیا قایم رہیگی یا نہیں اور آیا پھر آغا خاں کے بعد سلسلہ امامت کس کے حصہ میں آئیگا۔

(۵) امام کے لئے علم غیب کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ "جب امام آئینہ تجلا ہے اور علم الٰہی بھی باعتبار صفات کے تجلا میں شامل ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ امام کو علم غیب نہ ہو۔ یا جس میں صفات کوئی تنزلی رنگ ہو۔ اُسکو امام مانا جائے نقص عنوبیت نقص کمال ہر اور نقص خطا خطا میں دم مارنے والی ناممکن اور محالات عقلی میں سے ہے۔ (صفحہ جات ۶۳ و ۶۴)

ہز ہائنس سر آغا خاں کی سوانح عمری پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کتنی جگہوں میں اُن ہونے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ٹھوکریں کھائیں۔

(۶) قرآن کے معانی پر جھگڑنے والے فرقوں کے لیئے متھرا کے بنئے کی مثال دیکر تبلایا ہے کہ ایمان بڑی چیز ہے تعلیم کچھہ نہیں۔ جب اہل ہنود کی کتابیں ہی اسلام کے نور سے منور ہیں تو کچھہ غلطیاں پیدا ہوگئی ہونگی۔ جو اسلام کی روشنی نکال دیگی۔ اسمٰعیلیون کا اجتہاد اسمیں فیضان امام سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ وہ اہل ہنود کے تعینات میں اسلام ثابت کرتے ہوئے۔ حنات کا کھوج لگاتے ہیں۔ اور ملتِ اسلام کو اہل ہنود کے قواعد کے ساتھہ ملا کر یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ اسلام و ملّت ہنود میں صرف تعصب کی غلطیاں واقع ہیں ورنہ تعلیم میں ذرا بھی فرق نہیں......... اس سے دو نفع مرتب ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تبلیغ اسلام کا کام نفع بخش و تسکین دہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل ہنود کے مذہب میں جو خوبیاں ہیں وہ سب سمٹ کر اسلام میں آجاتی ہیں اور ظلمت کفر اسلام سے بدل جاتی ہے۔ اور توحید اور معرفت میں اضافہ ہوجاتا ہے

(صفحہ جات ۸۸ و ۸۹)

(۷) مسلمانی فروعات کی نسبت ایک تحریر کا مطالعہ ہی کافی ہوگا۔ "عبادت خدا کی اطاعت ہے۔ نتیجہ عبادت بہبودی حنات اور فائدہ ہے۔ پانچ وقت کی نماز مہینہ بھر کا روزہ۔ صفا مروا کی دوڑ۔ حجر اسود کی چوما چاٹی اور واپسی پر بے ایمانی۔ سود خواری، فریب، مکر و دغا بازی، کیا یہ سب بت پرستی نہیں خدا کے ہر حکم پر نفی، ناچ گانا، مست خرابات رہنا، حسینوں کے میلے کپڑوں پر سجدہ کرنا۔ سر بازار ایمان بیچنا۔ بت پرستی ہے یا نہیں۔ جب یہاں باوجود اسقدر احتیاط کے بت پرستی ہوتی ہے تو جہاں بت پرستی کے لیئے تشدد تک روا نہ رکھا گیا تھا۔ اگر بت پرستی ہے تو تعجب کیا ہے غضب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خدا کا ناچ کے جلسے میں نہیں (اور باوشوں میں نہیں) کبھی جوتا چوری ہوتے نہ دیکھو گے - مسجد میں بچتا ہی نہیں پھر کیا وہ جوتے بے نمازی چرانے آتا ہے وہ تو عبادت کے خوف سے مسجد کی چوکھٹ پر کبھی صرف بھولی میں ہی آتا ہے - اسلیئے کہ یہاں پر مسجد میں پاخانہ ہی موجود ہے - ورنہ اسکا کیا کام ..... مسئلہ توحید میں ہندو مسلمان ایک شاہراہ پر چلتے ہیں اور اس راستہ پر چلنے والے مُلّا اور پنڈت سے کٹی کر لیتے ہیں ...... جناب دارا شکوہ نے بہت کوشش کی تھی کہ کہ ان اصولوں کو جمع کیا جائے - تاکہ یہ ہندو مسلمانوں کی تُو تُو میں میں بھی دور ہو کر صرف تو ہی تو باقی رہ جائے - مگر خدا کو کب ایسا منظور تھا جواب ہوتا - اور وہ سب محنت جہریوں سے قتل کردی گئی - بزرگان دین میں سے اکثر نے اس بات کا اعتراف کیا ہے - کہ ہنود میں انبیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں ..... چنانچہ شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی - جناب سیدنا مولانا حاج الحرم سید وارث علی شاہ صاحب وغیرہ کے اقوال سے کرشن کا نبی ہونا ثابت ہے " (صفحہ جات ۸۴ و ۸۶۹)

(۸) اوپر کا سارا بکھیڑا کیوں اُٹھایا گیا - ؟ ہندوؤں کو آغا خانی جال میں پھانسنے کے لیئے - ملاحظہ ہوں - ذیل کے اقتباس " اہل ہنود کے یہاں امام یا نبی دونوں کی آمد اسی طرح ہوئی ہے - جیسے ہم مسلمانوں میں ہوئی ہے ..... ہندوؤں میں اس زمانے کے رسول اور امام کے آنے کی ہی خبر ہے (وید شاستروں اور پورانوں تک میں تو پتہ نہیں ہاں پیر صدرالدین کے گنان میں ضرور ذکر ہے - کہ ڈیٹ کلنگا کو مع کروڑوں فوج کے امام سر آغا خاں مار گرائیں گے - ہم سب بھی اُس وقت کے منتظر ہیں - مولف) مگر افسوس کہ اُنہوں نے غور نہیں کیا - وہ (ہندو) غور نہیں کرتے ورنہ امام، وہ امام جس کو اوتار کہتے ہیں - آچکا اور موجود ہے - جس کی ترتیب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یوں ہوئی۔
پہلا اظہار اُن کے یہاں وشنو کا اظہار ہے۔ دوسرا اظہار حضرت علی کا نور رام کہلایا (علی کو ہوئے تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا اور رام کو ہوئے لاکھوں برس گذر گئے۔ مولف) حضرت محمد کا نور دردویاس بنکر آیا۔ (یہ درد ویاس شاید وید ویاس کا بگاڑ ہے۔ مولف۔ پیغمبری بہ اعتبار حکم الہی ختم ہو چکی۔ صرف امامت باقی ہے...... پھر امام نزار کی طرف اور حضرت نزار سے مسلسل چند اور اماموں کی طرف منتقل ہوتی ہوئی آج سیدنا مولانا سیدنا سلطان محمد شاہ صاحب المعروف بہ آغا خان سلمہ اللہ تعالےٰ موجود۔ جس نے امام وقت کو چھوڑا اُس نے خدا کو چھوڑا۔ جس نے امام وقت کو مانا اُس نے خدا کو پایا" صفحہ جات ۸۷ و ۸۸)

(۹) سر آغا خاں کے ہندوؤں کی بت پرستی کو برقرار رکھکر اُنہیں دام میں پھنسانے کی بابت غور کرتے ہوئے لکھا ہے "پہلے (مسلمان) اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ پیتل چاندی۔ سونے کے ٹکڑوں کا پنجہ بناکر زری اور مخمل کے کپڑے پہنانے سے بھی کیا ایک آلِ رسول کی پرستش کم مایہ ہے۔ بنی کا کاغذ کا تعزیہ کیا نور امام سے کم وقعت نہیں رکھتا ہے۔ زید۔ عمر۔ بکر کے قبروں کی مٹی اور آدمیوں کے پیروں کی دھول اور غسل سے بھی تو شرک بر بنا ہے۔ اپنے ہاتھوں صندل گھسنا اور پھر آپ ہی شیطانی باجوں کے ساتھ بجانا اور اُسکو پوجنا پجوانا بھی کچھ اہمیت رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر عوام کا وہ فعل قابل گرفت نہیں تو آغا خانیوں کا یہ قصور بھی قابل چشم پوشی ہے۔ اگر وہ انجام افعال گردن زدنی ہیں تو آپ اسکی بھی اصلاح کیجئے۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش...... " (صفحہ ۹۵) میں تو یہ کہتا ہوں کہ کیوں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ لعنت بر ہر دو کے مسئلہ پر عمل کرکے اور دونوں بت پرستیوں کو خیر باد کہکر ایک ہی ادوتیہ سروآدھار پرتما کی پرستش میں سب کو لگایا جاوے، اور پیر پیغمبر، اولیا، اوتار وغیرہ کو حسب ہدایت گرو گووند سنگھ جی کو دور سے ہی سلام کیا جائے، چنانچہ گرو صاحب وچیتر ناٹک میں فرماتے ہیں۔

چوپائی

جے جے بھئے پہل رام اوتارا　　آپ آپ تن جاپ اُچارا
پربھو دیشی کو دُ نہ بدارا　　دہرم کرن کو راہ نہ ڈارا
جے جے غوث انبیاء بھئے　　میں میں کرت جگت تے گئے
مہاپرکہہ کا ہو نہ پچھانا　　کرم دہرم کو کچھو نہ جانا
اورں کی آشا کچھو ناہیں　　ایک ہی آس دہر د من ماہی

پس اوتار، غوث، انبیاء، امام وغیرہ سب کی طرف سے منہ موڑ کر ایک ہی، لاثانی، روشنی کل، علم کل کی طرف سارے جہان کو رجوع کرنا ایشور کے بھگتوں کا کرتویہ (فرض) ہے

(۱۰) امام وقت اور مقدمہ بازی کی سرخی سے سر آغا خان کے ایک خلاف قرآن عمل کو درست ثابت کرنے کی کوشش کیگئی ہے، پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حاجی بیوی بیوہ آغا خاں مسعود شاہ (ہم زلف سر آغا خاں) نے آغا سلطان محمد شاہ پر بمبئی کی عدالت عالیہ میں بحیثیت دختر آغا جنگی شاہ سنہ ۱۹۰۸ء میں دعوے دائر کیا تھا کہ مشترکہ خاندانی جائداد کی جو ہندوستان و ایشیائے کوچک میں ہے اور جسکی مالیت دو کروڑ روپیہ کی ہے حصہ دار کر مدعا علیہ کا جواب تھا کہ اُسکے امام ہونے کے باعث یہ جائداد تقسیم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہو سکتی اور نہ شرع محمدی اُس پر حاوی ہو سکتی ہے۔ اس کا چرچا مسلمانوں میں ہوا اور سر آغا خان کا یہ بیان کفر سمجھا گیا۔ اس کی بابت ہمارے آغا خانی مصنف لکھتے ہیں کہ:-

میں نے اکثر بد باطنوں سے سنا ہے کہ جس زمانہ میں جناب سیدنا نامدار سے نا عاقبت اندیشانہ مقدمہ بازی ہوئی تھی۔ عدالت میں کسی موقع پر سردار نامدار نے قرآن پاک کی تقسیم کے موافق مسئلہ تقسیم میں انکار فرمایا تھا۔ مسلمانان عالم اس مسئلہ میں بے انتہا چراغ پا ہیں۔ یہ غلطی اُن کی ذاتی غلطی تھی۔ سرکار نامدار (مراد از آغا خاں) کی غلطی ہرگز نہیں ہے۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ امام کے معاملات میں چہ میگوئیاں کرنا ہی شان اسلام کے خلاف ہے۔ اسلئے کہ امام تکلیفات شرعیہ کا عامل نہیں ہے اُسکو براہ راست خداوند جل وعلیٰ سے تعلق ہے (جب رسول خدا اُس کا بھیجا ہوا تھا۔ تو پھر رسول کے کلام کی پیروی اسکا فرض کیسے رہا؟ مولف)..... یہ تو اعتراض ہی بد باطنی کی دلیل ہے۔ چونکہ امام کی حقیقت بھی مثل عوام کے دل میں قائم کرلی گئی ہے (شاید ہندوؤں میں یہ مسئلہ کہ اگر گرو کامی ہو تو کرشن اور اگر لالچی ہو تو بامسن پیر صدرالدین نے بھی رائج کیا ہو۔ مولف).......... خدا کے بندو سرکار نامدار نے یہ کب کہا کہ یہ مسئلہ قرآن مجید میں غلط لکھا ہے یا اُسکو ماننا نہیں چاہیے یا میں اس مسئلہ کو منسوخ کرتا ہوں۔ ان کا فرمانا تو یہ تھا کہ قرآن مجید میں یہ مسئلہ ہے کافہ انام کو اس پر کاربند ہونا چاہیے۔ مگر میں اس مسئلہ کو اپنے اوپر جاری نہیں کر سکتا۔ (سمجھ کو نہیں دوس گسائیں مولف) اس لیئے کہ مصلحت اس امر کی مقتضی نہیں ہے کہ میں تقسیم عین میں کسیقدر فرق کروں یہ جو کچھ اساس و تعین ہے زیبندہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شانِ امامت نہیں اور امامت مجھے مستقیم ہوئی ہے نہ کہ امامت منقسم بامراللہ نہیں ہوئی ہے (گویا ہاتھ میں آئے دو کروڑ میں سے ایک حبہ دینا بھی گوارا نہیں۔ مولف) اس سے آگے اپنے امام کی عیب پوشی کے لیئے اُن کے رسول محمد صاحب کی بھی خبر لو ڈالی۔ سلیم وارثی صاحب لکھتے ہیں۔

"رسول مقبول صلعم کی تاریخ لکھنے والا ایک انگریز جب صفات کا نور دیکھتا ہے تو بیساختہ تعریف پر اُتر آتا ہے اور یہاں تک مداح ہوتا ہے کہ وہ مجبور ہو کر لکھتا ہے کہ دنیا میں ایسا مدبّر، ایسا عازم، ایسا صالح، ایسا راستگو، ایسا صحیح الارادہ، ایسا صاحب عقل، اتنا مرد کامل شخص آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا۔ مگر جناب محمد رسول اللہ صلعم نے شادیاں بہت سی کیں یہ اچھا نہ کیا۔ اندھے سے کوئی یہ پوچھے ذرا سے مسئلہ میں تو نے خبث باطنی کیوں اختیار کیا! بیوقوف! عقل تو یہ چاہتی ہے کہ وہ مصلحت ربانی ہوگی۔ عقل کا جواب یہ ہے کہ مرد کا کمال یہ ہے۔ وہ ہر صفت میں مرد کامل ہو (یعنی بہت سی عورتوں کی خواہش پورا کرنے میں بھی کامل ہو۔ مولف) .... دوسرا اعتراض کیوں نہی منہ سے کہے ہوئے بیٹے کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ اُس بیوی لیلی۔ یہ اعتراض تو اُس بیٹے کو کرنا چاہیئے تھا۔ جو قیامت تک اسپر فخر کرتا رہیگا۔ کہ میری بیوی میرے آقا کی حضوری میں داخل ہوئی۔ تو کون ہے جو اعتراض کر رہا ہے ..... میں کیا کہوں اُس مسلمان کو جو ذاتِ امام کو اس قدر تنگ ظرفی کے ساتھ ملزم قرار دیتا ہو۔ جب تنگ خیالی سے ایک کافر بھی نبی کی جانب سوءِ ظن رکھتا ہے ...... (مطلب صاف ہے اگر ہمارے امام کو الزام لگاتے ہو۔ تو تمہارا نبی بھی الزام سے بری نہیں ٹھیک ہے اگر نبی کو کرشن سمجھو تو امام میں اوتار سمجھ لو۔ مولف) ...... شاید اس کا جواب مجھے یوں ملے گا۔ کہ ہم امام مانتے ہیں کتب

اگر آپ امام نہیں مانتے تو اعتراض کس پر کرتے ہیں ایک شخص عام پر آپ کو اعتراض کا حق ہی کیا ہے (بہت خوب! اگر اعتراض کرنا ہے تو پہلے امام مان لو، اور جب امام مان لیا تو اعتراض قایم ہی نہ رہ سکیگا - اعتراض کرتے ہی کافر ہو جاوگے کیوں کہ

ع ہر کہ شک آرد کافر گردد" مولف) (صفحہ ۹۶ و ۹۷ و ۹۸)

آغاخانی عقیدوں کا نچوڑ

"حضوری پیغمبر تو نصیب - پیغمبر..... نے اولوالامر کی طرف اشارہ کیا اور اولوالامر وہ ہی ہو سکتا ہے - جو مثل ہمارے غافل نہ ہو - صوفیہ کا قول ہے کہ جس کا پیر نہیں اُسکا پیر شیطان ہے - (اور اسمیں کیا دلیل ہے کہ جس کو جاہل پیر مان لیتے ہیں - وہ شیطان نہیں مولف) یہ اولوالامر وہی شخص ہے - جس کو امام وقت - امام ظاہر اور امام صبیں کہتے ہیں - یہ وہ ذات ہے جسکی خطا امکان میں ہی نہیں .... میں دوبارہ پھر یاد دلاتا ہوں کہ گردن نہادن اطاعت کردن کے معنی میں ہے گردن نہادن سجدہ کردن کے معنی میں نہیں ہے - لہذا امام کا حاصل کرنا تمام عبادتوں پر افضل ہے - اور جس نے امام وقت کو نہیں پایا وہ اسلامی عبادات کرنیکا سزاوار نہیں ہے (صفحہ جات ۱۳۲ و ۱۳۳)

فصل سوم

عیسائیوں میں خفیہ جہاد

محمدی مذہب کے اندر علانیہ اور خفیہ دونوں طرح کے جہاد کا کسی قدر مفصل بیان آچکا ہے قبل اس کے کہ اُس کے اظہار کی علّتِ غائی بیان کی جاوے ضروری ہے کہ باقیماندہ سیمٹیک مذاہب کے اندر علانیہ و خفیہ جہاد کی جستجو کیجاوے۔

سیمٹک مذاہب کا آغاز "یہودی مت" کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہودیوں میں علانیہ جہاد کی لاتعداد ہدایتیں پائی جاتی ہیں۔ ان کا خداوند یہوداہ دشمنوں سے بدلا لینے کے لئے سورج کو گھنٹوں تک ایستادہ کرتا ہے تاکہ یہودی فوج خدا کے دشمنوں کے خون سے زمین کو سرخا سرخ کردے۔ لیکن یہودی مذہب تو اسوقت دنیا میں تتر بتر ہو کر اپنا سر چھپائے پھرتا ہے اور کسی طرح اپنے دن کاٹ رہا ہے۔ اُس میں نہ علانیہ اور نہ خفیہ کسی جہاد کی بھی طاقت نہیں ہے۔ اسوقت وہ جماعت بطور ایک مذہب کے صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہے اسلئے اُسکا اسجگہ ذکر ضروری نہیں بلکہ نامناسب بھی ہے۔ باقی رہا درمیانی دین عیسوی۔ سو اُس کا ذکر اسلئے ضروری ہے کہ محمدی مذہب سے پرانا ہوتے ہوئے بھی اُس نے عملی تعلیم زیادہ تر اس موخرالذکر مذہب سے لی ہے۔

حشاشین سے عیسائیوں کو پہلا سبق

حروب صلیبی کے دوران میں جب تیسری صلیبی لڑائی

(Crusade) کے وقت انگلستان کا رچرڈ شیر دل اور فرانس کا شاہ رفلپ ارض فلسطین میں پہونچے تو بغض اور حسد نے دونوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا تھا فلپ چند روز کے لیئے فرانس چلا گیا تھا اور اپنی جگہ اپنے بڑے سردار شہر طائر۔ مارکوئیس کنرڈ کو اپنا جانشین مقرر کر گیا۔ کنرڈ اپنے آقا فلپ کی مرضی کے مطابق رچرڈ کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل کو چند ہی روز گذرنے تھے کہ ایک دن کنرڈ شہر طائر کے بھرے بازار میں ایک باطنی فدائی کے خنجر کا نشانہ بنا۔ تمام مستند مورخین کے بیان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس کا قتل شاہ رچرڈ کی خفیہ سازش کا نتیجہ تھا۔ .... خود باطنی لوگ مقر تھے کہ ہمیں شاہ رچرڈ ہی نے اس کام پر معمور کیا تھا۔ ان فدائیوں کی خدمات اکثر صلیبی فوج کے سردار حاصل کیا کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ جو لوگ صلیب پر قسم کھا کر علیسی کی قبر کو مسلمانوں سے چھڑانے آتے تھے۔ وہ خود تو قسم کے باعث آپس میں لڑ نہیں سکتے تھے۔ مگر خفیہ سازش سے باطنی فدائیوں کو رشوت دیکر وہی مطلب حاصل کرنا گناہ نہیں سمجھتے تھے۔

کنرڈ کے مارے جانے کے دو سال بعد کاونٹ ساہنپین ارض فلسطین کے داعی الدعات سنان سفر کو گیا۔ اثناء راہ میں شہر مسیات میں پہنچکر وہاں کے داعی الدعات سنان کا خاص مہمان ہوا یہاں اس کو قلعہ کے دھس اور برج دکھائے گئے خاصکر ایک برج پر جو سب سے بڑا تھا اس کے ہر زینہ پر دو دو سپاہی ادب سے کھڑے ہوے تھے۔ انہیں دیکھکر باطنیوں کے حکمراں نے اپنے مسیحی مہمان سے کہا "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ایسے فرمانبردار سپاہی تمہیں نصیب نہیں" یہ کہتے ہی اسنے زینہ کی طرف اشارہ کیا اور اسی اشارہ کے ساتھ وہ دو سپاہی جو جو وہاں کھڑے تھے نیچے کود کر مر گئے۔ سنان بولا۔ انہیں پر کچھ منحصر نہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہے۔ یہ جتنے سپاہی سفید کپڑے پہنے کھڑے ہیں۔ اشارہ کروں تو سب اسی طرح گر کر جان دیدیں گے۔ عیسائی فرمانروا نے کہا "مجھپر کیا منحصر ہے شاید کسی تاجدار کو ایسی جاں باز رعایا نہ نصیب ہوگی" رخصت ہوتے وقت سنان نے کہا "اگر آپ کا کوئی دشمن ہو تو بتا دیجئے۔ میرے فدائی بہت جلد اس کا کام تمام کر دینگے"

خفیہ جہاد کا ورود عیسائی بہادر فرقوں میں

صلیبی جنگ کے دوران میں خاص بہادر فرقوں کا ظہور ہوا، مثلاً نائیٹس۔ ٹیمپلر۔ نائیٹس آف سینٹ جان۔ نائیٹس آف ہاسپٹیلر وغیرہ وغیرہ، جو مسیح کے مزار کو محمدیوں کے ہاتھ سے چھڑانے کا خاص مذہبی اقرار کر کے چلتے تھے۔ ان لوگوں نے جب خاص تنظیم سے کام کرنا شروع کیا تو ان لوگوں کے اندر اپنے فرقوں کو مضبوط کرنے اور اسکی ہیبت دوسروں پر طاری کرنے کے خیالات موجزن ہوئے ان کی طاقت بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ چھوٹی موٹی ریاستیں ان کے خوف سے کانپنے لگیں اور وقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ان سے مدد لینے کے لیے مجبور ہو گئیں ان مختلف بہادر فرقوں نے (Order of Kinght) نے حسن شاہین کی پوری شاگردی اختیار کی، صلیبی جنگ سے لوٹ کر انہوں نے بھی یورپ میں کہرام مچادیا۔ ان کا جہاد بھی خونخوار ہوتا تھا اور اس کے ہاتھوں تنگ آکر اکثر سلطنتوں نے ان کی بیخکنی کا تہیہ کر لیا۔

جب ان آڈرز آف نائیٹس کا خاتمہ سا ہو گیا تو عیسائیوں میں ایک اور فرقہ نے جنم لیا اُن کا ذکر یہاں پر بہت ضروری ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرقہ جیسوٹس کی کہانی

سنہ ۱۴۹۱ء میں نائٹ برٹرام مالک قلعہ لالولا (Loyola) کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام اگنیشیس رکھا گیا۔ وہ پہلے بانکا بہادر سپاہی خاتونوں کا پیارا تھا، لیکن ایک جنگ میں اُسکی بائیں ٹانگ پر چوٹ آئی اور وہ زندگی بھر کے لیۓ لنگڑا ہو گیا۔ تب دنیاوی خیالات کو تلانجلی دیکر وہ مذہب کی طرف رجوع ہوا۔ اور اُس نے گذشتہ پاپوں کا پرائشچت یعنی کفارہ شروع کر دیا۔ بال بڑھائے۔ موئے سے موٹے اور ردی سے ردی کپڑے پہن لیئے، کھانا مدتوں تک ایسا ترک کیا کہ کمزوری کے باعث غشی طاری ہو جاتی۔ القصہ مختصر اُس کے پرانے عزیز و اقارب اُسکو دیوانہ سمجھنے لگ گئے۔ بھائی نے اُسے پکڑ کر پھر شریفوں کی پوشاک پہنائی۔ لیکن وہ بہانہ سے پھر بھاگ نکلا اور مذہبی مقامات کا یاتری بن گیا۔ سنہ ۱۵۲۳ء میں عیسائیت کے دار الخلافہ روم میں پہنچا۔ اور پوپ روم سے برکت حاصل کی، اُس کے بعد مصیبتوں کو جھیلتا ہوا۔ بارسیلونا میں پہونچا۔ اور وہاں صرف و نحو لاطینی کا مطالعہ شروع کیا جس میں تھوڑے دنوں کے اندر ہی عجیب و غریب مہارت حاصل کی اور عیسائی مت کا اپدیش شروع کر دیا۔ پھر فلسفہ اور مذہب کا مطالعہ کرتے ہوئے مقام الکلا میں اُس نے دین عیسوی کی تبلیغ شروع کر دی۔

چونکہ اس کی دعوت مذہبی کا اثر عوام پر بہت پڑتا تھا سند یافتہ پادریوں نے اسکی مخالفت شروع کی، اُسوقت تک اگنیشیس لایولا نے ایک جماعت میں بنالی تھی بڑے پادری نے حکماً ان کی تبلیغ بند کر دی۔ پس لایولا شہر سیلامنکا ہی چلا گیا۔ جہاں پھر بشپ (لاٹ پادری) نے اسے قید کر کے ۲۲ دنوں تک

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تنہائی میں رکھا اور اس شرط پر چھوڑا کہ بغیر چار سال تک برابر مذہبی تعلیم حاصل کئے وہ دعوت کرسٹی مت کا کام نہ کریگا، تب ۱۵۲۸ء میں وہ پیرس دار لخلافہ فرانس کو چلا گیا۔ اسوقت اگنی شیئس کی عمر ۳۷ سال کی تھی مگر اُس نے بڑی تندہی سے پھر حصول علم کی طرف توجہ کی لیکن دو سال کی محنت کے بعد ہی اُسکے اندر پھر کافروں کو مسیحی بنانے کا ولولہ اُٹھا

انہی دنوں جرمنی میں لوتھر نے رومن کیتھولک مذہب کے خلاف آواز اُٹھائی۔ اور اُس کے ساتھ بہت سے ریفارمر شامل ہو گئے۔ اُسوقت سب مسیحی درویشانہ فرقوں کا زور گھٹ رہا تھا اور ایسے نازک وقت میں اگنیشیئس لائیولا کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس لا مذہب حملہ کو روکنے کے لیئے سینہ سپر ہو جانا چاہیے۔ اُسنے عیسیٰ مسیح اپنے آپ کو فرض کیا۔ اور سپہ سالاری کی حیثیت میں آسمان کے سب فرشتوں کو اپنے ماتحت خیال کیا۔ تب اُس نے مذہبی فوج کی بھرتی شروع کر دی اُنہیں میں پیٹر فیبر (Peter Faber) اور فرانسس (Framais) زیویئر (xauir) بڑے جان نثار عیسائی بھی تھے اُنہوں نے اپنی جماعت کا نام (The Socity of Jesus) یعنی جماعت عیسوی رکھا، جس کا مخفف آخرکار (Jesuits) جیسوٹ ہو گیا۔ روم کے پوپ کے لیئے گویا ڈوبتے کو تنکا کا سہارا ملگیا۔ جس لائیولا کو مجذوب اور سند یافتہ پادریوں کا دشمن سمجھا جاتا تھا اُس کی جماعت کو خود پوپ نے آشیرباد دیا۔ اور لائیولا کی سرکردگی میں وہ جماعت چاروں طرف پھیل گئی۔ اُن میں سے جو جیسوٹ ہندوستان میں مسیحی تبلیغ کا کام کرنے آئے اُن کا مختصر ذکر کر کے اور اُن کے علانیہ و خفیہ جہاد کے طریقے جتلا کر پھر اُن کے یورپ کے اندر کشت و خون کا ذکر کرونگا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہندوستان میں فوج عیسوی کے سپاہی

اوپر کا بیان اور آگے جو کچھ بھی فوج عیسوی کے بارے میں لکھ رہا ہوں وہ سب کتاب "دی جیوئٹس" سے لیا گیا ہے جس کو تھیوڈور گریسنجر نے تصنیف کیا ہے

اور مسٹر اے / جے سکاٹ، ایم، ڈی نے ترجمہ کر کے ۱۸۹۲ء میں بمقام لندن مسٹر ڈبلیو، ایچ، ایلین، اینڈ کمپنی چھپوایا۔ اس تصنیف کی دوسری کتاب میں عیسوی مذہب کی ایشیا میں تبلیغ کا حال چھپا ہے۔ اس کے صفحہ ۵ سے اس طرح داستان چلتی ہے کہ مسیح کی چھٹی صدی میں ایک شخص ٹامس (Thomas) نامی ہندوستان کے جنوب میں کالی کٹ کے مقام پر پہنچا۔ جو شہر مہاراجہ دہیراج سیرام پیرومل نے بسایا تھا۔ اُس کے ذریعہ سے مسیحی مذہب کے خیالات ادھر آئے پھر جب پرتگالوں نے مالابار، گوا، لنکا، ملاکا جزائر سنڈا پر بسرکردگی الفانزو بو قرق قبضہ کر لیا تو اس جگہ مسیحی خیالات کی اشاعت ہوئی لیکن یہ مسیحی خیالات ہندو رسوم کے ساتھ ایسے خلط ملط تھے کہ کٹر رومن کیتھولک عیسائی اس کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے تھے۔ تب فرانسیسکن فرقہ کے مشنری سدھار کے لئے بھیجے گئے۔ حالانکہ پرتگالی والیسرائے اور گورنر نے فوجی سنگینیں بھی اُن کے ماتحت کر دیں پھر بھی سوائے گوا کے وہ کہیں کامیاب نہ ہو سکے اور وہاں بھی سوائے معدودے چند کے ہندو عموماً برہما اور وشنو کی پوجا میں ہی مشغول رہے۔ اس سے پرتگال کے بادشاہ جان سوم (John III) کی تسلی نہیں ہوئی۔ وہ رومن چرچ کا شردھالو بھگت ہی نہ تھا بلکہ اُس کو یقین تھا کہ جب تک اُس کی ہندو رعایا صلیب کے آگے سر نہ جھکائیگی تب تک نمک حلال پرتگالی رعایا نہ بن سکیگی اُس وقت جان سوم بادشاہ پرتگال نے لایولا کی نئی مسیحی فوج کا حال سُنا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور لائیولا سے درخواست کی کہ اپنے مبلغوں کا بڑا حصہ ہندوستان کے لئے دیدیوے تاکہ بت پرست ہندوؤں کو مسیح کے گلے میں داخل کر سکیں۔ لائیولا نے خود تو روم میں اپنا اقتدار جمائے رکھنے کا تہیہ کر لیا اور ہندوستان کے لئے اپنے دو کارکنوں کو بھیجدیا جن کے نام راڈریگویز (Rodriguez) اور فرانسس زیویئر (Francis Xavier) تھا۔

چنانچہ ۱۵۴۰ء کے موسم گرما میں یہ لوگ پرتگال کے دارالخلافہ شہر لسبن میں پہنچے ان میں سے بادشاہ جان نے راڈریگویز کو تو اپنے پاس رکھ لیا لیکن فرانسس زیویئر کسی طرح بھی نہ رکا اور ہندوستان کے بت پرستوں کو مسیحی بنانیکی دھن میں بادشاہ سے پورے اختیارات حاصل کر کے چل دیا یعنی اُسے سارے ہندوستان کے لئے پوپ صاحب کا نمائندہ بنا دیا گیا۔ ۷ اپریل ۱۵۴۱ء کے دن وہ شاہی جہازوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور ۶ مئی ۱۵۴۲ء کے دن وہ گوا کی بندرگاہ پر جا پہنچا۔ پیشوائی کے لئے تزک اور احتشام سے سواریاں آئیں اور شاہی محل میں ڈیرہ دیا گیا، مگر زیویئر ہسپتال میں بیماروں کی تیمارداری کے لئے پہنچ گیا، اور اپنا گذارہ عوام سے بھیک مانگ کر کرنے لگا۔ چونکہ زیویئر گوا کی بولی سے واقف نہ تھا اس لئے اُسے اپنے مشن میں کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تب اُس نے ہندوستانی زبان سیکھنی شروع کی اور فرانسسکن مسیحی فقرا سے ایک عمارت حاصل کر کے اُسمیں پوفر پال کے نام سے کالج کھولدیا، اس کالج کو عالیشان اور شاندار بنانے کی لئے اُس نے وائسرائے سے فوجی مدد لے کر گوا کے گرد و نواح کے ہندو مندروں کو مسمار کیا، اور اُن کی سب منقولہ و غیرہ منقولہ جائداد اپنے عیسائی کالج کے تعمیر و تکمیل میں لگا دی۔

ہندوستانی اور ملاحی زبانوں میں کافی مہارت حاصل کر کے زیویئر مالابار کے

ساحل پر مسیحی دعوت کے لئے چلدیا، وہاں عجیب حکمت سے وہ اپنے مذہب کا پرچار کرتا
پہلے گھنٹی بجاتے ہوئے دیوانہ وار گھومتا اور جب کافی تعداد سامعین کی جمع ہو جاتی
تو کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر ہاتھ پیر بے تحاشا ٹپکتے ہوئے دیسی زبان کیساتھ لاطینی
ہسپانی اطالین اور فرانسیسی زبانوں کے ٹکڑے ملا کر اُپدیش دیتا اور پھر ایک
بڑی صلیب نکال کر پہلے اُسے آپ چومتا اور پھر اوروں کو اُس کے چومنے کی دعوت
دیتا۔ اور جو صلیب کو چوم لیتا اُسے انعام میں ایک خوبصورت مالا دی جاتی۔ جو
ہزاروں کی تعداد میں پرتگال سے لائی گئی تھی، یہ تو ایک طریقہ تبلیغ کا تھا۔

دوسرا طریقہ یہ تھا کہ پرتگیز کی فوج کی مدد سے ہندو مندر گرا کر اور اُن کی
مورتیاں توڑ کر اُن کی جگہ عیسائی معبد خانہ بنایا جاتا، جس میں عیسیٰ کی صلیب پر چڑھی
ہوئی مورتی بنائی جاتی، اور اس کے پاس ہی لڑکوں کی تعلیم کے لئے سکول بنایا
جاتا ان سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کو بے معنی مسیحی آئتیں حفظ کرا کر انہیں بپتسمہ
دیا جاتا جب ایسے بہت سے گرجا گھر اور سکول بن چکے تو زیویر نے ہیں سے
زیادہ اسٹنٹ مانگے جو لایولا نے بڑی خوشی سے بھیجدیے، تب ۱۲ ہندو سردار
کے لڑکوں کو زبردستی عیسائی پادری بننے کے لئے تعلیم دی گئی۔ چنانچہ لنکا کے
کونڈی نگر کا راجہ زبردستی عیسائی بنایا گیا، اور اس کے اہلکار ضبطی جائداد کے
خوف سے بپتسمہ لینے کے لئے مجبور ہوئے۔ اس طرح ہزارہا عیسائی بنائے
گئے مگر باوجود اس جور و ستم اور بپتسمہ کی رسم کے لئے رسمانئے کرسچین ہندو کے
ہندو ہی بنے رہے۔ اُن کی نسبت لکھا ہے کہ جب پادری ایک گاؤں سے
دوسرے کی طرف چلا جاتا تو پہلے گاؤں کے ہندو پھر زیر سرپرستی اپنے برہمنوں
کے ہندو بن جاتے۔ تب زیویر کے پادری اُن پر بڑے بڑے ظلم کرنے لگے جب
سے تنگ آکر ہندوؤں نے پرتگالوں کے دائرہ اثر سے باہر کے ہندوؤں کی مدد انگی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جنہوں نے سب عیسائیوں کو تہ تیغ کیا۔ تب زیویئر نے گوا میں ایک خونی عدالت بنائی، جس کے حکم سے غیر مسیحی تہ تیغ کئے جاتے اور اُن کی جائداد ضبط ہو جاتی یا دیوں کی نذر ہوتی۔ بعض زندہ جلا دئے جاتے۔ ان ہیبتناک مظالم نے بزدل ہندوؤں کو عیسائی بننے کے لئے مجبور کر دیا، تب کالج اور گرجا بیشمار بنے جنکے نشان اب تک موجود ہیں۔ اس وقت بھی گوا اور اُس کے گرد و نواح میں اڑہائی لاکھ سے زیادہ عیسائی موجود ہیں جو اپنے آپ کو براہمن یا غیر براہمن عیسائی بتلاتے اور سب ہندوؤں کے رسوم ادا کرتے ہیں۔ منجملہ کل ہندوستان کی ۴۷ ۱/۲ لاکھ عیسائی آبادی کے ۴۳ لاکھ مدراس میں ہیں۔ اور اُن میں سے پچیس لاکھ سے زیادہ اچھوتوں میں سے عیسائی گلے میں ڈالے گئے تھے۔ ان سب کو عموماً جبراً عیسائی بنایا گیا تھا۔ وے اب بھی پرانے دہرم کی شرن آنیکو تیار ہیں لیکن اُن کی سنگدل برادری انہیں اپنے اندر جذب کرنے کو تیار نہیں۔

زیویئر تو ان فتوحات کے بعد جاپان اور چین کو عیسائی بنانے چلا گیا۔ وہاں بھی سام دام اور بھید سبھی حکمت عملیاں چلائیں لیکن اُن خودمختار ملکوں میں ناکامیاب ہو کر ایک چینی جزیرہ میں اترا جہاں تاریخ ۲ دسمبر ۱۵۵۲ء کے دن وہ ۴۶ برس کی عمر میں راہی ملک عدم ہوا۔ زیویئر کی موت کے بعد اُس کے لئے بڑے بڑے پاک خطاب پوپ کیطرف سے دئے گئے۔

یہ ایک طریقہ رومن کیتھولک مسیحی مبلغوں کا تھا جسے محمدی قتل مرتد کے مسئلہ کے مطابق کھلا علانیہ جہاد بت پرست کافروں کے برخلاف کہا جا سکتا ہے۔ اور سبق انہوں نے غالباً محمدی نزاریوں سے سیکھا تھا مگر دوسرا طریقہ بھی اُن کے اندر جاری تھا جسکی مطابقت اسمٰعیلی تبلیغ اسد کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ بیزاری حشاشین کے فدائیوں کا مقابلہ تو

یورپ کے جیسوئٹ کریں گے جن کا ذکر آگے چل کر کرونگا لیکن پر صدرالدین کے آغا خانیوں کے مقابلہ کے عیسائی مشنری بھی قابل قدر کام کر چکے ہیں۔

ژیویئر کے بعد دوسری قسم کے عیسائی پادری آنے لگے۔ وے سب اپنی تعداد بڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے جسکا بہت سادہ سول طریقہ تھا۔ یہ سرل ذرائع کیا تھے؟ یہ طریقہ انکے سوائے کچھ نہ تھا کہ چونکہ سارے ہندوستان میں برہمن دھرم رائج تھا۔ اسلئے یہ پادری ہندوستانی پوجاریوں یا برہمنوں کا بھیس پہن لیتے تھے۔ تاکہ وے ہندوستانیوں کے سامنے جنہیں بدیشیوں سے قدرتی نفرت تھی اس دیس کے باشندے سمجھے جاویں اور ساتھ ہی وے اپنی عیسائیت کو موجودہ ہندو خیالات اور رسوم کے ساتھ خلط ملط کر لیتے تھے۔ تب وے صرف بپتسمہ دے کر ان اشخاص کے نام بدل دیتے تھے۔ باقی باتوں میں وے ہندو کے ہندو رہتے تھے۔ اور عیسائی نام بھی قبول کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ وے اپنے ہندو نام ہی اور بقول جوارسی یال کے وے ہر ایک کے بار ویسے ہی بن جاتے تھے۔ میرے لئے یہ آسان ہے کہ ان تمام جیسوئٹوں کی فہرست بنا دوں جو اسطرح ملک میں برہمن بنکر بار ہا تلک لگاتے اور صلیب کو پاؤں تلے روندتے تھے۔ مگر میں یہاں صرف دو تمثیلوں پر اکتفا کرونگا جس سے ناظرین کو ہندوستان میں جیسوئٹوں کے کام کی اصلیت معلوم ہو جاویگی۔

ان میں سے پہلا بیٹر کانسٹینٹائن بیشچی تھا جس نے بڑے احتیاط سے ہندی اور سنسکرت زبان کا مطالعہ کیا تھا۔ اور براہمنوں کے رواج اور ضابطہ اور طرز معاشرت کی اس خوبی سے تقلید کرتا تھا کہ دکن کے باشندے (جہاں وہ عرصہ تک رہا) اُسے مثل ایک سنت کے پوجنے لگے۔ اور چونکہ اُس نے دیسی زبان میں تصنیف بھی شائع کیں اس لئے کل ہندوستانی ممالک میں اُس کی شہرت ہو گئی۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ فرمانروائے دکن نے اُسے تنجا

براہمن سمجھ کر اپنا مصاحب اولی اور وزیر بنا لیا۔ اور کان لسٹیٹائونو بشپ نے اس غلطی کی اصلاح کی کچھ بھی کوشش نہ کی۔ برخلاف اس کے معزز پادری نے اس وقت سے تمام یورپین رواج وآداب کو خیرباد کہہ کے عوام کے اندر خوبصورت ہندوستانی پوشاک پہن ایک سجے ہوئے گھوڑے پر نکلنا شروع کیا یا غلاموں کے کندھوں پر پالکی میں سفر کرتا۔ اس کی سواری کے ساتھ سواروں کا دستہ نکلتا۔ جو اس بڑے آدمی کا راستہ صرف کرتے اور اس کے آنے اور جانے کا باجے گاجے سے اعلان کرتے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ وہ یورپین ہے۔ یا یہ کہ وہ عیسائی ہے۔ وہ اندر سے خاتمہ تک جیسوئیٹ رہا۔ اور اس کے ساتھی ہمیشہ اسے فخر سے یاد کرتے تھے۔

دوسری مثال بیبیر بار تھلیمی اکاسٹا کی ہے جس کی طرف میں توجہ کھینچتا ہوں یہ بالکل ذات شریف تھے۔ یہ ملک کے بڑے آدمیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ بہت ہی ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کے ساتھ ملنے پر ہی صابر رہتے۔ . . . وہ فاحشہ ناچنے اور پیشہ کمانے والی عورتوں کے گھر تلاش کر کے ان سے ملتے اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کا کام دیوتا کی کرپا سے مردوں پر بڑا اثر ہے۔ اس لئے وہ ان (فاحشہ عورتوں) کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مانوس ہو گئے۔ وہ ان کے ساتھ کھیلتے اور ناچتے اور شراب پیتے۔ جن ذرائع سے وہ ان کا سب سے پیارا دوست اور رازدان بن گیا۔ وہ غریب عورتیں اس سے بہت خوش رہتیں۔ اور اس سے بڑھ کر ان کی خواہش نہ تھی کہ ان (پادری صاحب) کی بدولت بہشت کے اندر آسانی سے داخل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو جاویں۔ اُن کے عیسائی مذہب قبول کرنے کے راستے میں ایک ہی رکاوٹ تھی۔ اور وہ یہ کہ اُنہیں بتلایا گیا تھا۔ کہ اُن کے پیشے کو عیسائی پادری ایک ناپاک گناہ سمجھتے ہیں اور اس لئے وے (فاحشہ عورتیں) بپتسمہ لینے میں ہر روز دیری کر رہی تھیں۔ تب مسٹر پادری صاحب نے کیا کیا؟ اُس نے انہیں تعلیم دی کہ وہ عیسائی ہو کر بھی اپنا پیشہ کما سکتی ہیں۔ اور بغیر گناہ کئے کام دیو کے ارپن اپنے آپکو کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ وے اپنی کمائی کا کچھ حصّہ عیسائی گرجا کے بھینٹ کریں۔ اور بہر صورت اُن اشخاص کو عیسائی بنانیکی کوشش کریں جن سے انکا ناجائز تعلق ہے"۔ (صفحہ جات ۱۰۲ و ۱۰۳)

اس جگہ تھوڑی دیر ٹھیر کر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ دنیا اب بھی اسی محور میں گردش کر رہی ہے۔ جیسی اُس وقت کرتی تھی۔ آج بھی خواجہ حسن نظامی محمدی کچھ اسی قسم کی تلقین آج کل کی طوائفوں کو کر رہے ہیں۔ اور اگر اُن کا روزنامچہ (جو رسالہ درویش میں نکلتا ہے) صحیح ہے تو صرف دہلی ہی نہیں بلکہ دور دراز کی طوائف بھی اکثر تبلیغ اور دعوتِ اسلام کے گُر سیکھنے خواجہ صاحب کے پاس جاتی ہیں۔ عیسائیوں کے اندر سے یہ طریقہ جات تبلیغ دیر سے نکالے جا چکے ہیں لیکن جنوبی ہند میں اُن کے بہت سے جزو ابتک باقی ہیں۔

پرتگال والوں کی حکومت کے سہارے سے جیسوئٹ لوگ ایک سو برس تک ایسی ہی کارستانیاں کرتے رہے۔ لیکن جب فرانسیسی۔ ڈچ اور انگریزوں نے انکو نکال دیا تو اُن کے زوال کا زمانہ آگیا۔ مگر جنوبی ہند میں اب تک جیسوئٹوں کی خفیہ کارستانیوں کا دفتر ختم نہیں ہوا اور اگر ہندوؤں (آریہ سنتان) کو اپنے دھرم کی حفاظت کرنی ہے اور اپنی جماعت کو زوال سے بچانا ہے تو انہیں عیسائی زمانہ کے بوسیدہ توہمات کو خیرباد کہہ کر قدرتی ویدک دھرم کی شرن میں آنا ہوگا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یورپ میں نزاری حشاشین کے جانشین

نزاری حشاشین کی پوری کہانی پہلی فصل میں بیان کیجا چکی ہے۔ اُن کا ایک مقصد تھا۔ وہ یہ کہ اپنی جماعت کی ترقی اور حفاظت کیلئے اپنے شیخ کی زبان پر قربان ہوجانا۔ جو نظارا کاونٹ آف شیمپین کو شیخ الجبل کے داعی الدعات سنان نے میات کے قلعہ میں دکھایا اُس نے صرف کاونٹ موصوف پر ہی اپنا اثر ڈالا بلکہ کئی مذہبی ۔ بائٹ لوگوں کی جماعتوں نے اُس سے زبردست سبق لیا۔ اُن کی بدولت یہہ خفیہ جہاد کی تعلیم جیسوئٹوں تک پہونچی ۔ جیسوئٹوں کے اصول مسٹر کارٹ رائٹ کی تصنیف مطبوعہ ۱۸۷۶ء میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں ۔

"اپنے پرتگال کے پادریوں کو تحریر بھیجتے ہوئے سینٹ اگنیشئس نے لکھا ۔ دیگر مذہبی جماعتیں بھوکے رہنے رت جگا کرنے اور ایسی ہی دیگر سختیاں جھیلنے میں جا ہے ہمسے سبقت لیجائیں لیکن ہمارے بھائیوں کو اپنی ذاتی خواہش اور دولت کو قربان کردینا چاہیئے پھر اصول کی کتاب میں لکھا ہے ۔ ہمکو یقین کرنا چاہیئے کہ جن کا فرض اطاعت ہے انکو اپنے بڑے پادری کے ذریعہ باری تعالی کے حرکت دینے اور حکم دینے پر چلنا چاہیئے گویا وہ مردہ جسم ہیں ۔ ... مکمل پادری وہ ہے جو اپنے جنرل کے ہر ایک حکم کے آگے بغیر پس و پیش کے سر جھکا دے ۔ ...."

پہلا اصول اطاعت کامل یعنی ہر چہ تنگ آید کا فر گردد کے مقولے پر عمل۔ دوسرا پاکدامنی ۔ اور تیسرا ۔ افلاس ۔ دوسرا اور تیسرا اصول تو محض دکھلاوے کا تھا کیونکہ جہاں ذاتی طور پر افلاس کی ہدایت تھی وہاں جماعت کے سب اڈوں پر ہندوستانی بنیوں سے ہزارہا گنا زیادہ منقولہ اور غیر منقولہ جائداد موجود تھی ۔ پاکدامنی بھی محض دکھلاوے کی ہی تھی لیکن اپنے جنرل (شیخ) کے حکم کی تعمیل میں البتہ کلام کی گنجائش نہ تھی ۔ اور اُس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے ایک بڑا معقول اصول یہ تھا کہ اگر مقصد ادلشیہ یعنی End) ٹھیک ہے تو ذرایع کیسے بھی قبیح ہوں ۔ اُن کا خیال دل میں نہ لانا چاہیئے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور جیسوٹون کا پاک مقصد محض اپنی جماعت کی ترقی اور حفاظت تھی جسمیں دغا، فریب، مکاری، قتل، ڈاکہ سب کچھ روا تھا۔ ہیں اس جگہ جیسوٹون کے دیگر سب اوصاف کو علیحدہ رکھکر (کیونکہ اُن کے لئے کئی کتابوں کی ضرورت ہوگی) محض اُن کے سازش کشت وخون کے ہی کچھ واقعات کو لونگا۔

یہ سب حالات تھیوڈور گریسجر کی تصنیف کی کتاب پنجم کے چھوں بابوں میں درج ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی مکاریوں اور سیہ کاریوں کو ملاحظہ کرکے دنیا کی سب سلطنتیں ان سے بھڑک گئی تھیں، اور اکثر اس کے فرقہ کی مخالفت کرنے لگ جاتی تھیں۔ تب بغیر بادشاہ ملک کو قتل کئے ان کی جماعت کی حفاظت نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لئے اُنھوں نے اپنی جماعت کی طرف سے اپنے دشمن بادشاہوں کے ممالک میں یہ اصول پھیلانا شروع کیا کہ جب بادشاہ ظالم ہوجائے یعنی مذہبی جماعت سنتوں کے برخلاف ہوجائے تو ہر فرد رعیت کا فرض ہے کہ اُسے قتل کردے۔ وہ جرم یا گناہ نہیں رہتا۔ دوسرا اصول جو عوام میں پھیلایا گیا یہ تھا کہ اگر کوئی خدر کا سپاہی یعنی مذہبی پادری بادشاہ کی برخلاف بغاوت کرے تو وہ جرم نہیں ہے کیونکہ پادری کسی ملک کی رعایا نہیں ہے۔ پھر یہ کہ اگر کوئی فرماں روا ظالم ہو تو بغیر کسی فیصلے کے لئے انتظار کئے اُسے ہر ایک فرد رعیت قتل کرسکتا ہے۔ ان اصولوں کو مدنظر رکھکر اگر ناظرین آگے کی کہانیوں کو پڑھینگے تو انہیں جیسوئٹوں کے کارنامے بخوبی سمجھ میں آجائیں گے۔

جرمنی میں قتل کے واقعات

جیسوئٹوں کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا میں اپنی شاخیں قایم کرکے سب کو اپنے جنرل کے پنجہ میں پھنسادیں۔ چنانچہ جب لیوپولڈ اول شہنشاہ جرمنی

۱۸۵۵ء میں اپنے والد شہنشاہ فرڈیننڈ سوم کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا تو چونکہ اُس کے اُستاد دو جیوسٹ رہ چکے تھے۔ اس لئے اُن کا شردھالو بھگت بن گیا۔ لیکن لایولا کا مقصد ساری دنیا کے بادشاہوں کو قابو کرنیکا تھا۔ انہوں نے دوسری طرف آسٹریا کے بادشاہ کو قابو کرنا چاہا۔ لیکن وہاں دال نہ گلتی دیکھ کر فرانس کے بادشاہ چودہویں لوئیس کو تیسری طرف قابو کرنا چاہا۔ تب شہنشاہ جرمنی کو فرانس کے ساتھ ملاکر آسٹریا کو تاخت و تاراج کرانے کا منصوبہ باندھا۔ لیوپولڈ کے کہنے کے مطابق آسٹریا سے نہ لگاڑی۔ تب جیوسٹوں نے اُسے زہر دینے کا عجیب ڈھنگ سوچا۔ انہوں نے شہنشاہ کے کمرہ میں جلانے کے لئے زہر آلودہ موم بتیاں سازش سے پہنچا دیں۔ لیوپولڈ دن بدن گھُل گھُل کر بہنے لگا۔ اتفاقاً ایک طبیب نے تشخیص ٹھیک کی۔ سب موم بتیاں جمع کی گئیں کچھ حصہ ایک کتے کو گوشت میں ملاکر دیا گیا وہ فوراً مر گیا۔ تب شہنشاہ کو دوسرے کمرے میں پہنچایا گیا اور اُن کو آرام ہو چلا۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ موم بتیاں جیسوئیٹ چرچ کے ہیڈ پادری نے پہنچائی تھیں۔ اس پر سب جیسوئیٹ گھبرا گئے لیکن دوسرے دن ایسا ڈھونگ رچا کہ ہیڈ پادری کو بھگا دیا اور خود شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بھاگے ہوئے کو بدمعاش اور سنگت کو بدنام کرنیوالا ظاہر کرکے شہنشاہ سے پھر بنالی۔ اور اس کے بعد ہمیشہ شہنشاہان جرمنی کو اپنے قابو رکھتا۔

انگلستان میں ہیبت ناک قاتلانہ سازشیں

انگلستان میں بعہد ششم ہنری رومن کیتھولک عیسائی ملک بدر کئے گئے تھے مگر اُسکی لڑکی میری جب تخت نشین ہوئی تو اُس کے رومن کیتھولک ہونیکے

باعث جیوسٹوں نے پھر بھی انگلستان میں سر نکالا اور ہزاروں پروٹیسٹنٹ عیسائی دار پر کھینچے گئے (Protestants)۔ میری کے بعد اُس کی بہن ایلیزابیتھ (Elizabeth) انگلستان کے تخت پر بیٹھی۔ یہ پروٹسٹنٹ تھی مگر اُس نے کیتھولکوں پر ظلم روا نہ رکھا اور اُن سب کو اپنی زیر حفاظت لیا۔ جو اُس کی حکومت کے قائل اور اُس کے نمک حلال رعایا کے طور پر اُس کی بادشاہت کی فرمانبرداری کرتے تھے اگر جیبوسٹ دخل در معقولات نہ دیتے تو رومن کیتھولک امن کے ساتھ انگلستان میں زندگی بسر کرتے اور ہمیشہ اپنی حالت پر قانع رہتے۔ لیکن جیبوسٹ تو بجائے دنیاوی بادشاہت کے ہر جگہ اپنی بادشاہت لانا چاہتے تھے اور ساری دنیا کو پوپ روم کی نام نہاد ماتحتی کے نام پر جیبوسٹ جنرل کا غلام بنانا اپنا دہرم سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انگلستان کی کیتھولک رعایا کو بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور انگلستان کے بادشاہوں پر سازشانہ و قاتلانہ حملے شروع کر دئے۔

ہشتم ہینری نے این بولین سے شادی کی تھی۔ اُس تعلق سے ایلزابیتھ پیدا ہوئی۔ جیبوسٹوں نے پوپ روم سے یہ فتویٰ حاصل کیا کہ این بولین کا ووداہ جائز نہ تھا۔ اس لئے ایلزابیتھ ولد الحرام ہے۔ اور اصل مالک تخت سکاٹلینڈ کی کیتھولک ملکہ میری ہے۔ اس فتوے کا ظاہرا تو کوئی اثر نہ ہوا لیکن آئندہ لڑائیاں اسی فتویٰ کی بنا پر ہوتی رہیں اور کیتھولک ملکوں میں جیبوسٹوں نے انگلش پروٹیسٹنٹ حکومت کی بیخکنی کے لئے درسگاہیں جاری کیں۔ اور اس طرح وہاں کے نذرانوں سے بہت سی دولت حاصل کی۔ ان جگہوں میں انہوں نے ایک سازش کھڑی کی جس کا مدعا یہ تھا کہ ملکہ ایلزابیتھ کو مع اُس کے دو لائق وزراء کے قتل کر دیا جائے اس کے واسطے تین جیبوسٹ آبدار خنجریں لیکر مہم پر نکلے۔ اس کا پتہ ایلزابیتھ کے مخبروں نے لگا لیا اور تینوں جیبوسٹ انگلستان کے ساحل پر اترتے ہی گرفتار کر لئے گئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور جب تحقیقات پر اُن کا اقدام جرم ثابت ہو گیا تو یکم دسمبر ۱۵۸۱ء کے دن انہیں معہ اُن کے دیگر سازشیوں کے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس طرح پہلے سازشی حملہ کا خاتمہ ہوا۔

دوسری سازش دو برس بعد شروع ہوئی۔ ولیم پاری (William Parry) نامی ایک امیرانہ گھرانے کے مفلس فرد کو ان لوگوں نے پھانسا۔ اُس کو زر نقد کی مدد دیکر اُس کے مذہبی جذبات کو بھڑکایا پھر جیسوسٹ بڑے پادری سے اُسے قتل کے لئے پیشتر سے معافی کا فتویٰ لے دیا اور پاری نے لنڈن کی راہ لی۔ وہاں کٹر پروٹیسٹنٹ کا روپ بھر کر ایلزابیتھ کے سامنے جیسوسٹوں کی سازش کا بھانڈا پھوڑنے سے اُس نے ملکہ پر ایسا قابو پالیا کہ اُس کی تخلیہ میں ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ پادری نے اپنے ایک رشتہ دار نیول کو اس لئے رازدار بنایا کہ دریائے ٹیمس کے ساحل پر ایک کشتی لئے تیار رہے تاکہ جب پادری اپنا خونی کام کر چکے تو فوراً کشتی پر بیٹھ کر وہاں سے اُڑ جائے اس دوران میں نیول کا ایک دولتمند رشتہ دار لاولد مر گیا اور اُس نے اس خیال سے سازش کا سارا راز ملکہ کے روبرو ظاہر کر دیا کہ اس ذریعہ سے وہ اپنے لاولد رشتہ دار کا جانشین قرار دیا جا سکے۔ پاری گرفتار ہوا۔ اور نیول کے روبرو کئے جانے پر اقبالی ہوا، اور جن جیسوسٹ پادریوں نے اسے اس شیطانی کام کے لئے تیار کیا تھا اُن کے نام بھی بتلا دئے۔ مگر یہ سب لوگ پہلے ہی بھاگ نکلے تھے۔ اس لئے دوسری مارچ ۱۵۸۴ء کے دن اُس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اُسے پھانسی پر چڑھا کر اُس کا دل اور انتڑیاں نکال لی گئیں، اور اُس کے روبرو آگ میں جلادی گئیں۔ اور پھر اُس کے جسم کے چار ٹکڑے کر کے لنڈن کے چاروں دروازوں پر کیل دئے گئے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس جگر سوز سانحہ کے دو برس بعد تک جیوسٹ خاموش رہے۔ پھر ۱۵۸۳ء
میں تیسری سازش کے ساتھ بڑے حملہ کی تیاری کی۔ انتھنی بابنگٹن ایک کیتھولک
نوجوان فرانس کی سیر کو گیا۔ اُسے سکاٹ لینڈ کی ملکہ میری کے قید کئے جانے کے
معاملہ پر جوش دلایا گیا۔ یہاں تک کہ اُس نے ایلزابیتھ کو قتل کرکے ملکہ میری سٹوارٹ
کو سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ دو تختوں کی وراثت دلانے کا تہیہ کرلیا۔ انگلینڈ پہنچکر
بابنگٹن خاموش ہوگیا۔ مگر جیوسٹوں نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا اور انگلینڈ پہنچکر
اُسے پھر تیار کیا۔ وہاں اُس کے اور ساتھی بھی بنائے گئے۔ سازش بالکل پک
چکی تھی، اور ۲۴ اگست کی تاریخ آخری حملہ کے لئے مقرر تھی کہ گورنمنٹ کو پتہ لگ
گیا اور سب سازشی گرفتار کر لئے گئے۔ بعد تحقیقات بہ ثبوت اقدام جرم سبکے سب
سازشی یکم ستمبر ۱۵۸۶ء کو پھانسی پر چڑھائے گئے، اور چونکہ اس سازش کا علم ملکہ میری
سٹوارٹ کو ہونا بھی ثابت ہوا۔ اس لئے ۸ فروری ۱۵۸۷ء کے دن اُس کو
بھی پھانسی لگ گئی۔

چوتھی بار ایک ڈچ پیٹرک کلن نامی کو بھیجا جو ساحل پر پہنچتے ہی گرفتار ہوکر پھانسی
چڑھایا گیا۔ پھر پانچویں بار ولیمس اور یارک دو شخصوں کو اس خونی کام کے لئے
تیار کیا۔ وے بھی گرفتار ہوئے اور اپنے بھڑکانے والوں کو کوستے ہوئے پھانسی پر
لٹکا دئے گئے۔ چھٹی اور آخری بار ۱۵۹۴ء میں ایڈورڈ سکوائر کو جیوسٹ پادری
رچرڈ والپول نے ملکہ ایلزابیتھ کو زہر دینے کے لئے تیار کیا۔ وہ بھی گرفتار ہوکر پھانسی پر چڑھایا
گیا۔ مگر پادری صاحب فرار ہوکر بچ گئے۔ ان لوگوں کی سازشوں سے تنگ آکر ۵ نومبر
۱۶۰۲ء کو ملکہ ایلزابیتھ نے جیوسٹوں کو ملک بدر کرنیکا حکم دیدیا۔

ملکہ ایلزابیتھ کا ۲۴ مارچ ۱۶۰۳ء کے دن انتقال ہوگیا۔ اور میری سٹوارٹ
کا لڑکا جیمس سکاٹ لینڈ اور انگلینڈ دونوں کا بادشاہ قرار پایا۔ جیوسٹوں نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے بڑے جشن منائے، مگر جمیس اول بادشاہ برطانیہ اعظم پروٹسٹنٹ تھا جیبوسٹون نے سمجھا تھا کہ جمیس نے محض تخت انگلستان حاصل کرنے کے لئے پروٹسٹنٹ ہونیکا ڈھونگ رچا ہے۔ لیکن جب قیدی جیبوسٹون کو رہا کرکے بھی جمیس نے اُن کے ملک بدر ہونیکا حکم برقرار رکھا تب ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے بادشاہ برطانیہ اعظم سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

اس کے لئے بڑے پیمانہ پر کام شروع کیا گیا۔ ادہر کے جیبوسٹوں کا سردار ہنیری گارنیٹ بذات خود بہت سے ماتحت پادریوں کو ساتھ لے کر انگلستان میں پہنچا، وے مختلف طور پر ساحل انگلستان پر اُترے، اور اپنے نام تبدیل کرکے اُنہوں نے کام شروع کردیا، اُنہوں نے کٹر پروٹسٹیون بہروپ بھر ا ر تخت انگلستان کے لئے خفیہ طور پر شاہزادی اربیلا کو تیار کیا۔ اور سازش شروع کردی، بہت سے زبردست آدمیوں کو سازش میں شامل کیا۔ اُن سے سخت قسمیں لی گئیں اور تجویز یہ ہوئی کہ جس وقت ۵ نومبر ۱۶۰۵ء کو پارلیمنٹ کا نیا افتتاح ہو، اور بادشاہ اُسے کھولنے پہنچے تو ساری پارلیمنٹ کا کام تمام کردیا جاوے۔ اس سازش کا نام تواریخ انگلستان میں (Gunpowder Plot) رکھا گیا یعنی **بارود کی سازش** کے نام سے مشہور ہوا۔ مکان پارلیمنٹ کے نیچے کا ایک مکان کرایہ پہ لیا گیا اور اس میں بیٹھ کر اطمینان سے دس مہینوں تک کام ہوتا رہا۔ بارود کے پیپے چھپا کر رکھدے گئے، کافی کوئلہ اور جلانیکی لکڑی اُن پر ڈالدی گئی۔ اور آگ دینے والا بھی تیار ہوگیا۔ اکتوبر ۱۶۰۵ء کے خاتمہ پر سب کام لیس ہوگیا اور جیبوسٹون کو اس شیطانی سازش میں کامیابی ہوجاتی تو بادشاہ مع وزراء اور لارڈز کا سنز سب ایک دم اڑجاتے اور دشمنان قوم انگلستان پر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قبضہ کر لیتے۔ لیکن اُس پارلیمنٹ کی جماعت میں رومن کیتھولک عیسائی رؤسار
بھی شامل تھے۔ سازشیوں میں سے ایک نے کسی رومن کیتھولک کے پاس گمنام
خط بھیجا کہ وہ اُس دن پارلیمنٹ کے اجلاس میں نہ شامل ہو۔ اس پر شبہہ پیدا ہوا
محل پارلیمنٹ کے نیچے کا معائنہ ہوا۔ ایک شخص پری نامی گرفتار ہوا۔ اُس کو لیکر
اور نیچے گئے تو دوسرا سازشی گرفتار ہوا جس کے پاس ایک پستول اور ایک
خنجر، تین دیا سلائیاں اور سوختہ نکلا، وہ اس طرح مستعد تھا گویا سفر کی تیاری
کئے کھڑا ہے۔ گرفتار شدہ عدالت میں لائے گئے، اُن کے اصلی نام معلوم ہوئے
اُنہوں نے اقبال کرتے ہوئے ساری سازش کو طشت از بام کیا۔ جیسوئیٹ
پادری سب بھاگ گئے مگر ایک جگہ گھیر لئے گئے اور انہوں نے مقابلہ کی تیاری
کی آخر کار گرفتار ہوئے اور کچھ مارے گئے، یہ سب بڑے وحشیانہ طریقہ پر
قتل کئے گئے۔

اس خوفناک سازش کے خاتمہ پر جیسوئیٹوں کے لئے انگلستان میں کوئی جگہ
نہ رہی۔ مگر یہ لوگ بادشاہ جیمس کو باہر رہ کر بدنام کرتے رہے۔ جیمس کے بعد چارلس
اول بادشاہ ہوا۔ تب جیسوئیٹ کچھ باامید ہوئے، کیونکہ چارلس کی بیوی کیتھولک
تھی۔ لیکن چارلس کا خود گلا کاٹا گیا، اور پیوریٹین (Puritans) آلیور کرامبل کا
زمانہ آیا۔ تب جیسوئیٹوں کو ناخن اڑانے کی جگہ بھی انگلستان میں باقی نہ رہی۔
چارلس دوم کے جانشین ہونے پر اُسکی بیوی اور بھائی کے کیتھولک ہونے کی وجہ
سے جیسوئیٹوں کی اُمید پھر بندھنے لگی۔ لیکن اپنے باپ کے حشر پر غور کرکے
چارلس دوم نے بھی جیسوئیٹوں کے برخلاف ملک بدر کا حکم واپس لینے کا حوصلہ
نہ کیا۔ چارلس دوم کے انتقال کے بعد جیمس دوم کے زمانہ میں انہوں نے کچھ سر اٹھانا
چاہا۔ لیکن اپنی کوشش کے ساتھ جیمس دوم کو بھی لے ڈوبے جسے تخت و تاج

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ولیم سوم کے لیے چھوڑ کر بھاگ جانا پڑا اور انگلینڈ کو ہمیشہ کے لئے جیسوٹ سازش سے رہائی ملی۔

ہالینڈ کے ساتھ خونخوار عداوت

سپین میں جیسوسٹیوں کا راج تھا کیونکہ وہ ملک منجملہ ان تین کے تھا جن میں رومن کیتھولک مذہب کا زور تھا اسکے ماتحت جو ملک نیدر لینڈ اور ہالینڈ تھے انہوں نے فلپ دوم شاہ سپین سے تنگ آکر بغاوت کی اور اپنے ملک کو آزاد کر کے پروٹسٹنٹ مذہب کو وہاں فروغ دیا پس جیسوسٹیوں کا فرض ہو گیا کہ وہاں کے فرمانرواؤں کو قتل کر کے از سر نو کیتھولک مذہب کو فروغ دیں۔ ہالینڈ کے فرمانروا پرنس آف آرینج (Prince of ornage) کہلاتے تھے ان کا پہلا حکمران ڈیوک ولیم تھا اس کے قتل کے جیسوسٹیوں نے ایک ہسپانوی کیسپر اناسٹرو (Caspar) (Anastro) نامی کو اسی ہزار سنہری سکہ کا لالچ دیکر تیار کیا اور ساتھ ہی اسکو اشیر باد دیا کہ اگر اس زبردست کافر کو قتل کر دیگا۔ تو عیسیٰ اور ماں مریم کے درمیان بہشت میں جگہ ملیگی۔

اناسٹرو خود تو بزدل تھا اس نے ایک دوسرے شخص جان جارجیگے کو تیار کیا اور اس کے ساتھ ٹونکا ایک تیسرا شخص بھی مل گیا۔ اس نے جارجیگے کو کافر کے مارنے کے لئے خطرناک مجذوب بنا دیا۔ وہ ڈیوک آف آرینج کے ملنے کے بہانہ سے اسکے محل کے احاطہ کے اندر چلا گیا۔ اور جب ولیم کھانے کے کمرے سے اس شخص کو ملنے دوسرے کمرہ میں چلا تو جارجیگے نے راستہ ہی میں گولی چلا دی۔ گولی اتنے نزدیک سے چلی کہ ڈیوک کے بال جل گئے اور اسے غش آگیا۔ جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ قاتل کو حاضرین نے کاٹ ڈالا۔ اور اس طرح پر مددگاروں کا راز افشانہ ہوا۔ مگر اسکی جیب سے ایک کاغذ برآمد ہوا جس سے اعانت کرنیوالے جیسوسٹیوں کا بھی پتہ لگا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور بعد اقبالی ملزم ہونے کے اُن کو بھی راہی ملک عدم کیا گیا۔ اس وقت تو ڈیوک ولیم بچ گیا۔ مگر جیسوسٹیوں نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اُنہوں نے اُس کے لئے برگنڈی کے رہنے والے بالتہذر گرہرڈ کو تیار کیا وہ اپنے آپ کو سرگرم پروٹیسٹینٹ ظاہر کرکے ڈیوک ولیم کی ملازمت میں داخل ہوا، اور چونکہ ہوشیار اور کئی زبانوں کا ماہر تھا، اس لئے دشمن کی نگرانی کے لئے اُسے مقرر کیا گیا گرہرڈ نے اپنا نام تبدیل کرکے اپنے آپ کو گئوان ظاہر کیا۔ شروع جولائی ۱۵۸۴ء میں ڈیوک نے لیٹے لیٹے اُس کی رپورٹ سنی اور پھر آنے کی اجازت دی۔ ۱۰ جولائی کو وہ پھر در دولت پر حاضر ہوا، لیکن ڈیوک کو فرصت نہ تھی، اس لئے اُسے سہ پہر کے لئے بلایا۔ ایک بجے ڈیوک اپنے کمرے سے پارلیمنٹ کے اجلاس کے لئے چلا، گرہرڈ عرف گئوان راستہ میں منتظر کھڑا تھا۔ کچھ کہنے کے بہانے سے آگے بڑھا، اور پستول سے تین گولیاں جھونک دیں، ولیم کاری مہلک زخم کھاکر گر گیا۔ قاتل بھاگا، مگر دور جاکر پکڑا گیا۔ اُسیوقت سٹیٹ کونسل جمع ہوئی، تب اُس کا اصلی نام معلوم ہوا، اس نے پورا اقبال کیا اور سارے حالات بیان کردئے مگر اپنے معاون چار جیسوسٹیوں کے نام باوجود تشدد کئے جانے کی بھی نہ بتلائے۔ چنانچہ ۱۴ جولائی ۱۵۸۴ء کے دن وہ بڑی بیرحمی سے قتل کیا گیا۔

ولیم کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا مورس ڈیوک ہوا، وہ اپنے باپ سے بھی بڑھکر جری بہادر سپہ سالار تھا اور اُس نے بہت سی اور سرزمین ہسپانیہ والوں سے چھین لی تھی۔ تب جیسوسٹ اس کے قتل کے بھی درپے ہوئے۔ ۱۵۹۲ء میں اُنہیں ایک غریب پیٹر مین مل گیا، دھن کے لالچ اور بہشت کے اقرار نے اُسے قابو کرلیا، وہ ایک خنجر لیکر چلا۔ ڈیوک کی نسبت بار بار

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دریافت کرنے کے باعث اُس پر شک ہوا۔ گرفتار ہوتے ہی اُس نے سب کچھ اُگل دیا۔ جیسوئیٹ پادریوں کی تلاش ہوئی، لیکن وہ پہلے ہی رفوچکر ہو چکے تھے، تب غریب پیٹر پین کو پھانسی مِل گئی اور آئندہ کے لئے سلطنت ہالینڈ سے جیسوسٹیوں کا پورا بائیکاٹ ہو گیا۔

پرتگال سے جیسوٹیوں کا مُلک بدر ہونا

جب پُرتگال کا ملک ہسپانیہ (Spain) سے بٹوارا ہو گیا تو امریکہ کا صوبہ پیراگوئی (Paryaguay) پرتگال کے حصّے آیا۔ وہاں جیسوسٹیوں نے بڑی ریاست بنا رکھی تھی، اُنہوں نے پہلے تو سلطنت ہسپانیہ کو ترغیب دینی چاہی کہ باہمی معاہدہ کو توڑ دیں، کیونکہ سب ہسپانیہ میں کیتھولک مذہب کا زور تھا، دوسری طرف گورنمنٹ پرتگال کو یہ دہوکہ دینا چاہا کہ اس معاملہ میں اُن کا نقصان ہوگا، دونوں گورنمنٹوں نے دو دیانت دار آدمیوں کو فیصلہ کے لئے مقرر کیا۔ تب جیسوسٹوں نے امریکن انڈین اقوام کو ان کے برخلاف جنگ کے لئے آمادہ کر دیا۔ لیکن ہسپانیہ اور پرتگال کی متحدہ فوج نے امریکن انڈئنز کو دوبارہ شکست دی۔ جیسوسٹوں نے پھر زیادہ فوج مقابلہ کے لئے اکٹھی کی تب ۱۷۵۵ء میں سپین اور پرتگال کے فرمانروایان نے جیسوسٹوں کے قلع قمع کا تہیّہ کر لیا، اور بڑی زبردست فوج اُن کو پسپا کرنے کے لئے روانہ کی، جس نے پے در پے فتوحات کے بعد ۱۷۶۸ء کے خاتمہ پر جیسوسٹوں کا پیراگوئے (امریکہ) میں خاتمہ کر کے مُلک سول حاکموں کے سپرد کر دیا۔ اور اس طرح ہسپانیہ اور پرتگال کا باہمی فیصلہ ہو گیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پیراگوئے سے نکالے جاکر بھی پرتگال میں جیسوئٹوں کا زور بڑھ گیا تھا
کیونکہ بادشاہ جوزف اور اُن کی ملکہ بڑے وشواسی کیتھولک تھے، مگر ان کا وزیر اعظم
مارکوئیس آف پومیل بڑا باتدبیر تھا، اُس نے سلطنت میں اصلاحیں کرنا
شروع کردیں، جس پر جیسوئیٹ بھڑک اُٹھے اور اُس کی علانیہ مخالفت شروع
کردی۔ وزیر پومیل نے ان پادریوں کو جلاوطن کردیا اور باقی کسی قدر
دب گئے۔ مگر ۱۷۵۵ء میں ایک ایسا بھونچال آیا کہ پرتگال کا دار الخلافہ
شہر لسبن برباد ہوگیا، اور پلیگ اور قحط نے تباہی ڈال دی۔ اب تو
جیسوئٹیوں کی..... چڑھ مچی۔ اُنہوں نے علانیہ اس بربادی کا باعث وزیر
پومیل کا پاپ بتلایا، اور پیشگوئی کی جب تک اسے سزا نہ ملیگی قہر الٰہی دور
نہ ہوگا۔ یہ شور اس قدر بڑھا کہ رعایا نے پومیل کی برخاستگی کے لیے
زور دیا، اور بادشاہ بھی گھبراکر لسبن کو چھوڑ چلا تھا۔ لیکن پومیل نے کہا
"فرمانروا کا محل رعایا کے بیچ میں ہے۔ آؤ مُردوں کو دفنا دیں اور
زندوں کی خبر لیں" اور وہ رعایا کے گھروں کو پھر سے آباد کرنے میں مصروف
ہوا۔ رعایا پھر اُس کے ساتھ ہوگئی۔ تب جیسوئٹوں نے وزیر اعظم
کے برخلاف شکایتیں جمع کیں۔ وزیر پہلے ہی بادشاہ کی خدمت میں
پہنچ گیا تھا، اور ان کی شکایتوں کی قلعی کھولکر محل شاہی سے اُن
سب کو بدر کرنے کا حکم دلوایا، اور صبح تک محل شاہی کے احاطہ
میں ایک بھی جیسوئیٹ نہ دکھائی دیا۔ شاہ جوزف پر گولی چلوائی گئی مگر وہ
بچ گیا۔ اس سازش کا پتہ لگاکر وزیر اعظم نے اُن رؤسا کو جو سازش
میں شریک تھے سزا دی اور اُن میں سے دس کو بڑی بیرحمی سے
قتل کیا گیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مگر جیسوئیٹوں کو بھی نہ چھوڑا گیا اور اُن کو اُن کے کیفرِ کردار کا بدلہ ملا
اُن میں سے گیارہ قید کئے گئے، اور باقی ملک بدر کئے گئے، اور اُن کی
تمام جائدادیں ضبط کرلی گئیں۔ اِن ضبطیوں سے ملک کا بہت بھلا ہوا۔
۲۰ راپریل ۱۷۵۹ء کے دن کل جیسوئیٹوں کے ملک بدر ہونے کا حکم صادر
ہوگیا۔ اور اُس کی اس طرح تعمیل ہوئی کہ پرتگال ہمیشہ کے لئے ان مذہبی ڈاکوؤں
سے آزاد ہوگیا۔

فرانس میں جیسوئیٹوں کے کارنامے

ہسپانیہ اور فرانس میں جیسوئیٹوں کے
کارنامے بھی ایسے ہی ذلیل اور خوار ہیں۔
خاصکر فرانس میں تو انہوں نے بڑی شیطنت
سے کام لیا۔ جیسوئیٹ پادری کلیمنٹ نے
ہنری سویم بادشاہ فرانس کے یہاں کچھ معروض کرنے کے بہانہ سے جاکر تخلیہ
میں اُس کے چھُری بھونک دی اور بادشاہ کو جاں بحق کردیا۔ پادری اُسی
جگہ مارا گیا۔ پھر ہنری سوم کے جانشین ہنری چہارم پر ۱۵۹۲ء میں حملہ
کی تیاری ہوئی، مگر قبل اس کے کہ قاتل حملہ کرے وہ پکڑا گیا، اور بعد اقبال
جرم قتل کیا گیا۔ پھر جیسوئیٹوں نے ایک انیس سالہ نوجوان جین چیٹیل نامی کو
تیار کیا گیا، اُس نے علانیہ ہنری چہارم پر حملہ کیا اور خنجر پیٹ میں چلانا چاہا
لیکن جھکنے کے باعث صرف بادشاہ کا ہونٹ کٹ گیا۔ اس کی تحقیقات ہوئی
اور جرم سازشی جیسوئیٹ پادریوں کے برخلاف ہی ثابت ہوا۔ چیٹیل کو گھوڑوں سے
گھسیٹوا کر ذبح کیا گیا۔ پادری گوئگناڈر کو پھانسی پر چڑھایا گیا اور چھ دیگروں کو
ملک بدر کیا گیا۔ آخرکار ۱۴ رمئی ۱۶۱۰ء کے دن جب کھلی فٹن میں بادشاہ ہنری
چہارم کا جلوس نکل رہا تھا ایک جیبیں نامی نوجوان نے بڑھکر خنجر بھونک دی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلا وار تو پسلی پر پڑا، لیکن دوسرا دل میں گھس گیا اور بادشاہ فوراً مر گیا۔ قاتل نے باوجود تشدد کے کسی اور نام نہ لیا اور قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد جیسوئیٹوں کو پھر فرانس میں کہرام مچانے کا موقع ملا۔ لوئیس پندرھواں بھی ان کے قابو تھا۔ مگر جب اُس نے اُن کی غلامی سے برگشتگی ظاہر کی تو انھوں نے اُس کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ ایک دن بادشاہ شام کے وقت معہ اپنے ہمراہیان کے جا رہا تھا کہ ایک بائیس سالہ نوجوان نے اس کی چھاتی پر چھری چلا دی بادشاہ نے زخم محسوس کرکے اُسے پکڑوا دیا، اس وقت شور مچ گیا کہ بادشاہ مر گیا، مگر وہ زندہ رہا۔ تحقیقات کے وقت معلوم ہوا کہ قاتل کا نام ڈیمنٹس ہے، وہ شہر آراس کے جیسوئیٹ کالج کے باورچی خانہ میں ملازم تھا اور کئی امیروں کے یہاں نوکر رہا، اُس کے اقبال سے معلوم ہوا کہ اُسے اس کام کے لئے پادریوں نے تیار کیا تھا اور ایک جیسوئیٹ پادری نے اُسے گناہ کی پیشگی معافی بھی دیدی تھی۔ ڈیمنٹس تو خوفناک طریقہ پر قتل کیا گیا، لیکن اُس کے معاونوں کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد فرانس سے بھی جیسوئیٹوں کو ہمیشہ کے لئے بدر کر دیا گیا۔

جیسوئیٹ فرقہ کا بقایا

سمجھا یہ جاتا ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے جیسوئیٹوں کا خاتمہ ہو گیا، اور پوپ روم کے فتوے سے ایسا ہونا ہی قیاس میں آتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ اُن کا زور بالکل نہیں رہا، اور اُن کی خطرناک خونی سازشوں سے عیسائی دنیا کو نجات مل گئی ہے، لیکن دوسرے طریقوں پر یعنی دغا، فریب اور مکاری سے یہ لوگ اب تک کام کر رہے ہیں، اور جنوبی ہندمیں جا کر تو میں نے محسوس کیا ہے کہ معصوم جاہل ہندوؤں کو ان کے دام تزویر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے بچانے کے لئے اب بھی کافی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

فصلِ چہارم

آریہ دھرم اور تہذیب کی خصوصیت

سیمیٹک مذاہب کے اصول اور تہذیب کی اصلیت اُس داستان سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے جو اب تک بیان کی گئی ہے۔ اب مختصر طور پر آرین تہذیب اور دھارک سدھانتوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

فہرست آریہ تہذیب کے دعوے داروں کی

ہندو کہلانے والے سناتن دھرمی، ویدک دھرم کے مدعی آریہ سماجی دس گوروؤں کے پیرو خالصہ ویر، جینی، بودھ اور پارسی، یہ سب آریہ تہذیب کے دعویدار ہیں۔ آریہ شبد کے اندر ان سب کا شمول ہوجاتا ہے۔ ہندو شبد بہت نیا ہے، اور اس کا زیادہ تر استعمال پنجاب اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے اُن علاقہ جات میں ہوتا ہے جہاں مسلمانوں کا زیادہ تر زور رہا ہے۔ دکشن بھارت (جنوبی ہند) میں اب تک آریہ شبد کا استعمال عام ہے۔ آریہ بھوجن شالا، آریہ سنشودھک سماج وغیرہ نام اُن سنستھاؤں کے ہی نہیں جن کا آریہ سماج کے ساتھ تعلق ہے، بلکہ جنہیں عام طور پر سناتن دھرمی ہندو کہا جاتا ہے اُنکی یہ سنستھائیں ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اگست ۱۹۲۳ء کے تیسرے ہفتہ میں جو ہندو سبھا کا سمیلن کاشی نگر میں ہوا تھا اُس میں بودھوں کے پرتی ندھی جھلشے اناگرک دھرمپال اور پارسیوں کے پرتی ندھی مہاشہ جی کے نریمان نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ وے لوگ بھارت ورش سے اُس وقت جُدا ہوئے تھے جب آریہ جاتی کہلاتی تھی، اور اب بھی وے آریہ نام کے ہی شیدا ہیں۔ پس آریہ تہذیب سے کسی خاص فرقہ ہنود کا مطلب نہیں ہے بلکہ اُن سب سماجوں سے مراد ہے جو پراچین آریہ جاتی کی شاخیں ہیں۔

آرین تہذیب کی خصوصیت

اس جگہ آریہ قوموں کے مذہبی عقیدوں پر چار کرنیکا موقع نہیں ہے، اور نہ اُن عقائد کو بمقابلہ سیمیٹک مذاہب کے عقیدوں کے بہتر اور بزرگتر ثابت کرنا میرا مدعا ہے۔ مگر اس قدر کہنا ضروری ہے کہ سیمیٹک تہذیب کی خصوصیت سے آریہ تہذیب کا بڑا بھاری فرق ہے۔ سیمیٹک تہذیب کی بنیاد ہی ہنسا یعنی تشدد پر ہے۔ آرین تہذیب میں اہنسا پردھان ہے۔ سیمیٹک تہذیب میں برھمچریہ کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہاں مرد اور عورت کے تعلقات پر کوئی پابندی نہیں۔ ایک مرتبہ اگر معمولی بیاہ کی رسم ادا ہو گئی تو دونوں کے باہمی حیوانی خواہشات پورا کرنیکے کوئی بھی قاعدہ یا قانون سدّ راہ نہیں۔ لیکن آریہ تہذیب میں برھمچریہ کا بڑا اعلیٰ رتبہ ہے۔ اور انسانی زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول میں ایک ضروری ذریعہ ہے۔ سیمیٹک مذاہب کی اشاعت ہمیشہ جبر سے ہوتی رہی ہے اور جہاں ظاہرا جبر کو دبانا پڑا ہے وہاں خفیہ طور پر ناجائز وسائل سے تبلیغ کی گئی ہے، اس لئے یہودیوں کے زمانہ میں سوائے اُس

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خاص قوم کے اور کسی کے لئے نجات نہ تھی، عیسائیوں میں بغیر عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے محض نیک چلنی (سُداچار) سے مُکتی نہیں ملتی۔ روز آخرت حضرت مسیح جس کی شفاعت کریں گے اُس کے لئے سورگ کی سیڑھی صاف ہوگی۔ اور محمدی مذہب میں جسے اسلام کا خطاب دیا جاتا ہے) تو بغیر شفاعت حضرت محمد صاحب کے نجات ناممکن ہے، لیکن آریہ تہذیب اور دھرم کے مطابق جو لوگ سچائی کے پابند اور جن کا چرتر (کیرکٹر Charecter) اعلیٰ ہے اور جو لوگ نیچے گیان کے نور سے منور ہیں، یعنی جو لوگ آریہ ہیں اُن کی مُکتی بلا قید مذہب و مِلّت کے ہوگی۔ نہ تر تھنکر، نہ بدھ دیو، نہ شنکر اچاریہ، اور نہ دیانند، نہ جن دیو اور نہ گرو نانک دیو سے لیکر گورو گوبند سنگھ تک کوئی مُکتی دلا سکتا ہے۔ اگر آپ کا چال چلن اعلیٰ نہ ہو۔ چنانچہ اُپنشد کے ایک بچن کا مطلب یہ ہے کہ پرمیشور سچائی سے ہی جانا جاتا ہے۔ ستیہ ہی اُس کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یعنی جن بچن اور کرم سے سچائی کا پیرو ہونا، لیکن انسان سچائی کا پتلہ نہیں بن سکتا جب تک کہ اُس میں تپ یعنی دھرم کے لئے جان تک دینے کی طاقت نہو اور تپسوی بننا مشکل ہے۔ جب تک تیارتھ گیان یعنی علم حق نہو اور وہ بغیر برھمچریہ یعنی ایثار نفسی یا حواس خمسہ کو بس میں کئے بغیر مشکل ہے۔ تب ہر ایک انسان کو مدح سرائی کی رشوت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ اصلی اعمال کی وجہ سے حضوری اور سرور ابدی حاصل ہوتا ہے۔

شاید کہا جائے کہ مسلمانوں میں بھی صوفی لوگ محو ہونے کو ہی انسانی زندگی کا مقصد مانتے ہیں، لیکن اتہاس سے پتہ نہیں چلتا ہے کہ ہندوستانی ویدانتیوں کی صحبت سے ہی مسلمان بزرگ صوفیوں کو یہ رتبہ حاصل ہوا تھا۔ ورنہ از روئے شرع محمدی صوفی دہریئے منکر سمجھے گئے، اور اُن میں سے اکثر دار پر کھینچے گئے۔ مولانا روم و سرمد و منصور وغیرہ پر کفر اور ارتداد کے

فتاوے مشتہر کیے گئے۔ منصور کو دار پر کھینچا گیا۔ ع انا الحق گفت او بردار شد مست
اُسی کی نسبت شاعر نے کہا ہے ؎

چڑھا منصور سولی پر پکارا عشق بازوں کو
یہ اُسکے بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے

اصلی اسلام کیا ہے؟

ہندوستان میں جس محمدی مذہب کو فروغ مل رہا ہے وہ سچے اسلام سے کوسوں دور ہے۔ قرآن شریف میں وحدانیت ہے جس کا خود حضرت محمد صاحب نے چرچا کیا۔ اُنہوں نے کبھی بھی برملا نہیں کہا کہ بغیر میری شفاعت کے کسی کو نجات نہ ملیگی۔ جس طرح مسیح نے جو دعاوی نہیں اسلئے تھے وہ اُن کے گلے حواری پال نے منڈھ دیئے اِسی طرح جہان محمد صاحب نے ایمان اور نیک کرداری کو ذریعہ نجات بیان کیا تھا وہاں اُن کے خلفا اور پیروؤں نے نیک کرداری کی شرط کو تو بالکل اُڑا دیا۔ اور ایمان کے معنی بدل کے اور بجائے خدا پر ایمان لانے کے محمد صاحب پر ایمان لانا ضروری سمجھا اسوقت کے نماز روزے اور تعزیہ داری اور قبر پرستی تو ہمات پرستی اصلی اسلام سے سینکڑوں کوس کی دوری پر جا پڑی ہے۔ اور پھر سنگ اسود کا چومنا کیا ہندوؤں کی بت پرستی کو بھی مات نہیں کرتا۔ کٹر سے کٹر ہندو مورتی پوجک بھی برہم کو نرلیپ اور پرکاش سوروپ سمجھکر اُسمیں محو ہونے کو ہی انسان کا اعلےٰ مقصد سمجھتا ہے۔ اور اس کے لئے نفس کشی کی ضرورت ہے۔ برخلاف اِس کے ایک محمدی ہندوستانی باوجود سخت بدچلن ہونے کے بھی قتالِ مرتد کے ذریعہ سے بہشت میں پہنچنے کی امید رکھتا ہے۔ پس جب محمدی مذہب کا ذکر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوں تو اس سے مطلب سچا اسلام نہیں ہوتا کیونکہ ویسے تو آریہ سب مذاہب کے سب خدا پرست پیرو اسلام کے دلدادہ ہیں اور میں خود اپنے آپ کو ان معنوں میں مسلمان سمجھتا ہوں، جن معنوں میں کہ مسلمان درویشوں نے سمجھا اور انہیں کے شامل میں یہی کہتا ہوں کہ ؎

من ز قرآں مغز را برداشتیم
استخواں پیش سگاں انداختیم

پس ہندوستان کے مسلمان بھائیوں سے میری گذارش ہے کہ اسلام کو اُن توہمات اور خونخوار مسئلوں سے نجات دیویں جن کے باعث آج اسلام کے نام سے سب سے شریف دل ہندو کانپ رہے ہیں۔

آخری کلمے اس تواریخی پرتال کی محرک وجہ کیا تھی؟ ہندوؤں کو اُن کے خطرے سے خبردار کرنا جو اُن کے محمدی مذہب کی طرف رجوع ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور سیمیٹک مذاہب کی اصلیت کو اُن کی رہنمائی کے لیئے ظاہر کرنا۔ یہودی مذہب کی خونخوار اسپرٹ سے اس وقت ہندو سماج کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ صدیوں کے عیسائی مظالم نے اُنہیں کسی شرارت کے قابل نہ چھوڑا۔ اور نہ اس وقت ہندوستان میں کوئی ایسا جتھا ہے جس سے ہندوؤں کو کسی طرح کا روحانی اندیشہ ہو۔

عیسائی مذہب بھی گو عیسیٰ کی تعلیم سے کوسوں دور جا پڑا ہے۔ لیکن اُن کے اندر علانیہ جہاد کا وجود ہی نہیں رہا۔ اور جیسوئیٹوں کے خفیہ جہاد کے خنجر مدتوں سے کھنڈے پڑ چکے ہیں۔ کافروں اور مرتدوں کو زندہ جلائے جانیوالی خفیہ مذہبی عدالتیں بیخ و بن سے اکھڑ چکی ہیں۔ لیکن ایک ہتھیار

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عیسائی مشنریوں کے ہاتھ میں دے چھوڑا ہے اور وہی ہتھیار مسلمان مولویوں کے ہاتھوں میں اب بھی کام کر رہا ہے۔ وہ ہتھیار اُس دھرم کی زنجیر کو کاٹنے میں مدد دیتا ہے۔ جس نے ایک ہندو کو دوسرے سے جوڑا ہوا ہے۔ اپنے ساڑھے پانچ کروڑ دلت بھائیوں سے جو بدسلوکی ہندو نام نہاد اونچی ذات والے کر رہے ہیں اور ہندو بال ودھواؤں کو اُن کے انسانی حقوق سے محروم کرکے جو مظالم اُن پر ہو رہے ہیں۔ اُسکا یہ نتیجہ ہےکہ آئے دن سینکڑوں مذہب کی خاطر نہیں بلکہ مجلسی حقوق کے حصول کی خاطر اپنے پوتر دھرم کی گود سے الگ ہو رہے ہیں۔ بیسیوں بال ودھوائیں روزانہ اپنے دھرم سے تپدت ہو کر بجائے اہنسک آریہ سنتان پیدا کرنے کے گؤ بھکشک مذاہب کی تعداد بڑھا رہی ہیں۔ اور دُر آچار اور وبھچار کا بازار گرم ہو رہا ہے۔

اِس آفت سے نجات پانے کے لئے ہندوؤں کو دلت جاتیوں کے ساتھ برادرانہ سلوک جاری کرنا لازمی ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ سوائے چند ایک متعصب پیشہ ور سناتنی ہندو برہمنوں کے باقی سب اونچی ذاتوں والے ہندو دلت جاتیوں کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر کیوں نہ نام دھاری سناتنی پنڈتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ برہمن۔ کشتریہ اور ویش برادریاں اچھوت پن کو دور کردیں۔ بال ودھواؤں کے وِواہ کی رسم جاری کردیں۔ جب کماریوں کا پانی گرہن ماتر ہوگیا ہوگیا ہو اور گربھادھان سنسکار نہ ہوا ہو اور اُن کا پتی مر جائے تو وے کماری ہی سمجھی جاتی ہیں۔ الپا سمرتیوں کا مت ہے۔ اُن کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

وِواہ پُنر وِواہ نہیں کہلاتا۔ پس اپنے گذشتہ پاپوں کا پرایشچت کرنا چاہیے اور آئندہ کے لیے لڑکے اور لڑکیوں کو برہمچریہ پالن کے پیچھے بڑی عمر میں بیاہنا چاہیئے۔ یہ آپت کال ہے۔ اس لیئے آپت دہرم کا پالن لازمی ہے۔

یہ اور دیگر اصلاحیں ہندو سماج کے اپنے ہاتھوں میں ہیں اور جب تک وہ ہمت کے ساتھ کھلے طور پر ان اصلاحوں میں پیش قدمی نہیں کرتے تب تک دوسرے مذاہب کے لوگوں کو کوس کر اپنے دلوں کو طفل تسلی دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ مگر ایک معاملہ ہے جس کی طرف ہندو سماج کا خاص دہیان میں کھینچتا ہوں اور وہ

مسلمانوں کا کھلا جہاد ہے

قتل مرتد کے مسئلہ کو میں نے حال کے کچھ واقعات سے بھی خطرناک ثابت کیا ہے ہندوستان کی پڑوسی سلطنت کابل میں اس پر حال ہی میں عمل ہوا ہے۔ نعمت اللہ خان قادیانی احمدی ہی سنگسار نہیں کیا گیا۔ بلکہ ایک ہندو کو بھی محمدی مذہب قبول کرنے سے انکاری ہونے پر اُسی طرح زمین میں گاڑ کر سنگسار کر دیا گیا۔ کہا جائیگا کہ ہندوستان سے اِسکا تعلق نہیں لیکن علمائے دیوبند، جمعیت علمائے ہند، اور علمائے لاہور نے اتفاق رائے سے سلطان امیر امان اللہ خان کو اس شیطانی کام پر مبارکباد دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اِس سے ہندوؤں کا کوئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تعلق نہیں۔ ہندو کافر ہیں مرتد نہیں۔ لیکن جب ہندو کے سنگسار ہونے کی خبر آئی تو اسپران محمدی علماء کی جماعتوں نے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اُسکو بالکل پی گئے۔

قتل مرتد کے مسئلہ کو اس وقت محمدی علماء نے ہندوستانی مسلمانوں کے اندر خوب مشتہر کیا ہے۔ اردو اخباروں میں چھپا تھا اور لکھنؤ کے متعدد ہندو مسلمان معززین سے اس کی تائید ہوئی کہ جب لکھنؤ کے فساد کو رفع کرنے کے لیئے ہندو مسلم لیڈران بازاروں میں گئے تو مولینا عبد الباری فرنگی محلی کو موٹر پر دیکھکر مسلمان عوام نے شور مچایا اور مولانا سے کافروں کے گلے کاٹنے کی اجازت مانگی۔

میں اس سے پہلے رسالہ "محمدی سازش کا انکشاف" میں ثابت کر چکا ہوں کہ ہندوستان کے محمدی علماء کی رائے میں قتل مرتد کا مسئلہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر انگریزی راج ہونے کے باعث اس پر عمل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ مرتد کو قتل کرنے والے مسلمان کو پھانسی مل سکتی ہے۔ لیکن اگر مسلمان مرتد کو مار ہی ڈالے اور پکڑا نہ جائے تب تو قتل مرتد میں کوئی دقت نہیں ہے۔

مرتد وہ ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے۔ مگر محمدی علماء ایک حدیث کو پیش کرکے فتوے دیتے ہیں۔ کہ پیدائش سے سب مسلمان ہیں۔ ماں باپ کی صحبت سے غیر مذاہب میں سے چلے جاتے ہیں۔ تب سب غیر مسلم ہی واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔ لیکن اسکو اس وقت جانے دیجئے۔ اصلی خطرہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ہے۔

اس وقت عموماً ہندو اچھوت یا دلت خاص اقتصادی یا مجلسی لالچ کی وجہ سے مسلمان ہو جاتے ہیں اور جب اُن کی امیدیں وہاں بر نہیں آتیں تو پھر ہندو برادری کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ایسے آدمی مرتد سمجھے جاتے ہیں۔ یہی حالت اونچی ذات کے ہندوؤں کی بھی ہے۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے ہندوؤں سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اچھوتوں سمیت سب ہندوؤں کو سمجھادیں کہ اگر وہ ایک مرتبہ مسلمان ہو گئے تو انہیں مذہبی آزادی نہ رہیگی، اور اُن کے واپس آنے پر مسلمانوں کو اُن کے قتل کر دینے کا بہانہ ملے گا۔ اس لئے کسی ہندو کو بھی مسلمان نہیں بننا چاہیئے۔

اپنے دلت اچھوت بھائیوں سے خاص التماس ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہندوؤں کا سلوک آپ کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے اپنا دھرم چھوڑنا آپ کے لیئے ضروری نہیں۔ بجائے اونچی ذات کا اُبھمان کرنے والے ہندوؤں کی پرواہ کرکے۔ آپ کیوں نہ اپنے ساڑھے پانچ کروڑ کا ایک آریہ جتھا بنادیں۔ آپ کا سنگٹھن بڑی آسانی سے ہوسکتا ہے اور پھر بجائے اس کے کہ آپ اونچی ذات کے مغروروں کے پیچھے بھاگیں خود اُن کو آپ کی شرن میں آنا پڑیگا۔

میں جانتا ہوں کہ ہندو عوام کی کثرت اُن بیجا بندھنوں کو توڑنا چاہتی ہے جن میں کہ سناتن دھرمی متعصب پنڈتوں نے

اُنہیں جکڑا ہوا ہے۔ پھر کیوں نہ وے سب آریہ سماج کے شامل ہو کر ہند و سماج کی ساری مشکلوں کو حل کرنے میں مددگار ہوں لیکن کیا آریہ سماج کے سبھا سد اس بڑی اہم ذمہ داری کو اپنے اوپر لینے کو تیار ہیں؟ اس کا جواب اُن کو اپنے اعمال سے دینا چاہیئے۔

مُسلمان بھائیوں سے آخری التماس

ٹرکی نے نام نہاد خلافت کو جو بجائے مسلمانوں کو دیگر انسانوں کے ساتھ ایک سوت میں پرونے کے دنیا کو اُن کا دشمن بنا رہی تھی ختم کر کے اپنی قوم کو مسلمان رکھتے ہوئے بھی اعلیٰ تہذیب کی طرف رجوع کر دیا ہے۔ مصر نے حصول آزادی کے لیئے دیگر غلام اقوام کے ساتھ رواداری کا برتاؤ شروع کر دیا ہے۔ مراکو اور فارس میں اپنے الگ الگ بادشاہ کو خلیفہ سمجھتے رہے ہے۔ اور کابل نے بھی خلافت کے خاتمہ پر دو آنسو تک نہ بہائے۔ یہ سبق آموز نظارہ ملاحظہ کرتے ہوئے بھی آپ کا غلامی کی حالت میں خلافت کی حفاظت کا راگ الاپتے جانا کہاں تک عقلمندی ہے۔ اِس پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ "محمدی علماء کا اپنے عوام کو لوٹ۔ غارتگری۔ اور زنا بالجبر کے سے خوفناک گناہوں سے بچانے کی بجائے ایسے جرائم کے ارتکاب پر اُن کی شرعاً

پلیٹھ ٹھونکنا اور محمدی شرفا کا بجائے اُن پر اظہار نفرت کے اُن کی حفاظت اور جنبہ داری کے لیئے ہاتھ پیر مارنا۔ اسپر بھی سچے مذہبی نکتہ نگاہ سے نظر ڈالیئے۔

ہندو بھائیوں سے ادنستم نویدن

آپ کی آنکھیں تو کھلنے لگی ہیں لیکن صدیوں کی مذہبی غلامی اور ضعیف الاعتقادی نے آپ پر اودیا (جہالت) کی فالج گرا رکھی ہے اپنے ساڑھے پانچ کروڑ بھائیوں کو اچھوت قرار دیکر اُنپر حیوانی مظالم روا رکھکر آپنے اُنہیں غیر ہندوؤں کے گھروں کا راستہ دکھا چھوڑا ہے بال ودھواہ (شادی صغر سنی) کے ذریعہ لاکھوں بال رنڈ بٹھا کر اُنہیں زبردستی بالسن بھکشک اولاد پیدا کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور پھر شکایت محمدی غنڈوں کے مظالم کی کرتے ہو اور اس سنہری اصول کو بھول جاتے ہو کہ "گھر اپنا رکھیئے اور چور نہ کسے رکھیئے"

دونوں سے مشترکہ اپیل

بھائی مسلمان ہندوو! دونوں بطور جماعت کے انسانی پایہ سے گرے ہوئے ہو۔ آؤ! پہلے انسان بنو پھر مسلمان اور ہندو ہونے کا دعوے کچھ اہمیت رکھیگا۔ جس قوم یا فرقہ کے اندر انسانیت معدوم ہے اُسکا آزادی کے لیئے جدو جہد کرنا فلک کو بھی ہنسا رہا ہے۔ خدائے دو جہان تینوں لوگوں کا مالک برمھ دنیا کی جملہ جماعتوں کو راہ راست دکھا دے یہہ سنیاسی کی اُس سے پرارتھنا ہے! ۔ آمین۔ اوم۔ شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

(شردھانند سنیاسی)

اوم

ہندو مسلم اتحاد کی کہانی

تمہید: یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ ہندوستان کی بادشاہت انگریزوں نے مسلمانوں سے نہیں۔ بلکہ ہندوؤں سے حاصل کی پنجاب میں سکھوں کا راج تھا۔ دکشن میں مرہٹوں کا۔ ممالک متحدہ میں بھرت پور کے جاٹ اور دیگر ہندو فرمانروا تھے۔ مغل بادشاہ دہلی کے قلعہ میں ایک طرح سے محصور تھے۔ مسلمان حاکم اودھ اور حیدر آباد دکن وغیرہ میں خود مختار ہو چکے تھے۔

اسوقت تک ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات بہت اچھے ہو چکے تھے۔ پنجاب میں رنجیت سنگھ شیر پنجاب کے دربار میں فقیر عزیز الدین صاحب کا پایہ کسی سکھ یا ہندو وزیر سے کم نہ تھا۔ دیگر جگہوں میں بھی ہندو مسلمان ملکر رہنے لگ گئے تھے۔ مذہبی تعصبات سے مسلمان زیادہ تر بری ہو چکے تھے۔ جہاں کہیں انگریزوں نے ہندوستانی فرمانروایان سے ممالک حاصل کئے۔ وہاں ہی ہندو مسلمانوں نے نہ صرف پہلو بہ پہلو انکا مقابلہ کیا بلکہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں برابر شریک رہے۔ عوام میں بھی تعلقات بہت ہی نزدیک تر تھے۔ یہ حالت انگریزوں کی ملک گیری کے بعد بھی قائم رہی۔ فرق صرف اتنا ہوا۔ کہ جہاں ہندوؤں نے عیسائی فرنگیوں کے یہاں ادنےٰ نوکری صرف چپراسی گیری اور چوکیداری قبول کی۔ وہاں پہلے تو مسلمان باورچی اور خانسامے بھی انہیں نہ ملے۔ اور انگریزوں نے بھنگی باورچی وغیرہ کاموں کے لئے رکھے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ کام مسلمان بھی کرنے لگ گئے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جو ملازم کھانا کھلانے اور غسل کرانیکا دیگر نزدیکی خدمت کے کام انجام دے۔ اُسے آقا کے ساتھ زیادہ تر نزدیکی تعلق ہوجاتا ہے۔ مسلمان اہلکار بھی چونکہ انگریزوں سے اسقدر اندرونی نفرت نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ چھوت چھات کی رسوم کے باعث ہندو۔ اس لیے مسلمان اہلکار انگریز افسروں طبیعتوں پر زیادہ قابو پا گئے۔ ہندوؤں میں یہ مشہور ہوا۔ کہ مسلمان اہلکار انگریزوں کی خوشامد کرنیکی وجہ سے اُن کے زیادہ نزدیک ہیں۔ لیکن وجہ عموماً وہی تھی۔ جو میں نے اوپر بیان کی۔

غدر میں تبدیلی } یہ حالت تھی۔ جب ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر پھوٹ نکلا۔ چونکہ اُس تحریک کے چلانے والے کسی باہمی نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے پسپا ہوگئے۔ اس انہیں فاتحوں کیطرف سے باغی کا بدنام عطا ہوا۔ اگر وے کامیاب ہوجاتے۔ تو شاید تواریخ میں اُن کا نام محبان قوم کے زمرے میں ہمیشہ کے لئے روشن رہتا خیر غدر ہوگیا۔ اور انگریزوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ پنجاب نے اُسوقت انگریزوں کی حکومت کے استحکام میں خاص مدد دی۔ میرے سورگباشی پتا بھی ایک سو سواروں کا دستہ بھر کر بحیثیت رسالدار کے آن موجود ہوئے۔ اُنہوں نے اُن دنوں کا ایک خاص واقعہ سنایا۔ جو اُسوقت کے خیالات کا عملی مظہر ہے۔

میرے پتا کا نام نانک چند تھا۔ اُن کے رسالہ میں دوسرے ایک سو دستہ کے رسالدار بھوپ سنگھ تھے۔

دونوں سردار میجر ارل صاحب کے ماتحت بریلی کے نزدیک بن بسے کے میدان میں باغیوں سے جنگ میں مشغول تھے۔ شام کا وقت تھا۔ میجر ارل ایک کیمپ میں چارپائی پر اور دونوں سردار دوسری چارپائی پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دفعتاً میجر صاحب نے فرمایا (وہ دیکھو ایک سوری کے ساتھ اُس کے بچے جا رہے ہیں

سرداروں نے کوئی سوری نہ دیکھکر کہا۔ کہیں سوری اور اُس کے بچے دکھائی نہیں دیتے، "میجر صاحب نے اُنگلی کا اشارہ کرکے کہا" وہ دیکھو"۔ اصل بات یہ تھی۔ کہ ایک مسلمانی عورت کے ساتھ اُس کے دو تین بچے جارہے تھے۔ اور صاحب بہادر کو یہ شک تھا۔ کہ شائد یہ انگریزی فوج کا راز دریافت کرنے آئی ہے۔ سردار بھوپ سنگھ نے کہا۔ آج حضور ایسا کہتے ہیں۔ لیکن وقت آئیگا۔ جب یہی سوری کے بچے حضور لوگوں کے زیادہ نزدیک ہوں گے۔ اور ہم جو آپ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھکر آئے ہیں۔ آپ سے بہت دور ہو جائیں گے۔ میجر آرل نے فرمایا۔ یہ کسطرح ہو سکتا ہے۔ کیا ہم مسلمانوں کی کرتوتوں کو بھول سکتے ہیں۔ یا آپ لوگوں کی جثاری کو فراموش کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ ہمارے ہمیشہ دوست رہیں گے"!

اڑھائی برس گذر گئے۔ رسالدار نانک چند بانس بریلی میں پولیس انسپکٹر ہیں۔ میجر آرل بریلی کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں۔ اور رسالدار بھوپ سنگھ شاید مراد آباد یا کسی دوسرے ضلع میں تحصیلدار ہیں۔ بریلی کے کورٹ انسپکٹر ایک مسلمان مولوی صاحب ہیں۔ ٹھاکر بھوپ سنگھ کسی تقریب پر بریلی آئے اور اپنے پرانے جنگ کے ساتھی سردار نانک چند کے یہاں مقیم ہوئے۔ صلاح ہوئی کہ چلکر اپنے پرانے میجر صاحب سے ملیں۔ دونوں سردار صاحب بہادر کے بنگلے پر پہنچے۔ بہرہ نے اطلاع کی۔ اور کرسیاں برآمدے میں بیٹھنے کو دیں۔ صاحب غسل خانہ میں تھے۔ سندیسا ملا۔ کہ غسل خانہ سے فارغ ہوکر ملیں گے۔ پانچ منٹ پیچھے مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ اور چک اُٹھا کر اندر چلے گئے۔ غسل خانہ سے دونوں کی بات چیت کی آواز آنے لگی۔ سردار بھوپ سنگھ نے سردار نانک چند کو بن بسے کی سوری والی بات یاد دلا کر کہا۔ کہ وہ میجر صاحب سے اس کا ضرور ذکر کریں گے۔ مولوی صاحب بیس ۲ پچیس ۲۵ منٹ بات چیت کرکے چلے گئے۔ اس کے دس منٹ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بعد بہرہ آیا۔ اور صاحب کے کمرے میں دونوں کو لیگیا۔
بیٹھتے ہی سردار بھوپ سنگھ نے اپنے ساتھی سردار کے اشارتاً منع کرتے کرتے جو دل میں آیا کہہ ڈالا۔

"میجر صاحب! حضور کو بن بسے کی سوری والی بات یاد ہے" میجر صاحب کو کچھ یاد نہ تھا۔ سردار بھوپ سنگھ نے کہا "بن بسے میں ایک شام کو حضور نے مجھے اور سردار نانک چند کو سوری اور اُس کے بچے دکھا کر اُن سے نفرت کا اظہار کیا تھا۔ تب میں نے کہا تھا۔ کہ وقت آئیگا۔ جب یہی سوری کے بچے حضور لوگوں کے زیادہ تر نزدیک ہونگے۔ اور ہم جو آپ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھکر آئے ہیں۔ آپ سے بہت دور ہو جائیں گے۔" صاحب کے چہرے پر کچھ غصہ اور شرم کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور کہا کہ آپ کا وہم ہے۔ یہ کورٹ انسپکٹر ہیں۔ بڑی راز کی بات ظاہر کرنے آئے تھے۔ آپ لوگوں سے میرا پورانا ہی تعلق ہے۔

سردار بھوپ سنگھ تو چلے گئے۔ لیکن مولوی صاحب نے سردار نانک چند پر ایک مقدمہ اُٹھوا دیا۔

میجر آرل نے بھی اُس میں اُن کی مدد کی۔ آخر کار منصف مزاج مسٹر ایڈورڈس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے میرے والد بزرگوار باعزت بری ہوئے۔ اور مولوی صاحب کو جو مشقت اُٹھانی پڑی۔ اور اُنہیں اُس کی بدولت جو نقصان پہنچا۔ اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ تھی ۱۸۵۷ء کے اکتوبر کی بات اور یہ ہے ۱۸۶۰ء کے مارچ و اپریل کی بات اس اڑھائی برس کے عرصہ میں اسقدر تبدیلی کسطرح واقعہ ہوئی۔ وہ اُس وقت ایک راز سربستہ تھا۔

تبدیلی کیسے واقع ہوئی } انگریز حاکموں کے خیالات دو اڑھائی برسوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں کیسے یکلخت بدل گئے۔ یہ مدت تک معمہ رہا۔ بدلنے کا حال ہندوؤں کو تو معلوم ہی نہ ہوا۔ آخر جب سنہ ۱۹۰۱ء میں مولوی الطاف حسین حالی نے حیات جاوید یعنی سرسید کی لائف لکھکر چھپوائی۔ تب یہ عقدہ حل ہوا۔ اسی کتاب کی بنا پر اصل حال جانا جا سکتا ہے
سرسید عرصہ تک دہلی میں منصف رہے۔ غدر سے دو سال پیشتر وہ صدر آمین کے عہدہ پر ترقی پاکر بجنور کے ضلع میں تبدیل ہوئے۔ وہ بجنور کی تاریخ لکھکر صدر بورڈ آگرہ میں بھیج چکے تھے۔ جب غدر ہوگیا۔ اُس وقت انگریز حکام اور اُن کے بال بچوں کو باغیوں کے ہاتھ سے بچانے کا سرسید نے بڑا نمایاں کام کیا۔ باغیوں کا سرغنہ نواب محمود خاں تھا۔ اُسے سمجھایا کہ چند انگریزوں کے مار ڈالنے سے کیا ہاتھ آئیگا۔ بہتر ہے۔ کہ اُن کو صحیح سالم یہاں سے جانے دو۔ اور تم ملک کے مالک ہوجاؤ"۔ اس طرح نشیب و فراز سمجھائے۔ کہ نواب قابو میں آگیا کلکٹر صاحب سے ایک تحریر بھی اُسے دے دی۔ جس پر اگر وہ عمل کرتا۔ تو اُس کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا۔ جو اور خیر خواہوں کے ساتھ ہوا۔
انگریزوں کے رڑکی چلے جانے کے بعد نواب نے سرسید کو قابو کرنا چاہا۔ مگر اُنہوں نے سمجھایا۔ کہ اگر بالفرض انگریز چلے گئے۔ تو آپ نواب بنے بنائے ہیں۔ آپ کی نوابی کوئی نہیں چھینتا۔ اور اگر میرا خیال ٹھیک ہے۔ (کہ انگریزوں کی عملداری ہرگز نہ جائے گی) تو آپ خیر خواہ سرکار بنے رہیں گے۔ اور سرکار آپ کی نہایت قدر کرے گی"۔ نواب نے نہ مانا سرسید اس فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح بجنور سے نکلکر میرٹھ پہنچ جائیں۔ مگر موقع نہ ملتا تھا۔ اسی عرصہ میں ہلدور کے چودھریوں نے ایک انبوہ کثیر جمع کر کے محمود خاں کی فوج پر حملہ کیا۔ اور نواب شکست کھاکر بجنور سے نجیب آباد چلا گیا۔ سرسید نے اُسکی مکمل رپورٹ کمشنر کو لکھ بھیجی۔ وہاں سے حکم آگیا۔ کہ تم سرکار کی طرف سے ضلع کا انتظام کرو۔ اور ڈپٹی احمد خاں اور میر تراب علی کو اپنے ساتھ شریک کر دیا۔
نواب محمود خاں نے پھر ایک جماعت اکٹھی کرلی۔ اور چودھریوں کو شکست دی۔ وہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھاگے۔ تب ہلدور پر بھی نواب نے حملہ کر کے چودھریوں کو شکست دی۔ اور اُس کے بہت سے مکانات جلادیئے۔ تب بہ ہزار دقت سرسید میرٹھ پہونچے۔ اور کچھ کم پانچ ماہ وہاں رہے۔

بجنور میں نواب سے شکست کھا کر "کچھ ہندو رئیس میرٹھ چلے آئے تھے۔ اور کچھ لوگوں نے قید کر لئے تھے"۔ ہندو رئیس اپنے آپ کو سرکار انگریزی کے خیر خواہ ظاہر کرتے تھے لیکن سرسید نے غدر کے ختم ہوتے ہی اُن کی نسبت ایک عجیب خیال ظاہر کر کے حکام انگریزی کے خیالات بدل دیئے۔ حالی صاحب لکھتے ہیں "ہندو رئیس جنہوں نے مسلمانوں سے شکست پائی تھی۔ اور جو اپنی باہمی خانہ جنگیوں کو سرکار کی خیر خواہی کے لباس میں ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ کہ جو لوگ مسلمانوں کے اُن حملوں میں شریک تھے۔ جو انہوں نے...... ہندو رئیسوں پر کئے۔ وہ سب باغی قرار دیئے جائیں۔ اگر اسوقت یہ فیصلہ ہوجاتا۔ تو ضلع بجنور خاک سیاہ اور مسلمانوں سے خالی ہو جاتا۔ سرسید نے مسٹر شکسپیر اور بعض افسران فوج سے اسباب میں گفتگو کی۔ اور کہا کہ سرکار کے نزدیک باغی صرف وہی لوگ قرار پانے چاہئیں۔ جو اب سرکار سے مقابلہ کے ساتھ پیش آویں۔ باقی جو لڑائیاں اور فسادات رعایا نے ایک دوسرے سے کئے۔ قانون کی رُو سے اِن کی نسبت جو کچھ تجویز ہو۔ سو ہو۔ مگر اُن کی وجہ سے کسی کو سرکار کے مقابلہ میں باغی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ میرے نزدیک بر وقت داخل ہونے سرکاری فوج کے اگر کوئی مقابلہ نہ کرے۔ اور سب لوگ معہ نواب محمود خاں کے حاضر ہوجائیں۔ تو ضلع بجنور کے کسی شخص کو باغی قرار دینا نہیں چاہئے۔ کہ اس پر بہت بحث ہوئی۔ اور آخر یہ بات قرار پا گئی۔ کہ "جو لوگ سرکاری فوج کے مقابلہ میں آئیں۔ وہی باغی قرار دیئے جائیں"۔ لیکن بدنصیبی سے آم سوت۔ نجیب آباد۔ اور نگینے پر احمد اللہ خاں اور ماڑے خاں وغیرہ نے خفیف خفیف مقابلے کر کے ہزاروں کو لڑائی میں قتل کرا دیا۔ اور تمام ضلع کی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

طرف سے سرکاری افسروں کو بدظن کر دیا۔ (دیکھو حیات جاوید صفحہ ۷۷)

مسلمانوں کی خاص حمایت } اوپر کے لمبے چوڑے اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بجنور کے ہندو رؤسا

کی سرکاری خیرخواہی کو سرسید نے خاک میں ملا دیا۔ اور مسلمان باغیوں کو اُن کے سرغنہ نواب محمود خاں سمیت بچانے کے لئے کوشش میں کامیابی حاصل کی۔ مگر پھر بھی مسلمانوں نے مقابلہ کیا۔ اور پسپا ہوئے۔ جس کے لئے سرسید ذمہ دار بنیں ہیں۔

مولانا نذیر احمد نے سرسید کے حبِّ قوم کے بارے میں لکھا تھا۔ "سرسید احمد خان کو حسنِ خدمات غدر کے صلہ میں ضلع بجنور کے ایک بڑے مسلمان رئیس (میر صادق علی ورستم علی رئیس چاندپور) باغی کا بڑا بھاری علاقہ سرکار نے دینا تجویز کیا تھا۔ مگر سرسید احمد خاں نے صرف اس وجہ سے اُس کے لینے سے انکار کیا۔ کہ ایک مسلمان بھائی کے خون سے اپنی پیاس بجھانی ان کو کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتی تھی"۔ سرسید کی اپنی قوم کے ساتھ محبت کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ لیکن مقابلہ میں افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ ہندوؤں کے بیسیوں خیرخواہ سرکار نے محض اپنی شکم پوری اور خودغرضی کے پورا کرنیکا ذریعہ سرکار کی مہربانی کو بنایا۔ اور اپنے ہم مذہبوں کو اُس سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔ سرسید نے جو کچھ بھی کیا اُس میں اُنکی اپنی خودغرضی کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اور جو بے انصافی اُن سے ہندو رؤسا کی نسبت عمل میں آئی وہ بھی اپنے مسلمان بھائی کو بچانے کے لئے تھی۔

اپریل ۱۸۵۸ء میں سرسید مراد آباد کے عہدہ صدر الصدری پر ترقی پا کر چلے گئے وہاں بھی انہوں نے اپنی قوم کی بیش بہا خدمت کی۔ چنانچہ ۱۸۵۹ء میں جبکہ باغیوں کی جائداد منضبط کے متعلق عذر داریاں ہونے لگیں۔ اور اُن کی سماعت اور تحقیقات کے لئے ایک سپیشل کمیشن بیٹھا۔ اُس میں دو یورپین ممبر ایک کمیشن

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیٹھا۔ اس میں دو یورپین ممبر ایک کمشنر روہیلکھنڈ دوسرے جج مراد آباد اور ایک ہندوستانی ممبر یعنی سر سید مقرر ہوئے۔ چنانچہ دو برس تک وہ اپنے عہدہ کے علاوہ یہ کام بھی انجام دیتے رہے۔" (دیکھو صفحہ ۸۸)

"مراد آباد کے معتبر اشخاص سے سنا گیا ہے۔ کہ سر سید کی شراکت کے سبب یہاں کے کمیشن نے عذرداریوں کی تحقیقات نہایت اعتدال اور انصاف کے ساتھ کی۔ اور صوبہ شمال مغرب میں ضبط شدہ جائدادیں جس قدر ضلع مراد آباد میں واگذاشت ہوئیں۔ ایسی کسی ضلع میں نہیں ہوئیں۔ ایک بہت بڑا فائدہ سر سید کے مراد آباد جو روہیلکھنڈ کے ایک مشہور عالم اور طبیب اور عالم محدث تھے۔ انہوں نے چند یورپین عورتیں اور بچوں کو باغیوں کے ظلم سے بچانے کے لئے اپنے مکان میں چھپا لیا تھا۔ مگر اتفاق سے باغی سپاہیوں کو خبر ہو گئی۔ اور انہوں نے مولوی صاحب کے مکان میں گھس کر اُن سب کو قتل کر ڈالا۔ مولانا موصوف اس خیال سے کہ یہ حادثۂ عظیم اُن کے مکان میں گذرا تھا۔ اور اُن کا کوئی عزیز یا رشتہ دار اُن مظلوموں کے ساتھ نہیں مارا گیا۔ سرکاری تسلط کے وقت مراد آباد سے کہیں چلے گئے تھے اور حکام ضلع کو اُن کی تلاش درپیش تھی۔ اور اُن کی نسبت یہ گمان تھا۔ کہ باغیوں کے ساتھ اُن کی ضرور سازش تھی۔ ورنہ اُن کے آدمی بھی مقتولوں کے ساتھ یقیناً مارے جاتے۔ مگر سر سید کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ مولوی عالم علی محض بے قصور تھے۔ اور انہوں نے نیک نیتی سے یورپین عورتوں اور بچوں کو اپنے گھر میں رکھا تھا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ باغیوں کو مولوی صاحب سے کوئی وجہ عداوت نہ تھی۔ وہ کہ وہ اُن کو یا اُن کے رشتہ داروں کو بھی مار ڈالتے اور خود اُن میں اتنی طاقت نہ تھی کہ باغی سپاہ کا مقابلہ کرتے۔ سر سید نے مولوی صاحب کی بریت کے لئے صاحب ضلع سے باوجودیکہ وہ نہایت برافروختہ تھا۔ بڑی دلیری کے ساتھ گفتگو کی۔ اور کہا کہ میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مولوی عالم علی کو آپ کے سامنے حاضر کرسکتا ہوں۔ لیکن جب تک کہ آپ یہ وعدہ نہ کریں۔ کہ اُن سے کچھ مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ اُسوقت تک میں اُن کے بلانے کی جرات نہیں کرسکتا۔ آخر صاحب ضلع نے اُن سے یہ وعدہ کرلیا۔ کہ ہم ضابطہ کی تحقیقات تو ضرور کرینگے۔ لیکن چونکہ تمہارے نزدیک وہ بے قصور ہیں۔ بعد ضابطہ کی کارروائی کے اُن کو بری کردیا جاوے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ کہ سر سید نے مولوی صاحب کو بلاکر عدالت میں پیش کردیا۔ اور ضابطہ کی کارروائی کے بعد وہ بالکل بری کردیئے گئے۔

(صفحات ۱۸۲ و ۱۸۳) مراد آباد میں سر سید نے تاریخ سرکشی بجنور لکھی۔ جس میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ ہندو چودھریوں نے مسلمانوں پر بہت تشدد اور سختیاں کی تھیں۔

رسالہ اسباب غدر اور ہندوؤں کی قسمت کا فیصلہ۔

مراد آباد میں ہی انہوں نے رسالہ اسباب بغاوت ہندوستان مرتب کیا اُس کی محرک وجہ کو مولانا حالی اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔

"وہ (یعنی سر سید) بجنور میں مسلمانوں کی تباہی اپنی آنکھ سے دیکھکر آئے تھے۔ جب مراد آباد میں پہونچے۔ تو اُن کی تباہی اور بربادی کا اور بھی زیادہ عبرت انگیز نقشہ اُن کی نظر سے گذرا۔ جس سے ایک اور چوٹ اُن کے دل پر لگی۔ گورنمنٹ کا غصہ خاص کر مسلمانوں کے حال پر بدستور چلا جاتا تھا۔ ہندوستانی (مراد ہندوؤں سے ہے) خیرخواہی سرکار کی آڑ میں مسلمانوں سے بدلہ لے رہے تھے۔ اور اگلے پچھلے بغض نکال رہے تھے۔ مسلمانوں کو مجرم قرار دینے کے لئے کوئی ثبوت درکار نہ تھا۔ اُن کا مسلمان ہونا ہی اُنکے مجرم ٹھیرانے کے لئے کافی تھا" اس کے بعد اس امر کا ذکر کرکے کہ سر سید کے مراد آباد جانے سے وہاں کے مسلمانوں کو فائدہ پہونچا

مولانا حالی لکھتے ہیں۔ "مگر سرسید اس پر قانع نہ تھے۔ بلکہ وہ اس فکر میں تھے۔ کہ انگریزوں کے دل میں جو غلطی سے ایک عام بدگمانی تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے پیدا ہوگئی ہے۔ وہ کسی طرح رفع کیجاوے..... گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اپنے مخالف خیال کرلیا تھا...... ملک کی حکومت انہوں نے مسلمانوں سے لی تھی۔ اور انہیں وہ اپنا حریف اور سلطنت کا مدعی سمجھتے تھے۔ اور بدقسمتی سے بقول سرسید کے بھس بھری ہوئی مردہ کھال دلی میں موجود تھی۔ مسلمانوں کے مذہبی تعصبات کی شہرت تھی۔ اور اُن تمام باتوں کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ وہ انگریزوں کی غلط فہمی کے شکار ہوجائیں۔" (صفحات ۸۷ و ۸۸)

اس بنا پر انہوں نے مرادآباد میں آکر اسباب بغاوت ہند پر ایک رسالہ لکھا۔ اس کے ختم ہونے کے بعد بغیر اس کے کہ اُس کا انگریزی میں ترجمہ کرائیں۔ اُردو میں ہی اُس کو "مطبع مفصلہ گزٹ" آگرہ میں چھپنے کو بھیجدیا اور ۱۸۵۹ء میں اُس کی پانچ سو جلدیں چھپ کر ان کے پاس پہونچ گئیں۔ (صفحہ ۵۹) اس رسالہ نے کیا کار نمایاں کیا؟

جب رسالہ اسباب بغاوت کی پانچسو جلدیں سرسید کے پاس آگئیں۔ "تو سرسید نے اول دو رکعتیں بطور شغل کے ادا کیں۔ اور دعا مانگی۔ اور اُسی وقت دو کم پانچسو جلدوں کا ایک پارسل ولایت کو روانہ کیا۔ اور ایک جلد گورنمنٹ انڈیا میں بھیجدی اور ایک جلد اپنے پاس رکھلی۔" (صفحہ ۸۹) کتاب کا گورنمنٹ ہند میں ترجمہ ہوا۔ تو گورنر جنرل نے کتاب خیرخواہی سے لکھی گئی سمجھی۔ لیکن سیسل بیڈن فارن سکرٹری نے مضمون باغیانہ بتلایا۔ پھر جب سرسید سے وہ ملے۔ تو شکایت کی کہ اگر سرکار کی خیرخواہی سے تم کتاب لکھتے۔ تو اُس کی سارے ہندوستان میں اشاعت نہ کرتے۔ سرسید نے انہیں ۴۹۸ جلدوں کی رسید دکھائی اور باقی دو کا پتہ دیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور کہا۔ کہ اگر اسکے سوا ایک بھی جلد کہیں ہندوستان میں ملجائے۔ تو میں فی جلد ایک ہزار روپیہ دونگا" (صفحہ ۹۰) تب مسٹر سیل بیدن سر سید کے دوست حامی اور مددگار ہو گئے۔ اس کے ولایت میں کئی ترجمے ہوئے۔ مگر کوئی ترجمہ پبلک میں شائع نہ کیا گیا۔ جب یہ رسالہ شائع ہی نہ کیا گیا تو ہندوؤں کو اس کے وجود سے خبر کیسے ہو سکتی تھی؟ مولانا حالی صاحب لکھتے ہیں۔ "چونکہ یہ رسالہ عام طور پر شائع نہیں ہوا۔ اور نہ اُمید ہے۔ کہ آئندہ شائع ہو۔ اس لئے ہم نے اس کے مضامین کا خلاصہ بطور ضمیمہ کے کتاب کے آخر میں ملحق کر دیا ہے"۔

میں نے اس ضمیمہ کو پڑھا۔ شروع میں ثابت کیا ہے۔ کہ بغاوت کا باعث (۱) روس و ایران کی

دلائل بحق مسلمانان

سازش کچھ نہ تھی۔ (۲) شہزادہ ایران کے خیمہ میں جو اشتہار نکلا۔ وہ بھی نہ تھا۔ (۳) دلی کے معزول بادشاہ کا ایران کو فرمان لکھنا۔ عجیب نہیں۔ کیونکہ وہ مالیخولیا والا آدمی تھا۔ لیکن وہ بنیاد سرکشی نہ تھی۔ (۴) اودھ کی ضبطی بھی اس عام فساد کا باعث نہیں۔ (۵) قوم کی سازش واسطے اُٹھا دینے غیر قوم کی حکومت کے بھی نہیں (۶) پہلے سے کچھ سازش مسلمانوں میں جہاد کی نہ تھی۔ بلکہ دلی میں جو جہاد کا فتویٰ باغیوں نے چھاپا۔ وہ دراصل جھوٹا تھا۔ (۷) پہلے سے فوج میں بغاوت کی صلاح نہ تھی۔ (۸) پہلے سے فوج باغی کی بادشاہ دلی سے سازش نہ تھی۔ وہ بیشک دلی کا بادشاہ بھوبل میں ایک چنگاری تھا۔ جس نے ہوا کے زور سے اُڑ اُڑ کر ہندوستان کو جلا دیا"۔ اصل وجہ یہ تھی۔ کہ ہندوستانیوں کو لیجسلیٹو کونسل میں شریک نہ کیا گیا۔ اور گورنمنٹ نے رعایا کے حالات اور عادات اور خیالات اور اوضاع و اطوار طبیعت اور طینت اور لیاقت کے دریافت کرنے میں توجہ نہ کی .... اس سبب سے رعایا کا منشاء گورنمنٹ پر نہ کھلا۔ اور گورنمنٹ کا نیک ارادہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہندوستانیوں پر ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ برعکس سمجھا گیا (ضمیمہ ۳۵)
رعایا کے بھڑکنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ (۱) ۱۸۳۷ء کی قحط سالی میں جو یتیم لڑکے عیسائی کئے
گئے۔ وہ تمام اضلاع ممالک مغربی و شمالی میں ارادہ گورنمنٹ کے ایک نمونہ گنے جاتے
تھے۔ کہ ہندوستان کو اس طرح مفلس اور محتاج کر کر اپنے مذہب میں لے آئیں گے
(۲) عیسائی مذہب تلقین کو لوگ سرکار کی طرف سے خیال کرتے تھے۔ (۳) پادری
صاحبان نے دوسرے مذاہب پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ اور میلوں وغیرہ پر
وعظ کرتے تھے۔ (۴) مشنری سکول اسی غرض کے لئے کھولے گئے۔ (۵)
دیہاتی مکتبوں کو لوگ محض عیسائی بنانے کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔ (۶) لڑکیوں
کے سکول کا اجرا بھی اسی پر مبنی سمجھا جاتا تھا۔ (۷) گورنمنٹ کا اشتہار کہ ان کے
سکولوں اور کالجوں کے سند یافتہ ہی نوکری پائیں گے۔ (۸) پادری ایڈمنڈ کی
چھٹیات کا اجرا جس میں کہ ہر ایک ہندوستانی کو دعوت تھی۔ کہ عیسائی ہو جاؤ۔
مسلمانوں کو مذہبی مداخلت سے زیادہ رنج ہوا۔ کیونکہ ہندو اپنے مذہب کے
احکام بطور رسم و رواج کے ادا کرتے ہیں۔ نہ بطور احکام مذہب کے انکو اپنے
مذہب کے احکام اور عقائد اور وہ دلی اور اعتقادی باتیں جن پر نجات عاقبت کی
موافق اُن کے مذہب کے منحصر ہے۔ مطلق معلوم نہیں ہیں .... اس
سبب سے وہ اپنے مذہب میں نہایت سُست اور بجز ان رسمی باتوں کے
اور کھانے پینے پرہیز کے اور کسی مذہبی عقیدہ میں پختہ اور متعصب نہیں ہیں"
برخلاف اس کے مسلمانوں میں مذہبی جذبہ پختہ اور وہ متعصب ہیں ان وجوہات
سے مسلمان زیادہ ناراض تھے۔ اس کے علاوہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء اور ایکٹ ۱۵
سنہ ۵۶ء کے رُو سے جو بیاہ ہو سکتے۔ اور بیوگان کی شادی ہو سکتی تھی۔
اُس سے ہندو ناراض اور عورتوں کی فعل مختاری سے دونوں ہندو مسلمان

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ناراض تھے۔ ضبطی اراضی واخراج۔ نیلام زمینداری۔ سختی۔ بندوبست اودہ
میں تعلقداریوں کا شکست قانون اشٹامپ کا جاری ہوجانا۔
جب اس کے ساتھ یہ بات شامل کریں۔ کہ (۱) حکام ضلع رعایا سے مطلق واقف
نہ تھے۔ (۲) مفلس ہندوستان میں علی الخصوص مسلمانوں کی نوکریاں بہت
قلیل تھیں۔ روزگار پیشہ جو مسلمان تھے۔ بہت تنگ تھے۔ (۳) اسی مفلسی کے
سبب لوگوں کا ایک آنہ اور ڈیڑھ روپیہ یا سیر بھر اناج پر باغیوں کی نوکری اختیار
کرنا۔ (۴) ہندوستانیوں سے محبت نہ ہونا۔ (۵) ہندوستانیوں کی بے توقیری
(۶) حکام ضلع کی سخت مزاجی اور بدزبانی۔
مسلمانوں کو یہ باتیں زیادہ تر ناگوار گذرتی ہیں۔ کیونکہ صدہا سال سے
مسلمان ہندوستان میں باعزت چلے آتے ہیں۔ اُن طبیعت اور حیثیت
میں ایک عزت ہے۔ دل میں لالچ روپیہ کی بہت کم ہے۔ کسی لالچ سے
عزت کا جانا اچھا نہیں سمجھتے۔ سرکار کا منشا اچھا تھا۔ لیکن اُس کا ظہور نہ ہونا۔
جن اضلاع میں مسلمان زیادہ تر مفسد دکھائی دیئے۔ اُس کا سبب
صرف یہی نہیں خیال کرنا چاہئے۔ کہ دلی سلطنت پر مسلمان بادشاہ نے
دعویٰ کیا تھا۔ اور درحقیقت مسلمان اُسی قدر مفسد ہوتے تھے۔ جیساکہ
نظر پڑے۔ نہیں۔ حکام کا مزاج دفعتاً ان باتوں سے جو ظاہر میں مسلمانوں
سے ہوئی۔ ناراض ہوگیا۔ اُن کے مخالفوں کو بڑی گنجایش ہوگئی۔ خود
غرضانہ باتیں پیش کرنیکو تھوڑی بات کو بہت بڑھا کر کہا اس میں شک نہیں۔ کہ
پانچوں قسم کی بغاوت مسلمانوں میں بہت تھی اور وہ تبدیلیٔ عملداری کے
خیال سے بہت خوش ہوئے تھے۔ باینہمہ ہماری گورنمنٹ پر مخفی نہ ہوگا۔
کہ اس حال پر بھی جان بازی کی خیرخواہیاں اس ہنگامہ میں کس سے زیادہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ظہور میں آئی ہیں"۔

اصل پنجم۔ اوّل میں بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج جس کی وجہ سے مسلمانوں اور ہندوؤں کو مخلوط کر کے پلٹنوں میں نوکر رکھا۔ اگر مسلمانوں کی جدا پلٹن ہوتی۔ تو شاید مسلمانوں کو کارتوس کے لینے میں عذر نہ ہوتا۔ (گویا ہندوؤں کی بہکاوٹ سے اُنہوں نے عذر کیا۔)

قوم ہندوستانی کا غرور بڑھ گیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب فتوحات ہمارے باعث ہوئی ہیں۔ ایسے وقت میں کارتوس کا دینا غضب ڈھا گیا۔

ساری داستان سے پتہ لگیگا۔ کہ مسلمانوں کی بریت کے سامان پیدا کرتے ہوئے ہندوؤں سے گورنمنٹ کو بدظن کرانے کی زیادہ تر کوشش پائی جاتی ہے۔ پھر مسلمانوں کی خرابیوں کو ظاہر کرنے کے چند ٹریکٹ بھی شائع کئے اُس کے پہلے ہی نمبر میں سرسید نے لکھا۔ "اگرچہ چاروں طرف سے مسلمانوں پر یہ شوروغل ہو رہا ہے۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے رنجیدہ خاطر ہونا نہیں چاہئیے کیونکہ ہماری نہایت منصف اعلیٰ گورنمنٹ مسلمانوں کی طرف ہے۔

بس جب کہ مسلمانوں کی طرف خود گورنمنٹ ہے۔ تو پھر اس شوروغوغا کا انکو کیا غم ہے۔" (اصل باب اول صفحہ ۹۹) اِس رسالہ کو پڑھکر کچھ ہندو خیرخواہان سرکار کو سرسید کے نسبت متعصب ہونیکا خیال پیدا ہوا اُن میں سے راجہ کشن داس جی۔ سی۔ ایس۔ آئی ایک تھے۔ مگر جب مراد آباد کے محتاج خانہ میں انہیں ہر مذہب و ملّت کے محتاجوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے دیکھا تو ان کا دل صاف ہو گیا۔ یہی باعث تھا۔ کہ راجہ کشن داس نے سرسید کے کالج کی سکیم سامنے آنے پر ہندوؤں سے انکو بہت کچھ مالی مدد دلوائی ۱۸۹۵ء میں جب میں پہلے پہل مراد آباد گیا۔ راجہ صاحب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے ملاقات ہوئی۔ تو اُنہوں نے کہا کہ اگر آریہ کالج کی سکیم پہلے اُن کے روبرو ہوتی۔ تو وہ اُسکو بہت کچھ امداد دلواتے اُس وقت وہ سرسید کی ہندوؤں سے مخالفت کے باعث اُن سے وہ بدگمان ہو چکے تھے۔

سرسید نے اس کے بعد جس قدر رسالے لکھے اُن میں عیسائیوں سے مسلمانوں کی یگانگت کے راگ گائے۔ لفظ نصاریٰ کی نئی تعبیر کی عیسائیوں کو اہل کتاب بتلا کر اپنے تئیں بے کتاب ہندوؤں کی نسبت عیسائیوں سے زیادہ نزدیک ثابت کیا۔ ۱۸۶۳ء میں سرسید علیگڈھ چلے گئے۔ وہاں سے آپ ۱۵ اگست ۱۸۶۷ء کو آج کی تبدیلی بعہدہ جج بنارس کو ہوئی۔

ایک طرف تو سرسید ہندو مسلمانوں کو اپنی دو آنکھوں سے تشبیہ دیتی تھی اور اس تلقین سے اپنے ہم مذہبوں کو فائدہ پہونچاتے اور دوسری طرف برٹش افسروں کو ہندوؤں سے دور لیجانے میں کوشاں تھے۔ ہندوؤں کو شکایت ہے۔ کہ سرسید نے ہندوؤں کے برخلاف خفیہ طور پر گورنمنٹ برطانیہ کو بھڑکایا چنانچہ اس پر مولانا حالی نے یہ رنگ چڑھایا ہے۔ کہ چونکہ تاریخ ہندوستان مروجہ سکولوں وکالجوں میں مسلمانوں کے برخلاف تعصب آمیز تحریروں سے جذبہ پیدا کیا جاتا تھا۔ اور اُن میں مسلمانوں کی بُرائیاں اور ظالمانہ کارروائیاں دانستہ یا نادانستہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کو اُن سے نفرت ہوتی گئی۔ ان تمام باتوں کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ غالب پارٹی (مراد ہندوؤں سے ہے) اپنے لئے اقتدار کا جو اُس نے مدت کے بعد حاصل کیا تھا۔ اور جس میں بہت کچھ چاؤ اور اُمنگیں بھری ہوئی تھیں۔ مغلوب پارٹی پر امتحان کرے اور اگر کوئی اور حیلہ ہاتھ نہ آئے تو اس بہانے سے کہ دریا میں خاک کیوں اُڑاتے ہو۔ اس سے دست گریباں ہو جائیں۔ (صفحہ ۱۳۹)

۱۸۲۷ء میں ہندی کی حمایت میں ہندوؤں نے بنارس میں آواز اُٹھائی۔ کہ

ایک ہندی سبھا شیام چرن صدر سبھا الہ آباد میں قائم ہوئی اور اس کی شاخیں جابجا کھولی گئی تھیں۔ دونوں لفٹنٹ گورنر بنگال بہا گلپور کی سوسائیٹی میں آئے۔ انہیں اردو میں ایڈریس دیا گیا۔ عربی اور فارسی کے الفاظ کی کثرت ہونے کی وجہ سے اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔ اُنہوں نے حکم دیا۔ کہ بہار کی تمام عدالتوں میں کیتھی حروف اور جو زبان کیتھی حرفوں میں لکھی جاتی ہے۔ جاری ہو۔ ہر چند مسلمانوں نے اور بہت سے قدیم وضع کے ہندوؤں نے بھی کوشش کی کہ وہ حکم ملتوی رہے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔" (صفحہ ۱۸۲)

شمال مغرب کے اضلاع میں بھی اس کا چرچا ہوا۔ الہ آباد مرکزی کمیٹی کے سکریٹری بابو سردا پرشاد سانیال نے سرسید سے خط و کتابت کی اور یہ مباحثہ اخباروں میں شائع ہوتا رہا ہے۔

سرسید نے اس کی صریح مخالفت کی اور چونکہ ان کے پرانے دوست سرجان سٹریچی ممالک شمال مغربیہ کے لفٹنٹ گورنر تھے۔ اس لئے ہندوؤں کا کچھ بس نہ چلا۔

سنہ ۱۸۸۲ء میں جب سرسید وائسرائے کی مجلس لیجسلیٹو کمیٹی میں ممبر تھے۔ ایجوکیشن کمیشن میں ہندوؤں کو اردو کی مخالفت کا پھر موقعہ ملا۔ سرسید کے بعض مسلمان دوستوں نے بھی پنجاب میں انجمن حمایت اردو قائم کی۔ مگر کمیشن نے دونوں پارٹیوں کی درخواست پر کچھ رائے نہ دی۔ ہم نے سنا ہے کہ سرسید نے ایک باقاعدہ طریقہ سے کمیشن پر یہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ یہ مسئلہ ایجوکیشن کمیشن سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک بڑا پولیٹیکل مسئلہ ہے۔

اب سرسید ہندوؤں اور مسلمانوں کو اپنی دو آنکھیں سمجھنا بھول گئے تھے اور اس لئے فخر ہند لالہ لاجپت رائے نے اُن کے نام وہ تین مشہور کھلی چٹھیاں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لکھی تھیں انہیں بعد میں مسٹر ہوم نے چھپوا کر تقسیم کی تھی۔ وہ ہندوؤں کی کھلی مخالفت پر تل گئے تھے۔ انگریزوں کے ساتھ زیادہ تر رابطہ اتحاد بڑھانے کے لئے اُنہوں نے یہ رائے دی۔ کہ جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ کھانے میں کتراتے ہیں۔ وہ اُن کی غلطی ہے۔ اگر کوئی ممنوع اشیاء نہ ہوں تو انگریزوں کے ساتھ ہندوستان کیا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کھانا کھا لینا چاہئیے۔ خوب بحث چھڑی۔ بعضوں نے اس بات میں کوشش کی۔ سر سید کے ساتھ مسلمان کھانا۔ پینا چھوڑ دیں۔ مگر بقول سر سید کے وہ سب باتیں ایسی تھیں۔ جیسے آندھی کا ایک بگولا اُٹھا اور خاک اُڑا کر چلا گیا۔ پھر مطلع صاف ہو گیا۔ اب وہی لوگ جو سخت معترض تھے۔ خود انگریزوں کے ہاں جا کر اور اُنکو اپنے ہاں بلا کر اپنے ساتھ کھانیکو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ البتہ جن لوگوں کی انگریزوں تک رسائی نہیں وہ اپنے تقویٰ اور طہارت پر بدستور قائم ہیں"

صفحہ (۱۴۷)

سر سید کے حبِ قومی کے واقعات ابھی باقی ہیں۔ اُن کے لئے کچھ اور لکھنا ہوگا مولانا حالی نے اُردو کو ہندی بھاشا کی ایک ترقی یافتہ صورت" بتلایا ہے۔ لیکن ہندو اُسکو ہندی کی تنزل یافتہ صورت سمجھتے تھے اگر یہ مقولہ صحیح ہے۔ کہ ایک زبان اُس کے بولنے والوں کی تہذیب کا صحیح مرقع ہے۔ تو ہندی کو اردو کا جامہ پہنانیکا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی تہذیب اسلامی تہذیب میں بدل دی جائے۔ اِس امر کے شاہد وہ تمام استعارات ہیں۔ جو فی زمانہ اُردو داں ہندوؤں کے اندر بھی مروج ہیں۔ ہندو مسلمانوں کے تعلق کو چولی دامن کے تعلق کے ساتھ تشبیہ دیجاتی ہے۔ اسپر آج تک کسی ہندو نے غور نہیں کیا۔ یہاں ہندو بجائے چولی کے اور مسلمان بجائے دامن کے سمجھے گئے ہیں۔ چولی سے مراد بیوی اور دامن سے مراد خاوند کا ہے۔ گویا ہندو اور مسلمانوں کا تعلق

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اگر بیوی اور خاوند کا ہو۔ جب ہی ٹھیک رہ سکتا ہے۔ ورنہ اُن کا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج بھی بات بات پر مسلمان دھمکی دیتے ہیں۔ کہ اگر اُن کے حسب دلخواہ ہندوؤں کا چال چلن نہ ہوگا۔ تو وہ اتحاد کو توڑ دیں گے۔ گویا ہندو بیوی کو سرکشی کرنے پر طلاق دیدیں گے۔

سید کا رُخ بدلا

مولانا حالی لکھتے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۸۶۸ء میں بنارس کے بعض سرآوردہ ہندوؤں کو یہ خیال ہوا۔ کہ جہانتک ممکن ہو تمام سرکاری عدالتوں میں سے اُردو زبان اور فارسی خط کے موقوف کرانے میں کوشش کیجائے اور بجائے اس کے بھاشا زبان جاری ہو۔ جو دیوناگری میں رکھی جائے۔ سرسید کہتے تھے کہ یہ پہلا موقع تھا۔ جبکہ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ اب ہندو مسلمانوں کا بطور ایک قوم کے ساتھ چلنا اور دونوں کو ملا کر سب کے لئے ساتھ ساتھ کوشش کرنا محال ہے۔" (صفحہ ۱۴۷)

اس کے بعد گو ہندوؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے سرسید ہزاروں روپیہ کا چندہ اُن سے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے وصول کرتے رہے۔ تاہم ہندوؤں کو اُن کے صحیح خیالات کا پورا پتہ نہ چلا۔

یکم اپریل سنہ ۱۸۶۹ء کو اپنے بڑے بیٹے سید محمود کو واسطے حصول تعلیم داخل کرانے کی غرض سے انگلینڈ کو روانہ ہوئے وہاں ۶۔ اگست سنہ ۱۹۶۹ء کے دن انہیں سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۷۰ء کو لوٹ کر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" قائم کر کے چندہ شروع کیا۔ پھر مدرستہ العلوم علی گڈھ کی تحریک شروع کی۔ یہ سنہ ۱۸۷۲ء کے اول چھ مہینوں بنارس میں تھا۔ جب سرسید وہاں کے صدر الصدور تھے۔ اُس زمانہ میں بنارس میں بھی مدرستہ العلوم کے لئے چندہ ہوا۔ جس میں ہندوؤں نے بھی کافی مدد دی سنہ ۱۸۷۳ء میں ابتدائی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مدرسہ علی گڈھ میں قائم ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے ۸۔ جولائی ۱۸۷۷ء کو لارڈ
ڈفرن وائسرائے ہند کے ہاتھ سے علی گڈھ کالج کی بنیادی رسم عمل میں آئی۔
۱۸۷۷ء کی یکم جنوری کو لارڈ لٹن نے بمقام دہلی پہلا شاہی دربار کیا۔ اسی
موقع پر ملکہ وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب منظور کیا تھا۔ اس موقع پر سر سید احمد
سے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کی خاص ملاقات بذریعہ راجہ جے کشن داس
صاحب ہوئی اور غالباً دہلی سے سرسید تفسیر القرآن نئے ڈھنگ پر لکھنے کے خیالات
لیکر واپس آئے اس کے بعد انہوں نے تہذیب کا معیار یہ قائم کیا۔ کہ اس میں
کوئی بات قانون فطرت کے مخالف نہ ہو۔ سرسید میں ایک بڑا وصف یہ تھا۔ کہ
انہیں ہر ایک جگہ سے اپنے ہم مذہبوں کی بہتری کے سامان اکٹھا کرنے میں کوئی
عار نہ تھی۔ انہوں نے اپنے طرز عمل اور تلقین سے مسلمانوں کے بہت سے
توہمات کو دور کر دیا۔ مدرسۃ العلوم علی گڈھ کے قائم کرتے وقت سرسید نے
کمال دانائی سے کام لیا۔ اگر ہندوؤں سے مالی مدد نہ ملتی تو اس عالیشان درسگاہ
کا کھڑا ہونا مشکل تھا۔ باوجودیکہ اپنے ہم مذہبوں کی ترقی کے لئے انہوں نے
ہندوؤں کی مخالفت کی تاہم اسے اسوقت تک ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب تک
کہ حالات نے انہیں مجبور نہ کر دیا نہیں کہا جاسکتا کہ سرسید کی یہ پالیسی کہاں
تک سچائی کے اصول کے مطابق تھی۔ لیکن سیاسی نگاہ سے اپنی جماعت
کی حفاظت اور ترقی کے لئے جو ذرائع معمولی طور پر دنیا میں استعمال کئے
جاتے ہیں۔ ان میں سچائی کے اصول کا پاس رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۱۸۷۹ء کے درمیانی حصہ میں راقم الحروف خود علی گڈھ کالج میں بطور
طالب علم داخل ہونے کی غرض سے گیا۔ میرے بنارس کالج کے دوست
پنڈت رما شنکر مشر ایم۔ اے وہاں ریاضی کے پروفیسر تھے۔ کیونکہ ان

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دنوں مسلمانوں میں ریاضی کا ایم۔ اے۔ کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ میرے مشاہدہ اور تجربے کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ گو بڑا حصہ مالی امداد کا ہندوؤں سے آیا۔ تاہم ہندو طلبا کی پڑھائی اور رہائش کا انتظام معقول نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ دس پندرہ دنوں کے قیام کے بعد ہی میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اُسوقت سے ہی علی گڈھ محمڈن کالج کا کرہ ہوائی ہندو تہذیب کے برخلاف قائم ہو چکا تھا۔

۱۸۸۵ء کے دسمبر میں انڈین نیشنل کانگرس کا پہلا اجلاس بمبئی میں ہوا۔ گویا اس کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ سر سید احمد کو یہ بات بہت کھٹکی اور انہیں فکر دامن گیر ہوا۔ کہ اگر مسلمان اس میں شامل ہو گئے تو جو خاص رعایت اُن کے ہم مذاہب کے ساتھ گورنمنٹ وقت کی طرف سے کیجاتی ہے۔ وہ بند ہو جائے گی۔ اور اس سے مسلمانوں کو نقصان پہونچیگا۔

چنانچہ مسلمانوں کی توجہ دوسری طرف کھینچنے کے لئے اُنہوں نے ۱۸۸۶ء کے شروع سے ہی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اعلان شروع کر دیا۔ اور جب دوسری کانگریس کا اجلاس دسمبر ۱۸۸۶ء میں بمقام کلکتہ منعقد ہوا تو اُنہیں تاریخوں میں سر سید نے اپنی کانفرنس کا اجلاس علی گڈھ میں بلوایا۔

۱۸۸۷ء کے ابتدائی حصہ میں سر سید کانگریس کے برخلاف مسلمانوں کے اندر خیالات پھیلاتے رہے۔ چنانچہ بحیثیت ممبر پبلک سروس کمیشن کے وہ اُن دنوں پنجاب میں تشریف لے گئے۔ تو جن مسلمان تعلیم یافتہ اصحاب کا ہندوؤں کے ساتھ اُس وقت تک برادرانہ سلوک تھا۔ اُنہیں ترکی ٹوپی پہننا سکھایا اور خاص تلقین دیگر کانگرس اور ہندوؤں کے برخلاف کر گئے۔ اسیوقت سے پنجاب میں بھی نیچریہ فرقہ کا ظہور ہوا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اندازی شروع ہو گئی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲۸ر دسمبر ۱۸۸۷ء کو جب محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا دوسرا اجلاس لکھنؤ میں اور کانگریس کا تیسرا اجلاس مدراس میں ہو رہا تھا۔ مسلمانوں کے عام جلسے میں سر سید نے انڈین نیشنل کانگریس کے برخلاف ایک نہایت مفصل اور پرزور لیکچر دیا۔ جو اُن کی اسپیچوں کے مجموعے میں چھپ گیا ہے۔ دیکھو حیات جاوید صفحہ ۱۷۲۔ اس کے بعد ۱۶ر مارچ ۱۸۸۸ء مقام میرٹھ اُنہوں نے دوسرا لیکچر اس قدر طولانی دیا۔ جیسا کہ لکھنؤ میں دیا تھا۔ مسلمانوں کے عام جلسے میں دیا۔ اس لیکچر کا مقصد اس بات کا ثبوت کرنا تھا۔ کہ کانگریس والوں نے جو اخبارات اور رسالوں کے ذریعہ مشہور کیا ہے کہ مسلمان کانگریس میں شریک ہیں یہ بالکل غلط ہے معدودے چند مسلمان جو اُس میں شریک ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے غلطی کی ہے۔ ان دونوں لیکچروں میں بڑی بات یہ تھی۔ کہ پورانے خیالات کے مسلمان جو ہمیشہ سر سید کی ہر ایک رائے اور ہر ایک تجویز کی مخالفت یا اُس سے نفرت ظاہر کرتے تھے۔ اُنہوں نے بالاتفاق اُن کی رائے کو تسلیم کیا۔" صفحہ ۲۲۶

اُنکی طرح پر پورانے خیالات کے مسلمانوں پر بھی جو نیچری مذہب سے متنفر تھے اپنی تقریر کا جادو چلا اور سب جاہل اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کے بڑے حصہ کو ہندوؤں کے مخالف بنا کر سر سید نے دونوں جماعتوں کے درمیان ایک مستقل خلیج قائم کر دی۔ مولانا حالی لکھتے ہیں۔

اس کے بعد اگست ۱۸۸۸ء میں سر سید نے بمقام علی گڈھ پیٹریاٹک ایسوسی ایشن اس غرض سے قائم کی کہ جو قومیں اور جو رئیس اور تعلقہ دار وغیرہ کانگریس میں شریک نہیں ہیں۔ اُن کی رائے اور خیالات اور خط و کتابت بطور پمفلٹ کے وقتاً فوقتاً انگریزی میں چھپوا کر اہل انگلستان اور ممبران پارلیمنٹ کی اطلاع کے لئے ولایت کو بھیجی جائے اور نیز اخبارات

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ذریعہ سے ہندوستان اور انگلستان میں عام طور پر شائع کیجائے (صفحہ ۲۷۶) پھر مولانا حالی اقرار کرتے ہیں۔ کہ

"بنگالی اخباروں میں سرسید کی اس کارروائی سے سخت ناراضی ظاہر کی گئی اور اُن کے برخلاف بڑے بڑے تلخ آرٹیکل لکھے گئے سب سے بڑا اعتراض اُنپر یہ کیا گیا۔ کہ وہ ابتدا سے ریپرزنٹیٹو اصول کے بڑے طرفدار رہے ہیں۔ اور اُن کی تمام اگلی تحریروں اور اسپیچوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ رعایا کی آزادی کے بہت بڑے حامی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ انڈین نیشنل کانگریس پر جو ہندوستان میں ریپرزنٹیٹو اصول کے موافق عمل درآمد چاہتی ہے۔ معترض ہیں" صفحہ ۲۷۷

سرسید پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ کانگریس کے قائم ہونے سے پہلے جبکہ بابو سریندر ناتھ بنرجی علی گڈھ میں آئے تھے اور اُنہوں نے نیشنل فنڈ جمع کرنے کی تحریک کی تھی اُس وقت سرسید نے کیوں اُنکے ساتھ اتفاق رائے کیا تھا؟ اور کیوں اُس جلسہ میں صدر انجمن بنے تھے۔ جو نیشنل فنڈ جمع کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ اور جبکہ وہ فنڈ اسی لیے جمع کیا جاتا تھا کہ تمام ہندوستان کی طرف سے پارلیمنٹ میں جو درخواستیں بھیجی جائیں یا جو استغاثہ پیش کئے جائیں۔ اُن کے اخراجات میں صرف کیا جائے تو پھر ان سب حملوں کا جواب سرسید کی طرف سے کچھ نہ دیا گیا" اگرچہ اُن کو...... خوشامدی" "زمانہ ساز" "ٹائم سرور" اور کیا کیا کہا گیا مگر..... کسی کے کہنے پر مطلق التفات نہیں کیا یہاں تک کہ نکتہ چینیوں کے ترکش خالی ہوگئے۔ اور سب کی زبانیں بند ہوگئیں ؎

کیا پوچھتے ہو کیونکر سب نکتہ چیں ہوئے چپ
سب کچھ کہا اُنہوں نے پر ہمنے دم نہ مارا" صفحہ ۲۸۲

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نتیجہ یہ ہوا کہ مئی سنہ ۱۸۸۸ء میں سید احمد خاں کو اعزاز "نائٹ ہڈ آف دی سٹار آف انڈیا" کا بخشا گیا۔ ۲۴ مئی کو علی گڈھ میں بڑا بھاری جلسہ ہوا اور وہ سر سید بن گئے۔

سر سید کی وصیت

۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۸ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۸ء کے پہلے حصہ تک مسلمان جماعت پر سر سید کا پورا اقتدار رہا ان کی شخصیت نے مسلمانوں کو ہندوؤں سے ملنے نہ دیا اور جب ۲۷ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء کے دن انہوں نے وفات پائی تو زبان حال سے وہی وصیت ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے چھوڑ گئے۔ اپنے مربی کی وفات کے بعد بھی مسلمان برابر اپنی جماعت کی مادی ترقی میں لگے رہے۔ اور انہی کی دیکھا دیکھی خالصہ پنتھ کے ایک حصہ نے بھی اپنے آپ کو اپنے انگریز فرمانروایان کے سپرد کر کے اپنا تن اور من انہیں کے ارپن کر دیا۔ لیکن ابھی تک اگر سکھوں کا خاص حصہ انگریز نوکر شاہی کا بایاں ہاتھ بنا ہوا تھا۔ تو مسلمان ضرور ان کی سلطنت کے استحکام کا دایاں ہاتھ تھے۔

عیسیٰ کی بیسویں صدی کے آغاز میں ہی ملکہ وکٹوریہ کا دیہانت ہو گیا۔ انکی جانشین ایڈورڈ ہفتم ہوئے اور ان کی رسم تاج پوشی بھی لندن میں ادا ہو چکی تھی لارڈ کرزن وائسرائے ہند تھے۔ وہ سادہ لوح ہندوستانیوں کے دلوں کو تماشے دکھا کر تسخیر کرنا چاہتے تھے۔

سنہ ۱۹۰۲ء کے خاتمہ پر ہی دہلی میں چہل پہل ہو گئی۔ کانگریس کا جلسہ تو متانت اور شانتی کے ساتھ احمد آباد میں منایا گیا۔ لیکن برٹش گورنمنٹ کے خاص منظور نظروں نے "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس" کا اجلاس خاص دہلی میں بلایا۔ اس اجلاس کے صدر سر آغا خاں صاحب قرار پائے اور جلسہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں بڑے بڑے اعلیٰ انگریز عہدہ دار شامل ہوئے اُس اجلاس کا حال اپنے
اخبار ست دہرم پرچارک میں درج کرتے ہوئے ہیں نے ۱۶ ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء
کو لکھا تھا۔ گو مسلمان شور و شر مچا کر اپنے ہم مذہب اصحاب کو جگانا مناسب
سمجھتے ہیں۔ تاہم میری رائے میں اُن کی تعلیمی حالت بہ نسبت ہندوؤں
کے گذشتہ دس برسوں کے عرصہ میں بدرجہا ترقی کر گئی ہے۔ دوسری
خصوصیت اس (مسلمانوں کی تعلیمی) کانفرنس کی یہ تھی کہ جہاں ہندوؤں کے
کسی بھی جلسہ کو حکام عالی مقام نے اپنی شمولیت سے فخر نہیں بخشا وہاں
اہل اسلام کی اس تعلیمی کانفرنس میں (۱) نواب گورنر بہادر بمبئی (۲) نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (۳) سر اورڈ ونبٹ ممبر پارلیمنٹ
(۴) جناب صاحب پریزیڈنٹ حیدرآباد دکن (۵) لارڈ کچنر کمانڈر انچیف ہند
(۶) سر مائیکل ایکسن ہیچ سابق وزیر خزانہ سلطنت برطانیہ (۷) ارل آف
پمبر وگ اور دیگر بہت سے حکام شریک ہوئے نہ صرف شریک ہی ہوئے
بلکہ آخر الذکر تین اصحاب نے نہایت ہمدردانہ تقریریں کیں۔......
ایک وجہ اس کی تو مسلمانوں کا باہمی اتفاق اور دوسری وجہ مسلمانوں پر حکام
کی شفقت کا یہ ہے کہ مسلمانوں کی آزاد سلطنتیں ٹرکی فارس۔ کابل وغیرہ
اب تک ایسی موجود ہیں۔ جو سرکار برطانیہ کی برابری کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور
ہندوؤں کی جو ایک ہی آزاد سلطنت نیپال ہے۔ اُسکے فرمانروا دباشندے
اپنے ہندوستانی بھائیوں کے ساتھ کچھ واسطہ ہی نہیں رکھتے......سب سے
آخری اور نہایت ضروری امر جو اس کانفرنس میں طے ہوا وہ یہ تھا کہ علی گڈھ
کالج یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کے لئے ایک کروڑ روپیوں کی اپیل
کی جاوے اس ضمن میں لارڈ پیمبر وک نے کہا کہ چھ کروڑ مسلمانوں کے لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک علیحدہ یونیورسٹی کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے...... کیا آریہ سماج کا فرض نہیں ہے۔ کہ ہندوؤں کے شردھا اور اُن کو رشیوں کی سیدھی سڑک پر چلانے کے لئے چار یونیورسٹیاں قائم کرے؟...... مسلمان تو خود کوشش کر لینگے۔ اور باوجود اظہار تعصب کے ہندوؤں سے بھی مدد لیکر اپنی یونیورسٹی قائم کر ہی لیں گے۔ لیکن آریہ سماج کے ہر ایک کام میں ہنوز روز اول ہی رہیگا۔

ہندو مسلمانوں کے درمیان جو نااتفاقی کی وسیع خلیج سر سید احمد خان نے قائم کر دی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ ہندوؤں کی طرف سے تو بحر فراموشی کی نذر ہونی شروع ہو گئی۔ مگر مسلمانوں کے اندر اُسکا جذبہ برابر کام کرتا رہا۔ چنانچہ جب سر انٹونی میکڈانلڈ کے زمانہ میں ہندوؤں کی طرف سے یہ مطالبہ ہوا۔ کہ ممالک شمال و مغرب آگرہ و اودھ کے اضلاع میں ناگری حروف میں لکھی ہوئی عرضیاں اور دستاویزات بھی عدالتیں منظور کر لیا کریں تو اس وقت مسلمانوں کی طرف سے از سر نو ہندی کی بڑی بھاری مخالفت ہوئی وہ تحریک تو مسلمانوں کے روکے نہ رُکی۔ لیکن نفاق کم نہ ہوا۔

سنہ ۱۹۱۰ء کے دسمبر مہینے میں کانگریس کا اجلاس الہ آباد میں ہوا تھا۔ اس سال وہاں ایک بڑی بھاری نمائش کی بھی تیاری تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کا کام جاری تھا۔ اور تجویز یہ پیش ہو رہی تھی۔ کہ جب ہندو اچھوت جاتیوں سے اتنی نفرت کرتے ہیں۔ تو ان کا شمار ہندوؤں میں کیوں کیا جائے۔ اسپر مسلمانوں کی طرف سے خاص زور دیا جا رہا تھا۔ تب ہندو گھبرائے اور یہاں تک پہنچ گئے کہ کاشی پوری کے اندر پنڈت شیو کمار شاستری نے ایک جلسہ میں ڈوموں کو فرش پر بیٹھنے کی اجازت دیدی۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ لیکن جس بات کی طرف میں توجہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کھینچنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے - کہ اِس سال کانگریس کے حدود ہندوستان کے پورانے دوست مسٹر ولیم ویڈر برن مقرر کئے گئے تھے - اور اُنہوں نے اس بڑی عمر میں ہندوستان کا ایک مقصد یہ بھی ظاہر کیا تھا - کہ ہندو مسلم اتحاد کیلئے کوشش کریں - اس جلسہ میں ہندوؤں کی طرف سے مہاراجہ دربھنگہ اور مسلمانوں کی طرف سے سر آغا خاں صدر جلسہ قرار پائے تھے - مجھے بھی اس جلسہ میں شرکت کا موقعہ ملا - مسلمانوں کی طرف سے عجیب مطالبے تھے - گاؤکشی کے سوال کو تو بالکل ہی ٹال دیا گیا تھا - اگر سور گیاشتی نچ شار واچرن ہیر ادسپر زور نہ دیتے لیکن ہندی اردو کے سوال پر مسلمانوں کا پورا زور تھا - ایک مسلمان نوجوان لیڈر نے تو یہاں تک کہدیا - کہ اُردو ہندوستان کی راشٹر بھاشا ہے - اور اس لئے جب تک ہندی کی حمایت دور نہیں ہوتی - تب تک ہندو مسلم اتحاد ناممکن ہے - ہندی کی قدامت کو تو حوالہ جات سے پنڈت مدن موہن مالویہ جی نے ثابت کیا تھا - اور عام اعتراضوں کا جواب میں نے دیا تھا - ہندو اُس وقت بھی ہر طرح کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار تھے - لیکن مسلمان اپنے آپ کو گورنمنٹ وقت کے منظور نظر رکھتے ہوئے کسی بھی سمجھوتے کے لئے تیار نہ ہوئے -

اس کے بعد مسلم لیگ اگر قائم ہوئی تب بھی ہندوؤں سے ایک طرح کی علیحدگی ہی رکھی گئی - اس میں شبہ نہیں یہ کانگریس سے علیحدگی کے باعث جو پولیٹیکل نقصان مسلمانوں کو پہونچنے کا احتمال تھا - اسکے خیال نے انہیں سیاسی میدان میں قدم رکھنے کے لئے مجبور کیا - لیکن وہاں بھی اُن کا منزلِ مقصود ہندوؤں پر سبقت لیجانا تھا - متفقہ ہندوستانی قوم کی آزادی کی طرف راہبری مقصود نہ تھی -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مولانا محمدعلی اُسوقت مسٹر محمدعلی تھے - اور مجھے اِن سے پہلے پہل دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء
کے شاہی دربار کے موقعہ پر ملنے کا اتفاق ہُوا - اُنہوں نے گورُدکل کی نسبت
مجھ سے بات چیت کی اور وہاں پہنچ کر اُس سنستھا کو دیکھنے کا اقرار کیا اُس کے
کچھ عرصہ بعد مسٹر محمدعلی نے اپنا انگریزی اخبار "کامریڈ" نام سے دہلی سے نکالنا
شروع کیا - اُسکے پہلے نمبر میں ہی ایک طرف مسلمان اور دوسری طرف سکھ
کی تصویر بنا کر اپنے مضامین سے ظاہر کیا - کہ وہ اتحاد کی کوشش کریں گے -
لیکن شاید دوسرے یا تیسرے نمبر میں ہی قومی تعصب کی بُو آنے لگی - بالعموم
جب کچھ عرصہ کے بعد ٹرکی کی حمایت میں مضامین لکھنے کے باعث ان کے
اخبار سے ضمانت طلب کی گئی - تو میں نے ہی ہندوؤں کو بھی چندے سے مدد
دینے کے لئے پریرنا کی -

سنہ ۱۹۱۴ء اگست میں یورپ کا جنگ عظیم شروع ہو گیا - اِس عرصہ میں
باہمی ایک دوسرے کے نزدیک ہونیکا موقعہ ملتا رہا - لیکن درمیان میں جہاں
اجودھیا اور آرہ کے فسادوں نے کرۂ ہوائی کو مکدّر کر دیا وہاں سنہ ۱۹۱۶ء کی
لکھنؤ کانگریس پر عہدنامہ باہمی ہوا - اور جس موقعہ پر ہندوؤں نے بڑی
فراخ دلی سے کام لیا - اِس کے باعث سیاسی طور پر اختلافات میں بہت
کمی ہونے لگی - لیکن سنہ ۱۹۱۸ء کے ماہ ستمبر میں گائے کی قربانی کے متعلق کرتارپور
میں ہندوؤں کی طرف سے بڑی بے رحمی اور وحشی پن کا ظہور ہوا - میں نے
خود ہندوؤں کی اس حرکت کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا - مقدمہ میں
گو بیگناہ بھی بہت سے سزایاب ہو گئے - لیکن ایسے ہولناک موقعوں پر معصوم
اور گناہگار کی تمیز کرنا مشکل ہے - ایک گائے کی قربانی کے شبہ میں چالیس
انسانوں کو بیرحم وحشیوں کی طرح ہلاک کرنا انسانوں کا کام نہیں سمجھا جاسکتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہی وجہ تھی کہ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کے دہلی کانگریس کے اجلاس پر پنڈت مدن موہن مالویہ نے وہ قابل یادگار الفاظ کہے تھے کہ اگر میرے مسلمان بھائی کی مذہبی خوشی اس میں ہے کہ وہ گائے ذبح کرے تو میں کھڑے رہ کر اس کو دیکھنے کیلئے تیار ہوں۔ مگر اپنے بھائی کی ناراضگی گوارا نہیں کر سکتا۔ ہندو مسلم اتحاد کی ایسی حالت تھی۔ جب سنہ ۱۹۱۹ء کے شروع میں یورپ کے جنگ عظیم سے فارغ ہو کر ہندوستانیوں کے گلے راولٹ ایکٹ منڈھنے کی تیاریاں ہوئیں۔ مہاتما گاندھی نے ستیہ گرہ کا اعلان کیا اور میں اس میں شامل ہو گیا۔

میں محض معمولی ممبر تھا۔ دہلی ستیہ گرہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر مختار احمد انصاری صاحب تھے سکرٹری لالہ شنکر لال تھے۔ خزانچی مسٹر ڈیسائی باوجود سارے ملک کی متفقہ آواز کی مخالفت کے گورنمنٹ وقت نے ہندوستی رولٹ بل کو ایکٹ بنا کر ملک کے گلے ٹھونس دیا۔ میں جبکہ ایک خاص کام کے لئے بمبئی گیا۔ تو مہاتما گاندھی نے مجھے سورت۔ بھڑوچ اور احمد آباد ہو کر دہلی لوٹ جانے کیلئے کہا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ خود مدراس کی طرف جا رہے تھے۔ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو میں دہلی واپس آیا یہاں آ کر دیکھا۔ تو سردی ہی سردی دکھائی دی مہاتما گاندھی کی ہدایت تھی۔ کہ وائسرائے کے بل کی منظوری دینے کے بعد جو اتوار آوے اس پر سارے ملک میں ہڑتال کیجاوے۔

۲۷۔ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کے دن وائسرائے نے منظوری دی۔ دہلی میں اسی وقت معلوم ہو گیا۔ لیکن باہر خبر دیر سے پہنچی اس لئے دہلی میں ہڑتال کی تیاری کر دی گئی۔ ۲۷ مارچ کو جو جلسہ ہوا اس میں حاضری دس بارہ ہزار تھی۔ لیکن ابھی تک یہ امید پختہ نہ تھی کہ مسلمان بھی بطور ایک جماعت کے ہڑتال میں شامل ہونگے۔ ۳۰ مارچ کو اتوار تھا۔ اس لئے اسی دن کے لئے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہڑتال کا فیصلہ کیا گیا۔ ۲۹ مارچ کو پھر جلسہ بلایا گیا۔ اِس شام کو حاضری ایک ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ مگر صدر ستیاگرہ کمیٹی دہلی میں موجود نہ تھے۔ میں نے عارضی صدارت منظور کر کے ہڑتال کے لیئے ہدایات سنا دیں۔ اُس دن مولانا احمد سعید صاحب بھی دل کھول کر بولے ہندوستانی اقوام اور خصوصاً مسلمانوں کے ساٹھ سالہ غلطی کا اعتراف کر کے اُنہوں نے باہمی اتفاق کے لیئے ایک زبردست اپیل میں میری تائید کی اور جلسہ کی برخاستگی پر مجھے کہا دو مسلمانوں کی طرف سے بھی مطمئین ہو جائے۔ محض لالہ شنکر لال اور پیر وزیر اندر کچھ عرصہ کے لیئے میرے ساتھ چلے جلیں۔ سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ ۳۰ مارچ کی صبح کو نوکرشاہی نے دیکھا۔ کہ مکمل ہڑتال ہے۔ وہ نظارہ قابل دید تھا۔ ایک بجے ریلوے سٹیشن پر گولی چلی۔ متعدد مارے گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے۔ پھر ٹاؤن ہال کے سامنے گولی چلی۔ مفصل حال بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب ۳۱ مارچ کی صبح کو پہلے مسلمان شہید کا جنازہ نکلا تو بھیڑ کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ اسی جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے میری حکیم اجمل خان سے ملاقات ہوئی۔ بغیر بولے ہی ہم ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے جنازہ زیادہ تر ہندوؤں کے کندھوں پر گیا۔ قبرستان میں ہو کر باہمی محبت کا دریا اُمڈا۔ تیسرے پہر ہندو مسلمان دونوں کے جنازے اُٹھے۔ ہندو شہیدوں کی ارتھیاں مسلمانوں کے کندھوں پر شمشان بھومی میں پہنچیں۔ اور یہی سلسلہ برابر جاری رہا اس وقت کسی مسلمان کو بھی خیال نہ ہوا۔ کہ کافر کی لاش کو کندھا دینا گناہ ہے۔ اور نہ ہی مسلمان شہید کے جنازہ پر آریہ سنیاسی اور ہندو پنڈتوں نے شانتی کے لیئے پرارتھنا کرنی گویا پاپ سمجھا۔ ۳۰ مارچ سے لیکر ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء تک ہڑتال چلی ان ۱۹ دنوں کی حالت کو یکزبان ہو کر سب نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رام راج کا خطاب دیا تھا - آج مسلمان بدمعاشوں کی شکایت ہے - کہ وہ ہندو دیویوں کی عصمت دری کرتے ہیں اس وقت شراب خانے اور جوئے کے دروازے بند ہوگئے - جنہیں بدمعاش سیجھا کرتے تھے - دیویوں کی عزت کرتے دیکھے گئے - ہندو محلوں سے مرد بالکل غیر حاضر اور عورتیں اطمینان سے بیٹھی ہیں ان ۱۹ دنوں میں نہ کوئی چوری ہوئی نہ کوئی تالا ٹوٹا اور نہ کوئی لڑائی ہوئی - آہ کیا زمانہ تھا - ایک بنئے کی جیب میں نوٹ تھے - ایک پانچ روپیہ کا نوٹ اُبھرا ہوا تھا - ایک لڑکے نے نکال لیا پولیس مین نے تاڑ لیا - فوراً لڑکے کو پکڑ کر لالہ کے سامنے کیا سپاہی بولا لالہ جی جیب دیکھئے اس لڑکے نے آپ کا نوٹ نکال لیا لالہ جی بولے نہیں ہمارے تو سب نوٹ ٹھیک ہیں - اسے چھوڑ دو لڑکا چھوٹا اور لالہ جی چلدئے پھر سے دوسری طرف چلے تو لڑکا جاکر قدموں پر گر پڑا - یہ لڑکا مسلمان تھا - رو کر بولا یہ نوٹ لیجئے میں بڑا کم بخت ہوں - لالہ بولے بچہ تو نے جان بوجھکر یہ کام نہیں کیا - تجھے ناداری نے تنگ کیا ہوگا - معلوم ہوا کہ ماں اور بہن بھوکی تھی اس لئے یہ حرکت سرزد ہوئی - اب لالہ زور دیتے ہیں - کہ لڑکا نوٹ لیجائے اور وہ رو کر کفارہ کرنا چاہتا ہے -

۴ - اپریل کو جمعہ کا دن تھا - جامع مسجد دہلی میں نماز کے بعد شہیدوں کے لئے دعا پڑھی جاتی تھی - صبح ہندو بھائیوں نے پوچھا سوامی جی مسلمین بھائی زور دیتے ہیں - کہ ہم لوگ بھی جامع مسجد میں جائیں - ہمیں کیا کرنا چاہیئے میں نے صلاح دی - کہ بغیر حکیم صاحب کے مشورہ کے انہیں نہیں جانا چاہیئے میں خود ۱۲ بجے اپنے ڈیرے پر پہنچکر کچھ لکھنے کا کام کرنے لگ گیا - اس لئے کہ نماز کا وقت گذر جائے تب شہر کی طرف چلوں ڈیڑھ بجے پچاس ساٹھ مسلمان بھائی بڑبڑا کر میرے دوسرے کمرے پر چڑھ آئے اور مجھے مجبور کر کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گئے جامع مسجد میں ۲۵ ہزار سے کم کی حاضری نہ ہوگی۔ مجھے گھسیٹ کر ممبر کے پاس لے گئے۔ میں جھجکا اور ساری جماعت نے اُٹھکر ایک زبان ہو کر زور دیا کہ میں ممبر کے اوپر چڑھ جاؤں وہاں بیٹھتے ہی مجھے تقریر کے لئے ہدایت ہوئی۔ میں نے اپنا دل کھولکر رکھدیا۔ اور شانتی اور اُمید کے ساتھ شہیدوں کے لئے دعا ختم کی۔

اتحاد دن بدن مضبوط ہوتا گیا۔ مجھے وہ دن خوب یاد ہے۔ جب قلعے کے سامنے میدان میں قصابیوں کے ایک بوڑھے۔ بزرگ چودہری نے کہا " آج ہم کٹارپور اور آگرہ سب بھول گئے ہیں۔"

دہلی سے شروع ہو کر ہندو سنیاسی اور پنڈت مسجدوں اور مسلمان مولوی اور علما مندروں میں وعظ دینے لگ گئے۔ مشترکہ آفت کے وقت اتحاد شروع ہوا تھا۔ مہاتما گاندھی کی روحانی طاقت کے زیر سایہ مضبوط ہوتا چلا گیا۔ مگر ایک غلطی ہوئی جسکا خمیازہ اس وقت ہم سب بھگت رہے ہیں۔ اتحاد کی بنیاد ایک طاقت کیلئے نفرت کے اظہار پر رکھی گئی۔ لیکن اسوقت موقعہ ہی ایسا تھا اور سوچنے کیلئے کسی کو بھی کچھ موقع نہ ملا۔

پنجاب میں اس اتحاد کا بڑا زبردست اظہار ہوا۔ اور جلیانوالے باغ نے اس وقت کیلئے ہندو سکھ اور مسلمان سب کو ایک جان بنادیا ہے۔ امرتسر کانگریس کے موقع پر جہاں مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس میں ہندو شریک ہوئے وہاں سکھ لیگ بھی قائم ہو گئی۔ اور کانگریس کے نمائندوں کو سکھوں کی طرف سے خاص دعوت دی گئی۔ اسکے بعد کلکتہ میں کانگریس کا سپیشل اجلاس ہوا وہاں میں نے کچھ کچھ آثار ایسے دیکھے۔ جس سے گمان ہوتا تھا۔ کہ یہ اتحاد دیر تک قائم نہ رہے گا۔ کلکتہ میں خلافت کمیٹی نے جو رزولیوشن پہلے پاس کرد یے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کانگریس کو مجبوراً ان کی پیروی کرنی پڑی - اسکے سوائے ہندوؤں کو یہ محسوس ہونے
لگا - کہ مسلمان اس وقت تک اتحاد قائم رکھنے کیلئے طیار ہیں - جب تک کہ اُنکے
سب مذہبی اور مجلسی مطالبے ہندو من وعن مانتے چلے جاویں - مجھے کئی ہندو
لیڈران نے اس کی شکایت کی - لیکن میں نے اُنکو بھی کہا - کہ ایسا خیال دل میں
لانا بھی گناہ ہے - اسکے بعد ناگپور کانگریس کا اجلاس ہوا - وہاں مسلمانوں کی طرف
سے سکولوں کے بائیکاٹ کے معاملے میں یہ مطالبہ تھا - کہ جو شرط مہاتما گاندھی
نے نابالغ لڑکوں کو سرکاری سکولوں سے علیحدہ ہونے کی ترغیب کے برخلاف
لگائی تھی - وہ اُڑا دی جاوے - کیونکہ مسلمانوں کا مذہب اُنہیں مجبور کرتا ہے -
کہ دشمن اسلام کے ساتھ عدم تعاون کیلئے بچوں کو بھی ترغیب دینا ثواب ہے -
مجھے خوب یاد ہے - کہ ناگپور میں خلافت کانفرنس کے اندر بیٹھے ہوئے - میں
نے مہاتما گاندھی کی توجہ قرآن مجید کی اون آیتوں کی طرف دلائی تھی - جو مسلمان
علما پڑھتے تھے اور جنمیں کفار کے قتل اور غارتگری کیلئے فرمان تھا - اس کے
سوائے بعض مسلمان لیڈروں کی خاص تبلیغ کے بارے میں بھی مہاتما گاندھی
کو خبردار کیا تھا - ۱۹۲۱ء میں کچھ کچھ شبہ بعض ہندو شرفا کے دلوں میں
جاگزیں ہوتا جاتا تھا - کہ مسلمان اپنی مطلب برآری کے بعد ضرور رنگ لائینگے
اور ہندوؤں سے علیحدہ ہو جائینگے - مجھ سے دو تین بھائیوں نے ایسا شبہ
ظاہر کیا - لیکن میں نے اونہیں اطمینان دلا کر یہی جواب دیا - کہ شبہ پاپ ہے
اس سال کے درمیانی حصہ میں ہی موپلوں کے مظالم کا حال معلوم ہو چکا
تھا - احمد آباد کانگریس میں (دسمبر ۱۹۲۲ء کے آخری ہفتہ موپلوں پر اظہار
ناراضگی کا ریزولیوشن پیش کیا گیا - اُس وقت اس رزولیوشن
کی جو مخالفت مسلمانوں کی طرف سے ہوئی اوسے دیکھکر میرا ماتھا بھی ٹھنکا -

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھا مولانا حسرت موہانی نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ موپلوں نے کسی ہندو کو جبر
مسلمان نہیں بنایا۔ جب اونکا برٹش گورنمنٹ سے جنگ تھا۔ تو وہ جگہ (یعنی مالابار)
دارالحرب ہو گئی۔ اس میں اگر ہندو موپلوں کے ساتھ نہ ہوئے۔ تو واجب القتل تھے
اونھوں نے اوس عذاب سے بچنے کیلئے بخوشی اسلام قبول کیا۔ مولانا حسرت موہانی
کے ساتھ ہی بہت سے علماء ایسا ہی کہتے تھے آخر مہاتما گاندھی کی آواز کے نیچے
دب کر وہ ریزولیوشن بھی بعد بہت نرم کئے جانیکے پاس ہو گیا۔ مگر ایک خیال مسلمان
نمائندگان کی طرف سے اور پیش ہوا۔ وہ یہ کہ جہاں مسلمان کہدیں۔ کہ کوئی تجویز اُن
کے مذہبی عقائد کے منافی ہے۔ تو اوسے وہیں رد کر دیا جاوے۔ اس پر غور ہو رہا
تھا۔ کہ میں نے کہا اور کیا غریب ہندوؤں کا بھی پاس ہوگا۔ کہ اگر وہ کہدیں۔ کہ اُن
کے مذہبی احساس کے برخلاف ہے۔ تو کیا وہ تجویز اس وقت رد کر دی جائے
گی۔ مہاتما گاندھی جی نے جواب دیا۔ کہ تو ۔۔۔۔۔۔ (مفہوم) ہی ہے۔ میں نے
جواب دیا کہ تب مسلمانوں کی نسبت یہی مفہوم ہی ہے۔ اس طرح وہ خاص تجویز
اس وقت نظر انداز ہو گئی۔

اس کے بعد بارڈولی کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ اور کانگریس کی ساری جدوجہد بند ہو گئی۔ لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔ دوسری طرف مصطفیٰ کمال پاشا کی بہادر تلوار نے ٹرکی کو آزاد ہی نہیں کرا دیا بلکہ اُن کے سارے دشمنوں کو پسپا کر دیا۔ مسلمانوں نے منہ مانگی مراد پائی اور اُن کی بے اعتنائی کی اُس وقت حد نہ رہی۔ پنجاب میں میاں فضل حسین کی اتحاد کے لئے تباہ کن پالیسی کے ساتھ عدم تعاون کانگریسی اور خلافتی مسلمان لیڈر بھی شامل ہو گئے۔ ملتان کے مسلمان بدمعاشوں کی سرکوبی کی جگہ پنجابی مسلمان لیڈروں نے اُن کی پیٹھ ٹھوکی۔ اور ہندو سنگٹھن کے جرم میں پنڈت مدن موہن مالویہ جی کو کوسنا شروع کر دیا۔ اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آخرکار ہندو سنگٹھن اور شدھی کو آڑ بنا کر وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا جس کا کوئی حد وحساب نہیں یہ معاملات بہت ہی تازہ ہیں۔ اس لئے ان پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

ہندو مسلم اتحاد کس نے توڑا اور کس کی زیادتی ہوئی اسکے متعلق میں ناظرین کی توجہ میں اس بیان کی طرف دلاتا ہوں۔ جو نیشنل کانگریس دہلی کے موقعہ پر میں نے دیا تھا۔

کانگریسی لیڈران کی کانفرنس

میں

شدھی اور ہندو سنگٹھن

کانگریس کے جنرل سکرٹری مسٹر گوپال کرشن کا مدراس سے تار آیا کہ ۱۱ ستمبر کو دہلی میں منعقد ہونیوالی لیڈر کانفرنس میں شریک ہوں۔ نیز مالوی جی کے نام بھی اسی مطلب کا تار دیا گیا تھا۔ ۱۱ ستمبر کو ۳ بجے مقررہ وقت سے پہلے ہی میں مقررہ جگہ پر پہونچ گیا۔ مسلمان بھائیوں کی طرف سے بڑے بڑے مولوی مولانا کچھ دیر بعد موجود ہوگئے۔ یوں تو تیس ۳۰ یا چالیس ۴۰ برگزیدہ لیڈران کو ہی اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن آخیر تک ڈیڑھ سو کی بھیڑ بھاڑ ہوگئی۔ اور ایسا ہی دوسرے دنوں میں بھی ہوتا رہا۔ سب سے پہلے بنارس کے مشہور فلاسفر بابو بھگوان داس ایم۔ اے نے ایک عمدہ شانت مئی تقریر کی اور ساتھ ہی کچھ تجاویز بھی پیش کیں لیکن اُن کی طرف حاضرین زیادہ متوجہ نہ ہوئے۔ تب یہ قرار پایا۔ کہ شدھی اور سنگٹھن پر کھلم کھلا اعتراضات کرنے کا موقعہ دیا جائے۔

مسلمانوں کی طرف سے جمعیت علمار ہند کے ناظم مولانا احمد سعید نے پہلی تقریر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کی اس میں سب سے پہلے مجھ پر انہیں الفاظ میں حملے کئے گئے۔ جن الفاظ میں خواجہ
حسن نظامی نے اپنے مشہور ٹریکٹ میں کئے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنے
ٹریکٹ کے دوسرے صفحہ پر تحریر کیا ہے۔
"سوامی شردھانند کئی رنگ بدل چکے ہیں۔ ..... آخیر وقت میں اکالی سکھوں
کی حمایت کرتے وقت جیل خانے گئے اور معلوم نہیں وہاں کیا واقعہ پیش آیا۔ اور
کس مخفی اثر سے متاثر ہوئے کہ جیل سے باہر آتے ہی وہ روش اختیار کرلی جو
کسی اور (مطلب گورنمنٹ سے ہے) کے پیش نظر ہے یعنی ہندو مسلمانوں
میں تفرقہ اندازی چنانچہ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ اب میں ساری زندگی مسلمانوں
کو آریہ بنانے میں صرف کرونگا۔ اور اعلان ہی نہیں کیا بلکہ عمل بھی شروع کر دیا"
مولانا احمد سعید نے اس مضمون کو صحیح طور پر واضح کر دیا۔ اور مجھ پر کھلا
چارج لگایا کہ میں نے گورنمنٹ سے روپیہ لیکر ہندو مسلمانوں کو لڑانیکا بیڑا اٹھایا
ہے۔ یہیں تک انہوں نے بس نہیں کی بلکہ جب تھوڑی دیر کیلئے کارروائی بند
ہونے کی وجہ سے میں کمرے سے باہر نکلا تو انہوں نے مجھے کہا کہ گورنمنٹ کے
نام میرا خط پکڑا گیا ہے۔ جس میں میں نے ہندو مسلمانوں کو لڑانے کا وعدہ کیا
ہے۔ اور روپیہ وصول کرنیکا اقبال کیا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ میرے
اُس خط کا عکس شائع کرادو جس سے لوگوں کو اصلیت معلوم کرنیکا موقعہ ملے
پوشیدہ طور پر زہر پھیلانا بھلے آدمیوں کا کام نہیں۔ اسپر مولانا نے جواب
دیا۔ کہ لوگ ایسا کہتے ہیں۔ انہوں نے وہ خط نہیں دیکھا ہے"
وائسرائے سے لیکر معمولی پولیس والوں اور اُن افواہوں کے پھیلانیوالے
کانگریسی اور غیر کانگریسی اصحاب سے میری درخواست ہے۔ کہ اگر کوئی ایسا
ثبوت اُن کے پاس ہے۔ تو اُسکو شائع کرا دیں۔ اور اگر یہ تمام افواہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بے بنیاد ہیں۔ تو اسکا اعلان کردیں۔

مولانا صاحب نے شدھی کے معاملہ میں شروعات کا الزام مجھ پر عاید کیا۔ اور ہندو سنگٹھن کو سارے فساد کی جڑ بتلایا۔ میں نے جواب میں سوا دو گھنٹے تک کانگریسی لیڈروں اور مسلمان مولویوں کے سب اعتراضات کا جواب دیکر ثابت کیا کہ آگرہ اور ارد گرد جتنا شور مچا اسکی وجہ مسلمان مولوی تھے۔ اور کہ ہندو سنگٹھن کا خیال موجودہ شکل میں آٹھ سال سے چل رہا ہے۔ اور اسکا مدعا مسلمانوں کی مخالفت کرنا نہیں ہے۔ میری تقریر کے بعد پنڈت ہرکرن ناتھ مصر یو۔ پی کے مشہور کانگریسی لیڈر نے مجھ سے اور مالوی جی سے تین سوالات کئے۔ جو معہ جواب ذیل میں دیے جاتے ہیں۔

سوال ۱ - کیا بغیر ہندو مسلم اتحاد کے سوراجیہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جواب ۱ - (دونوں کا) نہیں۔

سوال ۲ - کیا شدھی اور سنگٹھن سے مسلمانوں کے اندر ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کو نقصان پہنچا ہے۔

جواب ۲ - (مالوی جی کا) ہاں (میرا) کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد پہلے ہی سے میاں فضل حسین اور ملتان کے مسلمانوں کے اتیاچار سے ٹوٹ چکا تھا۔ اور کانگریس کا کام بھی باردولی کے بعد رک گیا تھا۔ مسلمان مولویوں اور کچھ ہندو لیڈران نے شدھی اور سنگٹھن کو ایک بہانہ بنا لیا۔

سوال ۳ - اس بے چینی کو دور کرنیکا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

جواب ۳ - (مالوی جی) اسکو کل بیان کرونگا۔

(بس پہلے دن کی کارروائی یہیں ختم ہوئی)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۲ ستمبر کو ۳ بجے پھر کانفرنس شروع ہوئی۔ اور پوجیہ مالوی جی نے اپنی پہلی تقریروں کو پڑھکر سنایا۔ اور مثال دیتے ہوئے ثابت کیا کہ اُن کے بارے میں بہت جھوٹی افواہیں پھیلائی گئی ہیں۔ ہندو سنگھٹن کا مدعا مسلمانوں کو نقصان پہونچانا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنی حفاظت ہے۔ جس سے کوئی بھی سمجھدار مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ مالوی جی کے بعد کئی سجنوں نے تقریر کی جس میں سے بہار کے کانگریسی لیڈر مسٹر محمد شفیع نے صاف الفاظ میں کہا کہ مالوی جی کی تقاریر کی رپورٹ پڑھکر اور اب پھر سے اُن کو سنکر اُن کی یہ رائے ہے کہ ان سے بڑھکر بھارت ورش کا دوسرا دشمن نہیں۔ اسکے بعد مسلمان لیڈر ہی بولتے رہے اور جہاں سب نے ایک آواز ہو کر منظور کیا۔ کہ جیسا حق ہندوؤں کو مسلمان بنانیکا مسلمانوں کو ہے۔ ویسا ہی حق ہندوؤں کو ہے کہ وہ غیر مذاہب والوں کو ہندو بنالیں۔ یہ سب باتیں کہتے رہے۔ کہ کوئی قابل عمل تجویز سامنے آنی چاہیئے۔ لیکن پیش کسی نے کچھ نہ کیا۔ اور "دیگراں نصیحت خودراں فضیحت" کی کہاوت پر ہی عمل کرتے رہے۔ آخیر میں مولانا آزاد سبحانی نے اُس تجویز پر سب کا دھیان دلایا۔ جو اُنہوں اور بابو پرشوتم داس ٹنڈن نے اخبارات میں شائع کرائی تھی۔ اسپر میں نے صاحب صدر کی اجازت لیکر بولنا شروع کیا اور تمہید یہ باندھنی چاہی کہ اگرچہ شروعات مسلمان مولویوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور آگرے کے نزدیک تمام شور وشرابے کے وہ ذمہ وار ہیں۔ لیکن میں اپنی طرف سے اُن کی تجویز کو بھارتیہ ہندو شدھی سبھا سے منوانے کی کوشش کروں گا۔ میں اپنے ٹکٹ سے شدھی کے متعلق پڑھ ہی رہا تھا۔ کہ مولانا محمد علی نے صاحب صدر کی توجہ دلائی۔ کہ مجھے روک دیا جائے۔ اسپر میں خود ہی رُک گیا اور میں نے کہدیا کہ مولانا آزاد سبحانی اور بابو پرشوتم داس ٹنڈن کی مندرجہ ذیل تجویز کو میں بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انتظامیہ کمیٹی میں منظوری کیلئے پیش کرونگا۔ اگر مسلمانوں کی تمام جماعتیں اپنے مبلغوں کو واپس بلالیں تو شدہی سبھا بھی اپنے پرچارکوں کو صرف آگرے سے ہٹا لیگی۔ میں نے یہ بھی کہا کہ میں اتنا ہی کہ سکتا ہوں۔ کہ اگر مسلمان بھائی اپنے تمام مبلغوں کو واپس بلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور بھارتیہ شدہی سبھا نے میری درخواست کو منظور نہ کیا۔ تو میں شدہی سبھا کے صدر کے عہدے سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

مولانا آزاد اور ٹنڈن جی کی تجویز حسب ذیل ہے۔

کسی بھی پارٹی کے اغراض و مقاصد کے متعلق شبہ نہ کرتے ہوئے ہم نہایت صدق دل سے ان ہندو مسلم پرچارکوں سے جو کہ اس وقت ضلع آگرہ میں تحریک شدھی کو سرگرمی سے جاری رکھنے یا اس کی مخالفت کرنے کی غرض سے ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی اپنی جد و جہد کو بند کر دیں۔ اور ملکانے کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ جو چاہیں سو کریں۔ اگر ملکانے اپنی ہندو برادری میں شامل ہونے کے خواہش مند ہیں اور ہندو ان کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار ہیں تو یہ شدھی کا کام اپنے ان کے بھائیوں کے ہاتھ میں ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔

کسی مقامی آدمی کے بوقت ضرورت اس کام میں صلاح مشورہ دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس خالص سماجک کام میں مذہبی تبلیغ یا ہندو مسلم عناد کی کوئی بھی سپرٹ نہیں ہونی چاہیئے۔

میرے اس عہد کو سنکر مولوی بشیر احمد صاحب دیوبندی نے بڑی فراخدلی سے کہا کہ وہ بھی عہد کرتے ہیں۔ کہ ان کے جو پچاس مبلغ آگرہ میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کام کرتے ہیں۔ اُن سب کو ملا لینگے۔ اسپر بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ اور
مسلمان اور سات ہندوؤں کی کمیٹی عملی تجاویز سوچنے کیلئے مقرر کی گئی۔
۱۴ ستمبر کو اُس کمیٹی کا پہلا جلسہ ۹ بجے دریا گنج ہی نمبر ۱۲ کی کوٹھی میں ہوا۔
۱½ بجے تک کے آپس کے خیالات کے تبادلہ کے بعد ایک یہ ہی نتیجہ نکلا۔
کہ سہارنپور وغیرہ جگہوں کے فسادات کی تحقیقات کرنے کے لئے سات
آدمیوں کی کمیٹی مقرر ہو چکی ہے۔ دوسرا سوال زیر غور شدھی کا تھا۔ لیکن
اسی مقام پر ایک دوسری کمیٹی کا جلسہ تھا۔ اسلئے جلسہ برخاست ہوا۔
۴ بجے دن کے مندرجہ ذیل سوال بذریعہ ٹیلیفون پنڈت دیورتن شرما منتری ہندو
سبھا نے کیا۔
ڈز مالوی جی نے دریافت کیا ہے۔ کہ اگر آگرے کے ضلع سے دیوبندی مولوی
واپس آجائیں۔ مگر احمدیہ جماعت کے واسطے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تب آپ کی
کیا پوزیشن ہوگی۔
میں نے اس کا جواب لکھکر ٹیلیفون والے کو دیا۔ جو اُس نے جوں کا توں
بول دیا۔ "میری پوزیشن ہوگی۔ جب تک ایک ایک مسلمان مبلغ چاہے کسی فرقہ کا
ہو واپس نہ آجائیگا۔ اور وہ سب پھر کر یہ اعلان نہ کردیں گے۔ کہ اُن کا کوئی
مبلغ اُدھر نہیں جائیگا۔ تب تک اپنی شدھی سبھا کو یہ صلاح دینے کا حوصلہ
نہیں کرسکتا۔ کہ وہ اپنے پرچارکوں کو ضلع آگرہ سے ہٹا لیں"
۱۵ ستمبر کو پھر کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ اُسمیں جہاں بابو بھگوان داس ایم۔ اے
کی اپنی تجاویز پھر سے پیش ہوئیں وہاں مولانا شبیر احمد نے اپنی تجاویز بھی پیش کیں
بہت سے بحث مباحثے کے بعد طے ہوا۔ کہ تجاویز چھپوا کر ممبران کو تقسیم کر دی
جائیں۔ اسکے بعد غور ہوگا۔ دیگر سوالات پر غور ہوتا رہا۔ مولانا کی تجاویز چھپکر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آگئیں - اور اُس کے موافق ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو سنگھٹن کے متعلق غور ہوتا رہا -
مولانا صاحب کی تجاویز ذیل میں درج کیجاتی ہیں - "یہ مجلس تجویز کرتی ہے - کہ
بھارتیہ شدھی سبھا جمعیت علماء ہند اور اُن دوسری تمام انجمنوں سے جو اُس وقت
ملکانہ راجپوتوں میں شدھی اور اُسکی مدافعت کا کام سر انجام دے رہی ہیں آل انڈیا
کانگریس کمیٹی کی طرف سے پُرزور درخواست کرے - کہ وہ ملک میں پُرآشوب حالت
کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی اُن تمام جارحانہ اور مدافعانہ کارروائیوں کو جو ایک باقاعدہ
معرکہ آرائی کی صورت میں ظاہر ہو کر مسلمان اور ہندو قوم کے جذبات عداوت و مخاصمت
کے بھڑکانے اور مسئلہ آزادیٔ ہند کو تاریک بنانیکا موجب ہو رہے ہیں -
عام ملک کے مفاد کی خاطر فوراً موقوف کردیں اور ملک کی سیاسی فضا کو جو بدقسمتی
سے روز بروز مکدر ہوتی چلی جارہی ہے - صاف کرنے اور پُرامن بنانے کے لئے
اُن مقابل مبلغین کو جو ایک طرح کی مذہبی جنگ میں منہمک ہیں - جب ترتیب ہجوم
و وقائع واپس بلالیں - باقی نصف مذہبی تبلیغ جو بین الاقوامی رواداری کے ساتھ
معقول اور ملائم طرز پر ہو اُس سے کوئی جماعت دوسری جماعت کو روکنے کا اختیار
نہیں رکھتی - اور اُسکے لئے خاص برادری یا خاص رتبہ کی کچھ تقسیم نہیں ہے "
مولانا صاحب کی اس تجویز کا مطلب یہ تھا - کہ ہندو حملہ آور ہیں اور مسلمان حفاظت
کرنیوالے ہیں - اس لئے اُسی ترتیب سے اُن کے مبلغ لوٹنے چاہئیں -
میرا دعویٰ تھا - اور اب بھی ہے کہ پہلے میدان میں مبلغ مسلمان گئے - اور اُس
کی وجہ سے ہندوؤں کو ایک جماعت بنانی پڑی - اسلئے پہلے مسلمانوں کو لوٹنا
چاہئے - مولانا محمد علی اور دیگر مسلمان لیڈران نے یہ تجویز کی کہ آگے پیچھے کے خیال
کو چھوڑ کر دونوں طرف کے مبلغ ایک ہی وقت ایک ہی لمحہ آگرے سے چلدیں - لیکن
علما اپنے خیال پر قائم رہے - اس سوال پر غور یہیں ختم ہوجانا چاہئے تھا - لیکن

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کمیٹی نے یہ رپورٹ کی کہ ابھی تک اس بارے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہندو مسلمانوں کی جماعتوں کے نمائیندوں کو جمع کر کے پھر غور کریں گے۔ دونوں طرف سے ممبران کھلے الفاظ میں کہہ رہے تھے۔ کہ کسی طرح اس سوال کو اس وقت ٹال دیا جائے۔ مجھے کانگریس کے کئی ہندو مسلمان لیڈران نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کیلئے جو یہ کوشش کیجا رہی ہے۔ اُس کو شاید ہونے والے ہندو مسلم معاہدہ سے صدمہ پہونچے۔ اس لئے اُسے بند کر دینا چاہئیے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں نے جس بڑے پیمانے کے مناظرے کا اشتہار دیا تھا۔ اُسے بند کر دیا۔ میں نے لیڈران کی کانفرنس کی ساری کہانی جسکا شدھی اور سنگھٹن کے متعلق مجھسے تعلق تھا۔ بیان کر دی۔

مسلم اخبارات میں کیا شائع ہوا ہے۔ اس سے مجھے کچھ مطلب نہیں۔ کچھ ہندو اخبارات نے جان بوجھکر اور دوسروں نے اُن کے دھوکے میں آ کر میرے متعلق بہت سی افواہیں پھیلا دی ہیں۔ جس سے شدھی سبھا اور سنگھٹن کو بھی قدرے نقصان پہونچا ہے میں نے جو انگریزی کا ٹریکٹ تقسیم کیا تھا۔ اُس میں لکھا تھا۔ کہ تندرستی کی خرابی اور اپنے پہلے کاموں کو مدنظر رکھکر میں اب ادھر کا کام نہ کر سکونگا۔ اُس کا مطلب یہ سمجھا گیا کہ میں شدھی کے کام سے الگ ہو گیا۔ میرا خیال یہ تھا۔ کہ اپنے گورو رشی دیانند کی جنم شتابدی کے موقعہ تک جو شاید سمبت ۱۹۸۱ کے پوس مہینے کے آخر میں ہوگی اپنی بھینٹ کتابی شکل میں تیار کر کے اُن کے چرنوں میں رکھدوں۔ اسکے لئے میں ڈیڑھ برس تک اُدھر کام کرنا چاہتا تھا لیکن بہت سے سناتن دھرمی اور آریہ سماجی لیڈران کے بقید ہونے پر میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ شدھی کا کام زیادہ زور کے ساتھ کرتا رہوں۔ اور ساتھ ساتھ رشی کے قرض سے بھی سبکدوش ہوں۔ اگر ایک سال میں نہیں تو کئی سال میں وہ کام ختم ہو جائیگا۔ اگر آریہ جاتی کے شبھ چنتک یہ خیال کریں۔ کہ میری کمزوری سے شدھی کے کام کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ تو اُن کا فرض ہے کہ خود میدان عمل میں اُتر آئیں اور زیادہ مضبوط کندھوں پر اس بوجھ کو رکھدیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوم

آریوں کے روزانہ فرائض

آریہ نام وِدوان ۔ دھارمک اور آپت پُرشوں کا ہے۔ اور اس لئے ان کے روزانہ فرائض بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ جو وِدوان دھارمک اور آپت پُرشوں کے قابل ہوں۔ صبح کے فرائض کا آغاز جاگنے کے ساتھ ہی ہوتا ہے اسلئے سب سے پیشتر جاگنے کا وقت مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔ منو بھگوان کا اُپدیش ہے:۔

ब्राह्मे मुहूर्ते बुध्येत धर्मार्थौ चानुचिंतयेत्।
कायक्लेशांश्च तन्मूलान् वेद तत्वार्थमेव च ॥१॥

براہمے مہورتے بُدھییت دھرمارتھو چانوچنتیت۔
کائے کلیشانسچے تنمولان وید تتوارتھ میوچہ (۱)

"براہم مہورت یعنی چار گھڑی رات رہے ہی اُٹھے۔ دھرم اور ارتھ کا چنتن کرے۔ جسمانی امراض کا ندان اور پرماتما کا بھی دھیان کرے"۔

آریہ جاتی میں اسوقت سچے بان پرستھی یعنی سنیاسی بہت کم ہیں۔ براہمچریہ کا سوانگ بھی تھوڑوں کو ہی اُتارنا ملا ہے۔ ہاں "گرہستیوں کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ جہاں دیکھو دُنیا کا بوجھ بڑھانیوالے گرہستی ہی دکھلائی دیتے ہیں۔ ان گرہستیوں کے لیئے براہم مہورت میں یعنی

"چار گھڑی کے تڑکے اُٹھنے کا نیم"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مقرر کیا گیا ہے۔ تمام دنیا کے عالموں کا تجربہ یہ ہے۔ کہ بہت سویرے اُٹھنے
سے بدھی پاکیزگی سے کام کرنا شروع کرتی ہے۔ یہ تو ثابت شدہ ہے۔ کہ
تمام موسموں میں آفتاب طلوع ہونے سے پیشتر ہی اُٹھنا انسان کو سُست
بننے سے روکتا ہے۔ گرہست کو متبرک آشرمی منو مہاراج نے لکھا ہے
بہ آشرم ستیہ شاستروں میں سارے سنسار کا بوجھ اُٹھانے والا بتلایا گیا
ہے۔ مگر اس وقت افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ کہ آشرم اُلٹا سنسار
کے بوجھ کو بڑھا رہا ہے۔ اُسکی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ گرہستوں نے
اُن قواعد کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ جو ویدنے اُن کے لئے مقرر کئے تھے
اُن قواعد میں سب سے پہلے صبح کا جاگنا ہے۔ اور صبح کے جاگنے
کے لئے ضروری ہے۔

سونے کا وقت بھی مقرر ہو

علماء کی رائے ہے۔ کہ (تندرست) جوان آدمی کے لئے چھ سے سات
گھنٹوں تک سونا ضروری ہے۔ گرمیوں میں سویرے چار بجے اُٹھنا ضروری
ہے۔ جاڑوں میں پانچ بجے اُٹھنے سے بھی وہی کام پورا ہو سکتا ہے
کیونکہ رات بڑی ہوتی ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے آٹھ گھنٹہ تک
سونا لازمی ہے۔ تب ہر ایک آریہ گرہ کا قاعدہ یہ ہونا چاہیئے کہ بیوی پانچ
سے بارہ برس تک کی عمر والے بچوں کو نو بجے ضرور سلا دیوے اور اُن
کو پانچ بجے سے پیشتر نہ جگا وے اور خود اپنے خاوند اور دیگر بڑے
مردوں اور عورتوں کے ہمراہ گرمیوں میں ساڑھے نو بجے ضرور سو جاویں
جاڑوں میں دس یا ساڑھے دس بجے سو کر پانچ بجے اُٹھنا ٹھیک ہے۔
جو چھ گھنٹوں کی نیند میں گزارا کر سکیں۔ وہ اُٹھنے کا وقت کچھ پہلے مقرر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرلیں۔ مگر سونے کا وقت پیچھے نہ لیجاویں۔ کیونکہ آدھی رات کے پہلے دو گھنٹوں کا آرام پچھلی رات کے چار گھنٹوں کے برابر ہے۔ اسپر بہت سے بھائی بہانہ کرسکتے ہیں۔ کہ اُن کو جلد نیند نہیں آتی یا صبح اُٹھنے میں سستی رہتی ہے۔ لیکن یہ مشق سے دور ہوجاتا ہے۔ تاہم نفسوں پر من راجہ ہے یہ سروتنتر سدھانت (قاعدہ کلیہ) ہے۔

روحانی قوت کا استعمال کرو۔ من میں مصمم ارادہ کرکے سوجاؤ۔ کہ فلاں وقت پر اُٹھیں گے۔ تعجب سے دیکھو گے۔ کہ اُسی وقت نیند کھل جائیگی۔ یہ بات ہر ایک آریہ کو یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ساری بُرائیوں کا وقت دس بجے رات سے لیکر چھ بجے تک ہے۔ چور اور راہگیر۔ عیاش اور جواری اسی وقت بے خوف گھومتے ہیں۔ اور بھولے آدمیوں کو بھی نقصان پہونچانے کی جراءت کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ وقت پاک دل انسان دھیان میں صرف کرتا ہے۔ اور گرہست کو اپنے نفس کے آرام دینے میں صرف کرنا چاہیئے۔

فرائض ادائیگی میں اتفاق

آریہ پرشوں کو صرف سونے اور جاگنے کا ہی خاص قاعدہ نہیں بنانا چاہیئے لیکن دن رات کے سارے کاموں کیلئے ایک ہی قسم کے قواعد بنانے چاہئیں۔ اشنان۔ سندھیا۔ بھوجن وغیرہ اِن سب کے لئے آریوں کا یکساں ہی قاعدہ ہونا چاہیئے۔ اُسکے نہ ہونے سے اس وقت بڑی رکاوٹ پڑ رہی ہے۔ میں نے چند مرتبہ دیکھا ہے۔ کہ سندھیا کا وقت ہوجاتا ہے اور آریہ پرش گپیں اُڑاتے رہتے ہیں۔ معمولی آدمی تو بوجہ شرم کے اپنی سندھیا بھی بھول جاتے ہیں۔ ہاں کوئی غیر معمولی آدمی ہو تو اُسے بدتہذیب بننا پڑتا ہے۔ گھر آئے مہمانوں کا نرادر کرکے سندھیا پر بیٹھنا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پڑتا ہے۔ میرا بھوجن کا وقت ہے اور تمہارا کب مرنے کا وقت ہے۔ تم بھوجن
گیارہ بجے کرتے ہو۔ اور میں ساڑھے سات بجے۔ بھلا تم میری ضروریات کو
کیا سمجھو گے۔ پھر تہذیب کا خوف چھوڑ کر مجھے تم سے کھانا کھانے کی
اجازت لینی پڑتی ہے۔ زیادہ تمثیلات کی ضرورت نہیں۔ اتنے سے ہی
ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ اگر آریہ ماتر اپنے تمام کاموں کیلئے یکساں ہی وقت
مقرر کر لیویں۔ تو کام کرنے میں بڑی آسانی ہوگی۔ پھر نہ اتنی سنسکار
میں تکلیف ہوگی۔ اور نہ انتہوں کو تکلیف ہوگی۔ مجھے ہندوستانیوں
کے پولیٹکل اختیارات مانگنے پر اسلئے ہنسی آتی ہے کہ جنہوں نے
بموجب قواعد کام کرنا نہیں سیکھا۔ یہ پولیٹکل حقوق لیکر انہیں بچوں
کی گیند کی طرح اچھالتے ہی تو نہ پھریں گے۔ انگریزوں نے دو بجے اپنا
ٹفن (جل پان) کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔ جس وقت دو بجے گھنٹہ لگی
جج فیصلہ لکھنا بند کر دیگا۔ بیرسٹر اپنی تقریر کو درمیان میں ہی چھوڑ
دیگا۔ سوداگر سودا دینے کو روک دیگا۔ اور ٹیشن پہ بیٹھا رہیگا
یہاں تک کہ چلتی ہوئی ریل گاڑی صاحب بہادر اپنی ٹفن باسکٹ (بھوجن
کی ٹوکری) کھولکر بیٹھ جائیں گے۔ مگر یہاں کوئی اصول ہی نہیں۔
کوئی دن میں دو بار کھاتا ہے۔ کوئی تین چار کوئی پانچ دانتوں کو
تکلیف دیتا ہے اور کوئی دن بھر ہی کھاتا رہتا ہے۔ انہیں بھی کوئی
اصول نہیں۔ آج میں نے دو بار بھوجن کیا۔ کل چار بار پرسوں تین
بار کروں گا۔ اور آسنے سگرے کے پاس بیماریوں کی شکایت برابر
کرتا چلا جاویگا۔ کہاں تک لکھوں ہر ایک عالم اپنے اور اپنے پڑوسیوں
کے زندگی سے بہت سی مثالیں اکٹھی کر سکتا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"سونے اور جاگنے کا قاعدہ

سونے اور جاگنے کے بارے میں ایک بات یاد رکھنی چاہیئے۔ چارپائی پر لیٹنے کے بعد اگر فوراً ہی نیند نہ آوے تو یاد کرو کہ تمنے سونے سے پیشتر ہاتھ پیر دھولیئے یا نہیں۔ اگر نہ دھوئے ہوں تو ہاتھ پیر اور منہ دھوکر انگوچھے ڈالو۔ اگر اس پر نیند نہ آوے تو پانچ منٹ ٹہل کر لیٹ جاؤ۔ پھر نیند آجائیگی۔ اگر اس پر بھی نیند نہ آونے تو سیدھے لیٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگو۔ اور چاروں طرف سے ہٹا کر دھیان "اوم" میں لگا دو۔ اسی وقت نیند آجائیگی۔

اگر سونے سے پیشتر شام کا کھانا ہضم کرنیکے لئے کم از کم ڈھائی گھنٹے نہ دئے جاویں تو نیند ٹھیک نہیں آسکتی۔ اس لئے تمام آریہ گھروں میں شام کے کھانے کا وقت سات بجے سے آٹھ بجے تک ہونا چاہیئے اس اصول کی پابندی کرنیسے گھر کے تمام مرد عورت بیماریوں سے بچے رہیں گے۔ سونے کے اس اصول کے ساتھ ہی جاگنے کا یہ اصول ہونا چاہیئے۔ کہ صبح جب نیند کھلے اسی وقت اٹھکر بیٹھ جاؤ۔ صبح جاگتے ہوئے چارپائی پر لیٹے رہنے سے بُری طرح کے خواب دکھلائی دیتے اور بُرا کولاہل من میں ہوتا ہے۔ جسم کا من کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر جسم چست نہ ہو تو من کاہل و سست رہتا ہے اسلئے نیند کھلتے ہی (خواہ وقت آدھ گھنٹہ پیشتر ہی کیوں نہ کھلے) چارپائی پر بیٹھو۔ اور منو مہاراج کے لکھنے کے مطابق:-

پہلے دھرم کا چنتن کرو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دھرم - ارتھ - کام اور موکش انسان کی زندگی کے ذرائع سے چار نتیجے تبلائے گئے ہیں - کام تو انسان میں عادت سے ثابت ہی ہے - جو لوگ خواہشات کی پیدائش ہی بند کرنا چاہتے ہیں - وہ انسان کی بناوٹ سے ہی ناواقف ہیں - منوجی لکھتے ہیں -

अकामस्य क्रिया काचिद् दृष्यते नेह कर्हिचित्।
यद्यद्धि कुरुते किञ्चित तत्तत्कामस्य चेष्टितम्॥२।४

اکامسیہ کریا کاچد درشیتے نیہہ کرہچت . یدیدھی کرتے کنچت تتکامسیہ چیشٹیتم - ۲-۴

بغیر خواہش کے کوئی فعل میں نظر نہیں آتا - جو کچھ بھی (انسان) کرتا ہے وہ جذبہ خواہش کے بغیر نہیں ہے - جب انسان خواہشات کا مخزن ہے تو خواہش کرنے کی اُپدیش کی چنداں ضرورت نہیں - ضرورت یہ ہے اُس خواہش کو قابو میں کر کے راستی پر چلایا جاوے - منوجی اس لئے لکھتے ہیں ؎

कामात्मता न प्रशस्ता न चैवैहास्त्य कामता।
काम्यो हि वेदाधिगमः कर्मयोगश्च वैदिकः॥२।२

۲/۲۸ کام آتمتا نہ پرستانہ چیےُ ویُ ہاتسیہ کامتا - کامیو ہی ویدادھی گمہ یوگشچہ ویدیکہ

از حد خواہشات نفسانی سے پرہیز کرنا - اور از حد فشکاما کی موت سے اپنی حفاظت کرنا انسان کا فرض ہے - کیونکہ بغیر خواہش کئے نہ وید کا گیان ہوگا - نہ اُسکے مطابق طرز عمل ہی ہو سکیں گے - اس لئے خواہشات پیدا کرنیکا اُپدیش کرنے کی ضرورت نہ تھی - ہاں ضرورت تھی تو یہ تبلانے کی کہ صرف خواہشات کے ہی غلام نہ بنجاویں - پس منو مہاراج نے نصیحت کی کہ سویرے اُٹھتے ہی نفسانی خواہشات

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو روک کر پہلے دھرم یعنی اپنے فرض کا وچار کرو۔ اُس دھرم کے مطابق
جو ارتھ ہوں یعنی اُن دنیاوی اشیاء کے حاصل کرنے کے ذرائع اور وسائل
پر وچار کرو۔ دھرم کے مطابق ہوں۔ جن کے حاصل کرنے کے ذرائع بھی
دھرم کے مطابق ہوں۔ اسکے ساتھ ہی جسمانی امراض اگر ہوں تو اُن
کے اسباب معلوم کر کے اُنکے بُرے نتائج سے بچنے کا طریقہ سوچو۔
اس دھرم۔ ارتھ اور جسمانی تکلیفات کے انجام پر صبح کے بچار کے
وسائل پانچ وید منتر رشی دیانند نے سمت ۱۹۵۶ کی چھپی ہوئی سنسکار ودھی
گرہ آشرم پرکرن۔ میں صفحہ ۱۷۵ اور ۱۷۶ پر معہ ترجمہ لکھے ہیں۔ اُن
کا من سے پاٹھ اور اُن کے ارتھوں پر وچار کرنے کے لئے ۱۵ منٹ
کافی ہیں۔ اسکے بعد گھر کے تمام مرد و عورت پاخانہ وغیرہ ضروریات
سے فارغ ہونے کے لئے ۱۵ منٹ کافی ہیں۔ اس کے بعد بچوں کو
چھوڑ کر اپنی بیوی اور دیگر گرہست مرد و عورتوں کو ساتھ لے تازہ ہوا
کھانے کے لئے آبادی سے باہر جانا چاہئے۔ آدھ گھنٹے میں باہر سے
لوٹ کر دس بارہ منٹ سے آدھ گھنٹے تک خاص طور سے ورزش
کریں۔ اور عورتیں اشنان سندھیا سے فارغ ہو کر چھوٹے بچوں کو
جگا دیں اور انہیں پاخانہ پھرا دیں۔ مرد بھی ورزش کے بعد پندرہ
منٹ آرام کر کے اشنان کریں اور پھر پریم پورک سندھیو پاسنا میں
آسن جمالیں۔ اسکے بعد سارا قبیلہ مل کر (۵½ بجے گرمیوں میں اور ۶½
بجے جاڑوں میں) ہون کریں۔ اس طرح گرمیوں میں چھ بجے اور
جاڑوں میں سات بجے گھر کے تمام آدمی خاص کاموں میں مشغول
ہونے کے قابل ہو جائینگے۔ یعنی پرماتما کی اُپاسنا کے لئے دھرم ارتھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

پرو چار - جسمانی امراض کا نِدان اور ورزش یہ صرف ذرائع ہیں - اور صبح آدمی پرماتما کا ست سنگ نہ کرے تب تک اُسے اور کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہیئے - اُپنیشد میں کہا ہے -

स्वप्नान्तं जागरितान्तं चोभौ येनानु पश्यति।
महान्तं विभुमात्मानं मत्वाधीरोन शोचति ॥ ४॥

بلاشبہ صبح سونے کے آخر میں اور شام کو جاگنے کی حالت کے آخر میں جو ہوشیار آدمی اُس مہان سرو ویاپک پرماتما کا دھیان کرتا ہے - وہ سوچ کو پراپت نہیں ہوتا - ہون اکٹھے کرنیکے بعد تمام گھر کے آدمی علیحدہ علیحدہ بیٹھ کر -

مطالعہ

میں مشغول ہو جاویں - اسمیں بزرگ - بچے مرد و عورتیں کوئی فرق نہیں ہے بوڑھے جوان بچے - مرد و عورت سب کو ہی مطالعہ روزانہ کرنا چاہیئے میں نے اکثر دیکھا ہے - کہ پوراتک سنسکاروں کیوجہ سے بہت سے آدمی بڑھاپے کو ہی دھرم گرنتھوں کے پڑھنے کا وقت سمجھتے ہیں - یہ بڑی بھاری غلطی ہے - جب سب اندریاں بیکار ہو جاویں گی - اور جب جسم بھی اپنے سنبھالے نہ سنبھلے گا - اُس وقت دھرم کی پونجی کیا اکٹھی ہو سکے گی - اسی لئے آپت رشیوں نے کہا ہے - کہ بڑھاپے سے پیشتر ہی انسان کو دھرم کا ابھیاس کرنا چاہیئے -

युवैवधर्म शीलस्यात् अनित्य खलु जीवितम्।
को विजानाति कस्याद्य मृत्युकालो भविष्यति ॥ ५॥

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

دھرم کے راز کو جاننے کیلئے مطالعہ سے بڑھکر دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے معمولی آدمیوں کا تو شمار ہی کیا ہے۔ میں نے ایسے شاستر جاننے والے آریہ سماجی بھی دیکھے ہیں۔ جنکو ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ بھی سوادھیائے کرنیکا محاورہ نہیں ہے۔ کچھ سنسکرت کے پنڈت سمجھتے ہیں کہ سوادھیائے کا اُپدیش اُن کےلئے نہیں۔ کیونکہ وہ دھرم اُپدیش اور پڑھانے کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ میری رائے میں یہ اُنکی بڑی بھاری غلطی ہے۔ صبح کا مطالعہ کرنا یوگ کا ایک حصہ مہا منی پتنجلی نے بتلایا ہے۔ اور سمادھی کی شدھی کے لئے اسکی از حد ضرورت ہے۔ اگر کوئی آریہ پُرش اپنے آپ کو پنڈت سمجھتے ہیں۔ تو اُس پنڈتائی کو قائم رکھنے کے لئے بھی اُنہیں مطالعہ کی ضرورت ہے۔ جو لوگ سنسکرت نہیں جانتے اُن کو رشی دیانند کا وید بھاشیہ منگا کر رکھنا چاہیئے۔ جو وید بھاشیہ کو نہ سمجھ سکیں اُن کے لئے ستیارتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا آدی گرنتھ مفید ہو سکتے ہیں۔ ہاں بہت سے ایسے سجن بھی ہیں۔ جو کہلاتے تو کٹر آریہ ہیں۔ لیکن جنہوں نے ابتک آریہ بھاشا کے حروف تک نہیں سیکھے۔ اُن کو میں یہی کہونگا۔ کہ جس زبان (اُردو وغیرہ) کو وہ جانتے ہوں۔ اُسی زبان میں دھرم کی کسی کتاب کا مطالعہ کریں گھر میں جس استری پُرش کو لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو۔ وہ دوسرے کے پاس بیٹھکر سُنتا جائے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آریہ گھر میں کوئی بھی مرد عورت ایسا نہ ہونا چاہئیے۔ جو روزانہ مطالعہ نہ کرے۔ اس سے دھرم میں شردھا بڑھیگی۔ اور مصیبت کے وقت میں بھی استقلال قائم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رکھنے کا محاورہ پڑیگا۔ اگر سستی کو چھوڑ کر ٹھیک طور سے دن چریا کرنے کی عادت ہو۔ تو متذکرہ بالا تمام کام سات بجے تک ختم ہو سکتے ہیں اس طرح تیاری کرنیکے بعد گرہست کو

ارتھ پراپتی کے وسائل میں لگانا

چاہیئے روزگار کسی طرح کا ہو۔ سبھی اچھا ہے چوری۔ جھوٹ اور دغا بازی جس کام میں نہ کرنی پڑے۔ وہ کام خواہ دنیا کی نظر میں کیسا ہی ادنیٰ کیوں نہ سمجھا جاوے۔ آریہ رشیوں نے اعلیٰ مانا ہے۔ منو بھگوان نے لکھا ہے

न लोक वृत्तं वर्तेत वृत्ति हेतोः कथंचन।

अजिह्मामशठां शुद्धां जीवेद् ब्राह्मणजीविकाम्॥६॥

گرہستی روزگار کے لئے بھی کبھی شاستر کے خلاف دنیاوی عمل کا برتاؤ نہ کرے لیکن جس میں کسی قسم کی برائی۔ بیوقوفی۔ جھوٹ اور ادھرم نہ ہو۔ اس وید میں بیان کئے ہوئے کرم کے مطابق روزی پیدا کرے۔ پھر لکھا ہے

परित्यजेदर्थकामौ यौ स्यातां धर्मवर्जितौ।

धर्मं चाप्यसुखोदर्कं लोकविक्रुष्टमेव च॥७॥

دولت اور خواہشات ادھرم سے حاصل ہوتی ہوں تو بھی ادھرم بالکل چھوڑ دیوے۔ اور وید کے خلاف دھرم کا بھاس۔ جس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کرنے سے آیندہ زمانہ میں تکلیف اور دنیا کی ترقی کی بربادی ہو ویسا صرف نام باتر دھرم اور کرم کبھی نہ کیا کرے۔ سنسکرت ودیا کے کم ہو جانے پر بھی دھرم سے روزی کمانے کے اصول کا اس ملک میں رائج ہونا ثابت کرتا ہے کہ منو مہاراج کا مندکرہ بالا اپدیش کسی وقت تمام بھارت ورش میں مانیہ سمجھا جاتا تھا۔ ایک دنیاوی کہاوت میں زراعت کو سب سے اعلیٰ روزگار بتلاکر تجارت کو مجھلا درجہ دیتے ہوئے نوکری کو بدتر بتلایا ہے اور درحقیقت پیشہ زراعت ہے بھی سب سے اعلیٰ۔

سب سے پہلے تو اس کے علاوہ پورا مفید اور کوئی کام نہیں۔ نوکر آدمی تو درحقیقت پیدا ہی کچھ نہیں کرتا۔ اس کا تو کہنا ہی بے مطلب ہے۔ لیکن تجارت میں بھی صرف تبادلہ دولت ہوتا ہے۔ اس دلیل کو بھی چھوڑ کر سب کاموں میں سے ایک زراعت اور دوسری صنعت و حرفت ہی ایسے کام ہیں جن میں جھوٹ بولنے یا دھوکا دینے کا کم لالچ ہوتا ہے تجارت میں بھی اگر انسان کا دل پاک ہو تو سچائی سے کام چل سکتا ہے۔ لیکن نوکری میں تو انسان کو دوزخ ہی بھوگنا پڑتا ہے۔ ہاں اگر مالک دھرم آتما ہو تو اور بات ہے۔ پھر بھی نوکری میں تکلیف ہی تکلیف ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पराधीन स्वपनेहु सुख नाहीं

پراد ھین سوپنے ہو سکھ ناہیں

یہ سب سچ ہے مگر دھرماتما لوگ ہر ایک کام میں جیسے نوکری تک میں جھوٹ چھل کپٹ وغیرہ سے بچ سکتا ہے۔ اور ادھرمی آدمی کھیتی جیسے نیک کام میں بھی پاپ کا بھاگی بن سکتا ہے۔ اسلیئے آریہ پرشوں کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ادھرم سے کمایا ہوا مال اُس کے گھر میں کبھی بھی نہ گھُسنے پاوے۔

سنتوش دوسرا نیم ہے۔ جس کا پالن ہر ایک آریہ کا کرتویہ بتلایا گیا ہے سنتوش کا مطلب پرشارتھ ہین ہوئے کے نہیں ہیں۔ لیکن اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر دھرم سے لاکھوں کی جائداد آ جاوے تو آنے دو اور ادھرم سے کمائے ہوئے ایک پیسہ کے پاس بھی مت کھڑے ہو۔ آریوں کو پہلے روزگار پر سوچ وچار کے بعد قبول کرنا چاہیئے۔ لیکن جب ایک بار کسی ایک روزگار میں لگ گئے تو اُسے دھرم اور انصاف کے اصولوں پر نبھانا چاہیئے۔

اور یہاں ایک ہی بار میں بھوجن کے بارے میں آریہ بھائیوں سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

آریوں کے بھوجن کا وقت اور سامان

مقرر ہونے چاہییں۔ صبح کے وقت سنوادھیائے سے فارغ ہوکر سارے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پریوار کو دودھ پینا چاہیئے - ساتوک بھوجن کا جہاں تک پرچار رہیگا۔ وہاں تک ہی آریوں کی سنتان پر ٹھیک دھارمک سنسکار پڑ سکینگے۔ جس کو سامرتھ ہو گائے ضرور اپنے یہاں رکھے۔ اگر اُس کی سیوا کے لیئے نوکر نہیں رکھ سکتا۔ تو سدائی (پنجابی گنادر) وغیرہ کا کام آپ سیکھے۔ اور اُس کی سیوا سے نہ صرف گئو رکھشا کا ٹھیک ٹھیک پرا اُپکار کرے۔ مگر اپنے پریوار کے لیئے شدھ اُتم دُودھ بھی حاصل کرے۔ جو لوگ اسکے بارے میں وقت کی کمی کی شکایت کرتے ہیں اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی گپ شپ کے وقت میں سے اگر آدھا وقت بھی بچالیں۔ تو یہ کام بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ تمباکو پینا چھوڑ دیں۔ تو نہ صرف وقت ہی بہت بچ سکتا ہے۔ بلکہ۔ اُن کو خود جو آنکھوں اور کانوں کے روگ ہو رہے ہیں۔ اُن سے بھی چھٹکارا ہوگا اور اُن کی اولاد بھی بری صحبت سے چھٹکارا پاویگی۔ یورپ اور امریکہ کے دیشوں میں جو آجکل گووروان ڈاکٹر مکت کنٹھ سے کہہ رہے ہیں۔ کہ تمباکو پینے والوں کو سنتان پیدا کرنے کا حق نہیں ہے اور یہ سچ بھی ہے۔ تمباکو میں ایسا زہر ہے جس سے بڑھ کر نقصان دینیوالا دُوسرا زہر نہیں ہے۔ آریوں کے گھروں میں حقے کی گڑگڑ ویسی ہی گھرنت ہونی چاہیئے جیسے کہ ایک دھرماتما آدمی کے استھان میں رنڈی کا ناچ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر گپ شپ اور حقے بازی تنخا اور چھوٹے بڑے دسیوں سے وقت بچایا جاوے تو ایک نردھن گرہستھ بھی اپنے سارے پریوار کو تازہ دُودھ پلا کر انہیں دھرم کے راستے پر چلنے میں مدد کر سکتا ہے۔ اگر دودھ نہ مل سکے تو بھی پھل دد یگر کچھ بھوجن کرکے سب اپنے اپنے کاموں میں لگ جاویں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوسرا وقت بھوجن کا دن تھا گیارہ بجے کے بیچ میں ہونا چاہیئے
جنہیں آگے پیچھے کام ہو اُن کے لیئے بھوجن الگ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر
سب آریہ گن کے لیئے اگر ایک وقت بھوجن کا ہو تو مہمان نوازی میں
بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسکا بیان آگے پرکرت کے مطابق آویگا۔
بھوجن تیار ہونے پر سب سے پہلے گھر کے مالک کو چاہیئے کہ بلی ویشودیو
ودھی کرے۔ ہر ایک آریہ کے گھر میں سنسکار ودھی تھا بیچ دیا گیا یہ ودھی
آدی رشی دیانند کرت گرنتھ موجود ہیں۔ میں نے پہلے ہی سے کلپنا کر لی
ہے۔ چولھے میں آہوتیاں ڈالنے کے بعد کتا کو آہنت آدی کے لیئے
جُدے جُدے بھاگ رکھیں اور تب بھوجن برتانے کی تیاری ہو۔ اگر
کوئی مہمان آیا ہو تو سب سے پہلے اُس کو بھوجن کرایا جاوے۔ اکثر دیکھا
گیا ہے کہ آریہ مندروں میں آریہ اپدیشک بھٹکتے ہیں تو چپراسی آریہ
سبھا سدوں کے گھروں سے اُن کے لیئے بھوجن لے آتا ہے۔ کسی کے
یہاں بھوجن کا وقت نو بجے اور کسی کے یہاں بارہ بجے۔ اپدیشک بیچارے
کے بھوجن کے سمے کا کوئی نیم نہیں رہ سکتا۔ اس لیئے تندرستی بگڑ جاتی
ہے۔ یہ اصول ہے کہ نیت سمے پر سادھارن بھوجن بھی گن کاری
سدھ ہوتا ہے وقت کی بے قاعدگی ہونے سے پشٹی کارک بھوجن بھی
دُکھ دائی سدھ ہوتا ہے۔ شردھا پورک گھر میں بلا کر مہمان کو بھوجن
کرانے سے گرہستھی تھا اتھتی دونوں میں دھرم بھاؤ کی بردھی ہوتی ہے
آریوں کے لیئے کیول سماج کے اپدیشک۔ اتھتی ہیں۔ لیکن جتنے بھدر
پرش انیت سمے میں آنکلیں وہ ہی اتھتی ہیں۔ اور اُن کا سنسکار کرنا مہمان
نوازی سمجھا جانا چاہیئے۔ کچھ آزاد سنیاسی ایسے گھومتے ہیں جنکو دھرم موتی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہا جاوے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ نگر آدی میں پرویش کرنا اچھا نہیں سمجھتے۔
اُن کے آسن پر بھی پریم پوروک بھوجن لیجا بیئے یا بھجوائیے۔ کسی دھرم کو
ماننے والا بھی سداچاری پُرش کسی کارن اکسمات آیا ہوا ہو تو اسکو بھوجن
کرانا آریہ پرشوں کا کرتویہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اس وشئے میں پکشپات کو سمیپ
نہیں آنے دینا چاہیئے۔ عیسائی۔ مسلمان۔ جین۔ بودھ کسی مت کا ماننے
والا کیوں نہ ہو سداچاری اتتھیوں کو ستکار پُوروک بھوجن کرانا چاہیئے۔
شتپتھ برہمن میں اُس یگیہ کا سرکٹا ہوا بتلایا گیا ہے جس میں اتتھیہ نہ ہوا
ہو۔ اس وشئے پر کچھ ادھک میں نے اس لیے لکھا ہے کہ آتتھیہ
دھرم کا پالن چھوڑنے ہی سے آریوں کو ادھک ہانی پہونچی ہے۔
پراچین کال میں یہاں کے آتتھیہ نے ہی اس دیش کا یش سارے بھو
منڈل میں پھیلا کر اسے آریہ ورت نام کا ادھیکاری بنایا تھا۔ اتتھیہ کے
پشچات اپنا پتروں ارتھات بڑے بوڑھوں و ماننیہ استھانی پرش
استریوں کو بھوجن کرادیں۔ اس کے بعد گھر کا مالک اپنی استری و کٹمب سمیت
ملکر بھوجن کریں۔ جس گھر میں نوکر نہ ہوں وہاں باری باری بھوجن پرسنے
کا کام چھوٹے کیا کریں اور باقی سب ملکر بھوجن کریں۔

بھوجن خوب چبا کر کرنا چاہیئے۔ ایک لقمہ کو کم سے کم ۲۵ بار اور
ادھک سے ادھک چالیس بار چبا کر اندر نگلنا چاہیئے۔ ایسا کیئے بنا
بھوجن اچھا نہیں اور طرح طرح کے روگ اُتپن ہوتے ہیں۔

اکٹھے بیٹھ کر بھوجن کرنے میں ایک یہ بھی لابھ ہے۔ کہ گرہپتی بچوں
کو ٹھیک پرکار بھوجن کرانا سکھلا سکتا ہے۔ استریوں کو پاک ودھی
بھلے پرکار سیکھنی چاہیئے۔ روٹی۔ دال۔ چاول وغیرہ کے ساتھ ہر سمہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سبزی بھاجی بھی ضرور ہونی چاہیئے۔ ہر موسم کے لیئے جو جو بھاجی مفید ہیں وہ گھر کی پتنی کو منگانی چاہیئے۔ اسلیئے رشی دیانند نے سنسکار ودھی میں ویدک کی خاص ضرورت بتلائی ہے۔ یہ ودھی لیکر پڑھیں۔ جیسے وششٹ چکتسا ندان کا ہی کام کرنا ہو۔ لیکن ستریوں میں ہر ایک کو ویدک جاننے کی آوشیکتا ہے کارن یہ ہے کہ دوائی لینے کی ضرورت تب ہوتی ہے جب کہ بھوجن ٹھیک نہ ملے۔ اسلیئے سارے پریوار کے سواستھیہ کا بگڑنا و سدھرنا گرہ پتنی کی یوگتا و ایوگتا پر نربھر ہے۔ صبح کے بھوجن کے ساتھ کچھ رتو انوکول پھل بھی ضرور ہونے چاہئیں۔ بھوجن سامگری کے وشے میں آریہ ویدوں سے سمتی لینی چاہیئے۔ میں اسی ستھان میں آریہ ویدوں سے نویدن کرتا ہوں کہ وہ بھوجن تتھا شاریرک سواستھیہ کے دوسرے نیموں کے وشے میں کچھ لیکھ لکھیں۔ جس سے آریہ پرش اپنے چرتر سدھار سکیں۔ پراتہ کال کے بھوجن کا نام دگھدھ پان رکھ کر میں دس دگیارہ بجے کے بھوجن کا نام بھوجن سمہ رکھتا ہوں۔ کیونکہ طاقت ور سے طاقتور چیزیں اسی وقت کھائی جاکر پچ سکتی ہیں۔ تیسرا بھوجن دو بجے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تین گھنٹے ایک وقت کا کیا ہوا بھوجن ہضم کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ اسکا نام جل پان سمہ رکھتا ہوں۔ کچھ ہلکی پھلکی ہوئی چیزیں۔ تتھا پھل و دودھ اس وقت کی بھوک بجھانے کے لیئے کافی ہو سکتے ہیں۔ چوتھا وقت بھوجن کا زیادہ سردی میں ۶ سے ساڑھے ۶ تک تتھا گرمی کے موسم میں ۷ سے ساڑھے سات تک ہونا چاہیئے۔ اس کا نام بیاری ہی مشہور ہے۔ رات کو اندریاں آرام چاہتی ہیں۔ پیٹ بھرا ہوا ہو تو نیند نہیں آتی۔ اس لیئے شام کے وقت کھیر وغیرہ ہلکا بھوجن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھوڑا کرنا چاہیئے۔ آہار شدھی کے بنا شریر شدھی مشکل اور اُس کے بنا من تتھا آتم شدھی ناممکن۔ اس لئے گرہستھیوں کو اس لائق بنانا کہ وہ سارے کنبے کی آہار شدھی کا سادھن بن سکیں آریوں کا پہلا دھرم ہے۔

اُپروکت نیم بالکوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ پرنتو ودیا ادھیتا کے پشچات بیدی دونوں کال کے بھوجن کا ہی ابھیاس رہے تو اتی اوتم ہے۔

بھوجن کے سمبندھ میں ہی ایک اور آوشیکیہ وشے پر لکھ دینا اُچت سمجھتا ہوں۔ جہاں کھانے کی سروستوئیں ساتوک چاہئیں۔ وہاں پینے کے لئے نامس وستوؤں کا استعمال کبھی بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ سب سے اوتم امرت پان اور صاف جل ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

امرت پان اور صاف جل

پرماتما نے اپنی اپار دیا سے پیاس بجھانے کیلئے جل کے پرواہ چلا رکھے ہیں اسلئے بہتی ہوئی ندی کا جل یدی ملے تو اُسے چھان کر پینا چاہئے - یدی ایسے اُتم بھاگیہ نہ ہوں اور نواس کے لئے ندی کا کنارا نہ مل سکے تو اچھے میٹھے کنوئیں کا جل کام میں لانا چاہئے - دیکھا گیا ہے کہ سب کنوؤں کا پانی وکار رہت نہیں ہوتا اس لئے کوپ جل کو ابالنے کے پشچات پینے کے کام میں لانا چاہئے -

گنگا کنارے تو آنند سے گنگا جل کا ہی سیون کرنا چاہئے لیکن شہر میں رہتے ہوئے جل اُبلا ہوا پینا اُتم ہے - اُبلے ہوئے جل کا نام سنتے ہی کچھ پرش گھبرا اٹھینگے پوچھینگے کہ برسات تتھا گرمیوں میں گرم جل سے کیسے ترپتی ہوسکے گی پرتھم تو ابھیاس بگڑ جانے سے لوگ گرم جل کا نام سُن کر کانپ اٹھتے ہیں نہیں تو گرم جل کے پریوگ سے پیاس ہی کم لگتی ہے کنتو یدی ٹھنڈا جل ہی پریہ ہو تو میرے کتھن کی پیروی کیجئے آپ کو کشٹ نہ ہوگا شام کے وقت پانچ بجے اتنا جل ابلنے کو چولہے پر رکھ دیا جائے جتنا دوسرے دن تتھا اوری میں پینے کے لئے کافی ہو ٹھیک ابل جانے پر جب جل اچھی طرح کھولنے لگتا ہے تو اُسے پیتل کے اسی برتن میں ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں رات کے آٹھ بجے چھان کر وہ جل جھجروں میں ڈال گیلا انگوچھا اُس پر لپیٹ میدان میں رکھوا دیا جاوے - صبح جل اتینت سوادشٹ تتھا ٹھنڈا ہو جائیگا - اسے دن بھر آنند سے بھوگئے سب سے اُتم ورشا کا جل ہے - اپنے آنگن میں چادر تان دو اور نیچے جل پاتر رکھ دو جل بیچ کے کوڑے کرکٹ سے صاف ہو کر جل پاتر میں آگریگا وہ جل بڑا ہی شدھ ہوتا ہے پانی نہ ملنے کے کارن برسات کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جل محفوظ رکھ کر برتا جاتا ہے وہاں آدمیوں کے سواستھ اچھے رہتے ہیں لیکن اس میں کوشش کا خرچ زیادہ سمجھا جاتا ہے اگرچہ جتنا وقت بارش کے پانی اکٹھا کرنے میں خرچ کیا جاتا ہے وہ جسمانی صحت اور من کی خوشی کا بڑھانے والا ہوتا ہے تو بھی جو لوگ نازک مزاج ہیں اُن کے لئے پانی اُبال کر پینا درست ہے - پانی کو امرت بتلانے کی وجہ یہ ہی ہے کہ جتنی دوسری چیزیں پینے کے لئے ہر کوئی کام میں لاتے ہیں وہ سب نندت ہیں شراب کی بابت تو کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے - کہ شراب - چرس - گانجھا وغیرہ نشیلی چیزوں کا آریہ جاتی کے ساتھ کچھ میل ہی نہیں ہو سکتا - ہاں کچھ آریہ پرش پرانے ہندو پرانی عادتوں میں پھنس کر بھنگ کے پینے کو پاپ نہیں سمجھتے - شاید اس لئے کہ بھنگ میں شراب وغیرہ کی طرح بدبو پیدا نہیں ہوتی لیکن یہ اُن کی غلطی ہے رشی دیانند سارنگدھر کے حسب ذیل شلوک کا پرمان دے کر لکھتے ہیں کہ جو جو عقل کا ناش کرنے والے پدارتھ ہیں اُن کا استعمال کبھی نہ کرے - اس میں کیا شبہ ہے کہ بھنگ کسی حصہ میں شراب سے بھی بڑھکر بُدھی ناشک چیز ہے - دوسرے سب نشے تو اس لئے بھی چھوٹ جاتے ہیں کہ دنیا میں سبھیہ پرش اس وقت ان سب کو گھرنت درشٹی سے دیکھنے لگ جاتے ہیں لیکن ایک نشہ ایسا ہے جس نے اس وقت پنجاب دیش کا زیادہ تر ناش کر دیا ہے یہ نشہ تمباکو ہے - ڈاکٹر بتلاتے ہیں کہ تمباکو پینے والے کی آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں کبھی کبھی ایسے آدمی اندھے بھی ہو جاتے ہیں زیادہ تر اس علت میں پھنسے ہو کے بہرے بھی ہو جاتے ہیں دل کی بیماری سے شاید کوئی ہی حقی بچتا ہو گا اس سے بھی بڑھکر تھوکنی میلا اور گندہ رہتا ہے نتھنوں اور منہ سے کبھی بدبو آتی ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

منوجی کہتے ہیں کہ علی الصباح اٹھکر دھرم اور ارتھ کا دھیان کرے۔ لیکن مجھے
کیسا دکھ ہوتا ہے کہ جب آریہ سماجوں کے سالانہ جلسوں میں بھی صبح اٹھتے
ہی کچھ آریہ سماجی یاتریوں کو دھرم کے استھان میں آگ اور تمباکو کی فکر
پڑتی ہے جو وقت اشنان کرکے ایشور کے دھیان میں لگانے کا ہے
اُس کو آگ کی تلاش میں چلم پکڑے ہوئے صرف کرنا کیا آریوں کو شوبھا
دیتا ہے مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے جب ہندو مندر اور دھرم شالاؤں کی
طرح آریہ مندروں میں بھی ٹھیک انترنگ سبھاؤں کے ادھیویشنوں
میں بھی حقے کی گڑگڑ سنائی دیتی تھا ہوں کی سگندھی کی جگہ دُرگندھ
پھیلتا دکھائی جاتا ہے۔ جب آپ کے درشنی میں وہ اپنے اپاسنا یہ کی
اتنی بھی پرتشٹھا نہیں کرتے تو پھر آپ کے سماج مندر کو دھرم مندر سمجھنے
میں راج پرشوں کو شبہ ہو تو تعجب کیا ہے۔ بچے اپنے بڑوں کا ہی
انوکرن نہیں کرتے ہیں۔ کیا آریہ سبھیوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اپنی حقہ بازی
سے وہ اپنی سنتانوں کے راستے میں کانٹے بکھیر رہے ہیں۔ میں نے
اپنے لڑکپن میں بوڑھوں سے سنا تھا کہ جب کسی گرہست کے گھر لڑکی
پیدا ہو تو اُسے اپنی بڑھی پگڑی سیدھی کرنی چاہیے اس خام خیالی کے
کرتا اپنی بزرگوں کے سنسکاروں کے پربھاو سے بے بہرہ تھے۔
نہیں تو کہتے کہ اولاد پیدا کرنے کی آرزو کرتے ہی سب نشوں سے
ستبر رہو جانا چاہئے۔ میں اپنے آریہ بھائیوں سے ونے پوروک پرارتھنا
کرتا ہوں کہ حقہ کی لاگ سے جلدی مکتی پانے کا پربندھ کریں یدی
وہ اپنی سنتانوں کو بُرائیوں سے بچانا تھا اپنے ویدک سماج کا گورو
بڑھانا چاہتے ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

میرے حقی آریہ بھائی شاید ڈرینگے کہ حقہ چھوڑنے سے ان کا معدہ کمزور
ہوجاویگا۔ ڈاکٹروں سے پوچھینگے تو معلوم ہوگا کہ معدہ حقہ پینے سے کرایہ
کا ٹٹو بن جاتا ہے۔ حقہ چھوڑنا کچھ بہت کٹھن نہیں ہے۔ میں بھی ایک
وقت بہت حقہ پیتا تھا۔ جب چھوڑا تو بھوجن وغیرہ کے پیچھے کچھ ضرورت
سی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے اس کی دوا لی یہ کی کہ بھوجن کرنے کے پیچھے
تو پان کھانا شروع کر دیا اور جن دوسرے وقتوں میں حقہ کی ضرورت
ہوتی تھی ان وقتوں میں پھل کھانا شروع کیا۔ بھوکھ بھی تیز ہوگئی
اور حقہ بھی چھوٹ گیا۔ اب پان کے نشہ سے بھی مکت ہو گیا ہوں۔
یہاں مجھے اپنی آریہ بہنوں سے ایک پرارتھنا کرنی ہے۔ انہوں
نے یدی کچھ سکشا گرہن کرنی ہے تو ان کا فرض ہے کہ اپنے گھر کو
صاف رکھنے کا ہمیشہ دھیان رکھیں۔ جس گھر میں صبح شام ہون سے
ہوا کی شدھی کا اپدیش پرماتما کی طرف سے ہے اس گھر میں حقہ کی
بدبو پھیلانے کی آگیا نہ دیں۔ ابھی زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہندو
عورتیں اپنے گوشت خور خاوندوں کو گھر میں گوشت کھانے کی
آگیا نہ دیتی تھیں۔ تب وہ اپنے طویلوں میں گوشت کی ہنڈیا چڑھایا
کرتے تھے۔ کیا آریہ دیویوں کا فرض نہیں کہ اپنے آدمیوں کو صاف
کہدیں کہ اگر حقہ کی بدبو پھیلانی ہی ہے تو گھوڑوں کے اصطبل میں
اسے لید کے ساتھ ملا دیا کریں لیکن اس سے بھی پورا سدھار نہیں
ہو سکتا ہے۔ حقی کی اولاد کانوں آنکھوں اور دل کو گنوا کر پیدا
ہوتی ہے۔ کیا ایسی اولاد کو پیدا کرنے کا کسی کو ادھیکار ہے۔
میری رائے میں آگے کے لئے یہ بھی نیم ہو جانا چاہئے کہ حقہ پینے والوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی سنتان گورو کل میں داخل نہ ہو سکے -

اوپر کی اپیل تو میں نے یہ سمجھ کر کی ہے کہ آریوں کی عورتوں کو خود ہی حقہ سے نفرت ہے لیکن ہمارے گھر ابھی آریہ گھر کہاں ہیں - میں نے شوک سے کچھ استریوں کو بھی حقہ پیتے دیکھا ہے یہ ہی میرے لئے حقہ پینے والا پرش گمبھیرتا ہے - تو حقہ پینے والی استری سے بڑھکر اور زیادہ نفرت والا کوئی نظارہ معلوم نہیں ہوتا -

ہے - آریہ ماتاؤ! تمہاری سنتان سچ مچ تمہارے جگر کا ٹکڑہ ہی ہوتی ہے پھر یدی اُس کے روم روم میں وِش بھر دو گی تو اس کو اُدّھار کا راستہ کس طرف سے ملیگا - تمنا کو پر میں نے زیادہ اس لئے لکھا ہے کہ تم پر اس کا زہر چپ چاپ اثر کر رہا ہے - اس لیکھ سے بہت سے بھائیوں کے دل دُکھینگے لیکن نتیجہ اگر اچھا نکلے تو اتنا دکھ ان کے لئے آخر کار سکھ دائی ہی ہوگا -

کہاں پان کے ساتھ ہی اشنان کے وشئیہ پر بھی میں ایک ہی بار لکھ دینا اُچت سمجھتا ہوں موسم سرما میں ایک ہی بار اشنان کرنا پڑتا ہے اگر کسیکو اُس موسم میں بھی دو بار اشنان کا ابھیاس ہو تو برا نہیں لیکن گرمی میں دو بار اور برسات میں تین بار اشنان کرنا بھی ٹھیک ہے چاہے کتنی ہی بار اشنان کرنا پڑے -

اشنان ٹھنڈے پانی سے ہی کرنا چاہئے

جسم کو مضبوط بنانیکا اس سے بڑھکر کوئی اپائے نہیں جو لوگ بچوں کو گرم پانی سے اشنان کراتے ہیں وہ اُن بچوں کے لئے ہزاروں روگوں کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نیچ ہوتے ہیں ٹھنڈے پانی سے نہلانے پر بچوں کو سر پیڑا زکام اور کھانسی وغیرہ روگ کچھ نہیں ہوتے سب سے اُتم اشنان کھلے میدان ہوا میں ہوتا ہے مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ بچپن میں گرم پانی سے زیادہ نہانے کے سبب مجھے موسم سرما میں ہمیشہ گرم پانی سے نہانے کی عادت پڑ گئی تھی اس وقت مجھے زکام وغیرہ کی تکالیف برابر رہتی تھی جالندھر میں اپنے بزرگ شری رائے سالگ رام جی کو میں نے کھلے میدان ماگھ پوس کی سردیوں میں بھی باہر نہاتے دیکھکر ان سے سوال کیا۔ اُن کے ابھیاس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے میں نے بھی اُن کی پیروی کی مجھے اس سے بڑا ہی فائدہ ہوا اور میں نے خود قریباً دوسو ماپرشوں کو ابھیاس کرایا جن میں سے ایک نے بھی ٹھنڈے جل سے اشنان کے لابھ سے انکار نہیں کیا۔

ٹھنڈے پانی میں اشنان کرانے سے جو کبھی کبھی بچوں کو نقصان پہونچتا دیکھا ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ مائیں نہلانا نہیں جانتیں۔ نہانے کے وقت بدن کو خوب ملنا چاہئے اور بدن انگوچھے کے بعد بچوں کے ہاتھ اور پیروں کو ناریل کے تیل سے رگڑ رگڑ کر سہلا دینا چاہئے۔ ابھی دس برس ختم نہیں ہوئے کہ ہندوؤں کی کمزوری کا کارن اُن کے ادھک اشنان کا ابھیاس بتلایا جاتا تھا لیکن جاپان نے ثابت کر دیا کہ اشنان شریر کو شُدھ رکھنے کے کارن اُس کو زیادہ مضبوط بنا سکتا ہے۔ جاپانی کو جب زیادہ پسینا آکر شریر دُرگندھ یُکت معلوم ہونے لگتا ہے تو وہ اُسی وقت غوطہ لگا لیتا ہے۔ جب جل شریر شدھی کا سادھن ہے تو اُس سے وہی کام لینا چاہئے برسات میں پسینا زیادہ آتا ہے اس لئے صبح و شام اشنان کے علاوہ دوپہر کے بھوجن سے پہلے اشنان بڑا لابھ کاری اور من کی پرسنتا کا کارن ہوتا ہے

شریر شدھی سے ہی دیگر سب شدھیاں سدھ ہوتی ہیں نیز فقط ہاتھ
پاؤں وغیرہ جو انگ جس وقت اشدھ ہوا ہو اسے اسی وقت شدھ کر لینا
چاہئے اور اس کے ساتھ اتنا لکھ دینا بھی ضروری ہے کہ۔

وستر شدھی

میں آریوں کو دیگر مذہب والوں کے لئے آدرش بننا چاہئے۔ کپڑے
ریشمی آدمی تو بچوں کو بھی نہیں پہنانے چاہئیں کیونکہ وہ اکثر شدھ نہیں
رہ سکتے لیکن خوبصورت کپڑوں کی بھی اتنی ضرورت نہیں جتنی صاف کپڑوں
کی ضرورت ہے چاہے وہ کیسے ہی موٹے اور سادے ہوں۔ کپڑوں
کی صفائی پر صرف اتنا ہی اور لکھنا ہے کہ اگر اور کپڑے روز بدلنے کی شکتی
نہ ہو تو بھی جو اپ لستر بدن کے ساتھ سٹا رہتا ہے اسے ضرور بدل دینا
چاہئے اگر اتنے کپڑے نہ ہوں کہ دھوبی کے گھر ادھک دنوں تک چھوڑ سکیں
تو خود صابن وغیرہ سے دھونے میں بھی کچھ گوروہانی نہیں سمجھنی چاہئے نچلے
انگ کے ساتھ بھی جو وستر سٹا رہتا ہے اسے صبح شام دونوں وقت دھونا
چاہئے۔ پنجاب دیش کے کچھ کچھ پرانتوں میں دیکھا گیا ہے کہ نہانے کے
لئے ایک لنگوٹی وانگوچھا رکھ چھوڑتے ہیں اور ایک ہی دھوتی سے گذارہ
کرتے ہیں یہ بڑا دوشت رواج ہے دونوں وقت سندھیا سے پہلے
دھوتی لنگوٹ اور انگوچھا دھو لینا چاہئیے۔ چاہے اشنان کرنا ہو یا نہ ہو
مطلب یہ ہے کہ جسمانی صفائی کے وشیہ کو تچھ نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ
شریر شدھی کا اتیہ سروپر کار کی شدھیوں کے ساتھ بڑا گھرا سمبندھ
ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وستروں کی بناوٹ

کا بھی شریر اور اس کے وودّامن وغیرہ پر اثر پڑتا ہے بچوں کو ہمیشہ ایسے وستر
پہنانا چاہئیے جس سے گلا چھاتی اور دیگر شریر کا کوئی حصہ نہ گھٹیں اور پراک
سانس کو آتے جانے میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو استری پرشوں کو بھی ایسے
ہی وستر پہننے چاہئیں جس سے کوئی انگ بھی نہ دبے اور نہ گھٹے تنگ پتلون اور
واسکٹ سینہ کو اکڑنے سے کوئی لابھ نہیں دیا یام سے شریر ہی ایسا کیوں نہ
کمایا جاوے کہ ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں بھی آپ سے آپ تنا رہے - پہرنے
کے کپڑوں اور گرہ سمبندھی سامان کو شدھ رکھنے پر زیادہ لکھنے کی ضرورت
نہیں ہے لیکن اتنا اور دھیان دلانا ہے کہ جس پرکار برہمچاریوں کے لئے
ایک پہراوا مقرر ہو چکا ہے اسی پرکار گرہستی استری پرشوں کے لئے بھی آریہ
ماتر" ایک لباس مقرر کریں تو بڑا ہی اُتم ہو یہ لباس میں یکسانیت سمانتا
کوئی کمیٹی یا کونسل نہیں کر سکتی اور نہ دیا کھیان آدمی سے ہی اس کی سدھی ہو سکتی
ہے اس سنستودہن کا ٹھیک پرکار یہ ہے کہ کچھ پریوار سوچ بچار کر ایک پرکار
کی پوشاک مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے مقرر کر کے عمل میں لا دیں
دس برس بعد ہی آریوں کا لباس ہو جائیگا -

والو شدھی کے لئے

جہاں نت ہون ضروری ہے وہاں مکان ہوادار ہونا بھی ضروری ہے
کرایہ کا گھر بھی لینا ہو تو دیکھ لینا چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے ویدک آگیا
کے انوکول ایسا بنا ہوا ہو کہ اس کے ہر ایک کمرہ میں ہوا کھلے طور پر آ جا سکے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جن کو پریوار کے لئے شُدھ اَن جل وا ٹپراپت کرانے کی شکتی نہیں ہے ان کا کوئی
ادھیکار نہیں ہے کہ سنسار میں جن سنکھیا کو بڑھا دیں اس سے منو بھگوان کے
اپدیش الونہار رتو گامی ہونا گرہستی کو ضرور چاہئے اسی وشئے میں عقلمند کے
کے لئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سائنکال کی سندھیا

کاسمے ریسے پرکار سے نصیحت کرنا چاہئے کہ اسکے بعد من کو چلایمان کرنے والے
دنیاوی کام نہ کرنے پڑیں شام کے وقت اگنی ہوتر بھی اکٹھے پریوار سمیت
کرنا ٹھیک ہے اس سے پریوار میں آپس میں پریم بڑھتا ہے پھر دیالو بھی
مل کر اکٹھے ہی کرنا چاہئے جس کے بعد دس پندرہ منٹ تک آرام کر کے
تمام گھر کے استری پُرش ٹہلنے لگیں یہ وقت ماتا کے لئے بچوں کو اُتم مالک
سکشا دینے کا بہت اچھا ہے جن کے گھر کی استریاں پڑھی لکھی نہیں ہیں وہ انہیں سمیں
سے کچھ سمے استریوں کو زبانی اُچت سکشا دینے میں لگا دیں اس وقت
پر کبھی کبھی اُتم آریہ پریواروں کو ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے نمنترن دیکر پرسپر
کے میل کو بڑھانا چاہئے سداچار کا اپنی سنتانوں میں سنچار کرنے کا اس
سے بڑھ کر سمہ نہیں ہے۔

سونے کے وقت سے پہلے ہی گرہ پتنی کا دھرم ہے کہ سب بچوں کے ہاتھ
پاؤں اور منہہ دھو کر اُن سے ایشور پرارتھنا کے منتروں کا اُچارن کرادے
سنتانوں کو پہلے سے ہی ساکشا دی جاوے کہ وہ سونے سے پہلے سب
بڑے بوڑھوں کو شردھا پوروک نمستے کریں اور سب سے پیچھے ماتا دیوی
کے پاؤں چھو کر نمستے کہیں اور ماتا پریم پوروک اُن کو آشیرواد دے کر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سُلا دیوے اور یہاں مجھے अभिवादन بڑوں کو نمستے کہنے کے وشیہ میں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ رشی دیانند کا اُپدیش ہے کہ گرہستی استری پُرش جب جب دن میں ملیں تب تب ہی ایک دوسرے کو نمستے پوروک ابھیوادن کریں۔ اس نیم کا پالن آریہ سماج میں بہت ہی کم کیا جاتا ہے کارن یہی معلوم ہوتا ہے کہ جن پرشوں کو بچپن ہی سے ابھیوادن کی عادت نہ ہو اُن کو بڑی عمر میں ایک دوسرے کے نمسکار کے نیم سکھلانا بوڑھے طوطے کو پڑھانے سے کم کٹھن نہیں ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بڑی عمر میں سکشا ہو نہیں سکتی میں نے کچھ آریہ ایسے دیکھے ہیں جنہوں نے بڑی عمر میں ستکار کے نیم سیکھے ہیں لیکن جن بچوں کو چھوٹی عمر سے ہی ابھیوادن کی سکشا دی جاوے بڑی عمر ہونے پر دوسرے کا اُچیت مان اور ستکار کرنا ان کا سوبھاوک گُن ہو جاتا ہے اور اس سے بے شمار فائدے ہوتے ہیں منو بھگوان کہتے ہیں۔

अभिवादनशीलस्य नित्यंवृद्धोपसेविनः
चत्वारि तस्य वर्द्धन्ते आयुर्विद्यायशोबलम् ॥

ابھیوادن جس کے سوبھاؤ میں ہی ہو اور روز بردھوں کی سیوا کرے اُسکی آیو وِدّیا یش اور بل روزمرہ بڑھتے رہتے ہیں یہاں بردھ سے مطلب سفید بالوں والے سے نہیں ہے بلکہ بردھ سے مطلب منو مہاراج کا اُس پُرش سے ہے جس کی بدھی بڑھی ہوئی ہو منو کے کہنے انوسار ابھیوادن ہی ایک ہو شکتی منتر ہے جس کے بس میں تمام اُتم گن ہو سکتے ہیں ابھیوادن شیل پُرش مشکل سے مشکل ہردیہ کو بھی موم بنا دیتا ہے اس وقت ناستک پن کی جو لہر چل رہی ہے اُس کا ادھک کارن ہماری سنتانوں کا ابھیوادن

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سُشیل نہ ہونا ہی ہے اس وقت کے یووکوں تتھا ودیارتھیوں کے گھمنڈ کی بنیاد بچپن ہی میں پڑ چکی تھی جسکو یہ لوگ سو آتم ماننیتا (خودداری) Selfrespect سمجھتے ہیں یہ بُرے پرکار کا غرور اور خود پسندی ہی ہے مطلب یہ ہے کہ بال (بچے) یوا (جوان) نر (مرد) ناری (عورت) سب کے لئے ابھیوادن سُشیل ہو کر روزانہ اپنے سے بڑوں کی سیوا کرنا ضروری دھرم ہے۔

پتی پتنی بھی پریم پوروک ایک دوسرے کو نمستے کرکے ہی سو دیں۔ سونے کے لئے

چارپائی کھٹیا ہونی چاہیئے

گرہستھ استری پرش تو بھلے ہی نواڑ کے پلنگ یا کھٹیا (بان یا سُتلی سے بنی ہوئی) کام میں لا دیں اگرچہ اُن کے لئے بھی سخت چارپائی ہی مفید ہو سکتی ہے لیکن کنوارے لڑکے لڑکیوں کو کبھی بھی لچک دار پلنگ اور نرم گدیلوں پر نہ سُلا دیں۔ دس برس کی عمر کے بعد تو برابر سخت تخت کے اوپر ہی سُلانا چاہیئے اس سے ورِیہ رکھشا میں بڑی سہایتا ملتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت آریوں کے سو پڑھنے لکھنے لڑکوں میں مشکل سے دو ایسے ہوں گے جنہیں گوروکلا میں نیم پوروک داخل ہونا ملا ہے ورنہ آریہ گرہستیوں کی سنتان گھر پر رہ کر ہی سکولوں اور کالجوں میں سکشا گرہن کر رہی ہے اُن کے لئے بھی اُتم نیموں کا پالن بہت لابھ دایک ہو سکتا ہے

بچھونا بھی ہمیشہ صاف رہنا چاہیئے

جن دنوں گرمی زیادہ پڑتی ہے اُن دنوں کے سوائے باقی سب موسم میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بچھونا نمدار ہو جاتا ہے اس لئے روز گھر کے بچھونے کچھ دیر دھوپ میں رکھ دینے چاہئیں اور پھر انہیں جھاڑ پونچھ اور لپیٹ کر نم پور وک اندر رکھ دینا چاہئے اگر نوکر نہ رکھ سکتے ہوں تو گھر کے استری پرشوں کو باری باری سے اس کام کا بھی برت دھارن کرنا چاہئے اور اس جگہہ یہ نیم نہیں بھولنا چاہئے کہ ہر چوتھے دن نہ ہو سکے۔ تو ہر ساتویں دن بچھونے کی چادریں اور سرہانے کے غلاف وغیرہ بدل دئے جاویں ٹھیک تو یہ ہی ہے کہ دری آدمی سب سے نیچے کا بچھونا بھی ساتویں ہی دن ہی بدلا جاوے اگر ایسا نہ ہو سکے تو ایک مہینے بعد دری کو بھی ضرور بدل دینا چاہئے۔

سونے کی جگہہ ہمیشہ ہوادار

ہونی چاہئے دن کو تو آدمی کوشش کر کے بھی سانس لے سکتا ہے لیکن سوتے ہوئے سانس کا ٹھیک چلنا ابھیاس اور ٹھیک کھلی جگہہ پر منحصر ہے جل آدمی سے بھی بڑھکر جیون کا ہیتو ہوا ہے گرمیوں میں کھلے میدان آسمان کی چھت کے نیچے ہی سونا چاہئے برسات وغیرہ میں جب اوس پڑنے لگے تب برآمدے میں یا صحن میں برساتی لگا کر سو جاؤ۔ لیکن جاڑے میں مکان کے اندر ہی سونا پڑتا ہے ویسے تو جاڑے کا موسم تندرستی کے لئے بہت اچھا ہے لیکن پھر بھی اُن دنوں بچوں کی بیماری زیادہ سننے میں آتی ہے۔ سبب یہ کہ اول تو ماتائیں بچوں کو چھوٹے پریم کے شکنجے میں ایسا کستی ہیں کہ اُن کا ویسے ہی دم گھٹتا ہے اور اس پر ادھک یہ کہ دروازے کھڑکی یہاں تک کہ روشندان بھی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بند کر کے سوتی ہیں۔ آریہ پرشوں کو اپنے آچار تتھا وچار سے اس بُرے طریقے کو دور کرنا چاہئے رضائی میں مُنہہ چھپا کر کبھی نہ سونا چاہئے منہہ کو بڑی سے بڑی سردی میں بھی شیر کی مانند کھلا رہنے دو دروازے بھلے ہی بند کر لو لیکن روشندان اور کھڑکیاں سب کھلی رکھو ہوا کو کھلے طور پر آنے جانے دو پھر دیکھو صبح کو تمہارا تمام پریوار کیسا آلسیہ ہین اُٹھتا ہے ہوا جتنی ملے اتنی ہی تھوڑی ہے صاف ہوا سے بڑھ کر عمر بڑھانے والا اور کوئی بھی امرت نہیں ہے۔

رات کو گھر میں شانتی کا راج

ہونا چاہئے کچھ شور نہیں ہونا چاہئے وہ وقت من اور اندریوں کو آرام دے کر دوسرے دن کے کام کے لئے یوگیہ بنانے کا ہے کرم وشیہ میں اس سے ادھک لکھنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی کیا کچھ کم ہے ایک کرتویہ کا پالن آدمی کو اور بیسیوں کرتویوں کے پالن کے یوگیہ بناتا ہے اس لئے مجھے پوری امید ہے کہ جو منش ان ویدک ادیشوں پر چلنے کے لئے پہلا پگ آگے رکھینگے اُن کو ایک وچتر آکرشن شکتی آپ سے آپ آگے کو کھینچیگی کم سمجھ آدمیوں نے گرہستھ آشرم کو دکھ کا مول ورنن کیا ہے اگر اصل میں گرہستھ دکھ کا مول ہوتا تو اُس کے لئے اُپدیش کیے پرشنوں کی ضرورت نہ ہوتی لیکن منو بھگوان کا گرہستھ کے ورشے میں ادیش ہے

यस्मात् त्रयोऽप्याश्रमिणो ज्ञानेनान्नेन चान्वहम्।
गृहस्थेनैव धार्यन्ते तस्माज्ज्येष्ठाश्रमो गृही॥

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جس سے برہمچاری وان پرستی اور سنیاسی ان تین آشرمیوں کو ان وستر آدی دان سے نتیہ پرتی گرہستی دھارن پوشن کرتا ہے اس لئے وِوہا رہیں گرہست آشرم سب سے بڑا ہے اسی لئے منو بھگوان پھر زور سے لکھتے ہیں کہ

सर्वेषा मपि चैतेषां वेद स्मृति विधान तः।
गृहस्थ उच्यते श्रेष्ठः सत्रीनेत न बिभर्तिहि॥
यथा नदी सर्वे सागरे यान्ति संस्थितिम।
तथैवा श्रमिणः सर्वे गृहस्थे यान्ति संस्थितिम॥

وید اور سمرتی کے پرمان سے تمام آشرموں میں گرہستھ آشرم سریشٹھ ہے کیوں کہ یہی باقی تین آشرموں کا دھارن اور پالن کرتا ہے جیسے ندیاں اور بڑے نالے سب ملکر سمندر میں جاکر ٹھہرتے ہیں اسی پرکار تمام آشرمی گرہستھ ہی کو پراپت ہوکر قایم ہوتے ہیں گرہستھ کی اتنی تعریف کو کیول مبالغہ ہی نہ سمجھنا چاہئے منو مہاراج کا پورا وشواس تھا کہ گرہستھ دھرم سے بڑھکر کوئی دوسرا دھرم نہیں ہے۔ وید صاف اجازت دیتے ہیں کہ گرہستھ کو دھارن کرتے ہوئے گھبراؤ نہیں لیکن ساتھ ساتھ اس کے دھارن کرنے کے لئے بل پہلے سے پراپت کرو گرہستھ اس وقت کیول نرک کا مول دیکھ رہا ہے اس لئے کہ جو شخص گرہستھ کو دھارن کر رہے ہیں وہ اس کے یوگیہ نہیں آج کتنے سننے پر بھی بہت پرش اپنے آپ کو برہمچریہ بان پرستھ اور سنیاسی آشرم کے ایوگیہ بتلا کر اپنے کرتوں کو

ٹالتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن گرہستھ میں پرویش کرتے وقت
بالک اور بوڑھے کسی کو بھی کچھ سنکوچ نہیں ہوتا جہاں دس
برس کے بالک کو اُس کے ماتا پتا بے خوف ہوکر نو یا دس
برس کی بچی کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں وہاں ستر برس کا بوڑھا
بھی بے شرم ہوکر دس برس کی کنیا کو بیاہنے کے لئے تیار ہوجاتا
ہے ایسی حالت میں کیا ہم سب شدھ ہردیہ سے کہہ سکتے ہیں کہ
آج کل ایک بھی سچا گرہستھ موجود ہے۔ اسی لئے منو بھگوان
کہتے ہیں ۔

स संधार्यः प्रयत्नेन स्वर्गमक्षयमिच्छता ।
सुखं चेहेच्छता नित्यं योऽधार्यो दुर्बलेन्द्रियैः ॥

ہے استری پرشو! اگر تم اکشئے مکت (دائمی آرام) سکھ اور اس سنسار
سکھ کی اچھیا (خواہش) رکھتے ہو تو اُس آشرم کو نیتہ پریتن سے
دھارن کرو جو کمزور اندریہ اور نربدھ پرشوں کے دھارن کرنے
کے یوگیہ نہیں ہے۔
کیسا سپشٹ واکیہ ہے جس کا شریر اور جس کا من بدھی سمیت
بلوان ہو وہ ہی گرہستھ جیسے آشرم کے بوجھ کو اُٹھانے کے
یوگیہ ہو سکتا ہے۔ مورکھ اور بل ہین پرش میں اُس بوجھ کے
اٹھانے کی شکتی ہی نہیں ہے ۔ لیکن ہے کہ ایک بدھ ہین (کم عقل)
کمزور اندریہ پرش برہمچریہ آشرم میں پرویش کرکے اپنے آچاریہ
کی کرپا اور پریم کا پاتر بن کر مرنے تک برہمچاری رہ سکے لیکن ایک

ہور کچھ کمزور کا گرہستھ دھرم پالن کرنا سروتھا ناممکن ہے۔
آریہ پرشو! یہ مانا کہ سارے سنسکاریں جہاں تک ویدک سکشا
سے لوگوں نے منہ موڑا وہاں تک ہی برابر اُن کا دکھ بڑھتا گیا لیکن
کیا تمہارا اور پرشوں سے کچھ بھید ہے اگر نہیں تو تم میں آریہ پن کیا
ہے۔ میں نے مانا کہ تمہارے ماتا پتا نے تمہاری صلاح کے بغیر ہی گرہستھ
میں جوت دیا یہ بھی مانا کہ تم میں سے جنہوں نے خود گرہستھ روپی سمندھ
جوڑے انہوں نے اگیان وش (لاعلمی) اپنی شکتیوں کو نہیں سمجھا۔ پھر کیا
کرنا چاہئے۔ گرہستھ کے لئے برہمچریہ آشرم تیاری کا وقت ہے تم
بنا تیاری گرہستھ یدھ میں سملت (شامل) ہو رہے ہو۔ اُس وقت
تمکو اپنے کرتویہ کا گیان نہ تھا لیکن اس وقت تو کرتویہ بہانا بھی سہارا
نہیں دے سکتا۔ اب تمہاری آنکھیں کھل چکی ہیں۔ پرشن (سوال) پھر
وہی ہے کہ اب کیا کرنا چاہئے میری سمتی (رائے) میں تم میں سے جتنے
بدھی اور بل ہین ہیں انہیں آپس میں (پتی پتنی) وچار پوروک۔

پھر سے برہمچریہ برت دھارن

کرنا چاہئے۔ پتی اور پتنی دونوں کو اپنے وشیہ جیسا ایک دوسرے
کے لئے آچاریہ بننا چاہئے۔ یہ لفظ تمہیں گھبراہٹ
میں ڈالنے والے ضرور ہوں گے لیکن بچوں کو نہیں تم نے
ویدک دھرم کو گرہن کیا ہے اس لئے پورانک سنسکاروں
سے شکست ہونا تمہارا کرتویہ ہے۔ جب تک دونوں
کی بدھی صاف نہ ہو جاوے اور دونوں کے شریر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بلشٹھ (طاقت ور) دھارمک سنتان پیدا کرنے
ہیں سمرتھ نہ ہو جائیں تب تک برہمچریہ پوروک ایک
دوسرے کو سنتشٹو دھن کرتے چلے جاؤ۔ یہی سداچار
ہے یہی لمتہار اور پرسوں سے بھید کرانے والا کرم ہے
منو بھگوان پھر کہتے ہیں ۔

आचाराल्लभते ह्यायुराचारी दीप्सिता: प्रजा:।

आचाराद्धनमक्षय्यमाचारो हन्त्यलक्षणम्॥ ॥

دھرم آچرن ہی سے بڑی عمر اُتم پرجا (سنتان) اور اکشیہ
دھن کو منشیہ پراپت ہوتا ہے اور ساتھ ہی بڑے ادھرم
یکت لکشنوں کا ناش کر دیتا ہے ۔
آریہ پرشو! آچار شدھی میں من سے لگ جاؤ تب تم
آریہ پد گرہن کرنے کی اور چل سکو گے اور نہ کیول اپنا ہی
یہ لوک اور پرلوک سدھار سکو گے بلکہ اپنے پڑوسیوں
کو بھی بنا اپنا مکھ کھولے ویدک دھرم کی شرن میں لا سکو گے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عیسائی تعصب اور آریہ سماج

دیباچہ (پرستاونا)

اس لیکھ مالا کا (شیرشک) پڑھنے والوں کو شاید مخالطہ میں ڈالدیگا۔ میں نے گذشتہ تیس سالوں میں اتنے عیسائی صاحبان سے تعلق جوڑا ہے۔ اور اُن میں سے اتنے میرے دلی دوست بن گئے ہیں کہ متذکرہ بالا شیرشک شاید مجھے وشواش گھاتی ثابت کرنیکا کام دیگا۔ لیکن میں پہلے ہی یہ تبلا دینا چاہتا ہوں کہ اُن نئے دوستوں سے تعلق ہونے سے پیشتر میں عیسائی پادریوں کو ایسا متعصب نہیں سمجھتا تھا۔ جیسا کہ اب اِن نئے دوستوں کی شہادت سے سمجھنے لگ گیا ہوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بڑے بڑے لاٹ پادریوں کی تحریریں دیکھی ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ دنیا کے مذاہب۔ اوپر سے دہرم۔ دہرم کی پکار مچاتے ہوئے بھی اندر سے اپنے متوں کی پرچار اور اُسکے قائم رکھنے کے لئے سام۔ دان ڈنڈ اور بھید۔ سبھی اندر جال استعمال کرتے ہیں

گذشتہ آٹھ سال میں مصیبتیں آریہ سماج پر آتی رہی ہیں۔ اُنکے لانیوالے جاسوس سمجھے جاتے رہے ہیں۔ ان مصیبتوں کے لانے میں اپنی خودغرضی کے لیے جاسوس کا بھی کچھ حصہ ہوگا۔ لیکن میرے پاس اس بات کے پورے ثبوت ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کو پہلے پہل آریہ سماج کے خلاف بھڑکانے اور اُن سے خوف زدہ کرانیوالے عیسائی پادری ہی رہے ہیں اور اب تک بھی یہ دہارمک۔ بوجھ ان لوگوں نے ہی اپنے کندھوں پر لے رکھا ہے۔ عیسائی مت میں اوآرتا کہاں تک ہے۔ اس کا پتہ اسی سے لگ سکتا ہے۔ کہ سب سے پہلے اور سب سے پچھلے آریہ سماج کے خلاف برٹش گورنمنٹ کو برغلانے والے پادری یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ کی پاک آواز زمین میں جنم لینے والے ہوئے ہیں۔ فرقوں کا تعصب وسیع کرہ ہوائی سے بھی کوثر نہیں ہوتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

متذکرہ بالا خیالات میرے اندر ایک نئی کتاب کو دیکھ کر اُٹھے ہیں جو کچھ مہینوں سے گرنتھ کرتا نے میرے پاس بھیج چھوڑی ہے۔ اور جس کے پڑھنے کا موقع مجھکو ابھی ملا ہے۔

پادری جے این فرکہار کی نئی کتاب

کتاب کا نام ہے Modern Religious movement in India (ہندوستان کی موجودہ مذہبی تحریکیں) اور اُس کے مصنف ہیں۔ پادری فرکہار صاحب۔ یہ مہاشے امریکن ہیں اور کتاب کا مضمون اُنہوں نے آٹھ لیکچروں میں اُن طلبار کو سُنایا تھا جو دوئش پرچار کیلئے تیاری کر رہے تھے۔ یہ کتاب پادری صاحب نے ہندوستان کے تمام مذاہب کے رہنماؤں کے پاس بھیجی ہے۔ نئے مشنری اس کتاب کو ہندوستان کے تمام مذاہب کے کھنڈن کے لئے اعلیٰ ہتھیار سمجھتے ہیں اور جہاں تک مجھے پتہ لگا ہے۔ یہ کتاب برٹش گورنمنٹ کے ملازموں میں بھی مشہور ہو رہی ہے۔ پادری صاحب کا لکھنے کا طریقہ بڑا عجیب اور دلکش ہے۔ اپنے خیالات کی اصلی شکل کو ناظرین کی آنکھوں سے اوجھل کرنے کا پادری صاحب کو کافی محاورہ ہے۔ اس لئے اُنہوں نے بڑی کوشش سے اپنے مذہب کی بنیاد ڈالتے وقت یہ بتلانے کی سعی کی ہے کہ نہ صرف وہ تعصب سے خالی ہے۔ بلکہ اپنے کام کرنے کی اُنہوں نے لیاقت بھی ٹھیک حاصل کر لی ہے۔ وہ کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ گیارہ سال تک کلکتہ مشنری کالج میں پروفیسر رہنے اور پھر پانچ سال تک عیسائی یوگ سبھا کے منتری رہ کر غیر عیسائیوں کے ساتھ ملنے کے علاوہ اُنہیں تمام ہندوستان میں گھومنے اور ہندوستان کے نئے مذاہب کے رہنماؤں اور پرچارکوں سے ملاقات کرنیکا موقع ملتا رہا ہے۔ اس لئے اس کام میں اُنکی قابلیت ہے۔ لیکن اس قابلیت کے ہوتے ہوئے بھی سچائی کا پرکاش تبھی ہو سکتا ہے جبکہ دل پاک صاف اور تعصب سے خالی ہو۔ اگر بارہ برس دلی میں بھاڑ ہی جھونکا تو دلی کا مورخ کیسے بن سکتا ہے۔ اور اگر سولہ سال ہندوستان میں ایسی داؤ پیچ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برباد کیے کر کسی طرح اپنا فرقہ بڑھے تو دیگر مذاہب کے سچی تاریخ کا ظہور کیسے ہو سکتا ہے۔

پادری فرکہار کے آندولن کے نمونے

پادری فرکہار کے آندولن کی قدر و منزلت سمجھنے کے لئے میں اُن کی کتاب میں سے کچھ مثال دے لیتا ہوں اپنی کتاب کے پہلے باب میں پادری فرکہار نے نئے فرقوں کے اصلی خیالات ہندوستان میں پھیلانے کا وقت اٹھارہ سو عیسائی مقرر کر کے انہوں نے خیالات کے ترتیب وار تبادلے کی تشریح کی ہے۔ اُس میں مذاہب کو بیان کرتے ہوئے کالی اور درگا کو شو کی لکھا ہے۔ سناتن دھرم مہا سبھا کا حال بیان کرتے ہوئے پادری صاحب صفحہ ۳۱۶ پر لکھتے ہیں :-

"In the Punjab the movement was started by a
Brahman, who had been a cook, but is
now known as Dindayal Sharma. Infu-
riated by the attacks of the Arya Samaj on
orthodox Hinduism, he attacked the Samaj
in turn, & thought the people to retain their
idols & live in orthodox fashion ---."

"پنجاب میں یہ سنستھا (سناتن سبھا) ایک برہمن نے چلائی جو رسوئیا رہ چکا تھا۔ لیکن اب دیندیال شرما کے نام سے مشہور ہے۔ آریہ سماج کے سناتن ہندو دھرم پر حملوں سے تنگ آ کر اُس نے بھی سماج پر حملے کئے اور پبلک کو اپنی مورتیوں کی حفاظت کر کے سناتن مرادا پر چلنا سکھایا۔ یہ آج سنا ہے۔ کہ پنڈت دیندیال رسوئیا تھے۔ اس سے پیشتر میں نے نہیں سنا تھا تب فرکہار صاحب کو یہ سراغ کیسے لگا۔ انہیں کی کتاب سے دوسری مثال

پادری صاحب کے آندولن کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ بتلا دیگا یہ جتلا کر کہ سمت ۱۹۶۶ میں سوامی گیانانند نے متھرا میں نگ ماگم منڈلی جاری کی۔ پادری صاحب صفحہ ۳۱۷ پر لکھتے ہیں:۔

"In 1902 it became possible to unite the various bodies in one organization, & the Bharat-Dharma Mahamandal was formed at Mattra. Swami Gyananandji became organizing Secretry & Gopi Nath, a graduate, worked along with him. Pandit Dindayal continued to do very valuable work for the movement."

سنہ ۱۹۰۲ میں ان مختلف سنستھاؤں کا سنگٹھن میں لانا ممکن ہوا اور متھرا میں بھارت دھرم مہامنڈل کا تقرر ہوا سوامی گیانانند مقرر کرنیوالے منتری ہوئے اور گوپی ناتھ ایک گریجوٹ اُن کے ساتھ کام کرتا رہا۔ پنڈت دیندیال سنستھا کے لیے قابل تعریف کام کرتے رہے (پنڈت دیندیال کے ڈنکے کی دھمکی پر اب پادری صاحب دوسرے ایڈیشن میں اس الفاظ کا سنشودھن کرینگے) کیا اوپر کی دونوں مثالوں سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ پادری فرکہار کا مخبر دونوں حالتوں میں ایک ہی تھا۔ جو کم اخلاق آدمی گوپی ناتھ کو گریجوٹ بتلا سکتا ہے۔ اُسی کی جرائت ہو سکتی ہے۔ کہ پنڈت دیندیال جی کو رسوئیا کہہ سکے۔ مگر یہاں تو پرامرش ہی اُن سے کیا گیا ہے۔ جو غور و خوض کرنیوالے مذاہب کے خلاف ہوں۔ صفحہ ۳۱۹ پر لکھا ہے۔ "وہ آٹھ سال تک یہ نئی مقرر کی ہوئی سنستھا سوامی گیانانند کی رہنمائی میں زیادہ سے زیادہ عمل کارروائی کا آنند لیتی رہی سمت ۱۹۱۰ میں اُس (گیانانند) نے سنستھا پک منتری کے پد سے علیحدہ ہونیکا پورا یقین کرلیا وہ اپنے انتظام کے دنوں کی بہت اعلیٰ تحریر دے سکا" جو لوگ سوامی گیانانند کے سارے حالات سے واقف ہیں اُن کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لئے متذکرہ بالا تحریر بڑی پُر لطف ہے۔ پھر لکھا ہے۔ کہ مہا منڈل کو اپنے سنتھا ایک کی جدائی سے جو نقصان پہونچا ہے۔ اُسکو پورا نہیں کرسکا۔ ستھالی بلاک نشتے نمونہ از خروارے انپاے سے کچھہ مثال اس لئے ناظرین کے روبرو پیش کئے گئے ہیں کہ وہ اُس بھاؤ کو سمجھہ لیں جس سے موثر ہو کر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

کتاب کا مطلب کیا ہے

جس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اُسپر وچار تو اِس آلوچنا کے آخیر میں کیا جائیگا۔ لیکن اگر ایک فقرہ میں اُس کا فیصلہ کیا جائے تو پادری صاحب کا مطلب یہ دکھلاتا ہے کہ بھارت ورش میں اِس وقت مذہبی زندگی کے آثار نمایاں ہیں اُن کا محرک صرف عیسائی مذہب ہی ہے۔ اِس نتیجہ پر پہونچنے کے لئے پادری فرکہار نے پہلے باب میں موجودہ مذاہب کے وقت کا کچا چٹھا سا دیا ہے۔ اُس میں اور تو معمولی باتیں ہیں لیکن ایک بات ایسی ہے جس سے پتہ لگے گا کہ آریہ سماج کے خلاف برٹش گورنمنٹ کو برغلانیوالی خاص طاقت کونسی رہی ہے۔ یہ بتلاتے ہوئے کہ پہلے ۱۸۳۰ء میں عیسائی مشنریوں نے کیسے کام شروع کیا پادری صاحب صفحے پر لکھتے ہیں

"Then it was not long before the wiser men both in the missons and the Government began to see that, for the immeasurable task to be accomplished, it was most necessary that missons should take advantage of the advancing policy of the Government and that Government should use

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

Missions as a civilising ally. For the of the progress of India Co-opration was indispensible.

مگر یہ عیسائی مشنوں اور اور گورنمنٹ کے ملازموں کا مذہبی گروہ ہندوستان کو مہذب بنا نیکے لیے کچھ نہ سکا۔ سرکاری ملازموں نے دیکھا کہ ہندو دھرم کا بھاؤ پبلک پر بہت زیادہ ہے اور اس لیے شاید انہیں عیسائی بنانے کی کوشش انکو برٹش گورنمنٹ کے پنجہ سے ہی نہ نکال دیوے۔ تب پادری فرکہار کے الفاظ ہیں:-

"In consequence, the Government believed it to be necessary, for the stability of their position, not merely to recognize the religions of the people of India, but to support & patronize them as fully as the native rulers had done, & to protect their soldiers from any attempt to make them Christians."

اس لیے گورنمنٹ نے اپنی استھتی کو قائم رکھنے کے لیے ضروری سمجھا کہ نہ صرف یہ کہ ہندوستانی رعایا کے مذاہب کو قبول ہی کیا جائے۔ بلکہ اسکے دیسی حاکموں کی طرح انکی حفاظت اور امداد کی جائے اور اپنے سپاہیوں کو عیسائی بنا نیکی کوششوں سے بچایا جائے کچھ عرصہ تک برٹش افسران اسی پالیسی کے قانون پر قائم رہے۔ لیکن غدر کے بعد جب مہارانی وکٹوریہ نے اس ملک کو اپنی عنان حکومت میں لیا تب سے پھر مشنریوں اور نوکر شاہی کا کچھ اتفاق ہونا شروع ہوا۔ آگے کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آلوچنا میں پتہ لگیگا۔ کہ کس طرح مشنریوں سے نوکر شاہی کو ہندوستان کو مہذب بنانے میں امداد ملتی رہی۔

دوسرے باب میں براہم سماج۔ پرارتھنا سماج۔ پارسی سنشودھک دل اور سرسید احمد اور انکے پیروں کے کاموں پر آلوچنا ہے۔ اُن میں جو کچھ بھی اصلیت کے خلاف تحریریں ہیں اُن کا نوٹس اُن مذاہب کے پیروں کو ہی لینا چاہیئے اُن سب مذاہب سے پادری صاحب اس لئے مطمعین نہیں کہ یہ لوگ لیسوع کی شرن میں سیدھے نہیں گر پڑے۔ اگرچہ انکے انویائیوں نے زبردست اصلاح کا دعویٰ کیا۔

تیسرے باب میں آریہ سماج وغیرہ اُن سنستھاؤں پر عنایت کی گئی ہے جنہیں پادری صاحب اسلئے سنشودھن کے راستہ میں خار سمجھ رہے ہیں کہ اُن کا ارادہ پرانے خیالات کو نئی روشنی سے تقویت دینا ہو رہا ہے × چوتھے باب میں سناتن منڈل بھیوصوفی پانچویں باب میں مذہبی قومیت (Religious Nationalism) پر غور کر کے چھٹے میں سدھارک سنستھاؤں کا بیاں کیا ہے۔ ساتویں باب میں ان سب کی توجہ دلانیوالی روح کا حال بیان کیا ہے۔ ان لازمی شروع کے الفاظ کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ آریہ سماج کو پادری فرکہار کے پھیلائے ناپاک خیالات کا شکار بننے سے بچانے کے لئے دیگر ابواب میں سے انکی تحریروں کا حوالہ دینا پڑیگا۔

پادری فرکہار نے اپنے دیباچہ میں یہ تبلایا ہے کہ اُنہوں نے ہر ایک مذہب کے بارے میں اسی کے پیروں سے ہی ایک یا دوسری طرح گفتگو کر کے اُس مذہب کا حال لکھا۔ اور اُس پر رائے ظاہر کی ہے۔ لیکن تمام کتاب کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں ایک ہی مذہب کے دو مختلف گروہوں کے رہنماؤں سے ایک دوسرے کے خلاف کئے ہوئے حملے اُنہوں نے مصدقہ سمجھے ہیں۔ وہاں آریہ سماج کے بارے میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اُسکا انحصار عیسائی پادریوں کی شہادت پر ہے۔ آریہ
سماج پر لکھتے ہوئے جہاں آریہ سماج کو ایک (powerful body) کہا ہے۔
وہاں شروع سے ہی یہ ثابت کرنیکی خواہش کی ہے۔ کہ وہ مذہبی سنستھا نہیں ہے
راج کوٹ کی Mrs. Sinclair Stevenson کی دلیل پر رشی دیانند کے
پیدائشی مقام "ٹنکارہ" کو بتلا کر رشی کی زندگی میں سے شولنگ پر چوہے کے چڑھنے
کے نظارے کا بیان کیا ہے۔ اور پھر لکھا ہے۔

اس خوبصورت فقرہ میں ہر ایک اطمینان کی دھڑکن محسوس کریگا۔ اور اس کا نتیجہ
مورتی پوجا کے خلاف آریہ سماج کی مذہبی لڑائی میں آج تک دکھلائی دیتا ہے۔ مگر ہر ایک
انسان جو ہندوستان کو جانتا ہے۔ ابھی بھی ہم خیال ہوگا۔ جو کیفیت ہوئی وہ چودہ سال
کے ایک ہندو لڑکے کی سمجھ میں نہیں آتی علاوہ اسکے کہ اسے مورتی پوجا کی برائی منی ہو

فرکہار صاحب اس پُرمعنی سوال پر تھوڑی دیر تک وچار کرتے رہے۔ لیکن سوال
کا قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ بمسئلہ تناسخ کو پادری صاحب زہر کے مانند سمجھتے ہیں اسلئے
یہ تو اُن کے خیال میں ہی نہیں آسکتا تھا۔ پہلے اعلیٰ درجہ کے سنسکار ہی مہاتماؤں کے
رہنما ہوتے ہیں۔ تب اسی حالت میں پھر پادری صاحب کو "شریمتی سنکلیر سٹونسن" کی
شرن لینی پڑی۔ شریمتی جی نے کہا کہ اُن دنوں موروی کے ٹھاکر صاحب
ایک مقامی جین سادھو کے چیلے تھے۔ اور اُن کا راج وزیر اعظم خود اُس
مقام کا باشندہ جین تھا۔ اس لئے کوئی شبہ نہیں کہ اُس مقام کے جین باشندوں
کا اثر لڑکے پر پڑا اور وہاں کے جین باشندوں کا گروہ اپنے مول شوتیامبریوں
میں سے مورتی پوجا کو چھوڑ کر مسیح کی پندرہویں صدی میں علیحدہ ہوا تھا۔ سمجھ میں نہیں
آتا کہ جب کبیر۔ نانک وغیرہ نے پتھر پوجا کو متنفر افعال بتلانے میں۔ ذرا بھی سنکوچ
نہ کیا تو دیانند کو مورتی پوجا سے نفرت ہونا کیوں ناممکن سمجھا جاوے۔ لیکن یہاں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو ثابت یہ کرنا ہے کہ دیانند میں ذہن جلدل کچھ نہ تھا وہ معمولی آدمی تھا۔

زہر پھیلانے کا عجیب طریقہ

دیانند کے سنیاس لینے کا حال لکھ کر پادری صاحب بتلاتے ہیں کہ اس کے بعد آٹھ سال تک وہ جگہ جگہ میں یوگ ودیا کے کامل گروؤں کی تلاش میں لگا رہا۔ پادری صاحب دریافت کرتے ہیں :-

His autobiography does not tell us why he was so eager to learn Yoga method: but he probably regarded them as the proper means for reaching the emancipation which he was +

میں نے یہاں پادری صاحب کے اصلی الفاظ اس لئے دئے ہیں کہ انکی قلم کے مایاجال کا پتہ لگ جائے۔ پادری صاحب کو شبہ ہے کہ یوگ سے مکتی مل سکتی ہے یا نہیں۔ تب ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ دیانند کا اصلی مطلب تو شاید یوگ کی تکمیل کے ذریعہ کچھ اور نتیجہ حاصل کرنا تھا۔ لیکن وہ باہری دنیا کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ یوگ ودیا مکتی کے لیے سیکھنا چاہتا ہے جسکے حاصل کرنیکی اسے خواہش تھی۔ میری اس کلپنا کی تقویت اگلے صفحہ (۱۰۶) سے ہوتی ہے۔ یہ بتلا کر کہ اسکے بعد شنکر سے یا یا وار ہیں دیانند کا اعتبار نہ رہا اور یہ جتلا کر کہ اس نے ایک مردہ جسم کی چیر پھاڑ کے مطابق قدیم ویدک کی کتابوں کو نہ پا کر انہیں لاش کے ساتھ ہی بہا دیا۔ پادری صاحب ایک اور عجیب تحریر کے ذریعہ زہر پھیلانا چاہتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

The autobiography stops short at the begining of 1857, and we are without information of his

+ so desirous to [illegible]

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

activities until 1860. Thus there is no echo of the Indian mutiny whatsoever in his life.

درج ۱۸۵۷ء پر جا کر سوامی دیانند کی خود بیان کردہ سوانح عمری ٹھہر جاتی ہے۔ اور ۱۸۶۰ء تک اُنکی جانفشانی کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اس طرح اُن کی زندگی میں غدر کی گونج کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔" کیا اس سے بھی بڑھکر دہشت کرنے کا کچھ ثبوت مل سکتا ہے۔ یورپین [illegible] کے ٹھیکیداروں کو کتنا بھی سمجھانے کی کوشش کیوں نہ کرو۔ لیکن اُنکے دماغ میں یہ بات نہیں گھستی کہ قدرتی فوائد کی خواہش کے علاوہ بھی کوئی سمجھدار انسان تپ کی زندگی گذار سکتا ہے۔ میرا گذشتے سال کا تجربہ یہ ہے۔ کہ بڑوں میں علاوہ لارڈ ہارڈنگ اور مسٹر جیمس میسٹن کے اور چھوٹوں میں سے میرے چار پانچ دوستوں کے علاوہ کوئی بھی گورے چمڑے والا ہندوستان میں رہنے والوں کی تپ کی زندگی کا روحانی علم کے ساتھ تعلق ماننے کو تیار نہیں۔ ۱۹۱۱ء میں وائسرائے کی کونسل کے ایک اعلیٰ ممبر سے گروکل کی بات چیت ہونے پر انہوں نے بے ساختہ ہی کہدیا کہ اگر صرف تعلیم ہی مقصد ہے تو اس تپ کے اصولوں (Ascetic Rules) کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اُس وقت دل کھول کر اپنے افسران کی بھول کے بارے میں کہا۔ جس پر ممبر مہاشیہ نے بات کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اُن کا مقصد ہی کچھ اور تھا۔ آج کا عالمگیر جنگ بھی تو یہی ثابت کرتا ہے کہ یورپین اقوام جہاں خود غرضانہ فوائد کے لئے اپنا آخری آدمی تک کٹوانے کو تیار ہیں وہاں روحانی ترقی کے لئے اُن میں بہت تھوڑے آدمیوں کے اندر روح حوالہ کر دینے کا اثر پیدا ہو سکتا ہے۔

بنیادی خیالات

میں بتلا چکا ہوں کہ پادری صاحب دیانند کو کسی سدھار کے لئے بھی عزت دینے کو تیار نہیں۔ چودہ برس کے مول شنکر کے اندر شولنگ کی پوجا پر شبہ نہ ہوتا اگر وہ مورتی پوجک جینیوں کے **تعلق** میں نہ آتا۔ لیکن مورتی پوجا کی مخالفت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیانند نے کب شروع کی۔ اِس سوال کا جواب فرکہار صاحب اِس طرح دیتے ہیں:۔

This change seems to have come in the year 1866. Which was clearly a time of crisis for him. During that year he came in contact with various missionaries & had long conversations with them. The same year finds him not only preaching against idolatory at Hardwar, but telling the pilgrims there that saced spots of caremonial bathing are of no religious value whatsoever, & denouncing the great Vishnava book, the Bhagwat-Purana, as immoral.

پادری صاحب کی اِس تواریخی کھوج پر تو انہیں تمام دُنیا کی تواریخی کھوج کی سبھاؤں سے تمغہ ملنے چاہیں۔ ۱۸۶۶ء میں سوامی دیانند کی بہت سے عیسائی مشنریوں سے ملاقات ہوئی اور لمبی بات چیت بھی ہوئی تھی۔ اسی سے (پادری فرکہار کی حالت کے مطابق) سوامی جی نے مورتی پوجا اور جل استھلوں کو تیرتھ ماننے کا کھنڈن شروع کیا اور بھاگوت پُران کو گندہ بتلایا۔ پادری فرکہار کی رائے میں علاوہ عیسائی پادریوں سے نصیحت حاصل کر کے ہی لکھا تھا کہ:۔

پتھر پوجے ہری ملے تو میں پوجوں پہاڑ
اِس پتھر سے چکّی بھلی جو پیس کھائے سنسار

پادری فرکہار نے یہ کہاں سے معلوم کیا کہ ۱۸۶۶ء میں سوامی جی مشنریوں سے ملے۔ بلاشبہ رشی دیانند کی سوانحمری ہے۔ لیکن وہاں تو اس وقوعہ کا بیان ہی اور طریقہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ے ہے وہاں لکھا ہے۔ کہ پہلے سوامی دیانند نے پشکر میں جاکر کے پاکھنڈ کھنڈن کیا اور
لوگ اُنکے ویاکھیانوں سے ایسے متاثر ہوئے کہ کنٹھیاں توڑ توڑ کر اُنکے سامنے ڈھیر
لگا دیا۔ مورتی پوجا کا زبردست کھنڈن کیا اور بڑی بھاری کھلبلی مچا دی۔ وہاں سے
لوٹ کر عیسائی پادریوں سے ملاقات ہوئی۔ لیکن کیسی؟ سوانح عمری میں لکھا ہے
ہی سنہ ۱۸۶۶ء کے آخیر میں سوامی جی اجمیر لوٹ آئے۔ . . . . . . پھر سوامی جی کی پادری
گرے صاحب۔ راونسن صاحب اور شولبیرڈ صاحب سے تین روز تک محبت کے
ساتھ بات چیت ہوتی رہی۔ کئی سو آدمی اس مذہبی چرچے کو سننے کے لئے آیا کرتے
تھے۔ . . پادری راونسن نے سوامی جی کی بابت اپنی قلم سے لکھا ہے کہ یہ ایک
وید کے عالم ہیں ہم نے عمر بھر سنسکرت کا ایسا وِدوان نہیں دیکھا۔ ایسے آدمی دنیا میں
حاصل ملنے مشکل ہیں۔ جو ان سے ملیگا۔ اُسے بہت فائدہ ہوگا۔ جو کوئی صاحب اُن
سے ملیں بڑی عزت کا برتاؤ کریں۔

کہاں یہ اصلی وقوعہ اور کہاں فرکُہار صاحب کی عجیب فرضی کارروائی۔ اور یہ
کتاب ہزاروں نئے پادریوں کو آریہ سماج کے خلاف دلیل اور ثبوت سے روشنی افروز
کرنیکے لیے بنائی گئی ہے۔ پادری صاحب دیانند کو ادنی ثابت کرنیکے لیے جلد باز ہیں
کہ اُس کا چلنا پھرنا۔ کپڑے پہننا تک بھی اغیار کی پیروی ہی ثابت کرنے کے پیچھے پڑے
ہوئے ہیں۔ جب صرف لنگوٹ رکھتا تھا۔ تب تو پُرانے فقیروں کی نقل تھی اور جب اُپدیش
میں ویاکھیان دینے کے لئے کپڑے پہننے لگا تو بھی خود اُسے کپڑے پہننے کی قابلیت نہ تھی
اُس میں بھی اُس نے براہم سماجی رہنماؤں کی نقل کی۔ پادری صاحب صفحہ ۱۰۹ پر لکھتے ہیں۔

He began to wear regular clothes: and a picture which still survives shows that he must have copied the Brahma leaders.

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

whose dress was a modification of missionary gentlemen.

ٹھیک ہے۔ براہمی رہنماؤں نے تو اپنی پوشاک عیسائی مشنریوں کی پوشاک
میں۔ کچھ تبدیل کر کے بنائی لیکن دیانند نے اُنکی نقل کی ہوگی۔ کس براہم لیڈر کی نقل؟
مہرشی دیویندر ناتھ۔ بابو کیشو چندر سین۔ پنڈت شوناتھ شاستری یہ سب تو ننگے سر رہتے
ہیں۔ پھر سر کا دوپٹہ کس کی نقل تھی؟ پادری فرکہار نے شونارائن اگنی ہوتری یا اور دو
تین پنجابی براہم سماجیوں کو یا اُنکی تصاویر کو دیکھا ہوگا۔ لیکن کیا پنجاب کے پرانے آریہ
اور براہم سماجیوں کو بلانے کی ضرورت ہے۔ کہ شونارائن نے سوامی جی کی ہی نقل
کی تھی۔ اور اُسکی نقل دوسروں نے۔ بمبئی میں سوامی دیانند کے کام اور اُنکے ہندو اور
براہما سماج کے ساتھ تعلق کا حال لکھ کر پادری صاحب لکھتے ہیں:-

He seems to have had more than usual success in the city (Bombay) for he returned early in 1875, and there launched his great scheme, the foundation of the Arya Samaj. The members of the Prarthana Samaj had hoped to be able to unite with him but the differences were too deep. It is clear, however, that the main features of his society were borrowed directly from the Brahma and Prarthana Samajes, as he saw them working in Calcutta, Bombay and elsewhere.

کیوں نہ ہو جب کپڑے پہننا تک دیانند نے براہم سماج لیڈروں سے سیکھا تو
اپنے سماج کے خاص اصول اور کہاں سے لینے جاتا۔

but not the universal religions

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک مثال اور دیکر پھر آگے چلوں گا۔ آریہ سماج میں دو گروہ ہونے کا سماچار دیتے ہوئے پادری صاحب کالج پارٹی کو ماڈرن دل اور ویجیٹیرین پارٹی کو انودار دل تبلاتے ہیں۔ اور یہاں بھی یہی سنکیت کرنیکا مطلب ہے۔ کہ دو دل بنانے میں آریہ سماج کو کچھ نئی بات نہ سوجھی۔ اسمیں بھی انہوں نے براہم سماجیوں کا ہی انوکرن کیا۔ پادری صاحب لکھتے ہیں۔

As Keshab led out the progressives, and left Debendra and the conservatives behind; so the Arya Samaj broke up into the College or "cultured" party and the Vegetarian or "Mahatma" party. The former are progressives, stand for modern education and for freedom in diet, and declare that the Arya Samaj is the one true universal religion, which must be taught to all the world; while their opponents favour the ancient Hindu education, stand by vegetarianism and declare that the teaching of the Samaj is pure Hinduism ← but not the universal religion.

پادری فرکہار کا خاص مطلب تو یہ ثابت کرنا ہے کہ دیانند کی نصیحت ودیشیوں (عیسائیوں اور مسلمانوں) کے خلاف ہندوں کو بھڑکانے کی تھی۔ اور اُن کی رائے کے مطابق اسکے لئے وہ (دیانند) مکاری کو بھی کام میں لاتا تھا۔ لیکن اُسکے ساتھ ہی وہ یہ بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دیانند نے اور اُسکی موت کے بعد آریہ سماج نے جو کچھ بھی اپنا طریقہ اختیار بنایا وہ عیسائی مشنوں کی نقل تبلاکر پادری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صاحب لکھتے ہیں :-

سماج دوسری حالتوں میں عیسائی عملوں کا انوکرن کرتا ہے۔ اُن کے بھی
ٹریکٹ سوسائٹی استری سماج۔ آریہ کمار سبھا اور یتیم خانہ اور اُن کا کام ادنی اقوام میں ہے
جسکا بیان دوسری موقع پر ہوگا" اس کے متعلق پادری صاحب نے اُن تحریرات
اور ویاکھیانوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جو ہمارے دیانند کالج کے بھائیوں کے مُنہ
یا قلم سے اپنے فرقہ میں جوش ڈالنے کے لئے مشہور کیئے گئے ہیں۔ اس میں پادری
صاحب پر کوئی خاص الزام نہیں آتا۔ کچھ کوتاہ اندیش آریہ سماجی بھی غیر مذاہب
کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔

آریہ سماج اور سناتن سماج سب جانتے ہیں۔ کہ جن وید منتروں کا استری اور
شودر کی حاضری میں پڑھنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اُنہیں آریہ سماج سے اپنے فرقہ کو
بچانے کے لئے مہا منڈل کی سبھاؤں میں پڑھنا پڑتا ہے۔ مگر پادری صاحب کی
ڈینگ رہے۔ کہ یہ سب کچھ عیسائیت کی بدولت ہے۔ صفحہ ۲۲۳ پر یہ لکھتے ہیں :-

Yet this most orthodox movement
backed by the head of all the great-
-est Hindu Sects, sells copies of any
part of Vedas to anyone who cares to
buy them, and encourages their study,
no matter what a man's cast may be. Clearly the
freedom as well as the Universality of Christianity
with irresistible force within the very citadel of Hinduism

کون سے مورخ ہیں جسے عیسائی مذہب کی آزادی اور اُس کی عالمگیری

کار اگ الاپنا تعجب میں نہ ڈالدے. عیسائی لاٹ پادریوں کی سخاوت اور آزادانہ محبت کا نقشہ کبھی عیسائی مشنوں کی زنجیروں کو کاٹ کر باہر نکلے ہوئے اصحاب کھینچیں گے تو وہ بڑا ہی روشن نقشہ ہوگا۔ کہاں تک اس مضمون میں لکھا جائے پادری صاحب کا یہ خیال ہے. کہ نہ صرف آریہ سماج بلکہ ہندوستان کے تمام نئے مذاہب کا لیڈر اور حکومت کرنیوالا عیسائی مذہب ہی ہے صفحہ ۳۳۴ پر پادری فرکہار صاحب لکھتے ہیں :-

"While the shaping forces at work in the movements have been many, it is quite clear that Christianity has ruled the development throughout."

ہندوستان کے دیگر نئے مذاہب تو اپنے لئے خود جواب تلاش کرینگے. لیکن آریہ سماج کے بارے میں اس ڈینگ کا جواب ڈاکٹر ٹی. جے سدرلینڈ (Doctor of Divinity) نے ہی دیا ہے. ایک امریکن تین مورتیوں (باپ. بیٹا اور پاک روح) کے پوجنے والے پادری کا جواب ایک برہم کی عبادت کرنیوالے امریکن Unitarian Christian) کی قلم سے ہی زیبا دیتا ہے. اور جواب بالکل بے تعصبانہ خیال سے لکھا گیا ہے. کیونکہ اس کے لکھتے وقت ڈاکٹر سدرلینڈ کے روبرو۔ پادری فرکہار کی کتاب نہ تھی. امریکہ کے مشہور اخبار (Unity) کے صفحہ ۹ ۱۱ اگست کے پرچہ میں لالہ لاجپت رائے کی آریہ سماج کے متعلق کتاب کی سمالوچنا کرتے ہوئے صفحہ ۳۹۴ کے دوسرے کالم میں ڈاکٹر سدرلینڈ لکھتے ہیں۔

"It is a purely Indian movement which arose almost wholly apart from Christian influences or

the Christian or Western world. Even the languages which it employes in its oral and printed propaganda have been and still are almost wholly the ancient Sanskirt and the modern native languages of India. In this it differs widely from Indian Christianity and from the Brahmo Smaj; both of which have much literary connection with Europe and America and make much use of the English language

یہ (آریہ سماج) ایسا ایک ہندوستانی تحریک ہے. جو کہ عیسائی جذبات سے تقریبًا بالکل علیحدہ یا (یوں کہو کہ) عیسائی یا مغربی جذبات سے بالکل علیحدہ اٹھی تھی یہاں تک کہ جو زبان یہ (آریہ سماج) اپنے زبانی تحریری پرچار میں استعمال کرتا رہا ہے یا اس وقت کرتا ہے. وہ قدیم سنسکرت اور ہندوستان کی موجودہ پراکرت بھاشائیں ہیں. اس میں اسکا ہندوستانی عیسائیت (دیشی عیسائیوں) اور برہمو سماجیوں سے بالکل فرق ہے کیونکہ وہ دونوں یورپ اور امریکہ کے ساتھ مضامین علوم کا بہت سا تعلق رکھتے اور اکثر انگریزی زبان ہی کا استعمال کرتے ہیں۔

ترجمہ میں ڈاکٹر سدرلینڈ کی تحریر کا پورا زور دکھلایا نہیں جا سکا اُنکی رائے صاف ظاہر ہے کہ آریہ سماج نے کچھ بھی عیسائی مذہب سے نہیں لیا. صرف یہی نہیں بلکہ یہ کہ اپنے طریقہ کار میں اُس نے مغرب سے کوئی امداد نہیں لی. کیا پادری فرکہار کا مطلب یہ جتلانا ہے کہ آریہ دہرم کے اندر پرچار کا کوئی مقام نہ تھا تب اسوک کے پرچارکوں کا پلیسٹائن میں اپنی شاخ قائم کرنا اور اُس شاخ (Council of essenes) کے ایک میمبر یہکنا (John the Baptist) کے ہاتھ سے عیسے مسیح کا ابھیشیک (تلک) ہونا کیا تاریخ سے دہویا جا سکتا ہے. مسیح بودھوں کا چیلا تھا. اسلئے اُسنے بودھوں سے دہرم پرچار کا

ڈھنگ سیکھا۔ اور بودہ دبو نے جو کچھ لیا سو سناتن آریہ دھرم سے۔

دونوں شہادتیں سامنے ہیں۔ ایک طرف بلاتعصب "ایک میوا ادوتیم برہم" کا اپاسک ڈاکٹر سدرلینڈ اور دوسری طرف آریہ بچوں تک سے مباحثہ میں ہار کر شرمندہ مشنریوں کے پرتی ندھی پادری فرکہار دونوں میں سے جسکی تحریر بے تعصبانہ معلوم ہو اُسے مان لیجئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں عیسائی پادری آریہ سماج کا ورودھ کرتے ہیں رشی دیانند کے پرچار کا کام کرنے سے پہلے تو ساری آریہ رعایا عیسائی مشنریوں کا شکار ہو رہی تھی۔ جس ہندو کو ایک بار اپنے ہاتھ کا چھوا پانی پلا دیا اُسے کوئی بھی ہندو واپس لینے کو تیار نہ تھا۔ عیسائی پادریوں کے سامنے بڑے بڑے ہندو پنڈت منہ چھپائے پھرتے تھے۔ بہت سے خفیہ تنخواہ لیکر ہندو پرانک مذہب کے کھنڈن کا مصالحہ عیسائی پادریوں کو دیتے تھے۔ ہندو لوگوں کے مت ڈانوا ڈول ہو چکے تھے۔ ایسے وقت میں رشی دیانند نے ویدک ڈھال ہاتھ میں لیکر ادھرو اس اتھروہار کے حملوں کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ تین چار سال کے کام سے ہی عیسائی پادریوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ سینکڑوں عیسائی ہوئے ہندو پھر سے اپنے قدیم مذہب میں لوٹنے لگے۔ ہزاروں گرتے گرتے بچ گئے۔ پادریوں کی کھیپوں کی کھیپیں ماری جانے لگیں۔ جہاں پورانک دیوتوں کی گندی شرمناک کہانیاں سناکر عیسائی پادری ہندو نوجوان کو شرمندہ کرتے تھے۔ وہاں آریہ لوگوں نے بائیبل پر سوالوں کی بوچھاڑ سے پادریوں کا ناک میں دم کر دیا۔ پادری جب چوراہے پر پرچار کو جاتا دس منٹ پیچھے ہی آریہ لوگ سوال جا کرتا اور پادری صاحب کو بوریا بندھنا اُٹھا کر کہیں دوسری جگہ جانا پڑتا۔ تب بیچارے عیسائی پادری کیا کرتے۔ بھوتھے ہتھیاروں پر اُتر آئے اور گورنمنٹ کو یہ کہکر اور لکھ کر بھڑکانیکی کوشش

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتے رہے۔ کہ آریہ سماج کا مشن پولیٹیکل ہے۔ یہ برٹش گورنمنٹ کو بھگا کر رشی دیانند کی زندگی کے وقت میں تو پادریوں کی دال نہ گلی۔ اُنکے **دل میں فریق ثانی کے لئے**۔ ایسا اعلیٰ بھاؤ تھا۔ کہ گورنمنٹ کے اعلےٰ حکام اُسکی ہمیشہ عزت بھی کرتے رہے۔ لیکن آریہ سماج کے **بانی** کی موت کے بعد پادریوں نے عجیب پالیسی کا عمل کیا۔ انہوں نے انگریز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو سمجھانا شروع کیا کہ آریہ سماج سے عیسائی مذہب کو اتنا خوف نہیں جتنا کہ برٹش گورنمنٹ کو ہے۔ پالیسی بدلنے کی ایک خاص وجہ ہوئی۔ عیسائی پادریوں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ مورتی پوجا کا قلعہ جب سوامی دیانند توڑ گرائینگے تو اسکی لوٹ کا مال اُنہیں ملے گا۔ لیکن اُنہوں نے بڑی ناامیدی سے دیکھا کہ پورانیوں اور قرانیوں کی بُت پرستی اور کعبہ پرستی کو کھنڈ کھنڈ کرنیوالے آدتیہ سنیاسی نے کرانیوں کی مردم پرستی کو بھی آڑے ہاتھوں لیا اور اُنکے گلوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگا تب اُنکا غصہ آریہ سماج پر ٹوٹ پڑا۔ کھُلے مباحثوں کامیابی نہ دیکھکر اُنہوں نے وحشیانہ طریقہ سے کام لینا شروع کیا۔ مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس پاک کام میں لیڈر بھی فرکوہار صاحب کے ایک امریکن بھائی تھے (American methodist) کے لاٹ پادری (Bishop) پارکر مہودیہ نے ایک مجسٹریٹ کو خط لکھا جس میں سے مندرجہ ذیل مثال بڑی دلچسپ ہے۔

"My opinion is that the Government has much more need to watch the Arya than we missionaries have. They have their secret samajes. They will control the national Congress & they are as full of hate as possible... The contest to be between this new sect

& the Mohammadans. The later have never given up hope of supremacy of India, & now this new sect has hopes & demands quite as large as the Mohammadans formerly had. Both of these are suspicious of the spread of Christianity. In my opinion if this work goes on the Mohammadans will side to the Christians after a time & become more loyal to Government than they have ever been. From all the talk, a private & public, that I have heard I am convinced that the Aryas are taking the place of the Irishmen and are bound to go against the Government."

میری رائے یہ ہے۔ کہ ہم مشنریوں کی نسبت آریوں کی نگرانی کرنے کی گورنمنٹ کو زیادہ ضرورت ہے۔ اُنکی خفیہ مجالس ہیں۔ وہ نیشنل کانگرس کو بھی قابو میں کرینگے اور وہ بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔ جھگڑا اِس نئے مذہب اور مسلمانوں کے درمیاں میں ہونیوالا ہے۔ پچھلوں (مسلمانوں) نے ہندوستان کے حکومت کی اُمید ہرگز نہیں چھوڑی ہے۔ اور اب اس نئے فرقہ کی امیدیں اور خواہشیں بھی اُتنی ہی زیادہ ہیں جتنی مسلمانوں کی پہلے تھیں۔ یہ دونوں ہی عیسائیت کے پھیلنے کو شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ میری رائے میں اگر کام چلتا رہا تو کچھ عرصے کے بعد مسلمان تو عیسائیوں کی طرف ہو جاینگے اور گورنمنٹ کے پہلے کی نسبت زیادہ معتقد بن جاوینگے۔ جو مشہور اور خفیہ باتیں میں نے سنی ہیں۔ اُنسے مجھے یقین ہو گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے۔ کہ آریہ لوگ آئرلینڈ والوں کی جگہ لے رہے ہیں۔ اور اُن کا گورنمنٹ کے خلاف جانا ضروری ہے۔

ایک دھرماتما پادری کی قلم سے کیا اعلیٰ اپدیش (SERMON) نکلا ہے یہ آج پتہ لگا کہ مسلمانوں کو آریوں کے خلاف کرنے والے لاٹ پادری لوگ ہی ہے ہیں اور یہ ہیں مسیحی کارناموں کے نمونے۔ جن کی بنا پر پادری فرکہار ہندوستان کے تمام نئے مذاہب کے پیروں کو اپنے چرچ کا بُلاوا دیتے ہیں

اگر میں چاہوں تو ایک پرماں سہری (ہزار ثبوت کی) بنا کر اپنے ناظرین کی نذر کر سکتا ہوں جس سے عیسائی پادریوں کے مسلسل زہر پھیلانے اور گورنمنٹ کو آریہ سماج کے خلاف اٹھانے کی دلچسپ کہانی پوری مکمل حالت میں سامنے کھڑی ہو جائے لیکن نہ تو زندگی اتنی لمبی کہ اس بے مطلب کام کیلئے وقت برباد کیا جائے اور نہ ہی اسکی کچھ ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے منصف مزاج رعایا پرور والسرائے اور معمولی بیچ پر کی لاٹ صاحب (سر جیمس میسٹن) نے اپنی دیا اور انصاف کی نظر سے تمام شُبہ کے بادلوں کو منتشر کر دیا ہے۔

لوہے سے لوہا کاٹنے کی ترکیب

پادری فرکہار کو خاصکر یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ دیانند مکار تھا۔ اور اس شُبہ بکیہ کی تکمیل کے لئے انہوں نے اسی قسم کے سادھنوں سے کام لیا ہے میری یہ پرتگیا اُنکی باتی تحریر سے ثابت ہو گی۔ اور اس لئے اس کی جانچ سے اُن کی مانسِک دنیا کا بھی پتہ لگ جاویگا۔

دیانند کے خاص خاص منتویہ صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ پر اس طرح بیان کئے ہیں:۔

(۱) پرمیشور ایک ہے۔ اسی کی پوجا ہونی چاہیئے آتما سے نہ کہ مورتیوں کے ذریعہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے (۲) چاروں وید ایشوریہ گیان ہیں۔ انہیں سے تمام روحانی اور دنیاوی گیان کے دنیاوی اصول ملتے ہیں۔ ان میں خاص کر دیش۔ کال کا بیان لاعلمیت سے دیکھتا ہے۔ وید میں بہت سے دیوتا بتلائے نہیں ہیں۔ ایک سچے پرمیشور کے سب نام ہیں۔ وید۔ خود ثبوت ہیں۔ اور باقی رشیوں کے بنائے ہوئے گرنتھ سب برتہ پرمان ہیں۔ جہاں وہ وید کے خلاف ہوں ماننے کے قابل نہیں ہیں۔

(۳) وید پیتر جنم اور کرم کی شکشا دیتے ہیں۔

(۴) گناہ کبھی معاف کئے نہیں جا سکتے۔

(۵) مکتی جنم اُن کے بندھن سے چھوٹنے کا نام ہے۔

فرکہار مہاشہ نے اپنی لمبی تحریر میں کہیں بھی بذریعہ دلیل ان اصولوں کے کھنڈن کرنے کی قیمت نہیں کی۔ تا بت صرف یہ کرنا چاہا ہے کہ یہ سارے اصول ہندو ہیں۔ سب سے پہلے میکسمیولر اور ڈاکٹر گرس بولڈ کے آدھار پر آپنے دلیل سے خالی پرنگیا کر دی ہے۔ کہ ویدوں کے مطلب دیانند تو ڑ و ڑ کے کرتا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اصل میں تو وید بہت سے دیوتاؤں کی پوجا کا ہی سمرتھن (تائید) کرتے ہیں۔ مگر دیانند نے برٹش گورنمنٹ کے ماتحت شمالی ہند کے نظارے اور آدمیوں کی حالت دیکھ کر اپنے اندر دو "مہدوچار" گھسا لئے۔ ایک یہ ہے کہ ہندو دیو مالا کا وید میں کوئی حقیقت ہی نہیں اور دوسرا یہ ہے۔ کہ مغربی اشیاء و گیان شاستر اور ایجادوں کے بغیر کام نہیں چلتا اور انکو ویدوں میں سے نکالنا چاہیئے پادری صاحب لکھتے ہیں۔

اب یہ دونوں دچار سمودائے اسکے دل میں مضبوطی سے جم گئے تھے۔ موجودہ تعلیم اُسنے پائی نہ تھی۔ انگریزی کتابیں پڑھنے کے لئے اُسے کافی انگریزی آتی نہ تھی (کافی کیا کچھ بھی نہیں آتی تھی) اور آدھو تک وچار اور تحقیق عمل

کا اُس میں قیام نہ تھا اور مہند و شکشا بھی اُسے پوری نہ تھی۔ اُس نے اپنے اندائے گرو سے ہند و لٹریچر میں ویا کرن اور درشنوں کا سب اعلیٰ حصہ پڑھا۔ مگر اُسے پوری ویدک تعلیم نہ ملی تھی۔ جو وقت اُس نے ورجانند کے پاس گذارا وہ اِس غرض کے لئے کافی نہ تھا۔ اِس لئے یہ یقین کرتے ہوئے کہ وید ایشور گیان ہے اُس نے عادتاً۔ یہ یقین کیا کہ وہ (ویدک گیارہ) اُسکے مانتے ہوئے سچائی کے اصولوں کے مطابق ہے۔ یعنی وہ ایک ایشور کا تبلایا ہوا۔ پتر جنم اور جدید سائنس کی شکشا دیتا ہے۔ کہ یہ ہندوؤں کے دیوتاؤں اور دیگر (Sacrifice) کو نہیں مانتا؟ اور جنم اور شکشا سے ہندو ہوتے ہوئے اور ہندو طرز خیالات کی نقل کرتے ہوئے وہ سب سے پہلے ہندو پنڈتوں کی طرح بذریعہ حوصلہ افزا تقریروں کے جو کچھ غلط سمجھتا تھا۔ ویدوں سے نکالنے اور جو کچھ سچ سمجھتا تھا۔ اُسے اُن میں ڈھالنے کی کوشش کی۔" (صفحہ ۱۱۵ اور ۱۱۶) فرکہار صاحب کی متذکرہ بالا تحریر کیسی دلائل سے خالی ہے۔ اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دیانند کو تو ورجانند سے ویدوں کی پوری تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ لیکن دیانند میکسمیولر اور گرِس پواڑ کے انگریزی میں لکھے پڑھکر سنسکرت شونیہ فرکہار وید جاننے والوں کی آلوچنا کرنے کے قابل ہو گئے"۔

ایک طرف تو یہ مانتے ہیں۔ کہ دیانند اپنے ارتھوں کے لئے بہت ہی پرانے ترجمہ کرنیوالوں کی امداد لیتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ الزام لگاتے ہیں اُس نے جو کچھ لیا موجودہ عیسائیوں سے لیا۔ باقی رہا یہ کہ ایک ایشور وادا ہندو وچار ہے یہ تو ٹھیک ہی ہے۔ دیانند نے تو صاف لکھا ہے کہ ایک ایشور کی پوجا اور دوسری سچائیاں اعلیٰ آریہ پرش ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہندو (داس اپچارے) ان باتوں کو کیا سمجھ سکیں گے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس سے آگے سکسمیولر اور گرس ولڈ کے لیکھوں کا بھی کھنڈن کر کے پادری فرکہار صاحب لکھتے ہیں۔

" اس طرح کے ارتھ کرتے ہیں اسکا ٹھیراؤ صرف اکیلا ہے۔ قدیم یا موجودہ کسی ہندو نے یہ شکشا نہیں دی جو وہ دیتا ہے۔ اور ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر ایک مغربی پنڈت اس (دیانند) کے (ترجمہ) کی ترکیب اور نتایج کا منکر ہے پادری فرکہار نے اپنی عقل میں یہ بڑا اعتراض کیا ہے۔ مگر انہیں معلوم نہیں کہ رشی دیانند خود کہتے تھے۔ کہ جو شکشا وہ وید سے نکالتے ہیں وہ شکشا برہما سے لیکر جیمنی تک آج سے پانچ ہزار کی پہلے کے رشی منی نکالتے تھے۔ مہابھارت کی لڑائی میں سروناش کرا کے جہاں آریوں نے دوشٹ ہندو نام اختیار کیا وہاں وید کی حقیقت کو بھی بھلا بیٹھے اور مغربی پنڈتوں کا تو ثبوت بالکل قابل مذاق ہے۔ کیا فرکہار صاحب نے کبھی گولڈسٹکر اور ہٹنی کی بھی کوئی کتاب پڑھی ہے۔ گرسیولڈ کی تحریر پڑھکر وید کی عظمت نہیں معلوم ہو سکتی۔ پادری صاحب کو یہ جاننا چاہیے کہ لیبھے لیبھے گاڑی اور گبوٹ چلا کرتے ہیں۔ سنگھ۔ سوا اما اور سپوت لکیر کو پھاند جایا کرتے ہیں۔ پادری فرکہار نے گرسیولڈ کی ایک تحریر کا حوالہ ایک خواہش کی ہے کہ دیانند کا ارتھ ٹھیک نہیں۔ مگر جب گرسیولڈ بھی رسی دیانند کے ارتھوں کو دیدانگوں کے خلاف نہ ثابت کر سکا تو فرکہار کا حوالہ بھی بے مطلب ہو جاتا ہے۔ اس تحریر کا دیباچہ باندھتے ہوئے۔ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ دیانند کے ایسے بیہودہ ارتھ پڑھکر اسکی سرلتا اور سچائی ہیں شک ہو جاتا ہے۔ پادری صاحب یہیں تک اندازہ پر قناعت نہیں کرتے ان کے پاس یہ ثابت کرنیکے لئے سیدھی شہادت بھی ہے۔ کہ دیانند نے خود اپنا مکار ہونا مانا تھا۔

ان کے پہلے گواہ ہیں پنڈت .W (شو) .N (نارائن) اگنی ہوتری اور دوسرے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چرچ مشنری سوسائٹی متھرا کے پادری رورنیڈ پی۔ ایم۔ زنکر (P.M. Zenker)
ان دونوں کی گواہی کے بارے میں پادری فرکہار خود مانتے ہیں کہ THE
evidence is not absolutely conclusive
گواہی بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ لیکن دیانند کے وید بھاشیہ کے عجیب وپا کے ساتھ
ملا کر ایک ترل و دیارتھی پر اسکا بڑا اثر پڑتا ہے۔ کیا سچے ودیارتھی کے آثار متعصب
پادری گرسیولڈ پر عائد ہوتے ہیں۔ جسکے بعد استادوں نے اپنے لیکھوں میں یہ
یہ دعویٰ کیا ہو کہ وید منتروں کے ارتھوں کا قدیم رشیوں کی بہ نسبت وہ انیسویں صدی
کے یورپ کے لیچھ زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ انکے چیلے گرسیولڈ اور انکے پوتے فرکہار کو نہیں
کر تا میکسمولر کی ویدک قابلیت کے ایک نمونے سے ہی ثابت ہو جائیگا کہ وید ارتھ میں اسکی رہنمائی
کہاں تک قابل اطمینان ہے۔ اپنی کتاب (Hymns of the Vedas) میں پروفیسر میکسمولر
قدیم رشیوں کی غلطیاں دکھلاتے ہوئے صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ پر لکھتے ہیں "معمولی چھند دکھ لیے جو شبد
ترشٹب اور انشٹپ پر لگ گئے جاتے ہیں۔ اکثر ایک ہی دھاتو اسپیتھ سے بنائے جاتے ہیں جس کے ارتھ ہیں
Pyue یا اسفنی کرنیکے میری رائے میں انکو ایک اسپیتھ دھاتو سے بنانا چاہیے جو کہ گریک (یونانی)
کے معنی رہا ہے یعنی اس دھاتو میں جس میں سے ایک دوسرا لفظ نکلتا ہے جس کے ارتھ ہیں
پیر سے پینچے گئے باد یا گئے انگور۔۔۔۔۔ اور ایک دوسرا لفظ جس کے ارتھ ہیں ہلاتا وجھٹرکت
وغیرہ سنسکرت میں اسکی شکل کا اسٹمبھ دھاتو ہے جس کے ارتھ دبانے پھر مضبوط کرنے طاقتور
کرنیکے ہیں۔
اوپر کی اودھیرن اور سنسکرت لفظ کے لیے یونانی دھاتو ڈھونڈنے کی کوشش پروفیسر میکسمولر
نے کیوں کیا؟ متذکرہ بالا پروفیسر مہاشیہ اسکا جواب اسطرح دیتے ہیں:-
اسلیے کہ میں نے رسیتھ کے اصلی معنی ٹریوڈیم لیکر فرض کرکے یہ لفظ سماس ہے۔ اور بڑی اور
بیس کا جو ہر بیس شاعر کے مقصد ذیل قول میں آیا ہے "پی پسی ٹری بوڈی ریرم" میں اس کا نام تین پدی
لگتا ہوں اسنے کہ الفاظ کے آخری تین حروف جوکہ اس چھند کی خصوصیت ہے۔ اور اس کا اصلی
گھاؤ کہا جاسکتا ہے۔ ہر ایک گھاؤ کے بعد اسپر علانیہ طور سے ٹھپہ لگا یا گیا ہے۔ اگر میرا بیان
رسیتھ کے نام کے بارے میں یعنی ٹرپدی ٹھیک ہے۔ اسٹمبھ تو دھاتو سے رسیتھ بنانے
ثابت کرنیکا مقصد تھا۔ پروفیسر میکسمولر لکھتے ہیں:-

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یہ ترشٹپ چھند ایک فوج کا ساتھ دینے کیلئے تھی جسمیں آٹھ پگ تک کھلے ایک اور بڑھکر تین پگوں سے ٹوٹتے تھے جسمیں کہ دوسرا پگ بل سے ڈالا جاتا تھا۔ اور جو کہ اس کارن گیت بولنے میں خودبخود ایک لمبے حروف کا ساتھ رکھتا تھا یہاں میکسمولر کی تمام محنت کامیاب ہوتی ہے۔ صرف انگریزی کے بزرگ ہی درختوں کی چھال پہن کر نہیں ناچا کرتے تھے۔ ہندوستانی آریا کے بزرگ بھی ہی تھے لیکن وقت آیا جبکہ میکسمولر کو ماننا پڑا کہ ویدمیں ایسے وچار بھرے پڑے ہیں جو کہ عیسائی انجیلوں ضروی ئے سے معلوم ہوتے ہیں اور مرحوم ڈاکٹر والس سے بڑے فلاسفروں نے صاف مان لیا ہے کہ ویدک گیان کی موجودگی میں وہ اصول مشتبہ ہوگیا ہے کہ گیان مسلسل ترقی کرتا ہے سنسار ترقی کر رہا ہے اور یورپ اور امریکہ کے بڑے فلاسفر اور سائنس دان ویدوں کی شکست کے قریب آرہے ہیں لیکن عیسائی پادری کوئیں کے مینڈک کی طرح تعصب کے آسن سے ہلنے کا بھی نام نہیں لیتے

جب پادری فرکیہار کے رہنما ہی غلط فہمی میں پھنسے ہیں تو اندھینیو نییمانا یتھاندھا - کی دنیاوی کہاوت کے مطابق وہ دوسروں کو راستہ کیا دکھائینگے۔ تب اگنی ہوتری اور زنیکر کی گواہی کی قیمت ہی کیا رہ جاتی ہے

اگنی ہوتری کی تو ایک چھوٹی کتاب کا حوالا دیا گیا ہے جو اس نے ۱۸۹۱ء میں پنڈت دیانند کی پول کھولنے کے لئے لکھی تھی۔ اس میں اگنی ہوتری نے کچھ گذشتہ اور موجودہ آدمیوں سے سنا ہوا سماچار دیا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے دیانند نے مانا کہ وید کو اس نے ہندوں کو پھنسانے ہی کے لئے آڑ بنا رکھا ہے۔ درحقیقت اسکا ویدوں پر یقین نہیں

اسی طرح متھرا کے پادری زنیکر نے بتلایا کہ جب ۱۸۸۴ء جو ۱۸۸۵ء جو ۱۸۸۶ء میں وہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برندابن میں وہ کرسچن مشن کا پرچار کر رہے تھے تو اس مقام کے آریہ سماج لیڈر سے انکی بات چیت ہوئی دوسرے دن پادری زینکر اس آریہ لیڈر کے گھر ملنے گئے اور دوسری بھی بات چیت کی اس بات چیت کے بارے میں پادری فرکہار نے یہ نہیں لکھا کہ پادری زینکر نے ان سے خود بیان کی۔ وہ صرف یہ لکھتے ہیں کہ وہ اس بات چیت کی رپورٹ کو نقل کرتے ہیں۔ پادری فرکہار نے وہ مثال کہاں سے لی ہے اس کا پتہ میں دینا چاہتا ہوں پادری فرکہار نے اپنی کتاب کا مصالحہ سمت ۱۹۳۳ بکرمی میں اکٹھا کیا۔ اسی وقت پادری زینکر کی تحریر کا ثبوت دیا ہوگا۔ میں نے وہ تحریر سنہ ۱۹۱۶ء میں ایک خفیہ سرکاری رپورٹ میں دیکھا تھا۔ خفیہ رپورٹ اور پادری فرکہار کی تمثیل دونوں نیچے دیتا ہوں

(۱) سرکاری رپورٹ میں لکھا تھا۔

Mr. Zenker records between 18184-1886, when at Bindraban, he ascertained that Dayananda's real object was to obtain for India all the advantages which Western civilization has conferred on the nations of Europe but that being fully acquainted with the of his Hindu countrymen, he knew that they would hardly be willing to accept as a one who would present this as the sole aim & object of all the training they would have to undergo. He therefore cast about for an expedient to gild the pill & thought he had

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

found it in the cry—"LET US RETURN TO THE PURE TEACHING OF THE VEDAS."

اب پادری فرکہار کا ادھرن اس سے ملائے :-

My informant stated that Dayananda's real object was to obtain for India all the advantages which Western civilization has conferred on the nations of Europe & America. But being full acquainted with the character of his Hindu fellow countrymen, he knew they would hardly accept as a guide one who presented this as the sole aim & object of all the laborious training they would have to undergo. He therefore cast about for an expedient to gild the pill and the thought he had found it in the cry. "LET us return to the pure teaching of the Vedas."

دیانند کو اس طرح کا سکار تبلانے والے ستونرائن اگنی ہوتری اور پادری زینگر کے علاوہ ایک برہمن دیوتا بھی تھے چوتھا ایسا کہنے والا کوئی نہیں ملا پادری زینگر اور اگنی ہوتری نے دوسروں کی شہادتیں پیش نہیں کیں ہیں خود بھی گواہی نہیں دیتے کیونکہ نئے تعلیم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یافتہ لوگ حکمت سے بگلا پکڑا کرتے ہیں براہمن ویوتلنے۔ انراسون (ناقابل تردید)
بنیھ دیا تھا انکی کہانی بھی دلکش ہے جیسے ہم ۲ اگست ۱۹۴۶ سمت کے ست دہرم پارچارک
سے پیش کرتا ہوں۔ مقام راجہ صاحب منڈی کا کیمپ تھا۔ اور مرحوم راجا اگر
سین جی نے آریہ سماجکو اور ہندو دہرم سبھا والونکو دہرم چرچا کے لیئے بلایا تھا۔ بات
چیت ہوتے ہوتے پنڈت دیوکی نندن نے کہا کہ سوامی دیانند نے میرے سامنے مانا
تھا کہ اگر میں باہر سے پرالون کا کھنڈن عیسائیوں سے بچانے کیلئے کرتا ہوں تو
میرا ذاتی مت مورتی پوجا وغیرہ ہی ہے لالہ منشی رام نے سوال کیا کہ کوئی اور بھی تھا
جواب دیا کہ مرحوم سردار بکرم سنگھ آہلووالیہ اور دو ایک انکے نوکر۔ جنکا نام معلوم نہیں) موجود
تھے اس پر ایک سکھ سادہو جی جو کہ اتفاقاً تماشا دیکھنے بیٹھائے گئے تھے اور جنکو
ہم اب تک نہیں جانتے بولے کہ یہ پنڈت جھوٹا ہے ہیں سوامی جی سے ملا وہ
بڑے سچے آدمی تھے

جیسا پنڈت دیوکی نندن کی بڑائی تھی اس سے زینکر اور اگنی ہوتری کی کم
نہیں۔ دیوکی نندن کی اپنی روزی کی فکر تھی اس لیئے اس نے یہ گھڑنت
کی ضرورت ہے کہ جو جھوٹ زینگر اور اگنی ہوتری نے ۲۲ ۵ ۲ برس سے پھیلا
رکھا ہے اس کے محرک ہونے کا سبب بھی معلوم کیا جائے

پادری زینگر کی گواہی کی قیمت

پادری زینگر کون ہے یہ ایک جرمن پادری ہے۔ ۳۵ سال سے متھرا میں عیسائی
مذہب کے پرچار کا کام کر رہا ہے۔ لڑائی کی وجہ سے وہ اس وقت متھرا چھاؤنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں نظربند ہے۔ ایسی خبر مجھکو ابھی متھرا کے خط سے ملا ہے۔ کیا جرمن کی اس وقت تک مقبول ہوتی رہی ہے گی۔ جن جرمنوں نے ۴۰ سال غیر ممالک میں رہکر دغابازی کی ان کے ایک تجربہ کا قانون جاننے والے پادری کا کیا عمل شبہ سے دیکھے جانے کے قابل نہیں

کون کہہ سکتا ہے کہ آریوں میں زندگی کے آثار دیکھکر اس جرمن سفیر نے برٹش سرکار کو انکے خلاف کرنیکی کوشش کی ہو جس سے اصل طاقتوں سے انگریزی سرکار کچھ کام نہ لے سکیں۔ یہ جرمن پادری کی گواہی تو ایسی ہے کہ اسکی قیمت دو کوڑی بھی نہیں۔ اگنی ہوتری نے نام تو دئے تھے۔ خواہ کتنی تعداد مردوں کی ہی کیوں نہ ہو لیکن زندوں نے تو اپنی جاسوس۔ مقامی آریہ لیڈر کا نام خفیہ رپورٹوں تک میں نہیں دیا۔ تب تک ایسی گواہی کوئی بھی منصف مزاج ذرا سی دیر کیلئے بھی قابل غور نہیں سمجھے گا۔ اب رہ گئے پنڈت شو نارائن اگنی ہوتری اور دیو اگنی ہوتری کے کنٹل آکشیپوں کا پریک ھنیو۔ سو انکی اصلی سوانح عمری جاننے والے انکی حسد کی وجہ سمجھ سکتے ہیں یوں تو جن جن مت وادیوں کے چنگلوں سے انکی سیدھی سادھی سمیر والی کو نکالنے کیلئے دیانند کی اعلی آتما نے کام کیا وہ سبھی ان سے ناراض تھے لیکن شو نرائن سے کچھ ایسا ذاتی برتاؤ ہوا جسے ایک معزز آدمی کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔ میں شو نرائن اگنی ہوتری کے تعلق میں کچھ واقعات پیش کردیتا ہوں جس سے ناظرین کو معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح بالترتیب اگنی ہوتری کی مخالفت کا دیباچہ بندھا

(۱) ۱۹ ار اپریل سنہ ۱۸۷۷ء کو سوامی دیانند جی لاہور میں تشریف لائے اول پبلک ویاکھیان سوامی جی کا باولی صاحب میں ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۷۷ء کو ۶ بجے شام سے ۸ بجے تک ہوا جسکے سننے کیلئے بیشمار لوگ جمع ہوئے۔ اسکے بعد دوسرا ویاکھیان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوامی جی کا باولی صاحب میں بروز شنبہ ۲۵ اپریل ۱۸۷۷ء کو ہوا جس میں اس سے بھی زیادہ رونق ہوئی (مہرشی دیانند کا برہت جیون چرتر اردو پنڈت لیکھرام لکھت صفحہ ۲۹۸ - ۲۹۹) ان وکھیانوں کا مسلسل بیان صفحہ ۲۹۹ - ۳۰۲ تک دیگر صفحہ ۳۰۲ پر مندرجہ ذیل حال ہے

لاہور میں آنے سے دوسرے دن ۲۰ اپریل ۱۸۷۷ء کو پنڈت شونرائن اگنی ہوتری ایڈیٹر - رسالہ برادر ہند (یہ ماہوار اخبار ان دنوں برہم سماج کا آرگن تھا اور اگنی ہوتری ان دنوں برہم سماجی تھے -) انے سوامی جی کے ساتھ ویدوں کے ایشور پرنیت ہونے پر گفتگو کی اور اکثر سوامی جی کے پاس جاتے اور گفتگو کیا کرتے تھے

ایک دن پنڈت جی نے ایک پھول لاکر نذر کیا - سوامی جی کہا کہ یہ تم کیوں توڑ لائے ! پنڈت شونرائن نے کہا کہ یہ تم کیوں توڑ لائے - پنڈت شونرائن نے کہا کہ آپ کے واسطے لایا ہوں کہا تم نے میری بات کی الوچھا کس طرح ؟ جواب دیا کہ اول تو جتنے وقت تک خوشبو پھیلانے کے لئے قدرت نے پیدا کیا تھا اس سے پہلے تم نے توڑ ڈالا - دوسرے اب جلدی سڑ جائیگا اور بدبو پھیلائیگا - تیسرے اگر ویسی ہی حالت میں رہتا تو بہت آدمیوں کو اس سے فائدہ پہنچتا - چوتھے خود گر تا تو کھاد بنتا اور بدبو نہ پھیلاتا صرف کھاد بن جاتا - اس سے پنڈت جی اور سامعین کو بڑا فائدہ ہوگیا

(۳) باولی صاحب کے بعد سوامی نے دو وکھیان براہم مندر لاہور - انارکلی میں دیئے - براہم سماج کے لوگوں کا خیال کہ سوامی براہم دھرم کا اپدیش کریں گے لیکن جب ٹھیک براہم مندر کے اندر ایک ویدوں کے سچے اور ایشور کے بنائے ہوئے ہونے پر اور دوسرا آتما کے آواگمن (پُنر جنم) پر وکھیان دیا تب براہم سماجیوں کی آنکھیں کھلیں اور سوچنے لگے کہ اگر ہم ایسا جانتے تو ان کے وکھیان براہم مندر میں ہونے دیتے

اسلئے ایسا وہار کرا گئے کو انکا وہاں ویاکھیان دینا منظور نہ کیا - بلکہ اسی وقت سے براہم
من سے مخالفت کرنے لگے - صفحہ ۲۰۲ سوامی دیانند کے آنیسے پہلے لالہ سائیں
داس - لالہ جیون داس اور بابو شاردا چرن بھٹاچاریہ براہم سماج کے ممبر تھے
جب براہم سماجیوں نے تعصب میں پھنس کر سوامی جی کے ویاکھیان براہم مندر
سے بند کرا دیئے تو ان چاروں نے براہم سماج کو آخری نمستے کہدی - سوامی جی
کی مہمان نوازی میں براہم سماج نے بھی کچھ خرچ کیا اس کا ذکر کچھ تنگ دل
برہموں نے کیا تو ان مہاشیوں نے وہ دھن سامنے پھینک دیا

(۴) جولائی ۱۸۸۰ع کے برادر ہند میں سوامی دیانند کے کام بہت تعریف چھپی ہے
جسمیں پہلے پہل جھاک او شواش کی ہے اسلئے یہ لمبی مثال یہاں دینی ضروری سمجھی
گئی ہے

خیالات انکے اکثر وسیع اور بہت سا حصہ ان کا اس وقت کے ودوانوں
کے مطابق ہے - اسکا دماغ بڑا ہی انت نپل معلوم ہوتا ہے اور اس لئے اگرچہ
سنسکرت زبان کے علاوہ اور کسی زبان کا لٹریچر نہیں پڑھا تاہم ایک اسی
لٹریچر اور روشن ضمیر تعلیم یافتہ لوگوں کی صحبت سے انھوں نے اپنے خیالات کو ایسا
صاف اور اونچا بنالیا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ساتھی پنڈتوں کے متعصب تنگ چاردیوالی
کی حالت سے نکل کر ایک سچے ودوان اور روشن ضمیر پنڈت کا نمونہ بن گئے
ہیں تاہم ہمارے ملک کے عام انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کے خیالات سے
بھی کچھ فوقیت رکھتے ہیں اس آدمی کے دلمیں ظاہرہ قومی ہمدردی اور قومی سدھار
کا بہت بڑا جوش معلوم ہوتا ہے - اگرچہ اس وقت یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ جوش
کہاں تک خودغرضی سے خالی اور ابھی ز خودغرضی کی ملاوٹ سے پاک ہے کیونکہ
کیونکہ اس کا ثبوت صرف تجربہ پر منحصر ہے اور اس کا دکھلانے والا صرف وقت ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تاہم بھی اسکی شخصیت سے جہاں تک ہم اس وقت اندازہ لگا سکتے ہیں ملک
میں بہت کچھ ترقی اور سدھار کی امید ہے مذہبی تعلقات کے سدھار
کی نظر سے (بت پرستی) مورتی پوجا کا یہ بڑا دشمن ہے اس لئے ان لوگوں
میں سے جو مورتی پوجا کی جڑ اکھاڑنے میں اس وقت کوشش کر رہے ہیں اسکو
اس وقت کا بڑا مورتی بھنجک کہیں تو بھی نامناسب نہ ہوگا - براہم سماج کی
مذہبی شاخ تعصب میں تو جس کا اصول ہر ایک طرح کی مورتی پوجا کو دور کر
ہوئے اور سنسار میں ایک پرمیشور کی پوجا کو پھیلاتا ہے یہ وکتی ایک ایسا
مددگار ر ہوتا ہے جسکی جتنی تعریف کیجائے تھوڑی ہے - صرف مذہبی اصلاح
کا ہی یہ خواہشمند نہیں - بلکہ تمام قومی برائیوں کو جو صغیر سنی کی شادی کی شکل میں
ملک میں پھیل رہی ہیں انکے سدھار کو بھی مدنظر رکھتا ہے - تعلیم نسواں اور
انکی آزادی کا خاصکر خواہشمند ہے اور اسکی بھی رائے ہے کہ جب تک ان میں تعلیم نہ
پھیلے گی انھیں جنانے کی قید سے مکتی حاصل نہ ہوگی - تب تک اس ملک میں
تسلی بخش ترقی کی امید کرنا فضول ہے مطلب یہ ہے کہ جہالت اور تعصب کو دور
کرنا ودیا پرچار کرنا قومی اتفاق پیدا کرنا اور اسے معمولی تہذیب کی شکل میں لا کر
ایک اعلیٰ نمونہ کے بنانے میں کوشش کرنا اس کی ذات کا خاص کام ہے صفحہ ۳۴۵
لیکن کچھ عرصہ کے بعد اگنی ہوتری جی کے ان خیالات میں بھی تبدیلی آگئی اس تبدیلی
کی وجہ آگے پڑھئے

(۵۱) ایک دن بھائی دت سنگھ سوامی جی سے ویدانت مت پر وچار کر رہے تھے
اور اگنی ہوتری صاحب بھی اس وقت موجود تھے وچار کے درمیان پنڈت شو نرائن
بول اٹھے کہ سوامی جی سے جواب نہیں آیا اور وہ ہار گئے اس پر سوامی جی نے
پنڈت جی سے پوچھا کہ بھلا آپ بتلائیے کہ ہم نے کیا کہا - پنڈت جی نے کچھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بیان کیا تب سوامی جی بھائی دت سنگھ سے پوچھا کہ کیوں ہم نے یہی کہا بھائی دت سنگھ نے کہا نہیں آپ نے یہ نہیں کہا پنڈت جی نے نہیں سنا۔ پھر سوامی جی نے پنڈت جی سے پوچھا کہ بھلا تبلائیے تو ہی کہ بھائی دت سنگھ نے کیا کہا تھا پنڈت شیو نرائن پھر کچھ بیان۔ بھائی دت سنگھ نے کہا کہ یہ میں نے نہیں کہا تھا اس وقت سوامی نے پنڈت شیو نارائن سے کہا کہ آپ بنا سوچے سمجھے رائے دیدیتے ہیں اس پر پنڈت جی ناراض ہوگئے (صفحہ ۳۰۸)

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ بھائی دت سنگھ اسکے بعد لاہور آریہ سماج کے ممبر بن گئے تھے اور جب تک بھائی جواہر سنگھ کو امرتسر کی گدی سنبھالنے کا لت نہیں چڑھا تھا تب تک برابر آریہ سماج لاہور کی ویدی سے ویدک دھرم کا منڈن اور جھوٹے مذاہب کا کھنڈن کرتے رہے

(۶) ڈاکٹر متھورام ۔۔۔ پٹیالہ نے تبلایا کہ ہمارے سامنے ایک دن شیو نرائن نے آکر شنکا کی کہ سوامی جی ویدمیں اتو کی کہانی ہے آپ کس طرح کہتے ہیں کہ ویدمیں کوئی کہانی نہیں۔ سوامی جی نے کہا نہیں۔ پنڈت جی نے پھر کہا ضرور ہے آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ تب سوامی جی نے سام وید اٹھا کر اسکے ہاتھ میں دیدیا کہ اگر ہے تو ضرور نکالکر سب کے سامنے تبلائیے پنڈت جی کتاب لیکر کچھ دیر تک ڈھونڈتے رہے پھر آخر کو کہدیا کہ اسمیں تو نہیں ملتی اس پر سوامی جی تو چپ ہو رہے مگر اور لوگوں نے بہت شرمندہ کیا

پچھلے وقوعہ نے تو ستم ڈھا اور اسکے بعد انکی ہوتڑی کی حالت آریہ سماج کے بارے میں پاگلوں کی سی ہوگئی براہم سماجی ایک ایشور وادی ہوتا ہوا جب برہم وادی کی اپاد ہی خود اختیار کی تھی تب بھی اسکو دیانند اور انکے مقرر کئے آریہ سماج کے ہی خواب دکھلائی دیتے تھے جو ان سے مباحثہ پر جھگڑا ہونیسے براہم سماج کو چھوڑ دیا

دیو سماج مقرر کیا تب بھی پرم دیو کو بھی ڈانٹ تبلاتا رہا کہ آریہ سماجیوں کو جلدی برباد
کردیں اور جب پرم دیو کو بھی جواب دیکر ناپاک وشدہ ناستک مذہب قبول کیا
تب سی آئی ڈی کو آریہ سماج کے خلاف بھڑکانا اس نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اسکا
ثبوت آگے دیکھئے۔—

(7) Extract from the Census Report of India 1891, Volume XIX (The Punjab & its Feudatories Part I) by E. D. Maclagan.

Page 120 – The Dev Dharmis – "The Arya-Samaj has been violently attacked on all sides, by the orthodox party on the one hand & by the Christian missionaries on the other; but the fiercest opponents of the Aryas are to be found in the little sect of the Dev Dharm....—. The opposition between the Dev Dharmis & the Arya Samaj is said to have commenced in a personal alternation between the founders of the two schools; but however this may be, the younger sect is very bitter in its enmity against the elder. The arya leaders are accused of teaching immoralities, of embezzling funds, & so forth: the police had to be called in to keep the

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

two parties from fighting, and the more enthusiastic on either side have begun to indulge in an acrimonious pamphlet warfare.

مردم شماری کی رپورٹ بابتہ سنہ ۱۹۱۱ء

آریہ سماج پر چاروں طرف سے زور اور حملے ہوئے ہیں سناتنی ایک طرف اور عیسائی مشنری طرف لیکن سب سے بڑے مخالف آریوں کے دیو دھرمیوں کے چھوٹے پنتھ میں پائے جاتے ہیں . . . کہا جاتا ہے کہ دیودھرمیوں اور آریہ سماجیوں کی مخالفت دونوں مذاہب کے پیروں کی باہمی مخالفت سے شروع ہوا تھا۔ لیکن چاہے کچھ ہی ہو چھوٹا پنتھ (دیودھرم) جیشٹھ (آریہ سماج) کے خلاف دشمنی میں بڑا ہی سخت ہے آریہ سماج کے لیڈروں پر بد اعمالی سکھانے اور غبن کرنے وغیرہ کے الزام لگاتے ہیں۔ دونوں گروہوں کے لڑنے سے روکنے کے لئے پولیس کو بلانا پڑا ہے اور دونوں طرف زیادہ جوش والوں نے جھوٹی کتابوں کے ذریعہ بہیر لڑائی شروع کر دیا ہے

مذکورہ بالا واقعات کے بارے میں مسٹر سکلیگن سے بڑھ کر بلا تعصب گواہی کہاں سے مل سکتی ہے۔ کیا پادری فرکہار کے پاس کوئی پادری ان نئی گواہوں کو پہونچا ئیگا اور اور کیا سوامی دیانند کے بارے میں وہ اپنی رائے بدلیں گے

پادری فرکہار نے جن نفرت زدہ طریقوں سے دیانند کو مکار ثابت کرنیکی کوشش کی ہے اس سے عیسائی پادریوں کی اندرونی حالت کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ چلن کے بھی آدمی اپنے فرقہ کی حفاظت اور ترقی کیلئے کہاں تک انتا کا ہن کر سکتے ہیں۔ پرمیشور آریہ سماج کو فرقہ وارانہ گڑھے میں گرنے سے بچائے یہ میری دلی

رہا کرتی ہے

اپنے اغا کو نیکر اور اگنی ہوتری کی گواہیوں سے تسلی دیکر گے کہ دیانند مکار تھا اور کہ اس لیئے اسکا وید ارتھ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ پادری فرکہار نے آریہ سماج کے دس اصولوں کا صفحہ ۱۲۰ پر انگریزی ترجمہ دیا ہے جس کے بعد یہ لکھکر کہ ان میں برہم ودیا کے متعلق سماج سارے اصول نہیں آجاتے انھوں نے سماج پہلے بیان کئے اصول پھر سے گن دیئے ہیں جو شائد کسی بلا تعصب تحریر سے لئے گئے ہیں۔ وید کا رویہ کا سب کو دینے ہوئے آریہ تین (برہم - جیو - پرکرتی) کو ازلی مانتے ہیں اور وہ پرجنم اور کرم پھل پر یقین رکھتے ہیں اور مکتی ترشترایک افعال کا نتیجہ سمجھتے ہیں - یہاں تک پادری صاحب نے ٹھیک ٹھیک نفس مطلب ان آریہ اصولوں کے مضمون کا دیا ہے لیکن آگے لکھتے ہیں اور جیو آتما پرجنم سے مکت ہو کر بھی پرماتما میں لین نہیں ہوتا۔ ٹھیک ہے کہ آریہ خدا پرستوں کے برہم روپ ہونے اور بودھوں کے نروان ماننے والے نہیں لیکن ان کا یہ سدھانت ضروری ضروری ہے کہ مکت آتما پرماتما میں اپنی خواہش سے کھلے وگھومتے یعنی برہم میں استھتی قائم رہتے ہیں

پھر پادری صاحب نے آریہ سماج کی تقویت - اوتار باد - مورتی پوجا اور یگیہ کے بارے میں ٹھیک بیان کیا ہے اور یہ ان کی حقیقت بتلا کر مرتک شرادھ اور تیر تھ یاترا کے متعلق ان وچار بھی ٹھیک بیان کئے ہیں طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بہت اصول کے ساتھ پادری صاحب کی مخالفت کی ہے۔ لیکن انھوں نے ان اصولوں کا کھنڈن کرنے کی کوشش تک بھی نہیں کی۔ ہاں اختتام پر ہی نیوگ کا مضمون سامنے لاکر اسے نفرت زدہ بتلایا ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ سماج کے بہت سے ممبر ان most immoral legislation (بڑے ہی بھیچار کے نیم) کا نرا کرن سی (ردد) کرنا چاہتے ہیں مجھے تو کوئی آریہ سماج کا ممبر ایسا نہیں معلوم ہوتا جس نے پادر

فرکبار سے نیوگ مضمون میں اس قسم کی بات چیت کی ہو ممکن یہ ہے کہ لالہ لاجپت رائے
کا اس مضمون کا لیکھ فرکہار جہاں شیر نے مسٹر اومن کی کتاب میں پڑھا ہو
سنہ ۱۹۰۹ء میں شری لالہ جی انگلستان میں تھے تو گورنمنٹ کالج لاہور کے گذشتہ پرنسپل
آپاد مصباحے اومن صاحب (Mr. Oman) نے لالہ ہنسراج کے لیکھ
انو دار اپنی کتاب Cults, Customs and Superstitions of India کے تصحیح شدہ ایڈیشن کے
تئے لالہ لاجپت رائے سے آریہ سماج کے متعلق بہت سوال کئے تھے جنکو جواب
انھوں نے اپنی کتاب کے ۱۹۰۹ء والے ایڈیشن میں دیا ہے مسٹر رومن لکھتے ہیں

"I reproduce below the questions I put to Lala Lajpat Rai at one of our interviews, & the answers thereto, as I believe the information thus obtained is of value for the comprehension of the aims & methods of the Arya Samaj."

لالہ لاجپت رائے نے تو بھولے پن سے اپنے سدھانتوں کا ستیہ ناش ستروں دوار
ٹھیک پڑھے من مانے جواب دیکر ایک انگریز کو خوش کر دیا لیکن اسکا نتیجہ آریہ سماج کو بھگتنا
پڑتا ہے

VIII — رومن صاحب نے سوال کیا

"The teaching of Swami Dayanand in regard to Niyoga is, I understand, taken by all his followers as an essential part of the master's doctrine. Am I right?"

اگر لالہ لاجپت رائے جی کو خود کچھ شبہ تھا یا نیوگ کو ٹھیک نہ سمجھتے تھے تو ایسا ہی کہہ دیتے
اگر انہے جواب دیا کہ سماج نیوگ کو ضروری اصول نہیں سمجھتا The Samaja does
not consider Niyoga an essential doctrine. یہ خوشی کی بات ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ لالہ جی نے اپنی نئی کتاب میں یہ مانتے ہوئے بھی کہ اس بارے میں آریہ سماجیوں کا اختلاف ہے۔ اسے ہے غیر فرقوں کے حملوں سے آریہ سماج کی حفاظت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی انکی مشکوک طرز تحریر سے مخالفوں کو سہارا مل ہی جاتا ہے ابھی ماڈرن ریویو میں لالہ جی کی کتاب کی سمالوچنا نکلی ہے جسمیں سمالوچک (رائے دینے والے) نے لالہ جی پر دوش لگایا ہے کہ انھوں نے وید میں نروبت ہونے پر کچھ بھی نہیں لکھا اور اس سے وہی برہم سماجیوں والا نتیجہ نکالا ہے کہ آریہ سماجی صرف دکھانے کیلئے وید پر اپنا یقین تبلاتے ہیں۔ استو۔ یہ پرکرن میں بلا تعلق بات آگئی اور اس اعتراض کے دور کرنے کی کوشش بھی شروع ہوگئی۔ وید کیا ہے اور اس کا اور اس کا اعتقاد انش جنم کی کامیابی کیلئے ہونا چاہیے۔ اس ویدک گیان کا اپدیش کیا ہے۔ اور اس اپدیش میں سچائی کہاں تک ہے ان سب سوالوں کا جواب آریہ سماج کی طرف سے دئے جا رہے ہیں لیکن جب تک اس مضمون میں کوئی مستقل راستہ نہ بنے گا تب تک مکار مخالف نے سمجھ سے بن کر اعتراض کرتے ہی جائینگے

نیوگ کیا ہے اور مصیبت کے وقت کے دھرم ہونے میں اس کا کیا اعلیٰ مقام ہے یہ وقت آنے پر الگ تبلایا جائیگا۔ مگر پادری فرکہار کا یہ لکھنا کہ سماج نے غیر مذاہب کے کھنڈن میں اپنے سماج کے پاپ و ذہنی الزام کرن کیا ہے۔ اور کہ جہاں آریہ سماج جاتے ہیں وہاں

شانتی دیتے ہیں۔ کیا فضول ہے اس کا پتہ انکی کتاب سے لگ جاتا ہے جتنی میٹھی اور کڑوی دونوں طرح کی گالیاں دیانند اور آریہ سماج کو پادری فرکہار نے دی ہیں۔ اتنی کڑوی بھاشن شاید آریہ سماج نے دس سال میں بھی نہ کئے ہونگے پادری فرکہار کالج پارٹی کے آریہ سماج کے ایک ہفتہ واری اجلاس میں گئے تھے ان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا حال بھی خفیہ اعتراضوں سے بھرا ہوا ہے۔ دیانند کالج کا حال پادری فرکہار نے لالہ لاجپت رائے کے لیکھ سے لیا ہے۔ گورُوکل کا حال پادری ہالینڈ کے اُس لیکھ سے لیا ہے جو تذکرہ بالا پادری صاحب نے "ایسٹ اینڈ ویسٹ" نامی ماہواری رسالہ میں چھپوایا تھا۔ وہاں اور کچھ اعتراض کے لئے نہیں ملا۔ تو لکھ دیا کہ دیانند کا معاشیہ پڑھا کر ساہتیہ کی سار گربھت تعلیم کیسے دیجائیگی۔ سارا زہر پھیلا کر پادری فرکہار آریہ سماج کی بلا تعصبانہ آلوچنا کرتے ہیں

پنجاب اور ممالک متحدہ میں سماج نے بیش قیمت کام ایک ایشور واد کی گواہی مورتی پوجا اور اوتار واد کے خلاف اور اپنے تعلیم کے متعلق کام لے لیا ہے۔ جاتی بھید۔ بال بواہ۔ پوپ جادم۔ تیرتھ یاترا اور دھرم کے نام پر جو اُتم پنڈرا دیجاتی ہے ان سب کا کھنڈن کیا ہے اگرچہ سماج کے ممبر ابھی تک بندھن سے بندھے ہوئے ہیں اور بال بواہ کا تیاگ نہیں کر دیتے ہیں ان کے متعلق کام کی بہ نسبت کچھ اس زیادہ ہے۔ اس لیکھ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تجویز بواہ جاتی بندھن کو توڑ کر پنجاب میں ہوئے ہیں انکے بارے میں جاننے کی پادری صاحب نے کوشش بھی نہیں اور اپنی کوشش کی ہوتی پولیس رپورٹوں اور کالج پارٹی ودیا لکھیانوں سے باہر نہیں بڑھ سکتی۔ اگرچہ کے کالج پارٹی کے اخبار سے بھی یہ سیدھے ہیں تو دیکھیں معلوم ہو جاتا کہ پنجاب میں سے کم سے کم اس وقت سو میں لوٹے آریہ ۲۵ سے پہلے بیواہ نہیں اور آریہ گھروں کی کنیائیں تو بیس بیس برس کی عمر تک کماری بیٹھی رہتی ہیں۔ اگر برابر گن۔ کرم۔ سوبھاؤ والا ور نہ ملے۔ جن سادہ نتوں پر نیا کھنڈن کئے پادری فرکہار نے بیہودہ اعتراض کئے ہیں انکا سمرتھن کبھی کیا پھر جائیگا یہاں صرف اس متعصب پادری کے (جو اپنے آپ کو ہندوؤں کا دوست اور تعریف کرنے والا ثابت کرتا ہے) آخری بچن دیکر اس لیکھ کی مالا کو اپنے آخری بچنوں کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ پادری فرکہار لکھتے ہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پچھلے دنوں میں سماج کی بڑھتی بڑھتی آشنا دلاتی ہے کہ اسکی امد ترقی ہوگی۔ گذشتہ مردم شماری
بتلاتی ہے کہ انکی تعداد اب ۲۳۳۰۰۰۔ اور ممبران کا جوش کھلے ولسے سماج کی
سنستھاؤں کی کونسا پورتی سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہ کیوں ہے۔ دیانند کی سب
ہندوستانی چیزوں کی بڑائی اور اس کا ویدوں اور پونر جنم کا سمرتھن بہت دنیا کو کھلا معلوم
ہوا ہے وہ صنیہ ہو پادری جہاں شیہ اور وہ عنیہ ہے تمہارا انصاف۔ جب تمہاری رائے میں
پنر جنم ایک رہبندہ وشواس ہے تو وہ ہندوؤں میں لوگ پر یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اگر
ہندوستانی اپنے بزرگوں کی شان عزت کریں تو کیا یہ بھی پاپ ہے۔ اگر پادریوں
ہاتھ میں ہندوستان کی حکومت کی باگ ڈور ہوتی شاید یہاں کے باشندے تڑپ تڑپ کر
مرجاتے۔ یہ وہی مشنری ہیں جن کے بارے میں راجہ ہرنام سنگھ سے وشوامی سدچاری
عیسائی کو بھی کہنا پڑا۔ اس وقت مشن کی پالیسی میں تعلیم یافتہ ہندوستانی عیسائیوں
کے لئے کوئی مقام نہیں ہے۔ اسے کوئی اختیارات نہیں ملے ہوئے اور اسے گذارے
کیلئے تنخواہ نہیں ملتی۔ ساتھ ہی آزادانہ رائے کو مشنری برا مانتا اور دوسروں کی صلاح
بغور نہیں سنتا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سب کوئی پادری دوسرے آدمی خرچ کے کام
میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ تو جس ہمت کی امید انھیں ہوتی ہے وہ نہیں ملتی جو برابری کی
حالت میں زور ملنے چاہئے تھے۔ اسکی وجہ کیا ہے میری رائے میں تو دو خاص وجہ
ہیں۔ (۱) قومی تعصب اور (۲) تمام طاقت اور اختیار مشنریوں کے اپنے ہاتھوں
میں رکھنے کی خواہش (دیکھو اسر ہرنام سنگھ کا ایڈریس ایڈیسن کرسچین کانفرنس پریاگ
میں ۳ جنوری ۱۹۱۰ء کے روزانہ لیڈر میں صفحہ جب شیخ کے گلے ساتھ ان مشنریوں کا
یہ برتاؤ ہے جب صرف قومی تعصب اور خود غرضی کے قابو میں ہو کر یہ لوگ اپنے عیسائی
بھائیوں کے ساتھ ایسا نفرت کا برتاؤ کر سکتے ہیں تو غیر مذہب کے پیروں کے ساتھ
جو کچھ بھی کریں وہ تھوڑا ہے۔ آخر میں پادری فرکھار پرنسپل سالسن دان ایم۔ اے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ڈاکٹر گوکل چندر کی بیانو آمیز تقریروں کا ثبوت دیگر جو اپنے ممبروں کو بلانے کیلئے کی گئی تھیں پادری صاحب بھوشیہ بانی بہت پرکاش پنے لیکھ کو سماپت ختم کرتے ہیں لیکن اس بھوشیہ بانی کے کہنے میں سنکوچ نہیں کہ سماج کی آیندہ بہتری نہ ہوگی اسکے زمانہ حال کی حالت کے حیثیت سے ہی وہ کچھ ہی جو آخر کو اسکی بربادی کا سبب ہوگا دیدوں کا نیا بھاشیہ جس پر رجنا کھڑی ہے ضرور لچر ہوگا جیو دودیا کا پرکاش بڑھیگا بہت کچھ جو پرانا اور کمزور ہو چکا ہے - اس سے اوپر اٹھنے کی جگہ میں اسے رکھنے کی کوشش دوسری کمزوری کا باعث ہے - پنر جنم اور کرم پھل کے سدھانتوں کا اختیار خود تڑا گرد دنا ہے - جب تک وہ رہیگا صحیح طور سے ایک ایشور کا ماننا ناممکن ہے اور قومی پابندی کی جڑ نہیں اکھڑ سکتی کیا لابلانہ طور سے وچار کیا ہوا ہے - آریہ سماج کا کیوں ناش ہوگا - رشی دیانند کے بھاشیہ کے کارن - کیونکہ وہ بھاشیہ ودیا کے پرکاش کے آگے ٹھہر نہ سکے گا - مگر یہاں تو پادری کی بھوشیہ بانی سے الٹ ہو رہا ہے - جو عیسائی قوم مردہ گاڑنے کو دھرم سمجھتی تھی وہ جلانا ہی بہتر سمجھنے لگی ہے یورپ اور امریکہ کے دماغ اب پنر جنم اور کرم پھل کے بغیر پرمیشور بھائی سمجھنے میں بھی اپنے آپ کو ناقابل بتلاتے ہیں پادریوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ غیر وسیع اور تنگ اور مغرورانہ سلوک سے کرسچین مشن کو بڑا بھاری دھکا لگ چکا ہے جس کا ذمہ آریہ سماج کو قربانی کا بکرا بنانے سے بھی نہیں ہوگا

ختم شد

اوم

ماتر بھاشا کا اُدھار

अग्न्या दधामि सामधम अग्ने व्रत पत्त त्वाय ।
व्रतंच श्रद्धाञ्चोपैमीन्धेत्वादभ्क्षितो इम ॥

سواگت کارنی سبھا کے سبھاپت ہود یہ تتھا ماتر بھومی کی شوبھا کو اُجوں کرنے والے بھراتر گن!

آج میرے لئے بڑا سوبھاگیہ کا دن ہے۔ جس ماتر بھاشا کی سیوا کی دھن مجھے برسوں سے لگی ہوئی تھی۔ جس ماتر بھاشا کی سار وبھوم جاگرتی کے بنا میں اپنی جننی جنم بھومی کا پنر جیون اسمبھو سا سمجھ رہا ہوں۔ اس کی اونتی میں دن رات لگے ہوئے آپ مہانو بھاؤں سے ملنے کا برسوں کی نرنتر خواہش کے بعد مجھے آج موقع ملا ہوا ہے۔ اس لئے اپنے جیون میں آج کا دن بڑے سوبھاگیہ کا سمجھتا ہوں۔

اپنے پردھان ہونے پر آشچریہ

جب میرے پاس سواگت کارنی سبھا کے آپ پردھان مہاشہ کا تار پہنچا کر کے میں آج ہندی ساہتیہ سمیلن کا پردھان چنا گیا ہوں۔ تب مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جو عزت آپ مہانو بھاؤں نے مجھے پردان کیا ہے۔ اس کے خاص طور سے دو ہی کا سبب ہوا کرتے ہیں ایسے آدمی میں یا تو ودیا بل ہو یا راج بل کا سہارا اور یہاں دونوں کا ابھاؤ "دو نہیں ودیا نہیں، باہو بل نہیں خرچن کو دام" پھر سمجھ میں نہ آیا کہ میں کیوں اس اُچیہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بدکا ادھکاری سمجھا گیا ہوں۔ کسی انش میں یہ آشچریہ اب تک ہے اور بنا رہے گا لیکن جب میں نے شری پنڈت بال کرشن جی بھٹ سے پرانے ساہتہ سیویوں کو اپنے سے دو یا بہن ویکتی کو اپناتے سُنا تو میرے چناؤ کا کارن کچھ سمجھ میں آیا۔

آج صبح میں اسی سوال پر وچار کر رہا تھا۔ بہت وچار کے بعد جو بات میری سمجھ میں آئی وہ یہ ہے۔ دنیا میں سب کہیں منوشیہ سماج کے سنگٹھن کے چار بھاگ ضروری ہیں۔ وے چاروں وبھاگ برہمن۔ چھتری۔ ویشیہ اور شودر ناموں سے مشہور ہے۔ برہمن چاہے جتنا بانی دوارہ جاتی اُدّھار کریں۔ چھتری اپنے باہو بل سے چاہے جتنی بھی راشٹر کی رکشا کریں۔ اور ویش چاہے جتنا دھن دوارا جاتی کی سمپتی بڑھانے کا یتن کریں۔ لیکن شودر کے بنا درن ووستھا کی پورتی نہیں ہو سکتی۔

شریر میں جو اپیوگ پاد (پیر) کا ہے۔ وہی ورن ووستھا میں شودر کا ہے۔ سمیلن کو۔ برہمن روپی دماغ سے کئی بار سہایتا مل ہی چکی ہے۔ اور باہو بل کی اپیکشا ہی رہی۔ ویشیہ روپی اور وسے دھن کی سہایتا ملی ہے اور ملتی رہے گی۔ اب کاریہ کی پورتی کے لئے سمیلن کو شودر کی سیوا کی ضرورت ہے۔ بھارت کے اونت (یعنی راکشش بنش کے راجیوں) کال کو لیجئے۔ اس سمے بھی مریادا پرشوتم رامچندر کو نیچ شودر بانروں کی سہایتا سے ہی کام کرنا پڑا تھا۔ اگر ادرش سیوک ہنومان کی سہایتا نہ ملتی تو سورج بنشی رام بھی کبھی بھی وشٹ راون کے ناش کرنے میں کامیاب نہ ہوتے۔ اسی راستہ کا آپ لوگوں نے بھی انوبن کر مجھے اپنایا ہے۔ آپ کی منشا ہے کہ جس پرکار برہمن۔ چھتری۔ ویشیہ کے ہوتے ہوئے بھی پیر روپی شودر کی ضرورت بنی رہتی ہے۔ اسی طرح ساہتہ سمیلن کے کام کو عملی صورت دینے کے لئے آپ نے مجھ ایسے شودر پر کرپا درشٹی کی ہے۔

ستیہ دھرم پرچارک کا کام

ابھی میرے متر بابو شیام سندر داس جی نے سماپتاہک پتر سد دھرم پرچارک کی کتھا شروع کی تھی۔ جیسا کہ سمت ۱۹۶۴ میں جب اس اخبار کا جنم ہوا تو یہ فارسی لپی اور اردو بھاشا میں نکلتا تھا۔ شروع سے ہی میرا وچار اسے آریہ بھاشا میں تبدیل کرنے کا تھا۔ اور اسی لئے میں اس کی بھاشا میں سنسکرت تتھا آریہ بھاشا کے لفظوں کا زیادہ استعمال ترتیب وار کرتا رہا تھا وہ بھاشا دیویاں بھی سمجھ جاتی تھیں۔ اور پرچارک کا سمپادن بھی ایسی طرح سے ہوتا تھا جس سے دیویوں کو اسے پڑھنے میں ذرا بھی سنکوچ نہ ہو۔ اس کے لیکھوں میں تو کیا اشتہاروں تک میں کوئی گندی بات نہیں آنے پاتی تھی۔ اس طرف دوسرے اخباروں کے چلانے والوں کو بھی ضرور خیال کرنا چاہیئے۔

جب اٹھارہ سالوں تک آہستہ آہستہ زبانوں میں پریورتن ہوتا گیا۔ اور اردو زبان والوں کے اس طعنے کی بھی میں نے کچھ پرواہ نہ کی کہ میں ایک وچتر من مانی بھاشا کی بنیاد ڈال رہا ہوں۔ تب یہ اشتہار دیا گیا کہ اگر دو ہزار میں سے پانچسو خریدار بھی ہندی پرچارک کو خریدنے کے لئے تیار ہوں تو بھاشا میں یکدم پریورتن کر دیا جائے گا۔ یہ تو شوک کی بات ہے۔ اس کے پانچ سو خریدار بھی نہ ملے۔ لیکن میں نے پرمیشور پر بھروسہ کر کے اونیس سال کی سماپتی سے پہلے ہی سد دھرم پرچارک کو آریہ بھاشا میں نکالنا شروع کر دیا۔ اور آج اسی پتر کی گراہک سنکھیا دو ہزار پانچسو سے زیادہ ہے۔

واستو میں اردو کے لئے میرے من میں کوئی دویش کا بھاؤ نہیں۔ لیکن بھارت سنتان ہونے کی وجہ آریہ بھاشا کی سیوا کرنا میں اپنا پرم دھرم سمجھتا ہوں

مہاشیو! میں یہ بھلی پرکار جانتا ہوں کہ میں گورو تا پورن پردھان پد کے یوگیہ نہیں ہوں۔ مجھ سے کہیں زیادہ پرسدّھ اور شریشٹھ ساہتیہ سیوی آپ کے سامنے موجود ہیں تو بھی آپ نے جس پوِتر بھاؤ سے پریرت ہو کر مجھے اپنایا ہے اس کے لئے میں آپ کا شکریہ کرتا ہوں۔

ہندی ساہتیہ سمّیلن کے اُدّیش

تمام ہی مہتو پورن ہیں۔ ہندی ساہتیہ سمّیلن کی نیم آولی میں ان سب کا بھلی پرکار ورنن ہے۔ میں اس کے نیم نمبر ا کو پڑھ دیتا ہوں۔

(ا) اس سمیلن کے حسب ذیل ادیش ہیں۔

(ک) ہندی ساہتیہ کے سب انگوں کی اُنتی کا پریتن کرنا۔

(کھ) دیوناگری لپی کا دیش بھر میں پرچار کرنا۔ اور دیو ودیا لی دیوہاروں اور کاریوں کو سہل کرنے کے لئے ہندی بھاشا کو راشٹر بھاشا بنانے کی کوشش کرنا۔

(گ) ہندی کو آسان دلچسپ اور فائدہ مند بنانے کے لئے سمیہ سمیہ پر اُس کی شیلی کے سنشودھن اور اُس کی کمیوں اور اُجاؤں کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

(گھ) سرکار دیسی ریاستوں، پاٹھ شالاؤں، کالجوں، وشو ودیالیوں اور دیگر سنستھاؤں، سماجوں، جن سموہوں اور ویاپار زمینداری اور عدالت کے کاموں میں دیوناگری لپی اور ہندی بھاشا کے پرچار کا اُدیوگ کرتے رہنا۔

(چ) ہندی کے گرنتھ کاروں لیکھکوں پتر سمپادکوں پرچارکوں اور

اور سہایکوں کو سمیہ سمیہ پر اُتساہت کرنے کے لئے پارتوشک (انعام) پرشنسا پتر (سارٹیفکیٹ)۔ پدک (تمغہ)۔ اپادھی (خطاب) وغیرہ سے سمّانت (عزت) کرنا۔

(چھ) اُچیہ شکشا پراپت یووکوں میں ہندی کا شوق پیدا کرنے اور بڑھانے کے لئے پریتن کرنا۔

(ج) جہاں ضرورت سمجھی جائے وہاں پاٹھ شالہ سمیتی اور پستکالیہ قائم کرنے اور کرانے کا اُدیوگ کرنا اور اس طرح کی موجودہ سنستھاؤں کی سہائتا کرنا۔

(جھ) ہندی ساہتیہ کے وِدوانوں کو تیار کرنے کے لئے ہندی کی اُچیہ پریکشاؤں کے لینے کا انتظام کرنا۔

(ٹ) ہندی بھاشا کے ساہتیہ کی ترقی کے لئے مفید کتابیں تیار کرانا۔

(ٹھ) ہندی کے ساہتیہ سمیلن کے اغراض کی کامیابی اور سپھلتا کے لئے اور جو اوپائے ضروری اور مناسب سمجھے جائیں انہیں کام میں لانا۔

اِس ادیش مالا کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سمیلن کا مکھیہ کرتویہ (۱) دیوناگری لپی کا دیش بھر میں پرچار کرنا۔ (۲) ہندی بھاشا کو راشٹر بھاشا بنانے پریتن کرنا ہے۔ میری سمتی میں پہلے مکھ کرتویہ کا نیمت ورتن کسی انش (حصہ) میں سنکیرنتا (کمزوری) پرکٹ کرتا ہے۔ میرا من تو یہ ساکشی دیتا ہے کہ دیوناگری لپی کا پرچار بھارت ورش ہی نہیں بلکہ سارے سنسار میں کیا جانا بہت ضروری ہے۔ آپنے بڑی دور درشتا (دور اندیشی) سے اس ادیش کو ابھی بھارت میں ہی سیماندھ (محدود) رکھا ہے۔ لیکن اصل میں دیوناگری لپی کا پرچار بھارت اور دوسرے دیشوں میں بھی ہونا چاہئے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کا انوبھو مجھے اپنے لڑکوں کی شکشا شروع کرتے وقت ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دیوناگری لپی دوارا آریہ بھاشا بڑی سرل سُگمتا (آسانی) سے سیکھ گئے۔ میں بھارتیہ ورتمان (موجودہ) شکشا پدھتی (طریقت) کو پہلے سے ہی دوش یکت ( ) سمجھتا تھا۔ لیکن جب اپنے پتروں کو انگریزی پڑھوانے لگا تو اس کے دوش (بُرائی) اور بھی ظاہر ہو گئے۔ انگلش کے ماسٹر نے بتلایا "why" ہُوا ہوائی" لڑکوں نے شنکا کی یہ تو ڈبلیو ایچ وائی ہوا ہوائی کیسے ہو سکتا ہے؟ ماسٹر جی نے پھر کہا .KNOWLEDGE ہوا نالج۔ لڑکوں نے پھر شنکا کی ماسٹر جی کنوُلڈجی کہئے تب بھی کچھ بن سکے یہ نالج کیسے ہوا؟۔ میں دوسرے کمرہ میں بیٹھا سُن رہا تھا مجھے ماسٹر جی کی دشا پر دیا آئی اور ان کو لڑکوں کے پنجے سے چُھڑا دیا۔ اگرچہ پہلے سے بھی میں آریہ بھاشا کا پکشپاتی تھا۔ لیکن اُس دن ظاہرہ طور سے میرے دل میں یہ سچائی نقش ہو گئی کہ بغیر دیوناگری لپی کو بھاشا سیکھنے کا سادھن اور آریہ بھاشا کو ودیا اُپارجن کا مادھیم بنائے بھارتیہ جنتا میں اچھی تعلیم کا پرچار نہیں ہو سکتا سچ پوچھیے تو اوسی دن گورکل کی بنیاد رکھی گئی۔ اور میرے اپر دُکت بھاؤ (اوپر والے بھاؤ) اور بچار کا پرتی پھل (نتیجہ) ہی گورکل ہے۔

دیوناگری لپی کی پرشنسا

کیول ہم آریوں کی سنتان ہی نہیں کر رہے۔ اس کے مہتو کی ساکشی ہم کو باہر سے بھی ملتی ہے۔ ایک لپی وستار پریشد کے ایک انگریز پردھان نے ایک دفعہ اپنے ویاکھان میں کہا تھا کہ دیوناگر اکشروں کا سارے بھومنڈل (دنیا) میں پرچار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے برابر سروانگ پورن کوئی لپی نہیں ہے۔ اوسی پریشد کے (اگر میری سمرن شکتی مجھے دھوکا نہیں دیتی) ایک مسلمان آپ

پردھان مہاشہ جسٹس شرف الدین جج ہائی کورٹ کلکتہ) نے اپنے ویاکھیان میں کہا تھا کہ بھارت ورش میں مسلمانوں کو "قرآن شریف" بھی دیوناگر اکشروں (ناگری بھاشا) میں ہی چھپوانی چاہیئے۔

بھارت میں جتنی بھی پرانتیہ لپیان (صوبہ کی زبان) پرچلیت (بنگالی) ہیں وہ اکثر اسی لپی (زبان) کی بگڑی ہوئی ہیں اور اسی لئے بڑے اچیہ ساہتیہ کے سوامی بنگ دیشیہ ودوان بھی بنگالی ساہتیہ کی پستکوں کو دیوناگری اکشروں میں چھپوانے لگ گئے ہیں۔ سبھیہ گن یہ سب چند نشان بتلا رہے ہیں کہ دیوناگری لپی کا پرچار اگر تمام بھومنڈل دنیا میں نہ ہو تو اپنی ماتر بھومی بھارت ورش میں شیگھر (جلدی ہی) ہونیوالا ہے۔ اب میں اس سمیلن کے دوسرے کرتویہ (فرض) کی طرف آتا ہوں۔ سمیلن کا دوسرا ادیش مقصد ہے۔

ہندی بھاشا کو راشٹر بھاشا بنانیکا پریتن

بنا ایک راشٹر بھاشا کے پرچار کے راشٹر کا سنگھٹ ہونا ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسے بنا جل کے مین (مچھلی) کا جیون (زندگی) جس سماج کے سبھا سدوں کے پاس ایک دوسرے کے دلی بھاؤں کے سمجھنے کا کوئی ایک سادھن نہیں۔ اس کا سنگٹھن پختہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھارت ورش کے راج نیتک نیتاؤں نے بھی یہ تو مان لیا ہے کہ ایک راشٹر بھاشا کے بنا راشٹر کا نرمان نہیں ہو سکتا لیکن اس وشے میں ابھی تک مت بھید ہے کہ کونسی بھاشا بن سکتی ہے۔ میری سمتی یہ ہے کہ آریہ بھاشا ہی راشٹر بھاشا بن سکتی ہے۔ میں نے کئی دفعہ "آریہ بھاشا" شبد کا پریوگ کیا ہے جسے آپ "ہندی" کہتے ہیں اوسے میں آریہ بھاشا کہہ کر پکارتا ہوں اس کا مکھیہ کارن تو یہ ہے کہ آپ کے ہی ایک

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پورو ماننیہ سبھاپتی کے کتھن انوسار اس بھاشا کی بنیاد اوس وقت پڑ چکی تھی جب یہ دیش ھندوستان نہیں بلکہ آریہ ورت کہلاتا تھا۔ پھر اس بھاشا کو ہم کیول ھندؤں کی ہی بھاشا نہیں بنانا چاہتے۔ بلکہ تمام دیش کی راشٹر بھاشا بنانا چاہتے ہیں جس میں جین، بودھ، مسلمان، عیسائی سب شامل ہیں۔ اس لئے میں اسے آریہ بھاشا کہہ کر پکارتا ہوں۔ میں نے یہ سدھانت قائم کیا کہ آریہ بھاشا ہی ہماری راشٹر بھاشا بن سکتی ہے۔ اس پرتگیا کے سامنے آتے ہی آج کل کا راج نیتک چلی چونک اٹھتا ہے۔ جس انگلش بھاشا دوارا ہی آج تک اپنے ادھکار مانگتے رہے جس انگلش بھاشا دوارا ہی ان کی جگائی ہوئی۔ لکھ (آواز) کا جواب ملتا رہا۔ جس انگلش میں ہی وہ زوردار سپیچ (ویاکھیان) دے سکتے ہیں کیا اس انگلش کے بنا دیش کا ادھار ممکن ہے۔ یہ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آسکتا۔ تب

کیا انگلش ہماری راشٹر بھاشا بن سکتی ہے

گذشتہ شاہی دربار میں دہلی سدھرم پتر کے سمپادکیہ ادھکار (اڈیٹری حیثیت) سے گیا تھا۔ پریس کیمپ میں ہی میں نے ڈیرا کیا تھا۔ مدراس کے ایک مشہور انگریزی دینک (روزانہ) کے سمپادک (اڈیٹر) سے ایک دن میری راشٹر بھاشا کے وشیہ میں بات چیت ہوئی۔ مدراسی سمپادک مہاشہ کا آگرہ تھا کہ انگریزی ہی ہماری راشٹر بھاشا بن سکتی ہے۔ اُن کا مت تھا کہ سنسکرت تو مردہ بھاشا ہے۔ اور دیگر کوئی بھاشا ویاپک نہیں ہو سکتی۔ انگریزی نے ہی انڈین نیشنل کانگریس کو سمبھو (ممکن) بنایا ہے۔ اور اس لئے اسی کو راشٹر بھاشا بنانا چاہیے۔ جب میں نے سنسکرت کی جیشٹھ پتری آریہ بھاشا کا نام لیا تو انہوں نے جواب میں میری سمجھ پر تعجب کیا۔ انہوں نے کہا کون

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

EDUCATED شکشت پرشس (تعلیم یافتہ) آپ کی بات کو سُنے گا۔ مجھے اُن کی بات چیت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انگریزی پڑھوں کے سوا دیگر کسی کو راشٹر کا انگ (حصہ) نہیں سمجھتے۔ دوسرے دن آپ کہار کو بھنگی سمجھ کر اپنی انگریزی ملی تلگو میں اسے صفائی کرنے کی آگیا (حکم) دے رہے تھے۔ کہار کبھی لوٹا لاتا۔ کبھی مسٹر کی دھوتی کی طرف دوڑتا۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ کرتا۔ لیکن مسٹر اڈیٹر زیادہ سے زیادہ کھسیاتے جاتے۔ اتنے میں نتیجہ ن سے فارغ ہو کر میں باہر نکلا۔ مسٹر اڈیٹر بھاگے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا یہ مورکھ (بے وقوف) میری بات نہیں سمجھتا اسے سمجھا دیجیے کہ یہ جلدی سے ٹٹی صاف کر دے۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ اپنی پیاری راشٹر بھاشا میں ہی سمجھائیے۔ مسٹر اڈیٹر کچھ شرمندہ تو ہوئے اور میں نے کہار کو مہتر بلانے کے لئے بھیج دیا۔ لیکن ایڈیٹر مہاشہ نے پھر مجھ سے اس وشیہ میں بات چیت نہ کی۔

جو لوگ انگریزی کو راشٹر بھاشا بنانے کے پکشپاتی ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ اپنے دیش میں مشکل سے پانچسو میں ایک انگریزی پڑھا مل سکے گا۔ کیا باقی کروڑوں مرد وعورت راشٹر کے انگ نہیں اور جب وہ باہر رہ گئے تو راشٹر کا نرمان کیا ہوا۔ سبھوں ابرو کت بچار کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انگلش اس دیش کی راشٹر بھاشا ہو سکتی ہے۔ سلسلۂ تحریر میں یہاں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ انگریزی پڑھے راج نیتکوں کے مُنہ سے دن رات سوتنتر (آزادی) اور ادھکار کی پکار ہم سنتے۔ پولیٹکل ادھکاروں کے لئے وہ ہمیشہ آسمان کو سر پہ اٹھائے رہتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ادھکار پراپت کرنے کے یوگیہ بھی ہیں۔ ساہتیہ کے کشیتر میں ہمیں پوری آزادی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہندی ساہتیہ کا بھنڈار خالی پڑا ہے۔ ہمارا ساہتیہ گندے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نوٹسوں اور خراب لیکھوں (تحریروں) سے کلنکت ہو رہا ہے۔ اس کلنک کو دھونے کی خواہش کیوں نہیں کی جاتی۔ اس کا کارن کیا یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی سوبھاوک ماتر بھاشا کو بھول گئے ہیں۔

ایک اور کارن ہے کہ جس سے انگلش کو ہم اپنی راشٹر بھاشا نہیں بنا سکتے۔ بھاشا کا مشیہ سماج کی سبھیتا پر بڑا اثر پڑتا ہے بانی کی مہما ورنن کرتے ہوئے وید میں آیا ہے۔ सा विश्वायु सा विश्वधाया सा विश्वकर्मा اور سچ مچ بانی (بھاشا) ہی جاتیوں کے جیون کا سادھن ہوتی ہے۔ ہمارا راج نیتک دل دن رات سوراج کے گیت گایا رہتا ہے۔ ناممکن کو ممکن فرض کر کے مان لیجئے کہ ہماری منصف رحمدل سرکار بھارت ویش کو آزادی دیدے۔ تب میں اپنے راج نیتک دل (گروہ) سے پوچھتا ہوں کہ وہ راشٹر کیا کہلائے گا۔ جس سبھیتا (تہذیب) کا دیش میں پرچار ہوگا۔ بیشک راشٹر کا سنگٹھن بھی اوسی کے مطابق ہوگا۔ ضروری طور پر وہ راشٹر بھارتیہ نہ ہوگا کیونکہ پر بھاشا کے دوارا بچار اٹھنے سے جہاں سبھیتا بدیشی ہوگی۔ وہاں راشٹر بھی بھارتیہ نہ رہے گا تب سمجھیہ گن وہ سوراج ہمارے کس کام کا ہوگا۔

آریہ سبھیتا کی خاص تین نشانیاں

ہیں

(۱) اہنسا (۲) ماتر شکتی کا ستکار (عزت) اور (۳) برہمن پردھانیہ (اعلیٰ)۔ یہ دیش سدا ہمیشہ سے اہنسا پردھان دیش رہا ہے۔ منشیوں کے گراوٹ کے وقت میں بھی اگر ہنسا کا پرچار ہوا تو دھرم کی آڑ لے کر ہی ہوا۔ جب درم مارگ کا بھیانک پرچار ہو چکا تھا۔ اس وقت کی ایک گاتھا

(کہانی) اس جاتی کے سوبھاوک لکشن کو بڑی صفائی سے پرکاشت کرتی ہے
بہاربرات میں گوتم بدھ کی کتھا ہرایک بچہ جوان بوڑھے کو معلوم ہے۔ گشتہ سمی
راجکمار دیودت تیز تیر سے بیدھ کر گھایل پکشی کو نیچے گرادیتا ہے۔ سدھارتھ
اوسی پکشی کو پرمیشور کی شرشٹی کا ایک انگ سمجھ کر ہردے سے لگالیتا
اور اس (پرندہ) کا پالن پوشن کرتا ہے۔ دیودت اپنے شکار کو تلاش کرتا ہوا
وہاں آنکلتا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کا آپس کا وواد بڑا ہی شکشا جنک ہے
دیودت کا پکش ہے کہ پہلے گھایل کرنے سے پکشی اس کی سمپتی ہے۔
سدھارتھ کا جواب ہے کہ گھائل کو چھاتی سے لگاکر مرہم پٹی کرنے کے کارن
اب وہ پکشی اوس کا ہوچکا۔ نیائے کے لئے دونوں راج دربار میں جاتے
ہیں وہاں سے حکم ملتا ہے کہ مارنے والے کی نسبت بچانے والے کا ادھکار
زیادہ تر ہے۔

"آریہ سنتان" کیا اہنسا دھرم کے اس اچیہ آدرشن کو گنوا کر
ہماری جاتی قائم رہ سکتی ہے؟۔

آریہ سبھیتا کا دوسرا نشان دیویوں کا اچیت ستکار (مناسب عزت) کرنا
ہے۔ آج ہم پر یہ دوش (الزام) لگایا جاتا ہے کہ بھارت نواسیوں میں استریوں
کی اُچیت عزت نہیں کی جاتی ان کا ستکار نہیں ہوتا۔ یہ دوش کہاں تک
ٹھیک ہے۔ اس کی شرح کا یہ وقت نہیں۔ یہ وہی پوتر بھومی ہے جہاں
پتا سے پہلے ماتا کا نام لیا جاتا تھا جہاں پرجا راجا سے پہلے رانی کا نام لیا کرتی
تھی۔ گت دہلی دربار کے وقت مہارانی میری کو جہاں مہاراج پنجم جارج کے
بعد استھان ملا تھا وہاں رام سے پہلے سیتا اور کرشن سے پہلے رادھا
کا نام یہاں ہمیشہ سے لیا جاتا ہے۔ یہ ہے بھید (فرق) مغربی تہذیب اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پراچین (پران) آریہ سبھیتا (تہذیب) میں یہ دیش شکتی پوجا پردھان دیش رہا ہے - اگرچہ شکتی پوجہ کے بگاڑ نے اس ابھاگے دیش کو رساتل میں پہنچا دیا ہے پھر بھی دیویوں کا جو سلمان (عزت) آریہ سبھیتا کا پردھان انگ (بڑا حصہ) رہا ہے - اسکو بھلا کر ہم ایسا راشٹر نرمان نہیں کر سکتے جسے بھارتیہ راشٹر کے نام سے پکارا جا سکے آریہ سبھیتا کا بدیشی سبھیتاؤں سے اس حصہ میں وہی بھید ہے - جو منشو انیت کا پشتو (سبھیتا) سے ہو سکتا ہے -

"آریہ سبھیتا کا تیسرا نشان" برہمنتو کا پردھانیہ ہے - اس وقت سچے براہمنوں کے اپردھانیہ کے کارن سنسار بڑے بڑے کشٹ بھوگ رہا ہے - امریکہ کے (MIGHTY DOLLAR). پربل لکشمی کی دھوم ہے - دھن کی کاہما ہی وہاں کی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ہڑتالوں کا پریرک ہے - اس وقت بھارت کے راج منتری بھی دھن سمبندھی پوچھ پاچھ میں اپنا دماغ لڑاتے رہتے ہیں - جنہیں خود دھن کی خواہش ہو وہ دھن سمبندھی لین دین میں نر پکش (غیر متعصب) کیسے ہو سکتے ہیں - لیکن کسی زمانے میں اسی دیش کے اندر سو شاسن (اپنی حکومت) کے وقت منی ور وشسشٹ لکشمی اور تمام سانسارک (دنیاوی) چیزوں کو لات مار کر نشکام بھاؤ سے ایک نشٹھ ہی راج کے انتظام میں حصے لیتے تھے - جہاں انگلینڈ کے دھرم گرو لارڈ بشپ راجیہ اور دھن کے بعد شاہنشاہ پنجم جارج کے سامنے اتی ونیت (زیادہ عاجزی) بھاؤ سے اپنا سر جھکاتے ہیں - وہاں وشوامتر کے آنے پر آریہ راج کے پردھان سوریہ مہاراجہ دشرتھ اپنا سنگھاسن چھوڑ کر سر جھکائے ہوئے انکے سواگت کیلئے دوڑتے ہیں یہ ہے بھید ہماری اور بدیشی سبھیتا کا - یہ تینوں سبھیتا کے چنیہ ہیں ماتری بھاشا کی انتی کرنے اور اسے اپنانیکے قایم نہیں رہ سکتے رشی سنتان انگریزی کو راشٹریہ بھاشا بنانیسے ہم ایک راشٹر نہ ہو سکینگے - ایسا کرنے سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بناہوا بھارت کا راشٹر شمشان کی بھسم کے برابر ہوگا۔ تب پرشن اوٹھتا ہے کہ!

کیا اردو بھارت کی راشٹر بھاشا ہوسکتی ہے؟

تین برس گذرے پریاگ نگر (الہ آباد) میں ہندو مسلمانوں کی صلح کرانے کے لئے ایک کانفرنس بیٹھی تھی اس میں مجھے بھی بلایا گیا تھا۔ اس کانفرنس کا حال گپت (پوشیدہ) رکھنے کا ہی نشچے ہوا تھا۔ لیکن جب اس سمتی کے کئی سبھیوں (اصحاب) نے اصلیت کو دبا کر کئی باتیں پرکاشت کیں تو میں اس وقت کے ایک وچار کو سمعا یوگی سمجھ کر آپکے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک مسلمان بھائی نے ہندی اردو کا پرشن چھیڑ کر کہا تھا کہ جب تک ہندو لوگ اردو کو ہی ہندوستان کی راشٹر بھاشا نہ مان لیں اور جو بل ہندی کے لئے لگاتے ہیں وہ لگانا چھوڑ دیں تب تک سچی صلح نہیں ہوسکتی۔ اس مسلمان بھائی نے دعوےٰ کیا تھا کہ اردو ہی بھارت ورش کی دیا یک بھاشا ہے۔ جتنے ہندوستانی اردو بولنے اور سمجھنے والے ہیں اتنے ہندو سمجھنے والے نہیں ہیں۔ اس وقت جو جواب اس مسلمان بھائی کو میں نے وہاں دیا تھا وہی یہاں دوہراتا ہوں۔ جس بہار پرانت میں ہم سب اس وقت اکٹھے ہیں۔ اس کی راشٹر بھاشا کیا ہندی کے سوا کسی دوسری بھاشا کو کہہ سکتے ہیں۔ پنجاب کی لپی جہاں دیوناگری کا اپ بھرنش (بگڑی ہوئی) ہے وہاں گورمکھی یعنی سکھوں کے دس گروں کے منہ سے نکلی ہوئی بھاشا بھی اور یہ بھاشا کا ہی اپ بھرنش ہے۔ آپکو یہ سن کر شاید تعجب ہوگا کہ پنجاب کے پٹواریوں کے پرانے رجسٹر اکثر ہندی میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس کا کارن یہ ہے کہ پنجاب کے پہلے سرکاری بندوبست میں سب کام کرنیوالے سنیکت پرانت سے گئے تھے۔ پنجاب میں اردو کا راج ہوتے ہوئے بھی وہانکے گھر کی بولی اکثر ہندی ہی سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زیادہ ملتی جلتی ہے۔ سنیکت پرانت اگرہ واودھ کے وشیہ میں تو بیشک
کہا جاسکتا ہے کہ وہاں کی لکھیہ دیاپک بھاشا ہندی ہی ہے۔
پریاگ کے جس ہندی سمیلن (صلح کانفرنس) میں نردیش
(اشارہ) کرچکا ہوں اس سے تین دن پہلے ہی ناگپور میں آل انڈیا مسلم لیگ
ALL INDIA MOSLEM LEAGUE. کا جلسہ ہوا تھا۔
اس جلسہ میں وسط ہند کے چیف کمشنر آنریبل مسٹر (ورتمان سر) ایجنلڈ
کریڈک نے نمسترت ہوکر اپنی وکرتا میں وسط ہند کے مسلمانوں کو صلاح دی تھی
کہ وہ سب اردو کے ساتھ ساتھ ہندی بھی سیکھیں کیونکہ وسط ہند کے ۹۵ پرتی
سینکڑہ (فیصدی) پرجا کی ماتری بھاشا ہندی ہے۔ پھر راجپوتانے کو لیجئے۔ مشہور
پرتھی راج راسہ کا مصنف مہاکوی بڑا شاعر چند بردائی جس پرانت میں پیدا ہوا ہو
اس میں دوسری بھاشا کے پرچار کا وچار کرنا بھی پاپ ہے۔
سمجھیہ گن! آپ نے دیکھ لیا کہ بہار سنیکت پرانت پنجاب، راجپوتانہ اور وسط ہند
کے سروسادھارن (تمام آدمی) تک کی تو بولی ہی ہندی ہے۔ اب دوسرے
بڑے پرانتوں کو لیجئے۔ بمبئی پرانت میں بھاشا بھید کے وچار سے خاصکر دو جاتیاں
(قومیں) بستی میں (۱) گجراتی اور (۲) مہاراشٹر۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ مرہٹی لپی (زبان)
دیوناگری اکشروں سے بالکل ملتی ہے اور گجراتی بھی دیوناگری کا کیول روپانتر
(شکل کا فرق) ہی ہے۔ جب یہ حال ہے تو گجرات اور مہاراشٹر دونوں پرانتوں
میں اردو کی نسبت ہندی سوبھاوتہ (عادتاً) ہی ادھک سمجھی جانی چاہیئے۔
پرنتو (لیکن) میرا انوبھو (تجربہ) ہے کہ ایک مہاراشٹر کے لئے گجراتی کی نسبت
ہندی سمجھنا سگم (آسان) ہے۔ گت ورش (سال گذشتہ) مجھے بمبئی پرانت کے
ناسک گروکل جانے کا اوسر (موقع) ملا۔ میں نے اس گوروکل میں شکشا کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مادھیم گجراتی رکھا گیا ہے۔ میں نے آکت گروکل کے پربندھ کارنی سبھا کے منتری سے نویدن کیا کہ وہ آریہ بھاشا کو ہی شکشا کا مادھیم بنا دیں۔ منتری مہاشے نے جواب دیا کہ مہاراشٹر لڑکیوں کو بھی پڑھانا ہے اور ان میں آریہ سماجی کم ہیں۔ اس لئے انکے ماتا پتا ایک بے میل بھاشا کو پڑھانا منظور نہ کرینگے۔ اسی دن میں پانڈو گپھا پہاڑی بھی دیکھنے گیا۔ میرے ساتھ اسی گروکل کے ایک گجراتی ادھیاپک تھے۔ جب میں نے ان کو منتری جی کا جواب سنایا تو انہوں نے سمتی دی کہ مرہٹے گجراتی کی نسبت ہندی بڑی سگمتا (آسانی) سے سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے ٹانگہ بانکنے (ٹانگہ چلانے والا) جو مرہٹہ تھا گجراتی میں کچھ پرشن کئے۔ گاڑیوان کچھ سمجھا نہیں۔ پھر ادھیاپک جی نے مجھے ہندی میں وہی پرشن کرنے کو کہا۔ میرے پرشن کرتے ہی ہمارے مرہٹہ گاڑیوان نے سمجھ کر جواب اپنی ٹوٹی پھوٹی ہندی میں دئے جو میری سمجھ میں آ گئے۔ سمستام بمبئی پرانت میں ہندی سمجھی جاتی ہے۔ بنگ دیش کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ اگر بنگیہ سادھو بھاشا کے گرنتھوں کو دیوناگری اکشروں میں چھاپ دیں تو ہندی کے ودوان اس کو بھلی پرکار سمجھ سکیں گے۔ اور اردو کے مقابلہ میں سنسکرت ملی ہندی تو بنگال کے کونے کونے میں سمجھی جا سکتی ہے۔ کلکتہ کے پرسدھ کویراج یوگیندر ناتھ سین مہودئے گت ورش گوروکل کے میلے پر آئے تھے۔ اس وقت انہوں نے آریہ بھاشا سمیلن میں ہندی کو راشٹر بھاشا بنانے کے پکش میں وکتریتا دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ نیپال کے مہاراجہ نے اپنے ایک سمبندھی کے علاج کے لئے انہوں نے بلایا۔ یہ بنگالی بولیں اور وہ نیپالی۔ ایک کو دوسرے کی بات سمجھ میں نہ آوے تب ہندی کی شرن لی گئی اور آپس کی باتیں سمجھ میں آنے لگیں۔ سندھ اور پنجاب کی حد کے پاس کے علاقوں کے بارے میں شک ہو سکتا ہے کہ کداچت چرکال تک یون سنسرگ (مسلمانی محبت)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے کارن ان کی بھاشا سروتھا بگڑ گئی ہو گی لیکن وہاں کی بولیوں میں سے جو آپس میں بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ کچھ شبد سنگرہ آپ کو نشچے ہو جاوے گا کہ ان پرانتوں پر بھی سنسکرت کا پربھاو ہی ادھک رہا ہے۔

ہندی	سنسکرت	سندھی ڈیرہ والی
دودھ	کشیر	کھیر
لاو	گھرت	رگھن
داماد	جاماتر	جماترا
سمے	ویلا	بیلا
بھومی	ستھل	تھل
شیر سنگھ	سنگھ	سینہہ
استری	استری	شری مت
لوٹنا	بجھجن	بجھج
مورچھا	مورچھا	مونچھ
کیا	کرتا	کیتا
	پپلیکا	پیپلی
کہنا	آہ	آکھنا
داتون	دنت دھاون	انڈون

کہاں تک کہا جاوے سندھ دیش میں ویاکھیان دے کر میں نے دیکھ لیا تھا کہ فارسی آمیز اردو کی اپیکشا سنسکرت مشرت (سنسکرت ملی) ہندی کو سندھی ادھک سگمتا سے سمجھتے ہیں۔

اب صرف مدراس پرانت (صوبہ) رہ جاتا ہے سو جس دیش میں سنسکرت شاستروں کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پرچار ہے۔ اور جہاں کے نواسی اس وقت سنسکرت ساہتیہ کے اُدھار کے لیئے اتنا
پریتن کر رہے ہیں وہاں تیلنگ تامل اور کرناٹکی وغیرہ کے سوائے اگر کوئی دوسری بھاشا
سمجھی جا سکتی ہے تو وہ ہندی ہی ہوگی اردو نہیں۔ بھارت ورش کے تمام پرانتوں (تعلیم یافتہ گروہ میں)
سے پنجاب اور سیما پرانت پردیش ہی اردو بردھان دیش سمجھے جاتے ہیں۔ پنجاب کا شکشت
دل پہلے پہل انگریزی میں پتر ویوہار کیا کرتا تھا۔ اب کیول انگریزی کا ہی نہیں بلکہ اردو کا استھان
بھی آریہ بھاشا لے رہی ہے۔ یہ سچائی شوک سے ماننی پڑتی ہے کہ ہندی ساہتیہ سمیلن جیسی
مہتو پورن سنستھا میں پنجابی اُچت یوگ (مناسب ساتھ) نہیں دیتے۔ پنجاب پر ایسی
جاتیہ سنستھا سے الگ رہنا ایک بڑا بھاری دھبہ ہے۔ لیکن ہندی پرچار میں پنجاب کسی
کسی پرانت سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ ہمارے متر بندھوؤں نے اپنے ہندی کے
اتہاس گرنتھ میں آج سے کچھ وقت پہلے کو ہندی ساہتیہ کی درشٹی سے دیانند
کال لکھا ہے۔ اس آریہ (ماتر) بھاشا کے سچے سیوک گجراتی ہونے پر بھی ہندی کے
پکش پاتی آریہ سماج کے پرورتک دیانند کی کرپا سے اب پنجابیوں کے دلوں پر
ہندی نے اپنا ادھکار جمع لیا ہے۔ آریہ سماج کے پرشارتھ کا پھل یہ ہے کہ استریوں
میں کیول آریہ بھاشا کا ہی پرچار ہے۔ گروکل کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر لگ بھگ
چار ہزار روپے کی ہندی پستکیں بکیں۔ اُن میں سے انومان (اندازہ) کیا گیا تھا کہ
تین ہزار کی پستکیں کیول (صرف) دیویوں (استریوں) نے خریدیں۔ کیا یہ تھوڑی بات
ہے۔ آریہ سماج کے پرشارتھ کا براہم سماج پر بھی پربھاؤ پڑا ہے۔ جس براہم سماج کے
دھرم اپدیشکوں میں انجیل کو پردھانتا (عظمت) تھی۔ وہاں اب اُپنشدوں اور
دوسرے آریہ گرنتھوں سے اُپدیش کے لیئے پستکیں ڈھونڈی جاتی ہیں۔ آریہ بھاشا
کا پرچار براہم سماج میں بھی بڑھتا جاتا ہے۔ یہی نہیں اب تک پنجابی ساہوکاروں کے
بہی کھاتوں میں مونڈ کٹے (سر کٹے) لنڈوں (حروف) کا پرچار تھا۔ اب امرتسر جالندھر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وغیرہ شہروں میں بہت سے ساہوکاروں نے اپنے بھیان ہندی بھاشا اور دیوناگری اکشروں میں لکھنی شروع کردی ہیں۔ تب کیا یہ جاگرتی کے نشان نہیں ہیں۔

سجنوں! ایسی انت اوستھا میں بھی ایک دو گھٹنائیں ہماری ماتربھاشا کے بھوشیہ کو کالے بادلوں سے گھیر لیتی ہیں۔ دلی پراچین اندرپرستھ پانڈوں کا گڑھ اسوقت برٹش گورنمنٹ کی راجدھانی بن رہی ہے۔ اوس راجدھانی اوس پانڈوں کے گڑھ اور پرتھی راج کی مہما کے کیندرا استھان (مرکزی مقام) میں ہندی کا ایک بھی ساپتاہک پتر (ہفتہ وار اخبار) نہیں ہے۔ اردو کے ہفتہ واری وہاں روزانہ ہو گئے۔ آدھی درجن سے زیادہ وہاں اردو کے ہفتہ واری اخبار ہیں اور دو روزانہ ہیں۔ اور ایک نیا اُن میں ملنے والا ہے۔ یہ سب اردو کے پتر کیول مسلمانوں کے پربندھ اور سمپادن (زیر اڈیٹری) میں نکلتے ہیں۔ اسی لئے دلی راجدھانی میں مسلمان لوک مت ہی بڑی تیزی سے پھیل کر گونج رہا ہے۔ پرنتو آریہ بھاشا ہندو جاتی کی ماتربھاشا تتھا دیش بھر کی راشٹر بھاشا ہندی کا ساپتاہک ستدھرم پرچارک کے سوا ایک بھی سماچار پتر نہیں ہے وہاں ایک دینک کی بہت ضرورت ہے۔ سنچالکوں کی کمی نہیں۔ کاریہ کرتا (کام کرنے والے) اپراپت (نہ ملنے والے) نہیں کیول دھن کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ دھن کا اس جاتی میں ابھاؤ ہے۔ ہندو جاتی اور دھن کا ابھاؤ یہ دونوں شبد پریاواچی ہو نہیں سکتے۔ کمی ہے تو ہندو جاتی کے نیتاؤں کی جاتی بھگتی میں لاہور کے ایک رائے بہادر کروڑپتی نے اپنے پتر کے بواہ پر سوا لاکھ روپیہ خرچ کرنے کا بچار کیا ہے۔ اتنے دھن سے دلی میں دو اچھے دینک (روزانہ) نکل سکتے ہیں۔ دلی کے ایک لکھپتی رائے بہادر نے اپنے پتر کے دواہ اُتسو کے لیے ساٹھ ہزار کا بچار کر چھوڑا ہے۔ یہی دھن اگر دینک پر لگایا جاوے تو اپنی جاتی کو دلی میں ایک سچا سیوک کہاں مل سکتا ہے۔ پرنتو وہانپر جات برادری اور اپنے حاکموں کے ذرا آمود پرمود (خوشی) کی پرواہ ہے۔ جاتی چاہے کسی گڑھے میں پڑے اسکی کچھ چنتا نہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ماتر بھاشا کے پرچار کے سادھن

انگنت ہیں۔ ان میں سے کیول کچھ پردھان سادھنوں کی طرف اشارہ ہی کر سکونگا۔ پرتھم (ک) ماتر بھاشا کا پرچار سنستھاؤں کے دوارا کرنا چاہئے۔ اُن میں سے آریہ سماج کا تو ایک نیم ہی ہے کہ پرتیک آریہ سماجی اوشیہ آریہ بھاشا پڑھے۔ اس نیم کا پالن درڑھتا سے کرایا جاوے۔ جن آریہ سماجوں کا سارا پتر ویوہار آریہ بھاشا دوارا نہیں ہوتا ان پر لوک مت کا دباؤ ڈالا جائے بھارت ورش بھر کی دھرم سبھاؤں میں بھی ماتر بھاشا کا پرچار بل پوربک کرایا جاوے۔ ان کے اترکت جتنی بھی سنستھائیں ہیں۔ ان سب میں ہندی کا ہی ویوہار ہو تو شیگھر ہی دوسرے بھاشا والے بھی ہندی جاننے کی ضرورت کو محسوس کرنے لگ جاویں گے۔

(کھ) دیش کے سب ہندو ساہوکار پرتگیا کریں کہ اپنا بہی کھاتہ ہندی میں ہی رکھینگے۔

(گ) آریہ ریاستوں کا دھیان اس طرف کھینچ چکا ہے۔ مہاراج بیکانیر کے اپنے نربھرم درشٹانت (ٹھیک مثال) سے دوسری ریاستوں کو بھی اردو فارسی کے ستھان میں ہندی کا پرچار کرنے کیلئے اُتساہ مل رہا ہے جن ریاستوں میں اس وقت بھی الٹی گنگا بہانے کا پریتن ہو رہا ہے۔ وہاں لوک مت کا دباؤ ڈال کر اس پرتھا کے روکنے کا پریتن کرنا چاہیے۔

(دوسرے) گرنتھ کاروں۔ لیکھکوں (مضمون) اور سمپادکوں (اڈیٹروں) کو پروتساہت کرنا اس میں ابھی بہت کمی ہے۔ ہندی میں سماچار پتروں کا سمپادن (ایڈٹ) آج کن ہاتھوں میں ہے جہاں بنگ دیش (بنگال) کے سب پرسدھ انگلش کے لیکھکوں نے بنگ ساہتیہ کے بھنڈار کو اُچیہ دشا میں پہنچانے کا پریتن کیا۔ وہاں آریہ بھاشا کے سماچار پتروں کے سمپادن کا بار (بوجھ) لینا ہمارے گریجویٹ لجا سپد (شرم) سمجھتے ہیں۔ بنگال میں رویش چندر دت جیسا انگلش ساہتیہ کا ودوان اپنی ماتری بھاشا کے ساہتیہ کو پستکوں دوارا انت (ترقی) کرنا

/.

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنا فرض سمجھتا ہے۔ پرنتو ہماری راج نیتک نوکا (کشتی) کے مانجھی (ملاح) شری پنڈت مدن موہن مالوی جی ہندی میں پستکیں لکھنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتے۔

پھر جو تھوڑے بہت ماتا کے سپوت اوس کی سیوا میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کا اُتساہ بڑھانے والا کوئی نہیں۔ ایک گرنتھ کرتا کا اُتساہ کیسے بڑھ سکتا ہے۔ جب ایک پستک کو خرید کر پچاس آدمی اوس سے ہی اپنا کام پورا کر لیتے ہوں۔ یہ مانسک پرتگیا ہر ایک ہندو کو کرنی چاہیے کہ ہندی کی کوئی پستک بھی وہ دوسرے سے اُدھار لے کر نہ پڑھے گا۔ اپنی پستک مول لے کر پڑھیگا۔

(تیسرے) جگہ جگہ پر ہندی پاٹھ شالہ اور ہندی پُستکالیہ ستھاپت کرانے چاہئیں۔ اس انش (حصہ) میں انیہ سبھیہ دیشوں (دوسرے مہذب ملکوں) کی طرح پرواسی پستکالوں (سفری لائبریری) TRAVELLING LIBRARIES. سے بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں کے نواسیوں کے لئے بھی مانسک شکتیوں کے وکاس (ترقی) اس سے بڑھکر اور کوئی سادھن نہیں ہے۔

ایک بات اس سمبندھ میں بڑی ضروری ہے۔ آپ آریہ بھاشا کو اپنی راشٹر بھاشا بنانا چاہتے ہیں۔ اسی کے لئے آپ پریتن کر رہے ہیں۔ پرنتو میں شوک سے دیکھتا ہوں کہ اس وقت تک ادھک بل انگریزی پستکوں کے انوواد (ترجمہ) پر ہی دیا جا رہا ہے۔ آج تک ہندی میں کوئی اپور وکلپنا یکت مولک گرنتھ میں نے نہیں دیکھا۔ آریہ بھاشا ہی کیوں بھارت ورش کی کسی پرانتیہ بھاشا میں کوئی مولک وچار پورن گرنتھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارت ورش میں اس گری ہوئی پرنتو پراچین جاتی میں مول سدّھانتوں کے بچار کی شکتی ہی نہیں رہی۔ بھاگلپور آتے ہوئے میں مارگ (راستہ) میں لکھنؤ اترا تھا۔ وہاں شریمان سر جیمس میسٹن (ممالک متحدہ کے لاٹ صاحب) کے یہاں میری ڈاکٹر فشر مہاشہ سے بھینٹ (ملاقات) ہوئی۔ یہ بڑے پرسدھ شکشک اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیمبرج وشوودیالیہ (CAMBRIDGE UNIVIRSITY.)
وائس چانسلر VICE-CHANCELLOR ہیں بھارت ورش میں (PUBLIC
SERVICE COMMISSION). کے سبھاسد بن کر آئے ہوئے ہیں۔ انہوں
نے مجھے بتایا کہ اپنے جیون میں انہوں نے سینکڑوں بھارت واسی ودیارتھیوں کو
پڑھایا۔ ان کا انوبھو تھا کہ بھارتیہ ودیارتھی کٹھن سے کٹھن وشیہ پر بھی آنگل (انگریزی)
ودیارتھیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پرنتو سوتنتر وچار کی شکتی ان میں نہیں ہے۔ انہوں
نے مجھ سے اس کا کارن پوچھا۔ میں نے جواب میں کہا کہ اگر وہ میرے ساتھ گروکل چلیں
تو میں اس کا کارن دکھا سکوں گا۔ بتلانے سے کیا لابھ وہ کارن کیا ہے۔ کارن
یہ ہے کہ ہمارے دیش میں اس وقت

شکشا کا مادھیم ماتر بھاشا

نہیں ہے کیا اس ابھاگے دیش کے اترکت سبھیہ سنسار میں اور کوئی دیش
بھی ہے جہاں شکشا کا مادھیم ماتر بھاشا کے اترکت کوئی بدیشی بھاشا ہو۔ جب
ہمارے بالک پڑھتے انگریزی میں سوچتے انگریزی میں گنت (حساب) پدارتھ ودیا
سیکھتے بدیشی بھاشا میں تو ان کے اندر مولک وچار کی شکتی کیسے جیوت
رہ سکتی ہے۔ اگر کسی انگریزی وشوودیالیہ میں شکشا کا مادھیم فرنچ بھاشا
کو کرنے یا کسی جرمنی وشوودیالیہ میں شکشا کا مادھیم انگریزی کرنے کا پرستاو
پیش ہو تو اوس کو پاگل سمجھا جائے گا۔ پرنتو بھارت ورش ایک وچتر دیش ہے
جہاں ہندو بالکوں کے لئے شکشا کا مادھیم انگریزی بنانے والوں کو دیش ہتیشی
اور عقلمند سمجھا جاتا ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ جس بھاشا دوارا شکشا ہو گی۔
اوسی کی سبھیتا کے داس ودیارتھی بنیں گے۔ تب پیارے سجنو! اگر تمہاری سنتان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آچار وبیوہار تتھا بچار میں بدیشی بن جائے گی تو اپنی سودیشی کی گھوشنا کیا نِربھک نہ ہو جائے گی۔ پرنتو یہاں ایک بڑی بھاری رُکاوٹ بتلائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب ہندی میں شِکشا سمبندھی پستکیں نہیں ہیں تو اُسے شکشا کا مادھیم کیسے بنایا جاوے جب میں نے پرستاوت ہندو وشوودیالیہ کے ایک پردھان سنچالک کو بل پوروک کہا کہ ہندو وشوودیالیہ میں شکشا کا مادھیم انگریزی کا ہونا عجیب ہنسی کی بات ہوگی تو انہوں نے اپنی سمجھ میں ایک اکاٹیہ یکتی (ناقابل تردید دلیل) انہوں نے کہا مہاشہ پستکیں کہاں سے آویں گی۔ میں نے جواب دیا جب سوامی رام تیرتھ امریکہ میں اُترے تو اُن کے پاس کچھ دھن نہ تھا۔ جنگی والے نے 25 ڈالر (75 روپے) دیکھنے کو مانگے یہاں پچیس پھوٹی کوڑیاں بھی نہ تھیں۔ جنگی والے نے کہا آپ مست فقیر معلوم ہوتے ہو اس لئے میں تو پاس کر دوں گا۔ پرنتو اس لکشمی پوجک دیش میں بھوجن کہاں سے کروگے۔ شُدھا پنچ سوامی رام نے بڑے پریم بھرے شبدوں میں اُتر دیا پیارے تو مجھے کہلاوے گا۔ امریکن جنگی والا اس اتر سے چکت (حیران) ہو گیا۔ اور سچ مچ اُسی نے سوامی رام کو بھوجن دیا۔ پربہ مہاشہ۔ میں وہی اتر آپ کو دیتا ہوں پستکیں کہاں سے آویں گی۔ پستکیں آپ اُتپن کریں گے۔ سوامی رام تیرتھ کے اتر کا تو امریکن جنگی والے پر یہ پربھاؤ پڑا کہ اُس نے انہیں اُسی وقت بھوجن کرایا۔ پرنتو سمبھیہ گن میرے کرپالو بھائی پر میرے کتھن کا کچھ بھی پربھاؤ نہ پڑا نہیں تو کیا آج تک وہ ایک بھی شکشا سمبندھی پستک تیار نہ کرتے۔ گنت (حساب)۔ پدارتھ ودیا (سائنس)۔ اتہاس (تاریخ)۔ ارتھ شاستر (اکانومی) جوتش۔ درشن (فلاسفی) آدی کسی ملک اور زبان کی (ملکیت) سمپتی نہیں ہے۔ انگلش ساہتیہ کا نربھر تو نسندیہ انگل (انگریزی) بھاشا پر ہے۔ پرنتو ڈارون۔ ہکسلے۔ ٹنڈل۔ سپنسر آدی کے بچار انگلش بھاشا کے داس نہیں وہ سارے سنسار کی سمپتی ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گروکل میں اب تک انوواد (ترجمہ) روپ سے بھی شکشا سمبندھی بہت سی پستکیں آریہ بھاشا میں تیار ہو چکی ہیں۔ پراچین بھارت ورش کے اتہاس میں جہاں مولک آندولن ہو رہا ہے۔ اور اوس کا پرتھم بھاگ چھپ چکا ہے۔ وہاں گوروکل کے دیگر پروفیسروں نے رسائن۔ بھوتکی۔ بنسپتی۔ وودت وکاس واد سمپتی شاستر اور اتہاس آدی وشیک (مضامین) انیک پستکیں چھپوا کر ودرت (تصنیف) کردی ہیں۔

آریہ جاتی کے بھوشنوں اور بھارت ورش کے سپوتو! - آریہ سبھیتا کی رکشا کا پوتر کاریہ تم سب کو سونپا گیا ہے۔ جب تک پراچین آریوں کی سبھیتا کا پنر اُدھار نہ ہوگا تب تک بھارتیہ راشٹر کا نرمان اسمبھو ہے۔ اور پراچین آریہ سبھیتا کے پنر اُدھار کا ایک ماتر سادھن ماتر بھاشا ہی ہو سکتی ہے جس بھاشا دوارا منشیہ سوچتا ہے اوسی میں ورنت سبھیتا کا انوگامی بنتا ہے۔ یہ دیش اودار یہ اور شکشا کا آدرش رہا ہے۔

उदारचरितानां तु वसुधैव कुटुम्बकम् یہ ہی نہیں کہ یہاں
मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम् کا دیپک رہا
ہے۔ بلکہ نرناری۔ بال برِدھ ردِپی ویدک شکشا کو اپنے ہردئے پر انکت کئے رہے ہیں۔ تمہارا یہ اودار بھاؤ سنسکرت اور آریہ بھاشا کو گود میں پلنے سے ہی سورکشت رہ سکتا ہے

اٹھو رشی سنتان بہت سو چکے۔ دیوناگری لپی کا سارے دیش میں پرچار کر دو۔ آریہ بھاشا کو شکشا کا مادھیم بناؤ اور ماتر بھاشا کا تن من اور دھن سے اُدھار کرو۔ تب پھر سے ایک راشٹر کا نرمان ہوگا اور پنہ بردھ بھارت تندرست حالت کو پراپت ہو کر دیش دیشانتروں کے تپت ہردیوں کو اپنی شردھامئی شکشا سے شانت کرے گا تب آؤ ایک سور سے بولیں بردھ بھارت کی جے۔ ماتر بھاشا کی جے۔

पं० इन्द्र विद्यावाचस्पति स्मृति संग्रह

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیامِ شہید

یعنی

ایک صدی کے قریب اُن پُر اثر نظموں، اور دل ہلا دینے والی کوتیاؤں کا مجموعہ جو ورتمان شتابدی کے سب سے بڑے شہید دھرم شری سوامی شردھانند جی کی شان عظیم میں ہندوستان کے مشہور و معروف شاعروں نے اس سمے تک لکھی ہیں چھپکر تیار ہو گیا ہے۔ یہ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے جو مُردہ دلوں میں نئی روح پھونکنے کا اثر رکھتی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ علاوہ بریں سرورق پر ایک نہایت دلکش سہ رنگی تصویر دی گئی ہے اس قدر خوبیوں کے باوجود قیمت فی جلد محض ۱۲ر رکھی گئی ہے۔ شائقین کو مایوسی سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر آرڈر جلد بھیجنے چاہئیں۔

مینیجر شری شردھانند ساہتیہ سدن دہلی

CH 1973
Initial

...क क्रम... ११८१-११८४

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

८.५
१५
पुस्तकालय
पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय
हरिद्वार

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पुस्तकालय

गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय, हरिद्वार

वर्ग संख्या ८५/९५ .... आगत संख्या ३८०८६

पुस्तक-विवरण की तिथि नीचे अंकित है। इस तिथि सहित ३० वें दिन यह पुस्तक पुस्तकालय में वापिस आ जानी चाहिए। अन्यथा ५० पैसे प्रति दिन के हिसाब से विलम्ब-दण्ड लगेगा।

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी विश्वविद्यालय, हरिद्वार
कृपया पुस्तक के ऊपर कोई निशान आदि
न लगायें।

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri.

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri